

کھنکھل پندیر

ایا دکا رعبیہ

امید کہ فاطمہ فوہ دکش و غفید ثابت ہوگا

ملوے دل و انصافِ توبہ سے مطمئن فرمائیے
الغنا و اشتیاقِ ذوقِ سلیم محفوظ فاضل

ملنس رقعہ آحق برادر مخوم



سید محمد اسحاق صاحب مغموم

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۴۷	نظم برائے اجنبیوں سے پانتر دہم	۴۷	مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
۴۸	نظم برائے اجنبیوں سے پانتر دہم	۴۸	حمدا باری تعالیٰ عز اسمہ جل شانہ
۴۹	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۴۹	مسدس در حمد باری تعالیٰ
۵۰	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۵۰	رباعیات و قطعات در حمد باری تعالیٰ
۵۱	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۵۱	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
۵۲	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۵۲	قصیدہ در مدح رسول
۵۳	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۵۳	مرج ایضاً
۵۴	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۵۴	تضئین
۵۵	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۵۵	مسدس
۵۶	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۵۶	رباعیات و قطعات
۵۷	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۵۷	مرج خلیفہ اول
۵۸	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۵۸	مرج سبط رسول
۵۹	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۵۹	سلام بروح سید الشہداء امام حسین
۶۰	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۶۰	مرج سلطان الانبیاء و المرسلین
۶۱	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۶۱	سلام
۶۲	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۶۲	مسدس
۶۳	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۶۳	کلام فارسی
۶۴	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۶۴	مسدس شریعہ خیر مقدم علی جناح بستانوٹی وی جعفری آفریدی
۶۵	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۶۵	قطعات تاریخ فارسی
۶۶	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۶۶	کلام حسن و عشق
۶۷	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۶۷	نظم نومی
۶۸	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۶۸	مناجات
۶۹	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۶۹	مناجات بدرگاہ علامہ برحق و فیروز نوری فکر اسلام در مکر سلطنت عثمانیہ
۷۰	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۷۰	مسدس فساد قدونیہ و دعا برائے خلیفۃ المسلمین
۷۱	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۷۱	محاسن سہروردی
۷۲	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۷۲	مسدس برائے انجمن مونسۃ المعذوزین مدراس
۷۳	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۷۳	مسدس برائے جلسہ سالانہ مدرسہ عثمانیہ میلاد مدراس
۷۴	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۷۴	مسدس حبش جاری بریل
۷۵	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۷۵	مسدس در فوائد اتفاق
۷۶	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۷۶	مسدس در فہم کلامہ و درجہ جلال لدین شاہ صفا
۷۷	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۷۷	مسدس برائے جلسہ خلافت بہ ہنگام ترک موالات
۷۸	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۷۸	مسدس بہ خدمت سید یعقوب حسن صاحب
۷۹	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۷۹	نظم برائے اجلاس ہم ہندوۃ اعلیٰ و بقیام مدراس
۸۰	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۸۰	
۸۱	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۸۱	
۸۲	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۸۲	
۸۳	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۸۳	
۸۴	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۸۴	
۸۵	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۸۵	
۸۶	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۸۶	
۸۷	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۸۷	
۸۸	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۸۸	
۸۹	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۸۹	
۹۰	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۹۰	
۹۱	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۹۱	
۹۲	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۹۲	
۹۳	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۹۳	
۹۴	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۹۴	
۹۵	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۹۵	
۹۶	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۹۶	
۹۷	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۹۷	
۹۸	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۹۸	
۹۹	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۹۹	
۱۰۰	نظم برائے دستار بندی کے لئے دعا	۱۰۰	

صحت نامہ کلیات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۵	تاریانہ	تاریانہ	۵۸	۱۹	سرور	مسدود
۹	۱۰	ہوتا	ہوتی	۶۶	۲۱	ہو گیا	ہو گیا
"	۲	لنگاہ شوق	جمال یار	۷۴	۲	ورد دل	درد دل
"	۷	اطمینان کا	اطمینان	۷۸	۱	چشم کی راد	چشم کی رد
"	"	چڑھ جائے	چڑھ جاتا	۸۴	۲۰	کہ خانی	کہ خانی
۱۰	۱۲	دم فرقت میں	دم فرقت تو	"	۱	ہے تجھ کو حشر میں اک شاہ	بھے تو حشر میں ہے شاہ
۱۳	۱۷	قبائے	قبائے	"	"	انبیاء سے غرض	انبیاء سے غرض
۱۶	۵	غیروں کا	اور سب کا	۹۰	۱۰	ہوئے کہیں	ہوئے کہیں
۲۵	"	کب تک ہوگا	کیا جانے ہوکب	۹۱	۲۱	جھوٹوں سے	جھوٹوں سے
۳۲	۱۱	حق	حق	۹۸	۹	عدم	عدم
"	۱۹	بنیوا	بنیوا	۱۱۴	۹	غم و دہر	غم و دہر
۳۴	۱۳	نہ گم ہو جائے خط اس سے	یہ اندیشہ ہے گم ہو جاتا ہے	۱۳۷	۹	ہو نمایاں	ہو نمایاں
"	"	نہ خط کے اڑ سکیں پرے	اگر اس کے پرے بھی	۱۴۲	۲۱	کلمہ طیب	کلمہ طیب
۴۰	۸	بیچارہ میں ہوں	بیچارہ ہوں	۱۴۷	۲۱	ذرا احمد	ذرا احمد
"	"	میں بندہ ہوں تیرا	بندہ ہوں تیرا اور تو	۱۵۳	۱۹	ستدراہ	ستدراہ
"	"	ہے بندہ نواز	ہے بندہ نواز	۱۵۴	۹	یا شان خدا	یا شان خدا
۴۵	۱	درد و سلام	درد و سلام	"	۲۱	اب عمر	اب عمر
۴۶	۱۶	یا تاب و توان کا	یا تاب و توان کا	۱۶۵	۱	منفرت	منفرت
۵۰	۴	نراز	نراز	۱۶۸	۱۲	اوڑھ کے	اوڑھ کے
"	۱۰	رضواں ہو گیا	نازناں ہو گیا	۱۷۵	۶	کہ جب تک	کہ جب تک
۵۱	۱۹	زار زار ہوتا	زار زار ہوتا	۲۰۲	۲	مرے	مرے
۵۷	۲	اعتنا ب	اعتنا ب	۲۰۵	۳	مبس	مبس
"	"			"	"	سلام	سلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۵	۱۸	کدام	کدام	۳۱۵	۹	جانبستان	جانبستان
۳۱۸	۱۸	نادانی	نادانی	۳۱۵	۲	برباد بھی	برباد بھی
۳۲۴	۶	زدل منوم	ازدل منوم	۳۱۵	۹	پناہ و مظلوم	پناہ و مظلوم
۳۳۰	۱۸	رٹائی	رسائی	۳۲۶	۱۳	چین چن کے	اب چن کے
۳۳۲	۶	رائیگاں غم ہوئی	رائیگاں غم ہوئی	۳۶۸	۲	ہے دنیا منوم کی	ہے دنیا منوم کی
۳۳۴	۱۶	جل کے مرگئے مدھی	جل کے مرگئے مدھی	۳۷۸	۱۰	عبداللہ اور صاحب	عبداللہ اور صاحب
				۳۸۹	۱۰	اوامر و نوامی ذکر ہے	اوامر و نوامی کا ذکر ہے
				۳۹۱	۱۱	شعر	شعر
				۳۹۴	۲	کوا کے	کوا کے
۳۰		پوشیدہ ہوا خون جو	پیوستہ ہوا خون جو	۳۹۸	۹	دام المرض	دام المرض
۳۳۸	۱	تیرے	تیرے	۴۰۴	۱۴	دونوں سے	دونوں سے
		تیرے	تیرے			دنیا طلب	دنیا طلب
۳۳۹	۱۵	کہ لحد سے اٹکے آتی دیوں	کہ لحد سے آتی ہے یہ صدا	۴۰۸	۲	خورد	خورد
۳۵۳	۲۱	وہ ادھر	یہ ادھر	۴۱۰	۵	نہ ساز و با تو	نہ ساز و با تو
۳۶۱	۱۰	چرچا	چرکا			احباب	احباب
۳۶۹	۱۵	قرنت	فرقت	۴۱۱	۴	خدمت خلق	خدمت خلق
۳۷۵	۲۱	وہ فوراً	جو فوراً	۴۱۴	۴	ذوق و جدائی	ذوق و جدائی
۳۸۸	۱۳	بوز	بوز			ذوق و جدائی	ذوق و جدائی
۳۰۰	۹	شمشیر	شمشیر	۴۱۸	۱۱	چین نہیں دینا	چین نہیں دیتی
۳۰۳	۲	خرانی	خرانی	۴۲۱	۱	کھینچتے ہیں	کھینچتے ہیں
۳۰۵	۱۶	طرب و دہر	طرب و دہر	۴۲۲	۱۳	نکلی کر	نکلی کر
۳۰۸	۱۵	کھلونی	کھونی	۴۲۰	۲۰	مرغزل	مرغزل
۳۱۲	۵	مستی میں طبع کی	مستی میں بھی طبع کی	۴۲۶	۱۹	مجموعہ یہ	یہ مجموعہ
۳۱۵	۶	پسن	پس				

سہرا نکہ زاد بنا چارباہ شہر نوشید ز جام دہری کل من علیہا فان

واقعی دنیا کا کاروبار ہی تغیر پذیر ہے۔ اس کی جو چیز ہے فانی ہے اس کی دل بستگی عارضی ہے اور اس کی نمائش فرضی ہے۔ آسے دن ایک نہ اک ساتھ جاں گذارو و نما ہو تا ہی رہتا ہے۔ لیکن ہمیں روزِ اُتو اس بات کا ہے کہ پردہ دنیا سے وہ کار آمدہرستیں محفوظ رہیں۔ یاد رہی ہیں جن کا وجود اہل دنیا کو نعمت غیر مترقبہ تصور ہے۔ انقلاب دہرے ایسی ایسی نادرو صورتیں ہم سے روپوش ہو گئیں کہ جن کا نذیر یا نعم البذل ملنا محال ہے اور یہ ان گناں قدر ہستیوں کی فیضانِ صحت سے محروم ہونا پڑا کہ جن کا اظہارِ اسف و احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ مثلاً حضرت امیرِ دواغ و اکبر وغیرہ کسی فرد بشر میں وہ قابلیت یا جدت و سلاست اگر ہیں و کھلائی دے تو بے ساختہ ہماری زبان سے نکلے گی یہ سہرا امیرِ دواغ و اکبر ہے۔

اہلِ بصیرت اگر غور کریں تو اس کی کہہ کو پاسکتے ہیں۔ ابھی ہم لسانِ العصر حضرت اکبر کا جی بھر کے ماتم کرنے بھی نہ پائے تھے کہ اتفاقاً زمانہ سے اک ایسی خبر و حشت خیز سٹی پڑی کہ جس کے دم کرنے سے زبانِ قلم عاجز ہے یعنی اطلاع ملی کہ جنوبی مندر کی وہ مایہ ناز ہستی جس کا وجود قابلِ فخر اہلِ مدراس تھا جس کے فیضانِ علم و حسنِ کلام کا نہ صرف شہر مدراس بلکہ شہرِ شمالی ہند بھی مضربِ شہادت تھا ہم یہ چھن گئی اور ہمیشہ کے لئے ہیں آپ کے قیمتی پند و نصائح کے استفادہ سے محروم رہنا پڑا۔ ابہ الفاظ دیگر گمانہ آفاق مدارجِ رسولِ ثقلین استاذِ ذوالِ ناسیئہ محمد اسماعیل صاحبِ مخموم تاریخ ۳۱ اگست ۱۹۷۲ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ بروز شنبہ رات کے دس بجے اس دیندہ فانی سے عالمِ مافی کی طرف انتقال فرما گئے۔ انا اللہ را جعون۔ حیف نہ اکبر کہ صد بار حیف۔

دوسرے دن ان کے مبارک قابِ لہرِ غام کی کوادر گیتی کے سپرد کر کے اس سچے عاشقِ رسول کی لودیرِ آئینہ سارے ہوئے بادلِ محزون ٹوٹ آئے۔ عارفی اگر بہرِ گریہ میسر شدے وصال ۶ صد سال می تو ان بہ تمنّا گزرتن۔ نور اللہ ضریحہ وجعل الجنة مثواہ۔

آپ کی ذاتِ محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کی شخصیت شہر مدراس میں نہایت وسیع تھی اور شعر و سخن میں آپ ایک ممتاز اور مدح گو شاعر کی حیثیت رکھتے تھے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کبھی میں جماعت کے ایک ممتاز رکن تھے نہایت طبعِ فطیحا اور حدودِ درجہ کے محکماتِ مزاج تھے سادگی پسند تھے ظاہری نمائش سے تا آخرِ عمر آپ کو تعظیمِ رہا ہمیشہ آپ کا طبعِ نظر مرعبانِ مریح اور مسلکِ صلح کل رہا ہر کس و ناکس کی تواضع کیا کرتے تھے اور آپ کے بشرہ سے ہمیشہ اتنا روبرو و خوش مترشح تھے علیٰ ہذا القیاس آپ کا پاکیزہ و لطیف کلام بھی اظہارِ ستائش سے مستغنی ہے

بمصدق عیاں راہ حاجت بیاں کیونکہ آپ کی حیات ہی میں آپ کے مسئلہ سخن کی کافی سے زیادہ شہرت ہو چکی تھی اور دنیا جانتی تھی کہ واقعی آپ ایک نغمہ گو شاعر ہیں۔ آپ کے ضمیر مہر میر پر والے رسول انقلاب کی وہ وہ ضیاء ہوئیں کہ بیدار شاید شدہ شدہ بھجوائے۔ جی تراود چہ کلمہ آنچہ درآوند دل بست آپ کے ہر ایک شعر میں اس کی ہر ایک دکھائی دینے لگی چنانچہ ایک شعر میں اپنے مشاہدات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شعر۔ دل نہ دیکھی جو حقیقت نہ نہیں لکھوں کو نصیب نہ اس کو انوار بصر اس کو نظر کتے ہیں۔ جب ولولہ شوق نے دل میں چگی کی تو بے ادب اس الفاظ اپنی تئناؤں کا اظہار کیا ہے۔ شعر۔ شہیدانِ محبت منتظرِ مغموم بیٹھے ہیں نہ انہیں کی دل دہی کو اب روانہ ہم بھی ہوتے ہیں اور کہیں اپنی اضطرابی حالات یوں واضح کیاتے۔ شعر۔ ہے اضطرابی جوش جنوں کا یہ کینا کہ طرفِ دل سے ذرا خون کو اچھنے دو۔ اور ایک شعر میں اپنی افزائے وحشت کا کیا خوب خاکہ کھینچا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ منہ میں ہے مغمومِ حریف بے تابِ نبی کی فرقت میں نہ روح ہوا بآواز آدہ کی چوڑ کے ان جنجالوں کو۔ تحریرِ جناب اسحاق سیٹھ صاحبِ موم کے متعلق اپنی یادداشت بیان کرتے ہوئے اس بات کا بھی تذکرہ کرتے ہیں کہ جب بچے جسدِ خاکی کا تابوت گورستان کی طرف لئے جا رہے تھے تو باوجود آپ کی جسامت کے بھی گراں بار نہ تھا آپ کا تابوت بعینہ اس شعر کے مصداق تھا جو آپ نے اپنی بیہوشی افکشافات سے متاثر ہو کر قلمبند کیا تھا۔ شعر۔ دنیا میں مثل گل ہے اور بعدِ مرگ ہم نہ یاروں کے دوش پر نہیں نہ بنگر گراں رہے نہ اور ایک جگہ یہ جہاں نصیب عاشقِ رسول بے ادب اس الفاظ اپنی مجوری کا نقشہ کھینچا ہے۔ شعر۔ گھل گھل گھل کے عشقِ سرور عالم میں شمعِ سناں نہ مغموم ہو گیا ہے اجل کا شکارِ راج۔ آپ بے عارضہ تپِ صرفِ تین دن فریشتہ رہے اور جب پیامِ وصال آیا تو آپ کے بڑا اسحاق سیٹھ صاحب اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ بالکل ساکت تھے لیکن آپ کے لب متحرک تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کچھ دردِ زبان ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کی حالت بعینہ اس شعر کے رہی ہو جو آپ نے وفور شوق میں تحریر فرمایا ہے اور کیا خوب فرمایا ہے۔ شعر۔ بے خود ہوں مگر نامِ نبی لب پہ ہے جاری نہ میں نزع کی حالت میں بھی غافل نہیں ہوتا۔ آپ کے برادر عزیز یہ بھی کہتے ہیں کہ جس وقت آپ پر حالتِ نزع طاری ہوئی تو آپ کا چہرہ بالکل بشاش تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی طالب اپنے مطلوب کے نویدِ وصل سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ کیوں نہ ہو بمصدق اس شعر کے۔ آیا پیامِ مرگ تو گویا ملی نویدِ وفاتِ سرورِ دل کا مرے جوش ہو گیا۔ باوجود آپ فارغ البال ہونیکے بھی اس سے کچھ لطف اندوز ہونے کے بلکہ اپنی طلبِ صاوق کی بے ادب اس الفاظ کا خوب ترجمانی کی ہے شعر۔ چینِ غم اندوز ہے فانی خوشی نہ سوزِ محبت کا طلبگار ہوں۔ آپ کی یقینی توقعِ نجات کو بطور پیشین گوئی کے اس شعر سے نامید ہوتی ہے شعر۔ نجاتِ حشر میں مغموم کی یقینی ہے نہ خدا کو علم ہے یہ وہ ہے معِ خوانِ رسول۔ یہ طالبِ صادق اس دنیا کے فانی اور اس کی نمایاںوں سے اکتا کر ایک شعر میں اپنی بے ادب کا اظہار کیا ہے۔ شعر۔

کہ وہ اب عزم لے منہم ملک جاودانی کا لہ نظر فروز کوئی شئی نہیں دنیا کے ساماں میں۔

بمصدق۔ بہ پایاں آمدیں دفتر حکایت بچیاں باقی لہ کہاں تک تحریر ہو سکے جن کو آپ کے عشق صادق کا صحیح اندازہ کرنا ہو آپ کے دیوان عرف کلیات منہم سے بخوبی کر سکتے ہیں۔ آپ کی کلیات کیا ہے گویا عشق نبی کا ایک موقع ہے جس میں گوناگوں طریقہ کے رنگ بھرے گئے ہیں اور آپ کا دیوان بمصدق اس شعر کے ہے۔ زفر قہر بیاں ہر کجا کہ فی گم ہر کشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست۔ اب آپ کی جدت طبع کے ثبوت میں صرف یہ دو شعر ہیہ ناظرین کے جاتے ہیں ارباب نظرقیاس کر سکتے ہیں کہ آپ کی طبیعت میں کس درجہ بلند پروازی کا مادہ تھا چنانچہ ایک شعر میں اپنی تمناؤں کا اظہار بہ ایں صورت کیا ہے۔ شیرب میں ہے مرغ جاں کی پرواز لہ طوبی یہ ہے قصداً شیاں کا۔ اور ایک شعر میں اپنی آمد و شد کی توضیح یوں کی گئی ہے۔ شعر خوشید کی طرح ہوئے تاباں نہ سایہ کی طرح گذر گئے ہم۔ اک اور جگہ اپنی موت کے متعلق یوں پیشینگوئی کی گئی ہے۔ شعر مرنے سے ہی حیات جاوید لہ وہ کام جہاں میں کر گئے ہم۔

غرض انہوں نے اس بات کا ہے کہ مصنف مرحوم اپنی حیات اپنی تمام عمر کی کاوش کا نتیجہ جو دیوان کی شکل اختیار کر چکا تھا اپنے احباب اور ملائذہ میں تقسیم کرنے کی خوشی سے لطف اندوز ہونے کے حالانکہ آپ کی زیست میں آپ کی کلیات زیور طبع سے مزین ہو چکی تھی لیکن جلد بندی کا کام باقی تھا کہ آپ اس آخری تمنا کو لے ہوئے راہی ملک بقا ہو گئے۔

اس مانعہ روح فرسا کے ظہور میں آنے کی وجہ اس کام کو یوں ہی معطل کر دینا پڑا جب آپ کی فاتحہ چلمت فراغت ہوئی تو آپ کے برادر اصغر علی جناب سیٹھ محمد اسحق صاحب نے اس کی تکمیل کی ذمہ داری لی لیکن زمانہ کی اذیتا و کچھ ایسی پڑی کہ مجبوراً آپ کا خیال اس طرف سے منتشر ہو گیا اور کچھ زمانہ علالت کی نذر ہو گیا۔ متواتر کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے کہ عرصہ دراز تک تکمیل کا رملتوی رہا لیکن اب جب کہ کیسوی حاصل ہوئی تو اس یادگار یے بہا کے بقیہ امورات کی تکمیل کے عزم مصمم کے ساتھ ہی یہ بات بھی ضروری معلوم ہوئی کہ جن حضرات کو اب تک مصنف مرحوم کے وصال کی خبر نہوی ہو انہیں بھی اس کی خبر ہو جائے اور یہ خبر بطور ضمیمہ طبع کر کے کلیات منہم کے ساتھ شامل کر دی جائے تاکہ جن حضرات کو مصنف مرحوم کی کاوش جگرتے کچھ بھی حظ محسوس ہو وہ مرحوم کو دعائے خیر سے یاد کر لیا کریں۔ خدا اس سچے عاشق رسول کو غریق رحمت کرے۔ آمین

مکرمی جناب سیٹھ محمد اسحاق صاحب نے اس خدمت کے سرانجام دینے کے لئے مرحوم کے اس قدیم نیاز مند کو منتخب کیا۔ استاذنا حضرت منہم رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیات جیسے شفقت بزرگانہ کا برتاؤ کیا کرتے تھے ویسے ہی یہ بھی ملحق و مروت بدر نظر رکھتے ہیں۔

(فکا سائتھر) محمد عبدالستار مشیر (دیوبند)
یکے از کش برداران حضرت منہم رحمۃ اللہ علیہ

۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء

قطعات تاریخ وفات

قطعة تاریخ منہ گرامی نامہ از جناب مولینا رضا علی صاحب وحشت کلکتہ
کلکتہ

۲-۱-۲۰ دکتا اسٹریٹ

۲۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء

محترمی! تسلیم!!

آپ کے انجی بزرگوار اور اپنے مخدوم عالی وقار حضرت سیٹھ محمد اسماعیل منہوم کی وفات حسرت آیات کا حال دریافت کر کے بے حد افسوس ہوا۔

خدا ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آپ کو اور دیگر قارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ایک قطعہ تاریخ پیش کرتا ہوں

ہوئی جنس و فاعالم سے معدوم	ہوئے دنیا سے جب منہوم راہی
پس از رحلت ہوئے مغفور و مرحوم	بڑے تھے نیک نیت نیک باطن
انہیں اس فن کی تھی بہات معلوم	سخندان و سخن فہم و سخن سنج

ہوئی تاریخ کی جب فکر وحشت

کہا ہا تف نے نیک اعمال منہوم

تاریخ منہوم

از محمد عبدالستار مشیر ویلوری تلمیذ حضرت منہوم علیہ الرحمہ

زیں جہاں رخت سفر افسوس بست	حضرت منہوم ما استاد عصر
رفت و بزم شاعری بے نور گشت	ساقی می خانہ شعر و سخن
بد کہ از دنیا رہ غیبی گرفت	بست و پنجم از ربیع الاولیس
سینہ سوزاں دل کہ پر از داغ ہست	عالمی و برج ہجرش بے قرار

سال رحلت ز و رقم ملک مشیر

حیف منہوم علو پایہ۔ برقت

۱۳۴۰ھ

معرفت حقیقی

(کتاب چھپنے کے بعد کا طبعزد کلام)

تو ہر دم نور عرفاں سے منور ہو یہ کاشانہ
کہ چشم بے بصر سے ہے نہاں الفت کا خزانہ
کہ نشان ممکنیت باقی ہے اور رنگستانہ
بجز اس کے نہ چھل ہو سکے عرفاں کا مینانہ
نہیں ممکن کسی اس راہ سے اقف ہو بیگانہ
بھڑکتا آتش الفت میں ہے دل کا نہاں خانہ
ہماری کائنات زندگی کا ہے یہ افسانہ
وہ کہتے ہیں مجھے سوداؤں و مجنون دیوانہ

شراب معرفت سے دل کا ہو پیر بن جائیہ
خودی کا گر حجاب اٹھے تو راز دل عیاں ہو جائیہ
مٹی الفت سے کیوں بکے جو ظرف اچھا ہوا نہاں کا
دل شیدا ہے ہر پیر مدہوشی کے عالم میں
طریق عشق میں ہر قدم پر پوتی ہے لکڑی
ہوائے عشق سے اس میں ضیاء بخشی کا عالم ہے
کوئی دم عالم ہستی میں ٹہرے او چل نکلے
نہ جن سے ہو سکی دشت جنوں کی جادہ پائی

نہو گر سوز دل منہم محرومی ہے قسمت سے

کہ جل کر منزل مقصود تک پہنچا ہے پروانہ

بشر کو کیا نظر آئے اگر ہو بے بصری
ہو قید جسم سے لیکن ہے شرط روح بری
کہ اس میں درد محبت کی چاشنی ہے بری
ہو صید دام محبت ہے طینت بشری
کہ ذکر یا میں پاتے ہیں راحت سحری
دام فکر علایق ہے ایک درد دوسری
ہے درد دل کی علامت جو آنکھ میں ہو تیری
نہیں ہے تاب نفاں آہ میں ہے بے اتھری
تو اپڑے اپنے سے ہو جو بے بصری
جو چاہتے ہیں مرے جرم کی ہو پردہ دری
جگر سے درد اٹھے دل کی ہو جو چارہ گری
یہی ہے ہمت مردانہ اور بے جگری
اگر ہے کچھ توشیت کی ہے یہ راہ بری
ہے یاد میں دل گم گشتہ کے یہ نوحہ گری

اسی کے حسن کی ہے شش جہت میں جلوہ گری
دام جلوہ خود ہیں سے بہرہ ور ہو نظر
بہار زندگی جاوداں ہے دل پیرا
نظر میں حسن ازل کی ہے جلوہ آرائی
بوقت صبح فو اسخ ہو رہے ہیں طیور
اسی کی یاد رہے اور گوشہ عزلت
یہی تو باعث افشاء راز ہوتا ہے
ہوس نے درد کا سرمایہ کو دیا برباد
وجود قطرہ کہاں مل گیا جو دریا میں
وہ دیکھیں غور سے شان اس کے جوہ پوشی کی
ہے لطف سو و طیش میں عبث ہر فکر علاج
پتنگ کو ہے طیش بہر سوز قابل ید
نہیں ہے حسن عل اور نہ شان خود داری
عبث نہیں ہے یہ زاری عبث نہیں فریاد

ہر ایک رنگ میں منہم ہے تصور اس کا
جو ذوق دل ہے حاصل ہے وسعت نظری



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعت شہ دیں میں ہے قاصر ہاں
آل پہ اصحاب پہ بھی جاوداں

حمد الہی کی ہے طاقت کہاں
روح پیغمبر پہ درود و سلام

ارباب علم و فن و دلدادگان سخن کی خدمات میں خاکسار خوشہ چین ارباب
علوم محمد ^{سید} اعیان مغموم عرض پرداز ہے چونکہ عہد طفولیت سے مجھے شعور سخن کا شوق
و امنگیہ ہوا لہذا میں نے اپنی بساط کے مطابق کچھ کچھ لکھنا شروع کیا یہاں تک کہ
مشق سخن بچہ ہوتی گئی۔ اخبارات اور رسالجات میں اپنا ناچیز کلام شائع کرتا رہا تاہم
کی ابتدا فرضی عشق سے ہوئی خیالی معشوق کے فراق میں کوہ دیبا بان کی خاک چھانی زمین و
آسمان کے قلابے ملائے اور اپنا اعمال نامہ خوب سیاہ کیا۔ یہاں تک کہ شباب کے دھلنے کے
ساتھ عہد شباب کی سرستیاں کم ہونے لگیں اور عمر گزشتہ کی سیاہ کاریوں پر تاسف خیز
نکھڑے لگی۔ ہجوم غم سے طبیعت یحییٰ بنا کرتی تھی اسی اوجھڑ میں تھا کہ عمر گزشتہ
کی تلخی کو نہ کھائے۔ عین اس حالت میں میرے ہمدرد رفیق جناب حاجی خطیب
شاہ صاحب آدشاہ مرحوم نے جن کی عنایت کا میں نہایت شکر گزار ہوں طبیعت
میں ایک تحریک برپا کی جس سے میرا دلگیا ہوا اضمحلال ویران سلاستی کی راہ پر

گامزن ہوا۔ انہوں نے لگشتگی ضلالت سے مجھے نجات بخشی، چونکہ مجھے ہر روز ان سے
 نیاز حاصل ہوتا تھا ایک روز انہوں نے نہایت رقت قلب سے کہا کہ فرضی عشق کے کچھ
 میں ہنسنے اپنی عمر برباد کر دی اور موئے سپید نے آپ کو اور مجھ کو اجل کا پیام پہنچا دیا۔
 کب تک اس گمراہی میں پڑے رہینگے؟ ایک روز خدا کو سندھ دکھانا ہے۔ میں آج سے تائب
 ہوں اور اپنا قلم حمد اور نعت کے لئے وقف کرتا ہوں آپ بھی میرا ساتھ دیں تو مناسب
 ہے۔ انکے اس دردناک بیان سے طبیعت نہایت متاثر ہوئی گویا کہ ہم غیبی مجھے خوا
 غفلت سے بیدار کیا اور یاوری بخت نے ساتھ دیا میں نے کہا بسم اللہ، اس دن
 ہم دونوں نے خیالی معشوق کو طلاق دیدی۔ حمد و نعت اور نضائے میں طبیعت کو جولا
 کیا۔ مگر اپنا کلام طبع کر نیکا مجھے کچھ خیال نہ آیا نہ کبھی کلام کو ایک جافر اہم کر نیکا تھیک کیا۔
 اور اق کلام کبھی ادھر کبھی ادھر ڈال دیا کرتا تھا جسکی وجہ سے بہت سا کلام تلف ہو گیا
 ہر چند احباب ساہا سال سے بچد تھے کہ میں کلام شائع کراؤں، لیکن مجھے یہ سہرا کہ جن
 لوگوں کی نظر سے اساتذہ کا کلام گزرا ہے۔ انکو اس سے کیا دلچسپی ہوگی بہتر ہے کہ
 اسے منظر عام پر نہ لایا جائے اگرچہ بعض احباب چیدہ چیدہ اشعار نقل کر لیا کرتے
 تھے اور اکثر قومی جلسوں میں بھی نظم پڑھا کرتا تھا جسکو لوگ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا
 کرتے تھے اور دلچسپی لیا کرتے تھے مگر کلام طبع کرنے پر میں کبھی راضی نہ ہوا۔ دس بارہ
 سال ہوئے کہ اپنے اشعار فراہم کرنے پر آمادہ ہوا۔ متفرق کاغذات جو ساہا سال سے
 منتشر پئے ہوئے تھے اور جب قدر محفوظ رہ گئے وہ درج بیاض کئے گئے اور پھر جو کچھ لکھا
 جاتا تھا وہ بھی یوں ہی کاغذوں پر بٹا رہتا تھا سال دو سال میں ایک بار جو کچھ کاغذات
 دستیاب ہوتے تھے درج بیاض کئے جاتے۔ اب کہ میری عمر کے شتر سال پورے ہو گئے
 اور دنیا کو خیر باد کہنے کے لئے پابریاب ہوں میرے عزم میں تبدیلی واضح ہوئی اور
 لہذا کلام شائع کرنے کا خیال پیدا ہوا اسلئے کہ میرا نام سیاہ کاغذ میں صرف ہوں

میر حسن علی اگر کچھ ہے تو یہی حمد و نعت کا ذخیرہ ہے۔ اگر میر اکلام شائع ہو جائے تو شاید کوئی بندہ خدا اس کے مطالعہ سے مستفید ہو کر دعائے خیر سے یاد کرے تاکہ میری مغفرت کا سامان ہو جائے۔ یہی باعث تھا کہ میں اسکی اشاعت کے لئے آمادہ ہو گیا۔ تاہم جو نیسے پہلے جو کچھ عشقیہ کلام محفوظ رہ گیا تھا وہ بھی ساتھ ساتھ شائع کر دیا گیا۔ دعا ہے کہ خداوند کریم میرے ناچیز کلام کو مقبولیت عطا کرے۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ مجھے دعائے خیر سے محروم نہ کریں۔ کلام تشریح مختلف رسائل میں شائع ہوا کرتا تھا اس میں سے جو کچھ محفوظ رہ گیا وہ بھی ساتھ ہی طبع کر دیا گیا۔

خاکسار
مغموم

مدرا اس
۱۲۔ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یا رب! مقصود بنیاد سے
غفار و رحیم، نام تیرا
ہے فرو عمل میں سب تباہی
طاعت میں مری ریا کہے رنگ
محرم ہوں، اور پُر خطا ہوں
جز تیرے میں کسے در پہ جاؤں
مشکل سے مصیبت و بلا سے
تو! چارہ دل ہے میں دل فگار
نفس و شیطان نے کر دیا خوار
عاصی ہوں مگر ہوں تیرا بندہ
یہ میری ندامت اور توبہ ہے
ہو فضل ترا تو کام آساں
عیبوں کو میرے ڈھانپ مولا
گر قہر ہو تیرا تا ریا نہ
مخلت کی تری نگاہ طالب
ہے چشم کرم تو دید میری
ہر ایک کا ایک مدعا ہے
الفت تری، میرا مدعا ہو
توحید کا ہوں میں تیری قائل

شانِ رحمت تری دکھا دے
بندوں پہ کرم ہے عام تیرا
کس درجہ ہے میری رو سیاہی
سجدہ جو کروں زمین کو ہونگ
حد درجہ قابل سزا ہوں
دردِ دل کس کو جانناؤں
جز تیرے ہے کون جو اماں ہے؟
تو! بندہ نوازا، میں خطا کار
جز تیرے ہو کون اب مددگار؟
درگاہ پہ تیری، سر فلکندہ
رحمت تیری بہانہ جو ہے
ہو لطف ترا تو دل ہوشاواں
ستارِ عیوب نام تیرا
دو زخ ہے یقین مرا ٹھکانہ
رحمت تیری غضب پہ غالب
بخشش تیری، امید میری
ہر ایک کا ایک آسرا ہے
ظلِ رحمت کا آسرا ہو
بس عفو گناہ کا ہوں سائل

بھلے کلمہ کے ساتھ یہ جاں
 یارب بطفیل شاہِ لولاک
 صدیق و عمر، علی و عثمانؓ
 دل مائل بخشش و عطا ہے
 یارب! بطفیل آل احمد
 غوث الثقلین کی دہائی
 ایمان کے ساتھ اب اٹھالے
 طوفانِ شرک کو اٹھالے
 وارث جو حجاز کی زمیں کے
 ہے ظلم و ستم کی کچھ نہ غایت
 یہ عہدی کا مزہ چکھا دے
 نابود ہو انقلاب و وراں
 افضال سے غمزدوں کو کرشاد
 مظلوم کی آہ کو رسا کر
 مسلم کی ہو دفع تنگدستی
 پہونچا دے خیر سے گھروں کو
 بیواؤں کا تو گھر بسا دے
 بندوں کی حاجتیں روا کر

محفوظ ہو نزع میں بھی ایماں
 عصیاں کو مرے جلا کے کر خاک
 صدقہ سے ہوائے شکل آساں
 زہرا خاتون کا واسطہ ہے
 آئی ہوئی سب بلا کو کر رد
 کونین میں میری کر بھلائی
 رسوائی سے حشر میں بچالے
 کشتی اسلام کی بچالے
 نزع میں ہیں دشمنانِ دیں کے
 مجروح ہوئی ہے اب خلافت
 شانِ عظمت انھیں دکھائیے
 خرسند ہوں ساگر اہل ایماں
 احرار کو قید سے کر آزاد
 مقبول تو اسکی التجا کر
 بیمار کو بخش تندرستی
 بحر و بر کے مسافروں کو
 محتاج و یتیم کو جزا دے
 مقروض کو قرض سے رها کر

مغموم کو لطف میں بسا دے
 داریں میں سرخرو بنائے

۶ حمدِ باری تعالیٰ عز اسمہ وجلّ شانہ

رقت سے سہرے عجز خمیدہ ہے قلم کا
معبود وہ عالم کا ہے سبجو صنم کا
کسریٰ کا نشان ہے نہ پتہ قیصر و جم کا
گسترہ ہے کیا خوان تری و لطفِ کرم کا
بیجا نہیں دعویٰ جو کروں سیرام کا
مقا نہیں فسوس نشان نقش قدم کا
الفت میں تھا جوش نہ طوفانِ اہل کا
جو اشک کہ فرقت میں گرا دیدہ نم کا

یار ہے کہاں حمد الہی کے رقم کا
مقصود ہے مطلوب ہے جو دیر و حرم کا
کسکو ہے بقاء و ہریش شاہی ہے ای
یاں لغت وافر ہے وہاں کوثر و نسیم
قرہ و کس نظر ہے مرے گوشہ دلیں
گم ہو گئے جو راہ طلب میں تری و نکلے
بتیابی سے آنکھوں نے کیا راز کو افشا
انوارِ محبت سے بنا نقشِ ہوا شد

ظلمت ہوئی نابودِ مٹا زنگ کہ ورت
داغِ دل معموم ترے عشق میں چمکا

گزر کب ہو سکا وہم و گماں کا
ذریعہ ہے کہاں جاں کی اماں کا
نشان کیا پوچھتا ہے بے نشان کا
بھٹکتا ہے قدم بادِ خزاں کا
کوئی نقش قدم ہو کارواں کا
یہاں کیا ذکر ہے سود و زیاں کا
اٹھا ایدل حجاب اب دریاں کا
پتہ لمجائے گا سوز نہاں کا
شرارہ ہے دل آتش فشاں کا

نہ پایا کنہ کوئی راز داں کا
ظہور ذات ہے برق تجلی،
مٹا کر نقش ہستی جستجو کر
وہی ہے گلشن توحید جس جا
کہاں رہو وہیں تسلیم و رضا کے
جو جلنے پر ہے ذوق دید، جل جا
من و تو کا رہے جھگڑا کہاں تک
کوئی دیکھے مری خونبار آنکھیں،
نہیں یہ صبح صادق کا ستارہ

مقام قرب اک حیرت کدہ ہے
مخل آتے ہیں دُرٹائے مضامین،
ہو جام خود فراموشی سے سرشار
مشیت کا ہے کافی اک اشارہ
بجائی بانہری وحدت کی کس نے؟

خرد گم ہے کہاں یا راہیاں کا
ہے دریا موجزن طبع رواں کا
اگر خواہاں ہے لطف جاوداں کا
بدلجائے نہ کیوں نقشہ جہاں کا
سرسلیم خم ہے آسماں کا

طیش دل میں ہے اور سر میں گرائی
کہو معموم سودا ہے کہاں کا

دل مرا ہو کر کسی کا مبتلا جاتا رہا
ہستی موہوم کا سب ولولہ جاتا رہا
صوفیان خام کی تعلیم ناقص کیسے
حق کو پانا اور شی ہے جانا کچھ اور شی
جب دیکھا ہوں میں جلوہ شام مقصود کا
جب ہوا اور فتنہ میں شوق لقا یار میں
نقش پاک بھی نہیں عارف کے ملنا نشان
آ رہی ہے یہ صدا خفخانہ توحید سے
گوش شنوائے کہاں آنکھوں میں بینائی کہاں
برق کی صورت گری جب اک تجلی طور پر

جستجوئے یار میں گم ہو گیا جاتا رہا
کشتہ دلدار سے بیم قضا جاتا رہا
بادہ توحید کا سارا مزا جاتا رہا
کیا ہو ذوق علم سے گر حوصلہ جاتا رہا
دل سے میرے غیر حق کا مدعا جاتا رہا
رشتہ عمر رواں ہو کر فنا جاتا رہا
جادو عرفاں کا گو پارہ منہ جاتا رہا
رہ گیا بیگانہ اور ذوق آشنا جاتا رہا
ورنہ لطف دید کا سرمایہ کیا جاتا رہا
طالب دیدار کا سب حوصلہ جاتا رہا

جل کے خاکستر ہوا معموم سوز عشق سے
خون دل سب صورت رنگ چنا جاتا رہا

نہیں اگر درد آشنا دل تو کیا اثر غم کی داستان کا
ہو غفلت یار گر نمایاں تو ہوش اڑ جاؤ انس جاں کا

جو سوز الفت سے پیچ ہو تو لطف کیا یاد وہ زبان کا
خونہ زن چوچن بین بیل نہ خود نماز بنے بے ستار کا

پتہ نہ لگجاؤ غیر مجرم کو عشق میں سوزش نہاں کا
وجود حق کا نشان ظاہر تہ جو لجا لاسکاں کا
ہے انت ربی وحسی اللہ درد ہر دم مری نہاں کا
ہو ایہاں کی جو ناموافق تو رنگ بدلا ہو جہاں کا
کہ حسن بچ کے عکس سے ہو جس گشتہ کارواں کا
جگا کے آگاہ کر رہی خیال ران رفتگاں کا
وصال کا تو اگر جو خاناں فراق لازم جو جہاں کا
خوشی فصل بہار کی ہو نہ انکو اندیشہ ہر خزاں کا
پتہ نہیں نقش عاکا، نشان نہیں قلب الزواں کا
جو کہ اسر زنگ سا ہو یہ جو صلہ ہی نہیں گماں کا

جو دل کو اپنے جلازم کا تو راز دار سی پتہ اول
طلب صادق بصیر افراتو منزل فتح ہو نہایاں
تجلی حسن ہیشالی سے ظلمت دل فنا ہوئی ہو
مضرت افرابہارتی ہو کوچ اب منزل بقا کا
طلب میں نکلا تو رنگ یاد ملا نہ اتناک نشانہ دل
ہوئی فراموش یاد اہل کی ہوئی غفلت کی طاری
گھاہ مشاق دید اگر ہو تو قطع ہو جائیں سب تعلق
جہاں میں جو خور رضا ہیں مشورخ میں ہیں کیسا
ہو جو دلدادہ معرفت طلب میں کھو گیا کیسا
جو نیچے حسن لے لے کہو کہاں یہ بیکراہم دانش

نکات الفت کا نقش کینچا ہے میں نے معموم اس میں میں
عجب نہیں اہل دل ہوں مفتوں ہے رنگ لکش مری پیاں کا

مختے جو اشک مرے درد دل چو چہرہ
جو مر کے زلیت کو پایا وہ ارجمند ہوا
میں رو پڑا دہن زخم دل جو بند ہوا
نشاط دہر سے دل اور درمند ہوا
خدا کی شان میں سستی سے سر بلند ہوا
میں پیچھے تھارواں عمر کا سمند ہوا
یہ بحر ایک مراحہ میں آج پسند ہوا
میں اپنے ہوش سے گزرا تو سود مند ہوا

رُکی زبان تو نالہ مرا بلند ہوا
جو سرفروش محبت ہے سرفراز ہوا
یہ خوب تھا کہ مری اسکی گفتگو ہوتی
ہنسی جو زور سے آئی کل پڑو آئسو
خباہر بنے مری خاک کر گئی پرواز
نشاط و عیش کا سماں ہوا دین پر کا
کیا ہوں جوش کو قابو میں ضبط کر یہ
بھلا رہے کوئی کبتک گرفت دانش میں

جہاں میں کیا کوئی میرے سوانہ تھا معموم

جو مرغ غم کو مرا خون دل پسند ہوا

نگاہ شوق سے کیوں نہ کوہ طور چل جاتا
برہن ویر سے اور شیخ کعبہ سے نکل جاتا
اگر بس میں مہر ہوتا تو میں پیش از اہل جاتا
غضب ہوتا غضب ہوتا جو حیثیت اہل جاتا
اہل گر رہتا ہوتا تو یہ دل بھی بہل جاتا
نہ تو مجھ سے نہاں ہوتا نہ میں شہت و جل جاتا
وگر نہ مرغ غم خون جگر سے میرے پل جاتا
نہے نہمت اگر کوئی اہل کا وار چل جاتا

عجب تھا جو برق حسن سے موسیٰ سمجھل جاتا
بھٹکتے یوں نہ پھرتے وہ پتہ تیرا چل جاتا
سراے دہر فانی سے ہوا افسردہ دل ایسا
نکل کر اشک میرے چشم تر سے تھم گئے ورنہ
پھنسا رکھا ہوس نے ظلمت آباد تمنا میں
مری مایوسیوں پر رنگ اطمینان چڑھ جائے
لہو کا قطرہ سوز عشق نے باقی نہیں رکھا
یہ خواہش ہے بقا حاصل کروں ایدل فنا ہو کر

ترے افضال سے جوتی تمنا بہرہ ور میری
الہی! قالب معصوم اسی سانچے میں چل جاتا

آئینہ خود گواہ ہے آئینہ ساز کا
ہر استخوان نے کام دیا میرے ساز کا
ملتا ہے ہر قدم پہ پتہ کار ساز کا
گلدستہ ہے یہ اسکے گلستان ساز کا
کیا مرتبہ ہے میری جبین نیاز کا
زاہد کو انتظار ہے وقت نماز کا
حاصل سمندر کے ہے ترک تار کا
ہو تیز گام تمام کے دامن مجاز کا
کیا خضر کو ملال ہو عمر و بار کا
بلجائے بارگاہ تہ تیغ ایاز کا

ہر ذرے سے ظہور ہے ذرہ نواز کا
عالم یہ حمد حق میں ہے سوز و گداز کا
قدرت ہے میرے کار براری کی راہ میں
نبہاں ہے خارا حوادث میں لطف ساز کا
دکھلا رہی ہے خاک پہ ہی سیر لامکاں
یاد خدا سے میں کبھی غافل نہیں رہا
ہستی سے دور اور عدم ہو قریب
غافل ایسی ہے باجم حقیقت کا نردبان
قرب خدا ہے اور غلاف سے ہو پری
حاصل ہو جسکو اسکی غلامی کا اختیار

بندوں پہ پہل ہے منہ پرستی و عدم
گو مشکلیں میں عشق حقیقی کی راہ میں
نا کام رہ گیا وہ محبت کی راہ میں
جاننا ز عشق خاک ہونے سے جو سب

ہر مرحلے میں لطف ہے بندہ نواز کا
انساں کو تجربہ ہو نشیب و فراز کا
چھلنی ہوا جس گرنے اگر عشق باز کا
لیکن پتہ بلانہ کبھی اسکے راز کا

کیونکر نہ ہو وہ قرب الہی سے مفتخر،
معموم جاں نثار ہے شاہ حجاز کا

یہ نرم ارباب صفایں وہ بلایا نہ گیا
ذوق قرب نظر یار بھلایا نہ گیا
یار کی ہے یہ امانت تو حقائق پر ضرور
دار منصور نہ پائے تو ہو جیسا شکل
ہو کیے بیہوش سر طور گرے آہ کلیم
دمِ فرقت میں کوئی دیکھے مری مجبور
دل جدا مجھ سے ہو اور میں جو جھجھکا
جامِ منہ کو کا ممکن تھا چھلک جانور
ہم نہوتے بھی جو رسوا جہاں کیا کرتے
غمِ فرقت میں ہو جسم بھی لاغر ایسا

رنگِ توحید میں جو دل کہ بسایا نہ گیا
ہوش سے بے گیا میں تو پھر آیا نہ گیا
رازِ سینہ کا کبھی ہم سے دکھایا نہ گیا
یار کا راز کبھی و لمیں چھپایا نہ گیا
یار کا جلوہ جو آنکھوں میں تپایا نہ گیا
ضعف آہ کبھی اشک بھلایا نہ گیا
روشنی و الیکو فوس منایا نہ گیا
ولیں جب بادۂ توحید بسایا نہ گیا
منگ ناموں کا آزار اٹھایا نہ گیا
وہ ہونڈ ہنے آئی قضا بھکھو تو پایا نہ گیا

شعرِ درد میں معموم مگر کیا ہوا اثر
قلب کو جس کے مزہ غم کا چکھایا نہ گیا

حلقہ بگوش ہوں میں اسی بارگاہ کا
پر وہ جو رہ گیا ہے جرم و گناہ کا
دل مبتلا ہے عشق رسول اللہ کا

ہوتا ہے سرخسیدہ جہاں غزوہ جہاں کا
ممنون ہو جانِ دل سے یہ لطفِ لہ کا
آغاز ہے یہ اعلیٰ مولیٰ کی راہ کا

دُوبا ہوا ہوں یار کی الفت رنگ میں
کیوں خاک سوختہ سے ہوا لہج کی صدا
مارا کیسے اور کیسے کو جلا دیا
دور ہے وہی جہاں ہوں سرِ انفعال خم
پہنچاتے ہیں ملک اسے بابِ قبول تک
دیر و حرم کی منزل مقصود ایک ہے
دارِ قیام میں حفظِ مراتب کا ذوق ہے
لازم ہے روح و جسم کی قطع و برید ہو
آئی و ماں سے نہکت جان بخش یار کی

منظر ہے خوشنامری شامِ نگاہ کا
دل ہے جلا ہوا کسی برقِ نگاہ کا
مختار ہے وہی تو سپید و سیاہ کا
میں مقصد نہیں ہوں کسی غاف کا
رتبہ بلند ہے مری فریاد و آہ کا
دونوں میں فرق کچھ نظر ہے راہ کا
مرقد میں کیا ہے فرق گدا اور شاہ کا
الفت میں ہے یہ طور و طریقہ نباہ کا
منصور نے جو غم کیا قتلِ گاہ کا

مغموم ذاتِ حق میں یہی فنا کروں
جز اسکے کیا علاج ہے حالِ تباہ کا

جو سیرِ بزمِ طریقت مجھے دکھائے قدح
شرابِ عشقِ حقیقی کا لطفِ دونا ہو
سرورِ کیف دکھانا ہی اب مئی توحید
شرابِ عشق کے قابل ہو طرفِ دل بھی اگر
ہیں اس سے مستغنی نیکشانِ جامِ است
یہ مئی وہ ہے کہ نہ نا اہل جسکے درپے ہوں
رکھینگے کیا سر و کار اس سمتِ جلوہ یار
قدح کی خیر منائیں وہ اپنی عورت میں

وہ دلربا ہے مرا اور میں قدحِ قدح
جو دستِ ساقی کو تر سے کوئی پاؤ قدح
خوشا کہ ساغرِ دل ہے مرا بجا قدح
تو سیرِ گلشنِ عرفانِ عجب دکھائے قدح
قدح کی جسکو ضرورت وہ اٹھائے قدح
لگائیں ماتھے تو لغزش میں آجائے قدح
ہماری بزم میں ہرگز نہ آئے پائے قدح
جہاں میں شام و سحر ہی جھٹلائے قدح

ہے بے نیازِ مدام اس سے بادلِ توحید
نہیں ہے دوسری مغموم کچھ بقا قدح

کمال معرفت کچھ لے دل نادان پیدا کر
نشان اپنا مشادے تا سرخ اسکا کہیں پا
کبھی دہو کا نہ کھا بھولے سے استبا جازی پر
ہو جلوہ یار کا پیش نظر وہ آنکھ پیدا کر
جیسا موت کی صورت پہنناں لاوا لائیں
نہیں ہر بواہوس کو باریابی بزم جاناں میں
قدم ثابت ہو ایسا جان جا پاس حق رہتا
کہا آیا، کہاں پہنچا کہاں تھا اور کیا ہوگا
جمال یار کی تخصیص کیا ہے دیر و کعبہ میں
حلاوت جوش مستی کی میسر ہو تو کیونکر ہو
جو رفعت کا ہو خواہاں سیکھ شیو خاکساری کا
جو بینا ہے تماشا کیا نہیں شرت میں وحدت کا
کمال اسمیں نہیں استبا دنیا گر فراہم ہے
لگا دو آگ دلیں عشق کی اور دلچ رہ کر قابو
اد ہر بد و ریاضت، او ہر وسوساں شیطانی،
گلیم فقر میں کیا ہے، جیل اور دشت میں کیا

اگر انسان ہے تو جو ہر انسان پیدا کر
جگر پیدا کر ایسا اور ایسی جان پیدا کر
دلا! کنہ حقیقت کو تو تا امکان پیدا کر
صد حق کی سننے جو کچھ سنے وہ کان پیدا کر
فنا ہو کر بقا حاصل ہو وہ ارمان پیدا کر
جگر میں سوز دلیں در و ہر آن پیدا کر
نہ لغزش ہو کسی صورت وہ ایمان پیدا کر
طلب حق کی اگر ہے نفس کی پہچان پیدا کر
کہ ہر شے میں نظر آجائے وہ عرفان پیدا کر
قیامت کرفقاں اشک طوفان پیدا کر
عبودیت کی لے نادان پہلے شان پیدا کر
کہا کس نے کہ کوئی گوشہ ویران پیدا کر
حیات جاودانی کا کوئی سامان پیدا کر
کبھی جگر بھی جنبش ہو نہ وہ اوساں پیدا کر
مرض کا تر د ارک درد کا در مان پیدا کر
کمال حق شناسی تو کسی عنوان پیدا کر

نہ کر معنوم ضائع عمر اپنی کو چہ گردی میں

رہ حق الیقین حاصل ہو وہ یقین پیدا کر

ہو کتاب معرفت میں نہ خودی کا باب ہرگز
ہے لہو بچ صابق نہ ہو جو خواب ہرگز
کہ وہ عالم تجلی کی نہ لائے تاب ہرگز

ترے دلیں اپنے تئیں کا نہ ہو حساب ہرگز
ہے ضیائے عشق تاباں نہ رہی طلت ہرگز
نہیں دلکا حوصلہ کہ جہاں یار دیکھے

اثر شعور و دانش نے کیا تباہ ورنہ
تھا تمہارا ذوق اسبنا جہاں مدعا کیا؟
نہ طیش مری عیاں ہو سر رہ مگر کون کیا
جو ہو سوز عشق کامل تو لگاتے آگ و لگو
ہو عبور دل پہ حاصل کہ ہے ذوق حقیقت

نہو اہوائے الفت میں یہ دل خراب ہرگز
یہ سوال خستہ میں ہو تو نہ ہو جواب ہرگز
نہ سمایا ظرف دل میں مرا اضطراب ہرگز
کہ غریب جسکو جاں ہو نہو کامیاب ہرگز
نہو نقش جب اغیار سے کتاب ہرگز

ہے عیاں جو کلک معنوم سے نقش ہر وحدت
ہے بہار اسکی قائم نہ ہو انقلاب ہرگز

جہاں حسن ازل کے عشق کی ہے پائدار آتش
سیہ خانہ ہو روشن آگ لگجائے جو وقت کی
رہ ذوق لقاءے یار میں جلنا بھی آسان
بہر کینہ بکریاں آتشکدے میں طائر غم کی
جو سوز دلیں سماں روح کی ہے رنگاری
دکھا دوں چہر محنت کو حرارت اسکو کہتے ہیں

وہاں ہے شان رحمت اور فضل کردگار آتش
طیش سے شوق دل بیتاب اور پیر آتش
دل آشفہ کو ہو عشق کی کیا ناگوار آتش
سراپا بنگیا ہے میرے دکام غزار آتش
بھسم کر ڈالتی ہے جسم کا اب تاہر آتش
ہے گر گرنی سوز درد کی برقرار آتش

اثر ہے پر تو حسن حقیقی کی تجلی کا،
لگی دل میں ہوئی اب غم سے معنوم یار آتش

دائم ہوں محو لذت جو روح فاعل عشق
پہاڑ قبائے ننگ ہو جسکو دلائے عشق
بیخو دیکھا کسی کو، کسی کو مشاویا
ظلمات زندگی میں نہ پائی رہ بقا
دل مجھ ذوق تھا کہ جلا سوز ہو سے
ناواں کو امتیاز کہاں نور و نار میں

مجھ پر فہمے عشق تو میں ہوں فدا عشق
لوٹے طلسم غفل جو ہو مستلانے عشق
وہ انفعائے عشق جو یہ ہے ادا عشق
گمشدگی میں ترک ہوا مدعا عشق
وہ ابتدائے عشق ہے یہ انتہائے عشق
کیونکر ہو ہوا اہوس کو حصول عشق

<p>جولائیاں جنوں کبھی بے سبب نہیں رسوائیوں کا باب ہے گشتگی مری پڑ جائے نہ آتش عشق رسول سرد زادہ میں اور مجہ میں تفاوت استدار شور جنوں عشق ہوا نذر بے خودی حاصل ہے اسکو لطف بقادوام کا اللہ کے ضبط راز محبت کی کشمکش ساحل یہ کب ہے منزل مقصود کا نشان</p>	<p>رگ گ میں گر گئی ہے سرایت ہوئے عشق دیوانگی میں ہوتی ہے نشوونما عشق سوز و گداز قلب و جہ بقائے عشق میں ہوں فنائے عشق تو وہ خود فنائے عشق حسرت فرا ہوئی ہو شکست صدائے عشق ہرگز نہ ہو کبھی متزلزل بنائے عشق لب تک آئی دل سے نکل کر نڈائے عشق کشتی ڈبور رہا ہے بجا ناخائے عشق</p>
---	---

معموم ذرہ ذرہ سراپائے نور تھا
حسن ازل کے ساتھ جو پھیلی صبا عشق

<p>نخچانہ توحید میں ہے اب گزردل شوریدہ سری میں بھی ہوا کی فوق محبت ہر روز نیا زخم ہے ہر روز نیا داغ آنکھوں میں سیما یا جو مرقوہ محبوب مدت کے تحتیں کہاں منزل مقصود ہے منزل عرفاں کی تجسس میں کا پو ہر حال میں خود ضبط محبت کی ہویا رب جنش میں ہوا عشق کھلا باب اجابت گم گشتہ رہ عشق میں بے مروتاں</p>	<p>پڑتی ہے ہر اک شئی پہ صبا نظر دل اے غم جاناں کہ کشادہ ہو در دل یہ عشق کی درگاہ سے بلا ہے ثمر دل خالی نہ رہی وصل کی دولت بر دل ملتا نہیں افسوس کوئی راہبر دل دشوار ہے بے مونس و رہبر سفر دل اس تو ذرہ آتش سے نہ نکلے ثمر دل وہ آہ کی تاثیر ہے یہ بے اثر دل ملتی ہی نہیں کون کون کھان میں خبر دل</p>
---	--

کیا پائیں سراغ اسکا کہاں قوت پرواز
معموم شکستہ ہیں سیما باں بر دل

صورت غم نظر خلق سے پہاں ہوں میں
ہاں مگر چشم حقیقت میں نمایاں ہوں میں
محزون درد ہوں گنجینہ عرفاں ہوں میں
لطف باری پہ فدا بخت پہ مازاں ہوں میں
ستم ہستی فانی سے ہر اساں ہوں میں
یہ تپ عشق ہے اور سوزش پہاں ہوں میں
تاب نظارہ کہاں کے سرد ساماں ہوں میں
ہاں مگر وادی عرفاں میں خزاں ہوں میں

دشت توحید میں گم طالب جاناں ہوں میں
گلشن دہر میں اک قالب بیجاں ہوں میں
بیقراری میں ہے اسرار الہی کا ظہور
حق شناسی کی ضیا سے ہے منور سینہ
زندگی شان خودی اور خودی مانع دید
گرم ہے نبض مری ماتمہ نہ جانے طیب
خواہش دید ہے اور دست طلب بھی دراز
گام فرسا ہوں مگر منزل مقصود کہاں

چہرہ دستی سے جنوں کے ہے فروغ امم مغموم
نسل امان سحر چاک گریباں ہوں میں

ہے ربط رحمت حق وہ گناہگار ہوں میں
ہے سوز قلب ارباں وہ دلنگار ہوں میں
ہو آنکشان حقیقت وہ بادہ خوار ہوں میں
افیت آپ ہی پاتا رہوں وہ خار ہوں میں
بجائے گلشن عرفاں کی خوش بہار ہوں میں
غلط نہیں جو کہوں صفا و قار ہوں میں
طیباں ہوں اور بہ تن چشم انتظار ہوں میں
ادھر جو دیکھو تو پا مال روزگار ہوں میں
عدو کے جو رو جفا پر بھی اب تار ہوں میں
کہ درد دل کا ازل سے ہی خوشکار ہوں میں
پہاں ہوں اپنے سے عالم میں آشکار ہوں میں

کئے سے اپنے پشیاں ہوں شرمسار ہوں میں
ہے آرزوئے الم وہ بحیف و زار ہوں میں
کیسکا دل نہ دکھے وہ سیاہ کار ہوں میں
ہو وار اپنے پہ وہ تیغ آبدار ہوں میں
جو نقش حسن معافی کا پائدار ہوں میں
حیم نامز ملک شوق کی رسائی ہے
یہ دہن ہے قرب کی منزل کا بھی پتہ مل جائے
ادھر جو دیکھو تو اوج سپہ عرفان میں
اسی سے راہ ملی مجھ کو حق بنائی کی
شر پندیر نہیں نقش شادمانی کا
خودی جو کہوئی تو کھو گیا ہوں میں ایسا

جہاں میں قدرت باری رازدار ہوں میں
کہا کہ جاوہ الفتن کا شہسوار ہوں میں
رضائے دوست یہ اکادہ استوار ہوں میں

ہے عکس آئینہ دل میں سر مخفی کا
غبار ووش صبا پر مرا اڑا جسم
مصیبتوں میں پریشاں رہا نہ دل میرا

یہی طریقہ ہے امشب مرا یہی معنوم
کہ وقف درد ہوں غیروں کا غمگسار ہوں میں

مدہوش دست بادۂ جام طہور ہوں
لیکن شراب جام محبت سے چور ہوں
دل سے قریب اور میں انگڑوں سے دور ہوں
جسکی بہار دیکھ کے وقف سرور ہوں
محرم ہوں عشق کا میں سراپا قصور ہوں
جسک خودی سے دور ہیں بے حضور ہوں
کیا میں فریب خوردہ یوم النشور ہوں
میں مور و نوازش رب غفور ہوں
میں شائق زیارت اہل قبور ہوں
دلکے سیاہ خانہ میں میں شمع طور ہوں
کہتا ہے ہنس کھ میں قندیل نور ہوں
مشاق خلد اور نہ خوانان چور ہوں

اسباب کائنات سے میں بے شعور ہوں
اسرار معرفت کا میں محرم ضرور ہوں
دیتا ہے سب کو جلوہ حسن ازل نوید
سر سبز ہے مرا چین داغمانے عشق
میں کھو گیا یہ جامہ ہستی نہ کھوسکا
گھس گھس گئی زمیں پہ چین سجد بھی
زاہد جمال یا ہر دم ہوں بہرہ ور
سب داغ جرم اشک ندامت دہو دے
دنیا سے اور علائق دنیا سے ہوں بری
سر کو جھکا کے دیکھ اگ کہتا ہے حسن یا
اکدم بھی یاد دوست سے غافل نہیں
مخمس میں بھی رہو نگا طلبگار دیدار

دار البقا کے شوق نے رکھا ہے بتقرار
معنوم زندگی سے میں اپنی غفور ہوں

کھو کے اپنے کو، لقا یا رکھ پایا ہوں میں
لفظ اگر گوہر معنی ہے تو، دریا ہوں میں

سر کو تسلیم و رضا پر جو جھکایا ہوں میں
دل مرا محزون اسرار زباں کی کلیہ

نکتہ ستر الہی کا معما ہوں میں
قدرت خالق بیچوں کا تماشا ہوں میں
چمن ستر حقیقت کا شگو فا ہوں میں
بنکے قطرہ یم وحدت میں سمایا ہوں میں
نگہ یار کی خلوت میں ہویدا ہوں میں
ستر وحدت کا ترانہ جو سنایا ہوں میں

طبع ہے قلم توجیدِ شناور ہے یہ دل
گل گلشن ہوں کبھی خار بیابان کبھی
راز ہستی کی مہک ہے مرے دہن میں نہا
نقش باطل کی طرح محو ہوا نقشِ جو
نظرِ عالم اسباب سے پنہاں ہو کر
برہمن دیر سے اور شیخِ حرم سے چھوٹا

جس کے اک قطرے معموم ہے بیخود منظور
اسی خمنا نہ توجید کا جو یا ہوں میں،

فانی ہوئے جو ذات میں اس نیشاں کے ہیں
تخصیص دیر و کعبہ یہ جھگڑے کہاں کے ہیں
واقف نہ ہم نکات سے سود و زیاں کے ہیں
اجزا جو ملگئے مری آہ و فغاں کے ہیں
وہ جلوہ بہار یہ جھونکے خزاں کے ہیں
نکلے ہوئے شرر دل آتشِ فشاں کے ہیں
کیا کیا نہ حوصلے یہ دل ناتواں کے ہیں
مٹ مٹ گئے جو نقش قدم کارواں کے ہیں

ذوقِ آشاوہ زندگئی جاوداں کے ہیں
ہر رنگ میں عیاں ہر اک شئی میں جلوہ گر
جلتے کو ہم میں اور جلانے کو حسنِ یار
لرزہ ہے آفتاب میں سیلاب میں طیش
آزار عشق اور مرے باغ و دہر کے
یہ غم ہے کہ خرم ہستی کو پھونک دوں
بے بال و پر کے آرزوئے سیرِ لاکھاں
مر مر گئے ہیں منزلِ عرفاں کے رہنما

معموم سب اس لیے ہیں یہ نعمتِ سنجیاں
چرچے سخنِ زروں میں جو میری زباں کے ہیں

اسبابِ نامتِ نام ابھی امتحان کے ہیں
یہ چارہ سازیاں سحرِ دماندگان کے ہیں
مشتاق ہم اسی نگہ جانتاں کے ہیں

شعلے بھڑک اٹھے مرے سوزِ نہاں کے ہیں
ناخن سے غم کے پھول تپتے ہیں دلکے آبلے
دم بھر میں کوہِ طور کو جسے جلا دیا

کانوں پہ ہاتھ رکھتے ہیں اسرار یار سے
کیوں اتنا قیل و قال ہے ذاتِ صفائیں
دشمن کو پالتا ہے، مٹاتا ہے دوست کو

ہم پیچھے ہیں اس لیے معنے اذال کے ہیں
باتیں فضول سا کر یہ وہم و گماں کے ہیں
بندہ نوازیوں یہ کسی مہرباں کے ہیں

مغموم شش جہت میں اس کا ظہور ہے
قصے فضول سا کر یہاں ادروماں کے ہیں۔

سرفروشی میں بھی انداز و فالتا نہیں
کیا سمائے قلب بے اور اک بیشق لقا
جستجو میں مائے کیا کیا دشت پیمائی ہوئی
نفس سرکش اور نامہوار ہے راہِ عمل
خاک میں پنہاں جو ابر نور ظلمت میں نہاں
بیخودی ایسی ہو طاری جس میں بخِ ذوق لقا

خود سری میں طرزِ اربابِ صفالتا نہیں،
ذوقِ لطف جاوِ دانی جز فنا لیتا نہیں،
عمر رفتہ کا سراغ نقشِ پایا لیتا نہیں،
جاوہِ ہموار تسلیم و رضا لیتا نہیں،
بوالبوس کو چشمہ آبِ بقا لیتا نہیں،
گر خودی زائل نہ ہو جا خدا لیتا نہیں،

قیمہ ہستی ہے گوارا یا حیات جاوداں
کیا کروں مغموم دل کا مدعا لیتا نہیں

نکتہ دانوں میں ہے یہ رنگ نہ فرزانوں میں
دل میں پائیگا سے ہو جو حقیقت آگاہ
نگہ فیض پڑی ہے کسی دل آگاہ کی
فیض پاتے ہیں جو ہیں اہل بصیرت اس سے
قیس کی دشت نوردی کوئی بیوج نہ تھی
جب ہر کام کو سونپا ہوں رضا پر اس کی
مدعی در دے غم کا جو ہے قبضہ دل پر
بایقین اصل حقیقت یہ نہیں آگاہی

شانِ توحید نظر آئی تو دیوانوں میں،
مسکن یا حرم میں نہ صنم خانوں میں،
آج ہو حق کی جو تکرار ہے بیخانوں میں،
جلوہ گر رنگ حقیقت کا ہے افسانوں میں،
ہو تی ہے عشق کی تکمیل بیابانوں میں،
نہ رہا رنگ طیش کا مرے ارمانوں میں،
نہ ہی صلح کی صورت مرے جہانوں میں،
جنگ ہفتاد و دو ملت ہے مسلمانوں میں،

دیکھ بے نوحہ خفی کا گزر ہے اس میں
تنگدل ساقی بیخا نہ توحید نہیں
جل کے مرتے نہ کبھی شمع پہ نادانی سے

شمع جلتی ہے کوئی دیکھ سیہ خانوں میں،
کہ یہ مٹی ہوتی ہے ساغر میں پیازوں میں،
اپنی حالت کا کہاں ہوش ہو پروازوں میں،

ہو کے راضی برضا عمر بسر کر معجم
فائدہ کچھ نہیں اب اشک کے طوفانوں میں

کیا کوئی جم سکے قدم جادۂ امتیاز میں
ہو گیا نقش ہو عیاں حسن فریب ساز میں
دلیں بھی جوش آگیا دست دعا بھی ٹھہر چکے
کوشش بے حصول سو بچ نہ سکے دل جگر
جلوہ اسیکا بسیکا کوئی نظر نہ آ سکا
جسکارہیں لطف ہے بخیری اسی سے ہے
کیف سے بخودی کے ہو راز حقیقت اشکا
عشق کی کشمکش میں ہے یہ دل تا توں مرا
خوئے نیاز نے کیا دو توں جہاں میں مر خرد
کیفیت سرور بھی ہوتی ہے اس سے آشکار
اسکی طلب میں کھو گیا اسکی طیش سے جل اٹھا
کنہ کو تیرے پاسکے عقل کی کیا مجال ہے

دخل خودی کو ہو کہاں بزم حریم ناز میں،
عکس حقیقت آگیا اُسی نہ بجا میں،
عرض نہ حال کر سکا بخود دی نیاز میں،
آتش ہجر ہے نہاں سینہ جانگداز میں،
غیر سما سکے کہاں دیدہ پاکباز میں،
سہر بھی رہا سجدہ میں جسم بھی ہے ناز میں،
جام ملو رگر ملے میسکہ حجاز میں،
مرغ اسیر کیا کرے نہچہ شاہباز میں
اسکے سوا تھا اور کیا دسترس بازار میں
معنی قربت عیاں قلب کے سوز و ساز میں
شوق کو دخل ہے بہت خلوت لکے راز میں
تو سن فکر تھک گیا عرصہ ترک تاز میں

معجم اب یہ آرزو ہے کہ اسیکا ہو رہوں
میری دعا قبول ہو درگہ کار ساز میں،

رہ حمدیں ہو قلم رواں ہوا اہ غم سفر کہاں
نہ جو اس انگے بجا رہی کہاں سام اور سحر کہاں

جوزباں ہو گنگ خرد ہو گم سرو پا کی محکوم خبر کہاں
جو گئے طلب میں گم ہوئی تری جستجو میں بھٹک گئے

جو ہو بخودی کی پناہ میں وہ پائے اپنی خبر کہاں
 کہ سر اقرب میں سب سے بہت بے بصر کا گزر کہاں
 کہ حوادث کے تیغ کی جو سپر بنے وہ جگر کہاں
 تجھے ڈھونڈیں ایسا جگر کہاں تجھے دیکھیں ایسی نظر کہاں
 ہوئی برق حسن جو جلوہ گرتو خودی میں اب بصر کہاں
 نہ نشاں ملا کہ ہر گئے کوئی نقش پا کا اثر کہاں

مراد دل ہو کیوں یہ امیدیں رہیں بہت دہر کی قیدیں
 نہ غم رست تو کیا جو ہو خیر چشم تو دیکھے کیا
 وہی مدعا ہو بہرہ و زرہ عشق میں جو ہو بے خطر
 تو بعد حد قیاس سے تو قرین ہر ایک لباس سے
 تجھے پاسکے یہ نگاہ کیا دماغ غفل فہم کو راہ کیا
 جو طلب میں جی سے گزر گئے وہ یہاں سے پار اتر گئے

رہ دعائیں کہاں ہوئی کبھی بہرہ و رمی آرزو
 جو قضاں ہوئی تو رسا کہاں جو دعا ہو باب اثر کہاں

مفت جلوہ ہے کوئی طالب دیدار تو ہو
 گنج مخفی ہے عیاں دیدہ بیدار تو ہو
 جوش میں بادۂ توحید کے سرشار تو ہو
 رحمت حق ہے کھڑی کوئی گنہگار تو ہو
 قابل غم سفر عمر کا رہوار تو ہو
 مثل فرعون کوئی مائل پندار تو ہو
 کوئی شائستہ و ذی ہوش خریدار تو ہو
 پہلے جاننا رحمت کوئی تیار تو ہو
 پیش ازاں رحمت باری سزاوار تو ہو
 صدق دل سے تو کبھی حق کا پرستار تو ہو
 درود دل ہو تو وہ وابستہ اظہار تو ہو

چشم دل گنج بصیرت سے پر انوار تو ہو
 خواب غفلت میں میسر ہو کہاں یہ دولت
 خود بخود قلب پہ کھل جائیگے اسرار نہاں
 رخ انساں سے نمایاں ہوندا منت کا عرق
 منزل دار بقا بھی تو نہیں ہے آساں
 پس دینے کے لئے اسکو ہے آمادہ فلک
 وہر میں جنس محبت کا کہیں قحط نہیں
 وہ بھی سر ہو کہ جو ہو دار و سن کے شایاں
 خلد تیرا ہے ارم تیرا ہے کوثر تیرا
 ساری دنیا ترے قدموں میں چلی نیکی
 کون ہے اسکے سوا دکھ کا مٹانے والا

دیکھ لے فضل و کرم کا بھی تماشا اسکے

ہاں غفلت مجھ سے معذور دل زار تو ہو

کوئی راہ طلب میں کس طرح وقف تمنا ہو
 عدوئے ننگ ہو جو خستہ جاں کیوں اکو پروا
 شکستہ طرف میں پانی ٹھہرنے کی کوئی جا ہو
 تری شان عطا ہو اور تیری جلوہ افروزی
 نہ کر لے کر یہ بے اختیار ی مبتلا مجھ کو
 کوئی دیکھے تو کیا دیکھے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
 تھما ہرگز نہ خوں آنکھوں جاری ہو گیا جسم
 فنا ہو جائے جسکا مخزن امید ارماں کیا
 طلب میں اسکی مرجانا، رضا میں اسکی مٹ جانا
 دو عالم میں تو رکھ لے شرم میری رو سیاہی
 ہر اک ذرے سے ہے نور حقیقی کی ضیا پیدا
 کوئی کیا پائے کنہ ذات باری اور کیا دیکھے
 ہوئی نشوونمائی دل فضا کے ناتوانی میں

حقیقت کا پتہ پائے تو کوئی جادہ سپیا ہو
 ہو جسکو ذوق بربادی جہاں میں کیوں نہ سوا ہو
 سمائے کیا ئے عرفاں جام دل جو ٹوٹا ہو
 مری بیتابی حسرت ہو اور میری تمنا ہو
 یہ خطرہ ہے نہ ان قطروں طوفاں خیز دیا ہو
 وہ جلوہ آشکارا ہے مگر کوئی شناسا ہو
 گماں ہوتا ہے کوئی آبلہ دلکانہ ٹوٹا ہو
 اسے حسرت رہے کیا جس نے اپنے دل کو کھویا ہو
 فنا ہو کر بقا پانے کا ارماں ہو تو ایسا ہو
 وہ کربا رب! جو تیری شان ستاری کو زیبا ہو
 اگر ہے دیدہ بینا تو سرگرم تماشا ہو
 سمجھ میں آئے بھی کیونکر جو لایحل معما ہو
 ود لائے تاب کیا جب حسن خود میں جلو آرا ہو

کلام کتریں معنوم ہے اک درد کی تصویر
 کوئی رنگ اپنا دکھلائے کوئی تاثیر پیدا ہو

مرجع خاص عام بسم اللہ
 اور وحدت کا جام بسم اللہ
 مرغ رحمت کا دام بسم اللہ
 سخت شکل کا کام بسم اللہ
 حرم جہاں کو دام بسم اللہ
 تجا مبارک کلام بسم اللہ

ابتداء کلام بسم اللہ
 اسم اعظم ہے نام بسم اللہ
 گنج دار السلام بسم اللہ
 حل کرے اپنے دست قدرت سے
 گر میر ہے دولت ایماں
 لوح پر جب قلم نے چلے لکھا

نقش کر دل پہ بنا دیوے
دستگیری کرے قیامت میں
صیقل جاں ہے یہ شاد یگا
معدن فیض منبع اسرار

نفس سرکش کو رام بسم اللہ
کیوں نہو فیض عام بسم اللہ
زنگ عصیاں تمام بسم اللہ
مخزن جو د عام بسم اللہ

کھول معنوم عقدہ مشکل
حرز جاں کر د رام بسم اللہ

سر شوریدہ کا ہوگا اثر آہستہ آہستہ
ریاضت کا بھی ملتا ہے ثمر آہستہ آہستہ
تماشاے جمال پار کچھ آساں نہیں لیکن
مصیبت میں نہیں کشتی ہے یہ عمر دروزہ بھی
جہاں میں معرفت اپنی ہے زینتِ تناسی
مشازنگ کدورت آئینہ سے یاد موبی میں
نہ سوداے جنوں ضائع ہوا سکے ٹوٹ جائے
پیادہ ہوں رہ الفت میں ننگ شہسوارانِ بزم
ابھی تک دیدہ عنناک کو ہے شغلِ خوبناری
جہوں تانہ جھونکے آگ میں کیونکر جلایا
سفر میں ہوں عدم کا مزن گو ضعف طاری
نہ لگ جائے بھڑک کر آگ یہ اجڑا عالم کو
مہمبھو بازی طفلان یہ میری اشکباری

کر نیلے رقص سب دیوار و در آہستہ آہستہ
صدف میں قطرہ ہوتا ہے گہرا آہستہ آہستہ
حقیقت میں کی کھلتی ہے نظر آہستہ آہستہ
الم میں غم میں ہوتی ہے بسر آہستہ آہستہ
در عرفاں پہ ہوتا ہے گزرا آہستہ آہستہ
صفائی ہوتی ہے دل کی مگر آہستہ آہستہ
جو مکر تاتاہوں میں پتھر سے سرا آہستہ آہستہ
کرونگا یوں ہی میں قطع سفر آہستہ آہستہ
گر نیلے اشک سے لخت جگر آہستہ آہستہ
مس قلب سیہ ہوتا ہے زرا آہستہ آہستہ
پہنچ جاؤنگا آخر اپنے گھر آہستہ آہستہ
غلطے ہیں جو ابوں سے شر آہستہ آہستہ
ساکر دیگی طوفاں چشم ترا آہستہ آہستہ

لگا ہے آگ لے معنوم دگر گرنی دل سے
کہ داغِ عشق ہو گا جلوہ گرا آہستہ آہستہ

ہستی کی حقیقت صفت مرد خدا دیکھ
 گرا سکا شناسا ہے تو کیا دخل دہائی کا
 دل گرئی سوز غم عصیاں سے بنا موم
 جینے کا جوار مان ہے توجی اسکی خوشی میں
 غفلت سب نکل کھول ذرا چشم بصیرت
 کر صاف اسے اور مٹا زنگ خودی کا
 جاناں کی طلب ہو تو نکر جان کی پروا

کس چیز میں ہے تیری فنا اور بقا دیکھ
 اس گلشن توحید کی پر لطف فضا دیکھ
 ہنگام سحر بھرا اثر جوش دعا دیکھ
 مرنکی تمنائیں بھی تو اسکی رضا دیکھ
 دیکھ اسکا کرم اور ترانہ از وفا دیکھ
 پھر آئینہ قلب میں تو اسکی ضیا دیکھ
 اس فرصت ہستی میں رہ جد و صفا دیکھ

مغموم بڑی سہو و خطا سے نہیں لیکن
 اے مرد بیدار اندیش مری طبع رسا دیکھ

کیوں ابتداے عشق میں سوز و گداز ہے
 کیا قدر و منزلت رہ جاناں میں جان کی
 کیونکر ہو اسکو عشق حقیقی کا امتیاز
 کیا ذکر و ذوق دید ہو حاصل نہیں فراغ
 بسمل کے رقص کو طیش دل سے ہے فروغ
 مستی میں جب گرا تو جبین تھی سجد میں
 آب و ہوا ہے اس جو زندان عشق کی
 مجرم کا انفعال ذریعہ ہے فضل کا
 اے عشق کیا کرشمہ ہے تیرے وجود کا
 دشوار کچھ نہیں ہے پتہ کوے یار کا

اے جوش گریہ ہضم کہ شب غم دراز ہے
 جو سرفروش عشق ہوا سرفراز ہے
 جو مبتلا ہے حیرا سیر مجاز ہے
 آنکھیں میں وقف دید تو دل مجوراز ہے
 جو بے حضور قلب ہو باطل نماز ہے
 وہ جلوہ گاہ ناز ہے اور یہ نیاز ہے
 باغ بہشت سے بھی مجھے حشر از ہے
 زاہد کو اپنے زہد و ریاضت پہ ناز ہے
 محمود ہے غلام تو سلطان ایا ز ہے
 جاگیر دل میں الفت شاہ حجاز ہے

مغموم کیوں ہے پر دہ دوری میرے چہرہ
 بندہ ہوئی میں اسیکا جو بندہ نواز ہے

کیا مشغلہ ملا ہے طبیعت کے واسطے
 ٹھنڈا رہا بارگاہ محبت کے واسطے
 مرتا ہوں تیری چشم عنایت کے واسطے
 تنہا میں رہ گیا تیری قربت کے واسطے
 کیا پیشکش کروں تیری رحمت کے واسطے
 کیا خوشنما مقام ہے تربت کے واسطے
 کیا کیا حجاب پر کے غفلت کے واسطے
 ارزاں چہنیں تیری رحمت کے واسطے

ہے اسہم ذات دفع مصیبت کے واسطے
 دل ہو چکا ازل سے فدائیری راہ پر
 جیتا ہوں آہ و رطہ امید و بیم میں
 بے خانماں علائق و نیا کو چھوڑ کر
 ر و ز جزا الہی مرے جرم کے سوا
 حسرت ہوئی جو دفن تو دل نے پدی صد
 جتنا کہ تو قریب ہے اتنا ہی دور ہے
 کیا نرخ ہو سکے مرے حشر و نیاز کا

ہر ایک رنگ میں ہے ظہور جمال یار
 مغموم لیک چشم بصیرت کے واسطے

شوق و ارماں کی طیش تھی اور کیبانی نہ تھی
 کو نسا عالم تھا جس میں میری رسوائی نہ تھی
 جب ہوا پیش نظر وہ تاب گویائی نہ تھی
 گوشہ دلیں بھی حاصل مجھ کو تنہائی نہ تھی
 کیا مرے ہونے سے آگے تیری یکتائی نہ تھی
 دل ترا خلوت نگاہ تھا لیک بینائی نہ تھی
 کیا وہ شئی تھی جس میں تیری جلوہ آرائی نہ تھی
 راس ملک عشق کی آب ہو آئی نہ تھی

حسن سے کی راہ دل نے گو تو انائی نہ تھی
 کو نسی حالت تھی جس میں وشت پیائی نہ تھی
 حسرت ذوق سخن تھی حسن جب مستور تھا
 تھا بجوم حسرت و ارماں پہا بھی سرد را
 خلق ہو کر ننگ ہستی ہو گیا نیرا وجود
 کچھ نہ تھی دوری مگر حاصل خودی تھا حیا
 طلعت دلی یہ تھی خانہ خرابی ورنہ آہ
 زندگی سے ماتھے ہی دھونا پڑا آخر مجھے

میر کو دیکھوں میں کیا مغموم خود کو بھول کر
 تھی نظر گستاخ جب تک آنکھ کھلائی نہ تھی

دل نہ کوئی اور کی دولت یہ قدر ہے

دل نہ کوئی اور کی دولت یہ قدر ہے

کب اسکو ثبات اور کہاں اسکو بقا ہے
خوش ہے وہی جو خود گرتیلم رضا ہے
نسخہ یہ مجرب ہے جو اندوہ رہا ہے
تسکین کا باعث ہو نتیجہ جو ملا ہے
انجام ہر اک کام کا بالخیر ہوا ہے
آفاق میں جاں بخش دل فرایہ ہوا ہے
ہمت ہے سپر اور مددگار خدا ہے

عزت پہ کوئی، کوئی حکومت پہ ہے نازاں
حشمت سے نہ عزت سے نہ اولاد نہ زرت سے
آفت سے ہر اسان نہ مصیبت ہونا لاں
جمعیت خاطر بھی ہوا اور شرط ہے کوشش
پر دل نہ ہو ہر چند کہ ہوسعی میں ناکام
امید ہی امید ہو دلیں نہ ہے یاس
جانبا ز کو کیا تیغ حوادث کی ہے پروا

معموم سر طور پڑی جسکی محبت،
جلوہ یہ ابسکا ہے جو آنکھوں میں بسا ہے

دلکی کوئی بسکلی بھی جانے
کب تک کوئی ٹناک ہر چھپانے
یہ عمر رواں کے ہیں بہانے
کھویا دل صبر آزمائے
خالی ہوتے ہیں آشیانے
جاری ہیں خدا کے کارخانے
دہو کے دئے نقش مدعائے
غم کے ہیں بہار میں ترانے
یہ عہد کہن کے ہیں فسانے
یتروں کے بنے وہی نشانے
اجڑی منزل کو جا بسانے
دہو کا مجھ کو دیا قضا نے

کیا آئے گا چارہ گر بنانے
کب تک ہوگا فروغ ہستی،
دہو کا ہے شباب و چیرہ دستی
بچیس ہے جو جذبہ محبت،
ہر طائر جاں ہے صید اجل کا
رکتا ہے بشر کا کام کوئی
دلکش پایا فریب ہستی،
کھٹکا ہے خزاں کا بلبلوں کو
عزم راسخ بلند ہمت
راضی جو رہے رضا پہ دائم
ہر روز ہے کوچ قافلوں کا
مرتے مرتے جو جی گیا میں

جو اپنی طلب گئے مٹانے
اک شمع مزار ہے سربانے
رکھ لی مری شرم بھی خدانے
الٹا دیکھی اثر دعا نے

راہ الفت میں مٹ گئے وہ
عشاق کی بے کسی یہ رونے
رحمت سے ہوئی جو آنکھ تھوٹی
مرنا چاہا حیات پائی

مغموم ہوا اور خاک طیبہ
مٹی اپنی لگے ٹھکانے

کشتہ خنجر تسلیم کی آواز بھی ہے
سرخ رو بھی ہے جہاں میں سرفراز بھی ہے
غم و اراں میں بہم بوز بھی ساز بھی ہے
عقل و ساز بھی ہے نفس و نسا بھی ہے
محزن راز بھی ہے جلوہ گہ ناز بھی ہے
کیا جہاں میں کوئی تقدیر بیکر راز بھی ہے
خواہش لطف بقا کا کوئی انداز بھی ہے
توسن عمر میں ہر چند نگ تاز بھی ہے
دلکے پہلو میں مقرر کوئی غماز بھی ہے
سر شوریدہ ہے اور دیدن باز بھی ہے

کیا ہوا اظہار جو مرنے میں کوئی راز بھی ہے
ملک عشق کی معراج ہے جسکو حاصل
دلو ہے ذوق طیش اور زبان وقف فغان
قطع کر مرحلہ زلیست خبر داری سے
مسکن قربتِ دل کچھ نہیں اس سے باہر
خوبی بخت بخر سعی ہو کیونکر معلوم
سعی باطل کی طلب بنگنی مقرض حیا
رہ گئی منزل ہستی کی مسافت باقی
خود بخود راز محبت جو عیاں ہوتا ہے
سخت سخت ہے جو ہواہ عمل ناہموار

کیوں نہ معغم رہا ہوا مراد شہباز خیال
طاقت صید بھی ہے قوت پرداز بھی ہے

تخیل کا قلم تھا، روشنائی رنگِ حدت کی
مرے عصیاں پہ غالب توقع تیری رحمت کی
دل دانش میں جس نے راہ پیدا کی خصوصیت کی

مرے ذہن رسائے شکل کھینچی تیری عظمت کی
تری بندہ نو انری راہ گئی ہے ندامت کی
الہی قطع ہو خواہش زوال مادہ لذت کی

دل لگے میں عرفاں کی تجلی نے جوشِ دلت کی
 نکل آتی ہے جس راہ کوئی تیری قربت کی
 تجلی کر کوئی پڑ جائے تیرے رازِ قدرت کی
 نہ لطفِ زندگی سے خوش نہ ہوا ہے مصیبت کی
 نکل جاتی ہے ظلمتِ دل سے آثارِ کدورت کی
 یہ بھی تاثیر تیری نکلت گہمائے رحمت کی
 بشر کو دیکھنے کی تاب کیا انوارِ قدرت کی
 کوئی کیا کر سکے تشریحِ میر کو دل کی وسعت کی
 یہ ہے حسنِ طبیعت کی ضیا خوبی ہے قیمت کی
 یہ بے پایاں سمندریں روانی ہے طبیعت کی
 عجب آب و ہوا دیکھی ریاض آباد الفت کی

بسانِ نقشِ پارِ مانِ باطل ہو گئے پر باد
 نہیں بیوجہ میری شکباری جوشِ رقت میں
 مری یا کوسوں پر رنگ چڑھ جانتا کا
 طریقہ ہے عجب ولدِ ادگانِ راہِ الفت کا
 یہ جاریِ فیض ہے حسنِ ازل کی جلوہ ریزی کا
 انا الحق نغمہ منصور گوینا جوشِ ستی میں
 جہاں کے فرتے فرتے سے ترا جلوہ نمایاں ہے
 ہے عرش و کرسی و لوح و قلم سے اسکی مرحلہ
 کمالِ شاعری ہے رنگ ہو تو حید کا جس میں
 خرد و انساں کی حل عقدہ تو حید میں گم ہے
 وہاں کے لوگ لطفِ زندگی پاتے ہیں مرنے میں

نمایاں ہو گئے جذباتِ دل مغمومِ پیری میں
 ہوئی شلخ کہن تازہ تخیل نے جو جدت کی

ہر رنگ میں پائے جو وسیع النظری ہے
 پھر دیکھ کہ کیا جوشِ دعائے سحری ہے
 زانوئے تخیل پر سر بے خری ہے
 ہر رنگ میں اے عشق تری جلوہ گری ہے
 یہ منزلِ عرفاں کی عجب راہبری ہے
 کورانہ وہ تقلید ہے یہ دردِ دہری ہے
 سوز و طیش و درد میں کب لگتی اثری ہے

ہر شئی میں وہ جلوہ ہے مگر بے بھری ہے
 سینہ صفت بحرِ بول ہو صفتِ موج
 کیا مرحلہِ قرب کا ہو رازِ نمایاں
 مسجد میں شوالے میں کلیسا میں حرم میں
 جو شیخ نے دیکھی نہیں وہ راہ دکھائی
 ہر نرم میں ہے رقصِ ہر رقص میں غوغا
 طاری ہو کوئی کیفیتِ قلبِ دعائیں

مغموم ہو سامانِ سفر ملک بقا کا

پابند غم و رنج حیات بشری ہے

بس خودی سے ہی گزر جانا خدا کی یاد ہے
لوگ ہیں اس میں نئے عالم یہ نوا بجا ہے
کس کا جلوہ دیر میں کعبہ میں کس کی یاد ہے
یہ کتاب عشق کلاے بواہوس ارشاد ہے
ہے وہی مجنوں وہی دامن ہی فراد ہے
دام دنیا، رزق دانہ اور اہل صیاد ہے

کس لئے ذکر خدا میں نالہ و فریاد ہے
باغ عالم میں دل وحشی کو ہو کیونکر قرار
نخن اقرب حق نے فرمایا ہے جن جل اور ید
بت پرستی سے جو نکاتن پرستی چھوڑے
جز وہی اور کل وہی ہستی میں ہے اسکا ظہور
طائر جاں کی گر قناری کو ہیں کیا کیا فریب

و رد کر معجم ہر دم قل ہو اللہ احد
خانہ دل دیکھ لے اس ذکر سے آباد ہے

بقا کا ہے وہی طالب جو محو ذات باری ہے
فنائی اللہ کی اسے بواہوس گرفتار ہے
دوئی کا رنگ ہے اسپر خودی کی پردہ واری ہے
وجود ہستی موعوم وجد بقیار ہے

قنا سے قرب حاصل ہو مقام رازداری ہے
خودی سے درگزر اور پھیر نکھیں ماسوی اللہ سے
نگہ کر جلوہ فرمایا ہے آئینہ دل میں
لباس زلیست و مت جنوں و جھیاں اڑ جائیں

طفیل لغت احمد چشم بنیا کر عطا یا رب،
یہی اک بندہ معجم کی خدا متکزاری ہے

محو تھا سے یار ہوں اور آنکھ بند ہے
سر خم ہے اور گلے میں رضا کی کند ہے
پابند انفعال دل درد مند ہے
مصرف لطف غم میں دل قنایند ہے
سوزدروں بھی دلوں کو مرے بود مند ہے
جو سرنگوں ہوا ہے وہی سر بلند ہے

خلوت میں دل کے شوق مرستند ہے
الفت میں مبتلا ہوں مصیبت دو چند ہے
ہے یاد جرم وقت و غالب جو بند ہے
وارستہ کو نشاط چہاں ہے کیا غرض
تا شمس آگ کے زرخاں ہے چلا
بنکر گد اعلیٰ سے اس بارگاہ کا

<p>حسن عمل کا غم ہے کہ رزقِ راست ہے گوشہ میں دل کے معرفت حق کا راز ہے آنکھوں کو میری شاق ہے نظارہ چھا غفلت کی کشمکش میں ہوا طول مدعا</p>	<p>اور تیز گام عمر کا اپنی سمند ہے دریا تمام ایک ہی گزیریں بند ہے ذوقِ لقیا ر سے دن ہرہ مند ہے سرمایہ حیات تو انھاس چند ہے</p>
<p>مغموم جس نے عشقِ حقیقی میں جان دی میدانِ عاقبت میں ہی ارجمند ہے</p>	
<p>جہاں میں نورِ جمالِ لبر کہاں کہاں جلوہ گر نہیں ہے ہے قلبِ مضطرب جس وقت کہ بے سبب تیر نہیں ہے عیانِ لیکن جابہیں تو آنکھ میں ہر نظر سے پہنا رکوع میں چرخِ لاجوردی سجود میں سبزہ چمن ہے جمالِ تیرا ہے گنجِ مخفیِ قریبِ دل سے نظر سے اوجھل مٹا دیا میرا نسوڑ کے جو اسکے دامن کے تیرگی کو کرسمہ حسن و عشق کی ہی سب ضیا گسری جہاں سے قریب رہ طلب میں ہوں لہوِ الہیوں یا ب کیوں کر ہو غمِ محکم سفر ہے آسان ضیاِ تسلیم کی سپر جو سرِ ارادت کے خاک ہو کر طاہوں تجھ سے خودی کو کو کر</p>	<p>طلبِ صادق طیش نہیں ہے حوائجِ جانِ نظر نہیں ہے اٹھے ہیں دستِ دعا طلبِ گزراں میں اثر نہیں ہے سا گیا آگے میری دلیس مگر یہ دل کو خبر نہیں ہے جھکا نہ جو تیرا ستاں پر کوئی بھی ایسا تو نہیں ہے تری حقیقت کو پائے کیوں کر خردِ یہ تاب نہیں ہے نہیں شبِ بیکار ہو گھٹکا نہ ہو جو اسکی سحر نہیں ہے بیاہو کیوں کر ہے سخت شک کہ داستانِ مختصر نہیں ہے میسبتوں کی جو تاب لا کوئی تو ایسا جگر نہیں ہے سو اس کے جو جان جا کوئی رہِ یں خطر نہیں ہے ہو اپرستی کے ذوقِ کایتری بارگہ میں گز نہیں ہے</p>
<p>نہیں ہو مغموم ساتھ میرے کوئی رہ کشور بقایں امید کس سے کہ مرکبِ جسم بھی مرا ہم سفر نہیں ہے</p>	
<p>بخدا کہ میری نگاہ میں تیرا جلوہ جبکہ مٹا ہے تجہ کون جانے کہ کیا تو ترے بھید کو دہی پا ہے میں خودی جبکہ گزریا تری ذات ہی میں فنا ہوا</p>	<p>جہاں دیکھتا ہوں نظر اٹھا دماں تو ہی تو نظر آئے جو غریقِ بحرِ فنا ہو خوشی سے غوطہ لگائے ہے مجھے خود نمائی کے پردے میں تری شان ہی نظر آئے ہے</p>

تری معرفت کو نیا رنگ دے دیں تو ہی سوائے ہے
 تیری ذات کو وہی پائی جو خوشی تھی کو گنوائے ہے
 تیرے دام عشق میں بار بار وہ مرغ دل کو بھنسا ہے
 نہ جہاں اسکی نگاہ میں نہ وہ آپ اپنے کو پائے ہے
 کہ مثال شمع کے گر گھڑی اسے سوز عشق جلے ہے
 کہیں آپ کو تو کھائے کہیں آپ کو تو چھپائے ہے
 وہی تیرا محو تھا ہوا جو خودی کا پردہ اٹھائے ہے

جو چھ ازل سے ایک ملک تری جستجو میں کوئی بشر
 تری معرفت کو وہ پالیا جو طلب میں تیری گزریا
 تو گرم ہے جسکو رنایا کیا وہ کبھی رنائی نہ پائیگا
 جو چکا نہ تجھ کو بچھ لیا وہ دوئی سے ماتھہ اٹھالیا
 جو تری بجلی کو پالیا اسے لطف زلیست نہ آئیگا
 کہیں نیست کہیں سہت کہیں نور ہے کہیں نار ہے
 ہے نام جلوہ گری تری کوئی چیز تجھ سے نہیں کی

دل زار کی ہے یہ التجا تیری بارگاہ میں اسے خدا
 اسے سر بلند ی تو کر عطا تیرے در پہ سر کو جھکا ہے

ہستی سے اپنی آپ ہی ہم بدگیاں رہے
 آب و ہوا کے فیض سے ہم ناواں رہے
 مقصد سے ہے بعید جو وقف قضاں رہے
 قسمت جو اپنی صورت عمر رواں رہے
 لیکن ہے فکر میری تمتا کہاں رہے
 بہجت کا کیا گزر ہو جو سوز ہناں رہے
 لرزہ زمین کو ہو گا اگر ہم طپاں رہے
 میں اور میری سعی ہے اور جہاں رہے
 شکر خدا ہو لب پہ مصیبت میں جاں رہے
 سر گرم جستجو تو بیت کارواں رہے
 یاروں کے دوش پر بٹھی بنکر گراں رہے
 اور آرزو یہی ہے کہ اپنا نشان رہے

انکار ہمت و بود پہ بس جاوداں رہے
 دنیا کے دوں میں بار مسرت نہ اٹھ سکا
 یارب ہے آرزوے دل ضبط آشنا
 کیونکر سکوں ہو گر دش لیل و ہنار سے
 دل ہے عدد وعدہ کا ہے اخراج خوبہ
 مرغوب دل کو ہے غم در پنج و طال و درد
 تسکین کی کبھی کوئی صورت ہو آشکار
 نا کامیوں سے کب متزلزل ہو دل مرا
 تسلیم اور رضا کا ہے مفہوم آشکار
 اسکو بلا ہے منزل مقصود کا نشان
 دنیا میں مثل گل ہے اور بعد مرگ ہم
 اسباب و میر جتنے ہیں سب میں فنا پذیر

ناکارہ رہ گئے ہیں مگر رازدواں رہے
کیا اس کا غم بہار رہے یا خزاں رہے

آئینہ خود شناسی کا ہے اپنے روبرو
حق سے اگر ملے، دل بے مدعا ملے

یار بایہی ہے خواہش معنوم تا برگ
توحید میں تری یہ زباں گلستاں رہے

دل ٹل حسرت ہے جاں وقف مصیبت ہے
آغوش تمنائیں بیتابی حسرت ہے
جینے کی نہ حسرت ہے منگی فرصت ہے
ارمان فراواں ہیں اور جوش کی قلت ہے
کیا نور کے سانچے میں آئینہ شظیلت ہے
اعزاز کا سامان، طفرائے فضیلت ہے
قربت میں جو دوری ہو محرومی قیمت ہے
آئینہ ہستی میں کچھ رنگ کدورت ہے
مدفون تمنا ہے اور اسکی یہ تربت ہے
پتھر کے بھی سینہ میں اک از محبت ہے
تسکین کی صورت آراں کی حالت ہے

وحشت نے کیا پرزے دامان مست ہے
وہ حُسن کی خود بینی، وہ شوق کی بدستی،
ہوں محو نقا اس کا دل جسکا شناسا ہے
دیکھی نہیں جاتی ہے مقصود کی بربادی
آنکھوں میں بصارت ہو اور کچھ نہ نظر آئے
رسوائی و ناکامی، بدنامی و بد حالی
جس جلوہ کا طالب ہوں کچھ دور نہیں مجھ سے
کیا زلیست کی حالت کا احساس نہیں ہوتا
پہلو میں جو سمجھے تھے اک آبلہ دل ہے
چھیڑا جو کسی نے بھی نکلے میں شرر پیہم
دل درو محبت سے لبیز میا ہوا ایسا

معنوم دل افکاری اور فکر سخن جاری
وہ لازمہ فطرت، یہ رنگ طبیعت ہے

فارغ ہے مرا قلب تمنائے ارم سے
غم کھانا کو جب آئے ہیں ہستی میں علم سے
موتی ہوا جو اشک گرا دیدہ غم سے
برباد ہے وہ زلیست جو محروم غم سے

ہوں مست ترے نہکت گلہائے کرم سے
کیونکر نہ سبیل ہو خوشی اپنی الم سے
عصیان کی ندامت یہ رتبہ ہوا حاصل
بچا رہے دل جس میں نہو تیری محبت

ہوتے ہی نہیں بار امانت سے سبکدوش
ہے قوت تاثیر نہان دست دعائیں
رققار نفس سے ہویاں ذکر الہی
سر میرا میں پر ہے پھر انجڑ ہے دل میں
ہر حال میں ہو جب کو رضا تیری ہی مطلوب
سر گرم تمنا ہوں تری راہ طلب میں
امید کی ہے نشو و نما فضل سے تیرے
ہر سانس سے لوں کام نسیم سحری کا

جو روح مسرت تھی جب اہو گئی ہم سے
چلتا نہیں یہ نقش کبھی دام و درم سے
سیری ہوئی اس دلو کبھی بیش نہ کم سے
تجھ تک کبھی پہنچا نہ کوئی جاہ و حشم سے
کیونکر وہ ہر اسان ہو زمانہ کے ستم سے
لوں سر سے وہی کام جو لیتا ہوں قدم سے
یہ نخل ہے سر سبز تیرے فیض اتم سے
ہو گشتن امید کی رونق مردم سے

معموم یہ سب فیض ہے استاد ازل کا
اشعار جو ہوتے ہیں رقم اپنے قلم سے

حق کی طلب میں نقش خودی کو مٹائے
الفت میں رائیگاں نہو یہ سوز اور گداز
نور بصر کو چشم بصیرت سے ہے فروغ
گر چاہتا ہے روح کو لذت نصیب ہو
سب کچھ وجود میں ہے ترے اور تو دربد
ہر استخوان کو ساز بنا اپنے اے عزیز
یہ سدا رہ عشق یہ ہے باعث حجاب
مثائق اگر ہے عزم کو کر اپنے استوا

گم ہو کے آپ جلوہ جاناں کو پائے
تسلیم اور رضا میں مگر سحر جکائے
صورت پہ مر رہا ہے حقیقت کو پائے
ریخ فراق کی بھی مصیبت اٹھائے
دل کو جمال مایہ کے قابل بنائے
پھر وحدت الوجود کا کچھ راگ گائے
قید تعلقات سے دل کو چھڑائے
افسانہ بے راز کہانتک سنائے

معموم غینہ کو تمنا ہے دید کی
اجڑے ہوئے یہ کشور دل کو بسائے

ست جب اپنا بتایا رہنے
دو دہوں عالم سے گنوا یا رہنے

دید کے مشتاق دہو کے میں رہے یہ تماشا دیکھے کہہ کر المست، خود کو پردہ میں چھپا کر تا ابد رنگ وحدت کا چڑھا کر خاک پر جستجو میں مر گئے مست المست لطف بیکرنگی دکھانے کے لئے طور پر کیا دیکھ سکتے تھے کلیم، نذر لینے کے لئے منصور سے دیر میں موجود کعبہ میں شریک	سب کو الفت میں مٹایا یار نے کس بلا میں ہے پھنسا یا یار نے کہا خدائی کر دکھایا یار نے اپنی صورت پر بھایا یار نے راز کو اپنے چھپایا یار نے رنگ میں اپنے بسایا یار نے بادۂ وحدت پلایا یار نے دار پر سر کو چڑھایا یار نے رنگ دونوں میں جمایا یار نے
---	---

وحشت افزا ہے سخن مغموم کا،
اسکو دیوانہ بنایا یار نے،

اظہار معارف ہو کہاں بے بھڑوں سے سر بہر جہاں کرتے تھے اپنے اثروں سے پرداز کے قابل نہ رہے بال و پر دل ہشیاروں کو اس کوچہ کی ملتی ہی نہیں راہ جاں اپنی میں کھوؤں طلب دست میں کی غم ان خاک نشینوں کا پتہ بھی نہیں بتا یہ بچا نہ کوئی منزل عرفاں پہ جز انساں الفاظ میں سب اصل حقیقت پہ نہیں غور پھونکا نگہ یار نے اسباب خودی کو کیا دیکھ سکیں دل میں ضیا رخ جاناں	یہ نور حقائق ہو عیاں باخبروں سے تھا فقر زمانے کو تو ان ناموروں سے سمجھے جو رہا جاتا ہوں میں ہمسفرں سے پوچھینگے پتہ یار کا شوریدہ ہمروں سے ہو گا متاثر نہ مراد دل خطروں سے خالی چین دہر ہے صاحب نظروں سے طاقت یہ ہوئی سلب فرشتوں پروں سے گمراہ زمانہ ہوا ان راہبروں سے اس راز کو پوچھے تو کوئی بہرہ وروں سے امید صفائی کی نہیں گینہ وروں سے
---	---

فساد جو ہوا ہے وہ نکلیجے سروں سے
بیگانہ ہوئے جاتے ہیں نالے اثروں سے
درماں کا نتیجہ نہ ملا چارہ گردوں سے

سودا ہو تو دارین میں ہو تیری طلب کا
خاموشی سے مطلب جو نکل آئے تو بہتر
ڈھونڈ مینگے علاج دل بچارہ دعائیں

مغموم کہاں اور کہاں منزل تو جسد،
خامہ بھی اٹھکا جاتا ہے یہم سفر وں سے

ملا لطف مصیبت خواہش من اماں کھدی
ہوا ہنگام ویرانی تو تصویر خزاں کھدی
خدا جانے ازل کی جو امانت تھی کہاں کھدی
ہے شاید صور اسرافیل میں میری فغاں کھدی
مصیبت سر پہ جو میرے پڑی اسکو ماں کھدی
جیس میں نے جو اپنی بہرنگ آنتاں کھدی
ہتھیلی پر اٹھا کر جبکہ میں نے اپنی جاں کھدی
زبان نامہ بریں میں نے اپنی آنتاں کھدی
مری اک جان باقی تھی جو بہر منتاں کھدی
خوشی کے ساتھ میں نے نوک خبر زباں کھدی
مشیت ترہ شہر خوشاں درمیاں کھدی
وہیں رکھی کی رکھی رکھی میں نے جہاں کھدی
روانی میں سمند عمر کی میں نے جہاں کھدی
جہاں میں جوہری کی میں نے گویا اک کار کھدی
مرے دل میں محبت کی جتنی اے بہاں کھدی
کہ میں نے جہاں میں جہاں میں جہاں کھدی

جو الجھا خاریں مانتی تھی شمع گلفشاں کھدی
خفاقت کو گلستاں کے نگاہ باغبان کھدی
بمشکتا پھر ماہوں جستجو میں وائے ناکامی
اسی میں راز جب بربادی عالم کا پنہاں ہے
مشیت گرد یہ ہے اتنی ہوئی چھٹل نہیں سکتی،
اسی درگاہ سے رتبہ ملا ہے سرفرازی کا
قدم اسوقت رکھا وادئی وشت محبت میں
نہ گم ہو جائے خط اس نہ خط کے اڑکیں پرنے
خراست فہم اور ہوش و خرد کو عشق نے لوٹا
تھی اکی مستحق سر حقیقت فاش ہونے پر
مسافت ہوتے ہوتے رکھی دنیا سے عقبی کی
مسرت کی ہوئی تقسیم زل میں چھوڑ دی ہیں
مجھے بٹھرا لیا دلچسپی گلزار عالم نے
دُرو گوہر کا اک انبار ہے دیوان نہیں میرا
نرے احساں یارب جہاں میں نہیں سکتا
اٹھاؤں لطف تہا و انہماکے عشق کا یہیم

ہے کیا کیا کلک کی مغموم کے گہرا نشانی،
کہ فیاض ازل نے اس میں تاثیر بیاں رکھ دی

مسدس

جوشی کہ نگہ کے رد برد ہے
گل میں کبھی تیری جستجو ہے
قدرت کا رنگ ہو ہو ہے
بلبل کی کبھی تو آرزو ہے

جلوہ تیرا ہی چار سو ہے
یار ب کریم تو ہی تو ہے

مطلوب کہیں کہیں ہے شیدا
شہرگ سے قریب تو ہے پیدا
پہناں ہے کہیں کہیں ہو پیدا
آنکھوں میں تھے سوا دیدہ

پیوستہ رگوں میں کب ہو ہے
یار ب کریم تو ہی تو ہے

کعبہ میں کسی نے سر جھکایا
چاہا جس روپ میں در آیا
بُت میں تجھ کو کسی نے پایا
خورشید کہیں کہیں ہے سایا

تیری ہی طلب ہر ایک کو ہے
یار ب کریم تو ہی تو ہے

راہ الفت کو پانے والے
قدرت کے ڈھنگ ہیں ترالے
میخانے سے کب قدم نکالے
بیہوش بنے ہیں ہوش والے

ساقی نہ مرا می دسیو ہے
یار ب کریم تو ہی تو ہے

خورشید فلک پہ کیوں دواں ہے
پانی دریا میں کیوں رواں ہے

سیاہ کی مضطرب جواں ہے | پتھر میں آگ کیوں نہاں ہے

ہر ایک کو تیری جستجو ہے
یارب کریم تو ہی تو ہے

زادہ کا دعائیں ماتھے اٹھانا | بتخانے میں برہن کا آنا
بلبل کا وہ جانفزا ترانا | شمشاد پہ قریوں کا گانا

پیہم ہر اک کی گفتگو ہے،
یارب کریم تو ہی تو ہے

مغموم ہے بے لایابی | در پر آیا ترے سوالی،
نیکی سے دونوں ماتھے خالی | تو ہی وارث تو ہی ہے دالی،

رحمت کی تیری جستجو ہے
یارب کریم تو ہی تو ہے

ایضاً

دید کی خواہش رکھنے والو | پردہ غفلت دل سے نکالو
مفت ہے جلوہ یار کا پالو | حوصلہ ہے تو دیکھو بھالو

بادۂ عرفاں کے متوالو
دل کی لگی کو اپنے بھالو

بادۂ عرفاں رنگ نہ لائے | ظرف ہو عمدہ جس میں سمائے
طالب کو سرشاو بنائے | مغز ہتی میں راہ نہ پائے

ظرف اگر ہو غام سر اسر
بہہ جائے ناسور بنا کر

سہر ہو بھنور میں سودا سہیں	داغ ہو دل پر آگ جسک میں
حسن رجا ہے خوف و خطر میں	جلوہ اسکا جس میں بریں

دل سے خودی کو اپنے مٹا دو	
بیخود ہو کر ہوش سبنا لو،	

دار فنا سے رخت سفر لے	بار محبت سر پر دھر لے
وقت غنیمت سودا کر لے	کاسہ دل کو عشق سے بھر لے

فیض علائق سے تو نکل جا	
سب سے بچھڑ کر یار سے مل جا	

دل ہو وقف طال و حراماں	سینہ بریاں چشم ہو گریاں
عاشق شہید اقبال بیجاں	بے سرو ساماں حال پریشاں

سوختہ ہو کر آہ نہ نکلا	
جینے کی کوئی راہ نہ نکلا	

گم جو ہوا اپنے کو نہ پا کر،	دم میں بلا وہ یار سے جا کر
تخم دوئی کو دل سے جدا کر	خواہش باطل دل سے فنا کر

تاب جو ہو دیدار کو پالے	
جی کی حسرت جی سے نکالے	

پی کے بہت مغرور نہ ہو جا	مفت نشے میں چور نہ ہو جا
مستی میں سرور نہ ہو جا	عقل خرد سے دور نہ ہو جا

خوار و ذلیل کر لگا کر	
راز محبت افشا ہو کر،	

سودا ہے تو ہو نہ ہراساں	ہمت ہے تو مشکل آسان
-------------------------	---------------------

درد اگر ہے کر لے درماں شکوہ نہ کر تقدیر کا ناداں

دہم پرستی ہے یہ باطل
نیت ثبات مراد حاصل

چشم بصیرت گر ہے میسر دل کے آئینے میں نظر کر
برق تجلی کا ہے وہ منظر جلوہ فگن ہے حسن دہر

اسکا ٹھکانا اور نہ ہو گا
دیکھینگا جو کور نہ ہو گا

زہر جسے سمجھا ہے دوا ہے جسکو فنا سمجھا ہے بقا ہے
دور تو کیوں ساحل سے پڑا ہے قطرہ کیوں دریا سے جدا ہے

دیکھ تو بچھ سے دوری ہے کیا
پردہ کر دے دور خودی کا

زنگ پڑا آئینہ دل پر جلوہ یار ہے اسکے اندر
صاف کر اسکو از پے داور ابر میں ہے نور شدید منور

چھوڑ فنا کو فکر بقا کر،
دیکھ تجلی سر کو جھکا کر

اسکی تجسس کرتا کیا ہے کعبہ و دیر بھنگتا کیا ہے
دشت و جبل میں رکھا کیا ہے یار کو بچھ سے پردا کیا ہے

حسن ازل عالم میں اظہر،
جلوہ اسکا اندر باہر

خط و تجلی کا ہے جو نور چشم بصیرت اپنی وا کر
ور نہ رہ جائے گا کبیر برق تجلی سے جل بمن کر

ہے یہ ازل سے یار کا فرماں
حوصلہ پست نہویہ انساں

صورت دریا دیدہ نم ہے
دل کی طیش کا یہ عالم ہے
حسن کا مضمون زیبیہ قم ہے
آتش افشاں مغر قلم ہے

لکھنے کی اب تاب نہیں ہے
بیداری ہے خواب نہیں ہے

زخم محبت ہو نہ نمایاں
دل میں دبا رکھ سوزش پہاں
کام نہیں یہ سب پر آساں
کہتا ہے مغموم سخیداں

راز نہ نکلے دل ہو جو مضطر،
مہر، خموشی کی ہول ب پر

رباعیات و قطعات

یار ب! مرے قلب میں ضیا ہے تیری
ہر حال میں یہ سرطاعت خم ہے
دکھ درد ہو، یا طرب عطا ہے تیری
راضی ہوں اسی میں جو رضا ہے تیری

ولہ

کیا دل پہ غم و رنج کا پیدا ہوا اثر
دکھ درد نہو یا نوید آسائش ہو
دائم ہوں میں تسلیم درضا کا خوگر
جو کچھ تیری مصلحت وہی ہے بہتر

ولہ

اک لطف تراء اور زبانیں ہیں ہزار
کس منہ سے کروں رنج و مصیبت کا کلمہ
ممکن نہیں لغتوں کا تیرے ہوشمار
شیر مہرہ احساں ہوں الہی ہر ناب

ولہ

یارب تیری رحمت کا طلبگار ہوں میں غفار ہے تو اور سیہ کار ہوں میں	ہر چند عقوبت کا سزاوار ہوں میں بخشش تری انفعال کی طالب ہے
ولہ	ولہ
در پر ترے بندہ سیہ کار آیا شرمندہ و منفعل گہنگار آیا	عصیاں کا ساتھ لے کے طومار آیا خو امان کرم نیاز مندی میری
ولہ	ولہ
خو امان تیری رحمت کا ہے یہ سوز و گداز میں بندہ ہوں تیرا اور تو بندہ نواز	کر عفو مرے جرم پئے شاہ حجاز پیچارہ میں ہوں چارہ ساز یارب ہے
ولہ	ولہ
مجرم یہ بھی ہے چشم عنایت تیری وہ فہر تر ہے یہ ہے رحمت تیری	ہے بندہ نوازیوں پہ حکمت تیری دوزخ کا سزاوار بھی جنت پائے
ولہ	ولہ
صدمہ جو یاد جرم کا پہنچا تھا کم ہوا جو اشک انفعال تھا نذر کرم ہوا	مصروف گر یہ آنکھ تو دل قف غم ہوا سبقت پہ جوش رحمت بے غفور تھا
ولہ	ولہ
پتھر بھی جو ہو لعل بدخشاں ہو جائے شان رحمت تری نہایاں ہو جائے	ہو فضل ترا تو کام آساں ہو جائے یارب اداں درد مند کو کر مسرور
ولہ	ولہ
شان رحمت تری ہے لیکن برتر کر بندہ نوازی پہ بھی کچھ اپنی نظم	اعمال کا ہر چند سیہ ہے و فقر شایاں تجھے کب ہے سخت گیری یارب
ولہ	ولہ

یار بیکس خطا شعار ہوں تو ہے عیلم	میں بندہ بیچارہ ہوں تو رب کریم
محروم سخی کے در سے ہوتا ہے کون	غیور ہے بندوں کا ترالطف عیلم

ولہ

روز محشر ذلیل اور زوار نہ کر	شرمندہ در سوا سربازانہ کر
ہو فضل و کرم تیرا معاون میرا	یار ب! غم عصیاں میں گرفتار نہ کر

ولہ

ناکامی مقصد پہ نہ کر دل ناشاد	شب ہو گئی اور آئینگی اب صبح مراد
ذات باری پہ رکھ بھروسہ ہر دم	ہو جائے گا قید رنج و غم سے آزاد

ولہ

سینہ ہو ضیاء بار تو دل پر انوار	ہو گا جو حوادث زمانہ کا شکار
اپنے کو دیکھ اور فیوض باری بھی دیکھ	ہرگز نہ ہو لب پہ رنج و غم کا اظہار

ولہ

ہے شیفۃ دنیا کے صحنائے کا	جانے کی ہے فکر اور نہ غم آنے کا
زندہ رکھ اسکو یاد مولیٰ میں مدام	اندیشہ بجا ہے دل کے مرجانے کا

ولہ

شرمندہ و مجبور ہوں ناچار ہوں میں	آشفۃ ہوں بیکس ہوں گنہگار ہوں میں
ہے فضل پہ تیرے رستگاری میری	یار ب تری رحمت کا طلبگار ہوں میں

ولہ

آئینہ دل میں تیری صورت دیکھی	ہر غنچہ و گل میں تیری نکبت دیکھی
کیا کوہ میں کیا دشت میں کیا صحرا میں	قوتے قوتے میں تیری قدرت دیکھی

ولہ

کس درد کی صدا ہے رباؤں چنگ میں	سیاہ میں طیش ہے شرارے میں منگ میں
ہے شمع میں گداز تو، سوزش تنگ میں	ڈوبے ہوئے میں سب تری الفت کے رنگ میں

ولہ

آنکھوں میں وہ جلوہ ہو نمایاں ہو کر	اور دل میں ہے صورت ارباں ہو کر
یار رب! تیرا ذکر ہے فروغِ ایماں	مٹ جاؤں تجھے نام پہ قرباں ہو کر

ولہ

ہو رنج و مصیبت میں بھروسہ کس پر	دکھ درد مرا ہے اور رب اکبر
میں چھوڑ کے تجھ کو کس کے در پر جاؤں	جز تیرے مرا کون ہے والی داور

ولہ

پہلو میں ہے دل حقیقت آگاہ	رکھ شرک سے محفوظ مجھے بارِ الہ
ہو سلب نہ وقت نزعِ ایمان مرا	جاری ہو زباں پہ لا الہ الا اللہ

ولہ

اللہ کی ذات پر بھروسہ ہو دِ اَم	غیر دں کے بھروسہ کا برا ہے انجام
قطرہ بر سے جو ابر رحمت سے تھے	ہو گشتِ امید میری سببِ ندام

ولہ

ہر لب پہ رہا ذکرِ قوا صبح و شام	مومن کہے اللہ اللہ ہند و کہے رام
ہر رنگ میں آشکارِ جلوہ تیرا	تو ایک ہے اور مختلف تیرے نام

ولہ

عقل و دانش میں تو بھائے کیونکر	اور اک حقیقت تری پاسے کیونکر
ناقص انساں کا فہم برتر تری ذات	بیش جو ہو سمجھ میں آئے کیونکر

ولہ

نظارہ ہو کیا حسن کی رعنائی کا
یا رانہ رما زباں کو گو یائی کا

ہر سمت ہے جلوہ تری یکتائی کا
آنکھیں خیرہ ہیں اور معطل ہیں حواس

ولہ

طاقت کہاں ہے دید کی تیری نگاہ میں
کیا دخل ہے خودی کو تری جلوہ گاہ میں

آنکھیں ہوں بند عشق و محبت کی راہ میں
کھوئے حواس اپنے تو پائے تجھے کوئی

ولہ

لطف و کرم وجود ہے بچہ تیرا
ہو خاتمہ بالخیر الہی میرا

ہو شکر کہاں بندہ نوازی کا ادا
جز اسکے کوئی خواہش مغموم نہیں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وصف ہو کیونکر ادا خلق شبہ لولاک کا
عقل عاجز نارسا ہے جو صلہ ادراک کا
شغل ہے احسن یہ میرے دیدنناک کا
ورنہ کیا جو ہر بنناں رکھتا پتلا خاک کا
مرتبہ کس کے قدم سے بڑگیا اخلاک کا
ہے ذریعہ نعت احمد روح کی پوشاک کا
نفس رہزن، خدا حافظ مری ملاک کا
غیر ممکن ہو رفو ہونا جو دل کے چاک کا

رتبہ داں خلاق عالم ہے رسول اک کا
واقعہ معراج کا ہے حیرت افراے خیال
ذوق گریہ سے ہے وابستہ بہار زندگی
باعث عشق حقیقی ہے ملائک پر شرف
اپنی رفعت اسکو وجہ ناز ہو سکتی تھی کیا
جان شیریں جسم سے جسد رم رہا ہو جانگی
ورد و ربج عشق احمد تا ابد ہو بقرار
اے طیب روح یثرب کی رہا ہو گی بغداد

ہر مرض کی ہے دوا مغموم نام مصطفیٰ
فیض بخش جان و دل نسخہ ہے یہ تریاک کا

پتہ ملتا نہیں لیکن گریباں اور دامن کا

جنون عشق احمد میں نشاں باقی راتن کا

تہنا کیا ہے خلد بریں کی عشق احمد میں ،
 لحد کا گوشہ یاد آتا ہے ہر دم دہشتی میں
 جو ہو عشق پیہر جاگزیں ظلمت ہے کیونکر
 بھٹک جائیں غلامان نبی کیونکر رہتی سے
 وہی ہے عمر کے رہوار کی بس منزل مقصود
 رفو ہوتا ہے زخم دل مرا ترکان احمد سے
 ہوائے گلشن طیبہ کا شہید ہے مرانا سور
 کسی اک سرزمین میں خواہ میری تموا جاے
 ہوں مداح نبی میری زیارت کو چلے آئیں
 غلامان نبی پر کیا فریب نفس و شیطاں ہو ،
 بلائی ذی وجاہت کو ملا کیا رتبہ اعلیٰ
 ہوا نالاں جو بھر شاہ میں بیتابی دل سے
 الہی ہونہ ضائع حاصل کشت امید دل
 میں ہم مفتون طیبہ اور وہ شیدا ویر و کعبہ
 مصیبت میں پھنسا کر مجھ کو قرب حق میں پہنچایا

ہے جب تک دہریں باقی نشان طیبہ گلشن کا
 کہ غربت میں خیال آتا ہے مجھ کو اپنے مسکن کا
 اجالا ہو گیا ہے بزم دل میں شمع روشن کا
 بنا ہے رشتہ شرع پیہر طوق گردن کا
 عدم آباد کی جانب قدم ہے میرے توسن کا
 کہ ہے تارنگہ کا رشتہ اور ٹانھا ہے سوزن کا
 کہ پیغام قضا ہے بند کرنا دل کے روزن کا
 مدینہ میں پتہ بلجائے گا میرے نشیمن کا
 پتہ خیل ملائک کو اگر بلجائے مدفن کا
 جو دل مضبوط ہوا ایمان سے ، کیا کھسکا رہن کا
 ذریعہ صاحبایاں کو کب رنگ روغن کا
 اثر ایا رنگ کیا رہ فلک نے میرے شیون کا
 خیال آتا ہے دہقان کو ہمیشہ اپنے خرمن کا
 وہ مشرب اپنا اور یہ دین کے شیخ و برہمن کا
 دعا دیتا ہوں میں ہر دم بھلا ہو میرے دشمن کا

فری زنگیں نوائی کی سنداں داد دیتے ہیں
 یہ کہتے ہیں کہ بیشک اہل ہے مغموم اس فن کا

لکھوں جو وصف سید عالی تبار کا
 غم کیا ہو مجھ کو گردش لیل نہار کا
 مدفن ہو گر مدینہ میں جس جسم زار کا
 آخر قصور کیا دل بے اختیار کا

پورا ہو شوق کیا دل پر اضطراب کا
 ہر دم حصار اس ہے نام محمدی
 پیدا ہو نہ ہو مرغیل سے کبھی
 واضطرار احمد کو دکھا جو اس کی توبہ کا

رخ پھر گیا مدینہ کو لوح فرار کا
کیونکر ہو ضبط درد دل مقرر کا
مقصد ہے زندگی میں پی ولفگار کا
پورا یہ مدعا ہو کسی جاں نثار کا
سرمایہ کیوں زیاں ہو دل اشکار کا
کیا غم ہو مجھ کو گلشن ناپائدار کا

تھی ابتدا جو اسکی درود سلام سے
پائی جو راہ دیدہ تر سے ٹپک پڑا
عشق رسول میں نہو پروا جان بھی
پائے قرار گلشن طیبہ میں مرغ روح
مہر سکوت لب پہ ہو ضبط آشنا ہو لکھ
ہستی کا نقش محو ہو عشق رسول میں

دل میں جو نور عشق ہو معموم جلوہ گر
نقشہ بدل ہی جائیگا اجر سے دیار کا

ہرگز تھکا نہ اب تک طوفان چشم غم کا
اور ہوش ہے پریشاں رکھتا غم روم کا
کیا دہر کے چمن کا کیا گلشن ارم کا
ہے اشتیاق دل کا ارم ماں مرقد م کا
بگڑا ہوا ہے نقشہ کیا دیڑ کیا حرم کا
شاہنشاہ عرب ہے فرمانروا عجم کا
شیدا ہوا نبی کا طالب جو تھا صنم کا
صبح نشاط میں ہے پیغام شام غم کا
فرقت میں جوش ہے طوفان کرم کا
یار مجھے دکھا دے منظر تے کرم کا
کیا تاب گفتگو ہے یار کہاں تسلیم کا
وہ ہے تو چند ساعت ہے رفیق دم کا
تسلیم اور رخصتیں سر غم مرے قلم کا

ہوں بتلا میں جب عشق شہ امم کا
نظارہ لقاء احمد میں وقف دل ہے
وارفتہ نبی کو دو توں کا لطف ہے پیچ
پُر خار وادیوں سے طے ہو رہ مدینہ
صحرا ہوا بیاباں وجہ طمانیت ہے
ہے نظم و نسق دنیا محتاج شاہ دیں کا
پھیلے ضحیا جو حق کی باطل ٹہر سکے کیا
ہرگز نہ عیش دنیا پر دل فریفتہ ہو
یاد شہ ہدی میں ہے گرچہ ذوق حاصل
دل کی تڑپ ہے پنچوں میں روضہ نبی تک
محو نقابیں آنکھیں مہر سکوت لب پر
عہد نشاط کم ہے اور طول صحبت غم
کیا شدت مصائب کا ہوا اثر کہ ہے اب

عشق نبی ہو اور میں اور افتخار شرکت
مغموم کو چہرے اب کارواں عدم کا

مرتبہ پایا ہے میرے دل کے شمع طور کا
الفت سرور ہے گنجینہ دل معسور کا
میں ہوں شیدا ہے نبی طالب نبین میں جو رکا
ہے عبت اے چارہ گر تجھ کو گماں ناسور کا

جلوہ حسن پیمبر سے ہے عالم نور کا
خاک کوئے احمدی سرور ہے کوہ طور کا
چھوڑ کر جنت کو ہوگی روح یثرب کو رواں
دل نے کی ہے راہ دل سے عشق کا اعجاز

سر سے جاتے پیم بھی اے مغموم یثرب کو دلے
حوصلہ ہے لپست قسمت سے دل مجبور کا

تھمتا نہیں اب جوش مری آہ و فغاں کا
ملح شہ لولاک سے ہے حسن زباں کا
ہوتا ہے رواں قافلہ اب شکراں کا
مشکل میں ذریعہ ہے ہی امن ماں کا
اسباب سستی میں ہی رونق جاں کا
چھوٹے نہ کبھی ہاتھ سے سر شہ عیاں کا
نابود ہوا دل سے نشاں وہم گماں کا
وہ کام تحمل کا ہے یا تاب و تواں کا

ہو جائیگا سب راز عیاں سوز نہاں کا
کا شانہ دل عشق پیمبر سے ہے روشن
ہے آہ علم بانگ جس میں مرے نالے
یاد شہ کو نین میں ہو جوش محبت
اخلاص ہو اور الفت احمد کی ضیا ہو
تسلیم و رضا سے ہو بسر عشق نبی میں
حق کا شرف قدرت ہے نبی مظہر قدرت
ہو ضبط محبت بھی ادا الفت نبی بھی

زردار ہوں اور روضہ پہ مغموم غزلخواں
کچھ لطف تو ملجائے انہیں حسن بیاں کا

جز عشق نبی دخل نہیں کون و مکان کا
وقت میں دلا لطف نہیں آہ و فغاں کا
یاسید ابرار و قیغ ہے زباں کا

کیا نقش ہو دل پر مرے اسباب بہاں کا
دلدادہ ہوں ذوق اثر سوز نہاں کا
شکل میں محافظ ہے میری جسم کا جاں کا

معیار نہیں عشق میں کچھ سود و زیاں کا
تحریر کی طاقت ہے نہ یا راہے بیاں کا
نام شہ کوئین ذریعہ ہے اماں کا
دیکھیں کہ سفر ہوتا ہے درپیش کہاں کا
عالم میں بکیں کا ہو پتہ اور نہ مکاں کا

اندیشہ زنداں نہ تمنائے رمانی
ہے شان خدا جلوه حسن شہ والا
بیکار ہیں سب منزل ہستی کے حوادث
آمادہ یثرب ہوں ہے آمادہ اجل بھی
سُجائوں رہ عشق میں مٹ جائیں بھی

مغموم ہوں لغت شہ کوئین میں مصروف
کچھ اور رہی عالم ہے مری طبع رواں کا

دل شیفہ ہے شہ زماں کا
سرمایہ ہے قلب کے زیاں کا
یہ فیض ہے سوزش بہاں کا
کھو یا ہی گیا اثر فغاں کا
بنجائے گا آبلہ زباں کا
کیا ذکر ہے گلشن جہاں کا
فصل گل میں اثر خزاں کا
غار تنگ دل کے کارواں کا
بدلا ہے رنگ اب جہاں کا
طوبی پہ ہے قصد آشتیاں کا
کر قصد نبی کے آستان کا
ارماں باقی نہیں نشاں کا

سودا نہیں سر میں این داک کا
ابرمان بسیار مدعا طول
روشن ہے شب فراق اپنی
بیتابی کی بھی کوئی حد ہے
سوز غم عشق کیا ہوا اہل سار
یثرب میں ہے سیر باغ عرفاں
محسوس ہوا ہے بلبلوں کو
نقش ہستی فریب دلکش
دل بھی کوئی ہے جو مطمئن ہو
یثرب میں ہو مرغ جاں کی پرواز
منظور جو امن و عافیت ہے
ہو ذات نبی میں گم یہ ہستی

مغموم ہیں اہل بزم بخود
کیا رنگ بجا رہے بیاں کا

شرف حاصل نہ ہو جب تک محمد کی زیارت کا
 بنا کر توڑ ڈالا حتیٰ سنا پتھر تیری صورت کا
 بہار لغت پر ہیں عند لیباں سخن مفتوں
 نحو ست چل بسی عشق نبی میں سپہ رونی سے
 نہیں نور محمد سے جہاں میں کوئی شی خالی
 نبی کے عشق میں مر کرے جینا جی کے مرجانا

نہیں ممکن ہو جلدی خاتمہ میری مصیبت کا
 کہ تا پیدائہ ہو کوئی بشر اس شان شوکت کا
 گل افشاں ہے قلم کیا رنگ ہو میری طبعیت کا
 مرے اشکوں دہوڈالا نوشتہ میری قسمت کا
 گلے میں کا فردیندار کے ہے طوق منت کا
 تماشہ ہے وہ قدرت کا تقاضا یہ فطرت کا

طفیل لغت اے مغموم اب میں وہ سخنوں رہوں
 کہ شعر کی زباں پر ہے افسانہ میری عظمت کا۔

امت سے میل لطف خدا کے وصال کا
 پیش نظر جو نقشہ ہے ماضی و حال کا
 خطرہ جو جان کا ہے تو کٹسکا ہے مال کا
 کوئی شہید نازا کوئی کشتہ ادا
 اعمال کی سیاہی مرے دھل گئی تمام
 حاصل ہو کچھ تو ذوق طیش بھی مرض کو
 جاں دیکے پاؤنگا میں تقاے رسول کو
 مٹ مٹ گئی جو ضعف کی تصویر تھی مجھے
 خوانِ کرم سے شاہ و گد استفیض تھے
 نور رسول پاک کو تشبیہ کس سے دوں
 شیدائے احمدی کو ہو پڑے جان کیا
 ہیں سرخ و جہاں میں وہی جو ہیں ہنر
 شیدائی کا قرب خدا میں پیو بیخ گیا

کوئی نہیں دکھائے بشر اس مثال کا
 غالب ہے خوف آرزوؤں پر مال کا
 پہلو عروج میں بھی رہا اک زوال کا
 پروانہ میں بنا شہ حسن و جمال کا
 قطرہ جو ڈھل گیا عرق انفعال کا
 وہ کام کر طبیب جو ہو اعتدال کا
 سودا ہوا ہے مجھ کو جو امر محال کا
 نقشہ ہے دیکھ لو یہ کسی پائمال کا
 تھا ایک ہی موازنہ کسی دشال کا
 کھاتا ہے ٹٹو کریں جو قدم ہے خیال کا
 کیا حال تھا ذائق میں حضرت بلائ کا
 خواہاں جہاں میں کوئی نہیں ہے کمال کا
 کیا ذکر صوفیوں کے یہاں حالِ قال کا

داسن میں تھام لو نگا پیمبر کی آل کا
افروں وقار بدر سے بھی ہے ہلال کا
بارگراں جو دل پہ ہے رنج و ملال کا
شادی کی اب خوشی ہے غم غری ملال کا
کراستناد در شہ جو دو نوال کا
در یوزہ گرہوں ماتھ میں کاسر سوال کا

دو رخ کو پچلیں جو فرشتے مجال کیا،
آغاز عشق سے ہی ہوا سر بلند ہیں
کبرہ سیکنگا دست جنوں سے وہ برقرار
ہستی کو اپنی ذات نبی میں مٹا دیا
سر خم کیا تو وہ در مقصد کو پایا
یا مصطفیٰ مجھے عر فاں کا جام دو

چل کر در رسول پہ جاں اپنی کر نثار
معموم ناگوار ہے جینا و بال کا

رگھائے جسم کو مرے روشن بنا دیا
بیٹھے بٹھائے گھر کو مرے رن بنا دیا
حسرت کا میں نے دل کو جو دفن بنا دیا
ساری جہاں کو مجھ سے جو بد ظن بنا دیا
دل کو جو عشق شاہ کا مخزن بنا دیا
سوز دروں نے دلیس جو روزن بنا دیا
کس نے یہ خون کو مرے روغن بنا دیا
قدرت نے نار سامرا شیون بنا دیا
خاکستر اسنے آہ مرا تن بنا دیا
تار نگاہ کو مرے چپلن بنا دیا

عشق نبی نے کیا پس مردن بنا دیا
دست جنوں سے ہیں در و دیوار پاشن
امید و یاس فاتحہ پڑھنے کو آئے ہیں،
یہ بھی تو میرے طالع و اثروں کا کھیل ہے
اہل دول کر نیلے پرستش نہ کیوں مری
اس راہ سے ہی نکبت طیبہ کا ہے گزر
جلتا ہے چراغ محبت جس کے ساتھ
کس طرح روضہ شہر سل پہ ہو گزر
کیا سوز عشق کے ہیں یہ شعلہ فشاںیاں
کیا لطف دیدار ٹھاؤں کہ افراط شوق نے

معموم شکر کیا ہوا ادا کر دگا رکا
بزم سخن میں مجھ کو جو ذی فن بنا دیا

ہستی کا خواب دل سے فراموش ہو گیا

مصرف بیخودی جو مرا ہوش ہو گیا

میں پیگر الم سے ہم آغوش ہو گیا
 کعبہ کسی کے غم میں سیہ پوش ہو گیا
 میرا چراغ زلیست جو خاموش ہو گیا
 جام الست کا میں بلا نوش ہو گیا
 اک جلوہ جمال سے رو پوش ہو گیا
 میں آپ اپنے حق میں زیاں کش ہو گیا
 وقف سرور دل کا مرے جوش ہو گیا

پایا جو ذوق ہجر رسول الہ کا
 نہاں ضیاء ہر رسالت جو ہوئی
 فضل خدا سے روح کی طاقت ہوئی قوی
 کیف سرور میں کھلا زابخودی
 عشق نبی میں ہجر کی بتیا بیوں کا حال
 جو راہ منفعت تھی ہوئی مجھ کو ناگوار
 آیا پیام مرگ تو گویا ملی نوید

مغموم لغت سرور دیں گے طفیل سے
 بارگناہ سے میں سبکدوش ہو گیا

حسن معنی کے خریداروں میں غول ہو گیا
 سینہ بے کینہ میرا گنج عرفان ہو گیا
 سلب گویائی ہوئی اور جسم بجان ہو گیا
 وہ بھی قرباں ہو گیا اور بھی قربا ہو گیا
 قبر میں میرے ظہور نور ایمان ہو گیا
 ترک راحت کر کے دل شکل خوان ہو گیا

لغت حضرت میں جو خامہ گوہر افشان ہو گیا
 لوح دل پر نقش نام شاہ ذی شان ہو گیا
 نور ہر معرفت جہم درخشان ہو گیا
 خیر دل کی اور جگر کی عشق حضرت میں ہو گیا
 دیکھو داغ عشق احمد پھر گئے منکر نکمیر
 ذائقہ ایسا بلا عشق رسول پاک میں

لغت گوئی جب ہوئی مقبول تفت نے کہا
 تھا گدا مغموم کل تک آج سلاطین ہو گیا

کام جو شکل سے مشکل تھا وہ آساں ہو گیا
 غم کا جہاں میں ہوا غم میرا جہاں ہو گیا
 داغ درد عشق کا کیا خوب ماں ہو گیا
 جوش پر جہم کے مرآتکوں کا طوفان ہو گیا

بہکیا دل خون ہو کر جب میں گریاں ہو گیا
 رنج وہ مجھ کو کھلایا میں نے آنسو تخت دل
 آرزوے وصل احمد میں ہوا اپنا وصال
 دہود یا جوش یم رحمت عیساں کو مرے

روز و شب مصروف لغت میدلا برار ہوں
مغفرت کا بیشتر معنوم ساماں ہو گیا

سنائی ہے نبی کی یاد کیا کیا ٹرپ جاں کو ہے کیا ہجر نبی میں چلا ہے کارواں سوئے مدینہ بجز حق شان احمد کون سمجھا رہ شرع نبی سے دور پڑ کر ہے دلچسپی کی جا شہر خموشاں	سناؤں بیشتر تار و داد کیا کیا کرے مرغ قفس فریاد کیا کیا تڑپتا ہے دل ناشاد کیا کیا جہاں میں ہو گئے استاد کیا کیا بگڑتے جاتے ہیں آزاد کیا کیا بھٹے ہیں یاں مکاں آباد کیا کیا
--	---

ہیں بھٹے داہنائے عشق معنوم،
ملی ہے شاہ دیں سے داد کیا گیا،

پس مرگ اوج غمت پہ مرا غبار ہوتا میں اجل سے ہجر شہ میں جو داد و چار ہوتا مجھے جانب مدینہ جو صبا اڑا کے جاتی کبھی جلوہ حقیقی کا ظہور تھا نہ ممکن اے جنون عشق احمد کوئی مدعا نکلتا میں حضور میں پہنچتا تو یہ نذر پیش کرتا	تھے در یہ پیائے احمد میں اگر نثار ہوتا مری زندگی کا قصہ کہیں اختصار ہوتا تو بلند عاشقوں میں سر افتخار ہوتا جو خودی کے دائرے میں نہ بقرار ہوتا جو لباس جسم ہستی مرا تازا رہوتا سر پاش پاش ہوتا دل انداز ہوتا
---	--

یہ بڑا گنہ تھا معنوم گنہ جو میں نہ کرتا
بید رحمت الہی سے میں شرمسار ہوتا

جو لقا نبی کا حاصل مجھے ایکبار ہوتا نہ زباں سے آہ نکلتے نہ ہو عشق افشا دل تنگ ہے کیونکر غم شہ کی مہیبانی	نہ میں آہ آہ کرتا نہ میں زار زار ہوتا دہن خموش ہوتا دل راز دار ہوتا مرے سینے میں الہی کوئی مر غزار ہوتا
--	---

صف عاشقاں میں اول ہی جانثار ہوتا
یہ سفر تمام کرتا جو میں شہسوار ہوتا
بجو ارشاد امت جو مرا مزا ہوتا

سہریلہ بہ فرشتی کا جو امتحان ہوتا
رہ معرفت ہے شکل میں پیادہ یا چلا ہوتا
مری قبر کا ملائیک بخوشی طواف کرتے

پس مرگ لاش معنوم جو ارشہ میں ہوتی
کہ گلوں کے ساتھ زریا ہے جو کوئی خار ہوتا

تو کیوں جانسیر شب غم میں مریض ناواں ہوتا
قلم میرا جو لغت شاہ دیں میں گلفشاں ہوتا
فراق شاہ دیں میں جو سرگرم فغاں ہوتا
نہ افشا خلق پر ہرگز مرا سوز نہاں ہوتا
نہ ایمن تو بھی اسکی آہ سے اے باغبان ہوتا
یہ بہتر تھا مجھے اے کاش اگر میں کزباں ہوتا
اگر فردوس میں کچھ سوز لغت کیاں ہوتا
نہ صدمہ ہجر کا سہتا نہ یہ غم جاوداں ہوتا
بیاباں خلد ہوتا اور مدینہ بوستاں ہوتا
مجھے طاقت جو ہوتی میں ترا ہمدستاں ہوتا
نہ قدموں میں زمیں ہوتی نہ سر پر آسماں ہوتا
مراسم اور شاہ سرسلین کا آستاں ہوتا
نہ برپا ہوں حوادث اور نہ جو آسماں ہوتا
سرخورد شید مجھ پر آہ کا میری دیواں ہوتا

نہ نام پاک شاہ دیں کا گرد و زباں ہوتا
ہر اک محفل میں جلوہ رحمت حق کا عیاں ہوتا
نہ یہ بیدار ہوتی اور نہ گردوں نشان ہوتا
نہ آنکھوں سے مرویوں اشک کا دریا رواں ہوتا
اگر زیاد بلبلی کا چین میں اشیاں ہوتا
حضور شاہ دیں کچھ عرض کر سکے نہیں قابل
وہاں کیا چین اہل درپائے آگ لگجاتی،
ہے حسرت ابتداء عشق میں ہی کیوں مرجاتا
مقابل دونوں ہوتے تو نگاہ اہل بنیش میں
تری فرماؤ سنکروم بخود رہتا ہوں اکلیل
جنوں میں کیوں وہ جولا لگہ ہو یہ بارگراں کیوں
نہ یوں آفت میں گھرجاتا نہ یوں مگر میں جیتا
اماں میں یا رسول اللہ مجھ کو آپ لے لیتے
دکھا سکتا تھا کیا گرمی وہ مشتاقان احمد کو

سننا مار و ضنہ احمد یہ پڑھ کر یہ غزل معنوم
جو ہوتا جان بحق کوئی تو کوئی نیجاں ہوتا

عشق شہ زبیاہ کے قابل نہیں ہوتا
کب داغ مرا روتی محفل نہیں ہوتا
رہرو کا ٹھکانا سر منزل نہیں ہوتا
نالہ بھی مرے درد میں شامل نہیں ہوتا
جنگ کہ کوئی جذبہ کامل نہیں ہوتا
میں نزع کی حالت میں بھی فل نہیں ہوتا

ذوق طیش دل جسے حاصل نہیں ہوتا
کب عشق سے تابندہ مراد دل نہیں ہوتا
بے عشق پیمبر ہو کہاں قرب الہی
کیا کام کیا ضبط غم عشق نبی نے
یوں عشق میں آساں تو نہیں جی سے گزرا
بیخود ہوں مگر نام نبی لب پہ جاری

ذوق نظر و منظر حیرت اثر شوق

کیا جانے وہ معغوم جو بسل نہیں ہوتا

سایہ رحمت حق سایہ داماں تیرا
یا نبی مطہر انوار ہے ایاں تیرا
روکش خلد بریں ہے چپتاں تیرا
وصف کیا قید قلم پوشہ ذی شیاں تیرا
خلد و کوثر ہے ترا، حشر کا میداں تیرا
جلوہ کیا دیکھ سکے دیدہ حیراں تیرا
عشق ہر قطرہ خوں سے ہے نمایاں تیرا
سکو دیتی ہے پتہ رحمت یزدان تیرا

منظر لطف اتم ہے درختاں تیرا
ہے ضیا بار مدینہ سے گلستاں تیرا
مشک و عنبر سے فزوں نکلتا خاک شہر
فہم و ادراک سے برتر ہے حقیقت تیری
کیا علاموں کو قرے روز قیامت ہر اس
چشم بینا کو بھی وسعت کی تمنا ہے دم
جسم سے میرے جو گرتا ہے تو کرتا ہے طیش
سنگوں ہو در اقدس تو مقصد ہر حصول

یا نبی! اک نظر لطف اوہ بھی ہو جائے

گفش بردار ہے معغوم سخنداں تیرا

خدا انی کر دکھائے ایسا بندہ ہو نہیں سکتا
گر جس دل میں عشق مصطفیٰ کا ہو نہیں سکتا
رسول اللہ کا جس سر میں داہ ہو نہیں سکتا

گروہ سلس میں مصطفیٰ سا ہو نہیں سکتا
تو ہی اس پیرہ دیکھ کر یار خاک کو بھڑکے
وہ سر لٹے الہی اور اس میں اک لکھا ہے

کسی دیندار کے دلیں اجالا ہو نہیں سکتا
جو ہے عشق نبی دلیں تو کیا کیا ہو نہیں سکتا
اجل کا اسلئے مجھ سے تقاضا ہو نہیں سکتا
بجز اسکے کوئی ارمان پیدا ہو نہیں سکتا
کہیں وارفتہ احمد کو دہو کا ہو نہیں سکتا

نہ کھائے دلاغ جب تک آتش عشق پیمبر سے
فلک کو بھونک دوں دم میں ہلا دوں عرش کی زنجیر
سرایت عشق احمد کر گیا ہے ہر گاہ میں
مدینہ کی زمیں میں لاش میری دفن ہو جائے
نہ لپکاؤ نگاہے رضواں دکھامت بنزاع اپنا

ستھیلی پر میں رکھ دوں چیر کر لیکن جگر کس کا
دل معصوم کا ہرگز تماشا ہو نہیں سکتا

جیوں میں ہجر پیغمبر میں ایسا ہو نہیں سکتا
بجز خاکِ در احمد میں اچھا ہو نہیں سکتا
یقین ہے آب کو شرکا وہ پیاسا ہو نہیں سکتا
اد ہو رہا ہے محبت میں وہ پورا ہو نہیں سکتا
کوئی دم زندگی کا راحت افزا ہو نہیں سکتا
مچاؤں شور تو کیا حشر برپا ہو نہیں سکتا

خدا کر دوں جو جاں اپنی یہ بچا ہو نہیں سکتا
تپ بجز نبی میں مبتلا ہوں کیا علاج اسکا
جہاں میں جسکو حاصل شربت دیدار خضر ہو
فنائی المصطفیٰ جب تک نہ روپ کو کہاں پا
غبارِ دشتِ شربِ سرمہ نکھوگا نہ جو جب تک
لگا کر میں اغثنی یا رسول اللہ کا لغرہ

رہ جب نبی میں شرط ہے معصوم جان نری
کہ کوہِ عشق کچھ منہ کا نوالا ہو نہیں سکتا

صد شکر حق عشق نبی کچھ ادا ہوا
عشق رسول سے ہے یہ کمرہ بجا ہوا
دیکھا کیا میں دور تماشا کھڑا ہوا
یہ ہے تہائے عشق میں مر کر سا ہوا
یہ ہے تہائے عشق میں مر کر سا ہوا
یہ ہے تہائے عشق میں مر کر سا ہوا

پہ و آنہ وار شمعِ رسل پر قدا ہوا
روقی فتنے دل میں کمر دہائے عشق
کیا معرکہ تھا عشق نے دی عقل شکست
لیجا کے خاکِ میری تو روضہ یہ کدہ حبا
ہر دیا میں آت آئے تو جھک رہا نہ جوش
ٹھکرائے لپچلے تار و روضہ نبی

دیکھوں تو باز رکھ اسے طیبہ سے اے فلک
مغموم کا بھی دست دعا ہے اٹھا ہوا

دکھو ملی جو راہ اچھل کر جدا ہوا
اتنا بلند طائر فک رہا ہوا
یہ بھی جلا ہوا ہے تو وہ بھی جلا ہوا
گر وہ فنا ہوا ہے تو یہ بھی فنا ہوا
تیرے لئے مدام ہے یہ در کھلا ہوا
خالی ہوا ہے دل تو جگر ہے بھرا ہوا

ہجر نبی میں چاک یہ سینہ ذرا ہوا
سرعت سے مرغ سدرہ کا جا ہمنوا ہوا
پُر داغ دل ہے پر ہے جگر کب بچا ہوا
عشق نبی ہے ولیں تو زندہ ہی بعد مرگ
جب چاہے ولیں آ تو مرے اے غم سول
ہرگز نہ تھم ذرا بھی تو اے چشم خفتاں

مغموم وصف صاحب لولاک کے طفیل
محفل میں آج رنگ ہے اپنا جما ہوا

در گاہ نبی تک بہر خدا مر اشت غبار اڑا دینا
روضہ نبی کے جا کے سلام شوق مرا پہنچا دینا
آگاہ مے محبوب کو کرتا تیر تو اتنی دکھا دینا
اے رہبر کامل مرد خدا کشتی مری پار لگا دینا
اس قلم عشق پیبر میں ابش کو میری بسا دینا
اس میں عبت ہے جاں کا خطرستی کا نقش مٹا دینا

اے پیک صبا از راہ کرم شرب میں چھو پہنچا دینا
اے زائر و تم لہ مری فریا دکھی تو سنا دینا
اے آہ تڑپے دلکے مرے اور سوز جگر کی حالت
اے خضر تبا منزل کا پتہ ہے در نہ ہمار عمر تباہ
اے گریہ شوق یہ جوش دکھا آنکھوں سے مری فاسا دینا
اے دل ہے یہ راہ عشق مگر بہت کا سہارا لیکے گزر

اے نور خدا اے شمع ہدیٰ مغموم خرب کو بہر خدا
بس اپنی غلامی کیجے عطا اور قیدالم سے چھڑا دینا

گو ہر اشک کو رخصتہ پہ چڑھانا نہوا
ٹائے افسوس میں اتنا بھی تو انا نہوا
دشت طیبہ میں اگر میرا ٹھکانا نہوا

جیف در گاہ نبی تک ہر انا نہوا
کاہ کی طرح مگر دوش صبا پر پنہاں
سختہ دکھاؤ نگاہیں کیا پیش خدا روز جزا

دلِ ناداں مرا اتنا بھی سیانہ ہوا

کھوج کچھ منزل مقصود کا پامانہ کبھی

روضہ پاک پہ معشوم غزلخواں ہو کر
جاں نثارانِ نپسیر کو رولانا نہوا

دیکھوں میں الہی اثر جو شِ تمنا
اس مژدہ جان بخش پہ ہے گوشِ تمنا
وہ طرف تمنا ہے یہ سرِ پوشِ تمنا
خالی نہیں رہتی کبھی آغوشِ تمنا
دُر ہے کہ نہ اڑ جائے کہیں پوشِ تمنا
دل اپنا شبِ روز ہے مینوشِ تمنا
یارِ بھوترا عفوِ خطا پوشِ تمنا
ہے گلشنِ فردوسِ فراموشِ تمنا

پہنچے در احمد پہ یہ مدِ پوشِ تمنا
ارشادِ ہوشِ تاقِ تھا کو طلبی کا
دل بھی ہے مبارک میرا سینہ بھی مبارک
ہر دم رخِ احمد کے تصور ہوں مسرور
دل سوزِ محبت ہے سیما کی صورت
کیا کیف ہے کیا عالم سستی ہے نمایاں
دعویٰ تھا یہ گستاخ کہ عاشق ہوں نبی کا
مشتاقِ لقا نفس کی خواہشِ بری ہے

کیا وجد کا عالم ہو مدینہ کو جو ہو پیچوں
رقصاں دلِ معشوم ہو بردوشِ تمنا

مشیت کو نظر بہتر نہ اس سے انتخاب آیا
گنہ کی شرم دامنگیر تھی مجھ کو حجاب آیا
مجھے کیا خلد میں گر جا بجا جامِ شراب آیا
تو یوں کہنے لگیں باہم کہ مجنوں کا جواب آیا
تمناؤں میں رخنہ حسرتوں میں صطراب آیا
میں صیت میں خوشی دیکھی تو راحت میں غم آیا
تمنا کا میری دُعاں شکن گویا جواب آیا
صبا کی کینا کش میں مرادِ کلاب آیا

نبی اپنا گروہ انبیاء میں لا جواب آیا
جمالِ پاک رویا میں نظرِ رینقاب آیا
مسلم ہے کہ میں مست می عشقِ پیمبر ہوں
عرب کی سرزمین پر دیکھ لیں عشاقِ گرجھ کو
چلا ہے قافلہ طیبہ میں محرومِ مقبت ہوں
جو پائے درو کی لذت وہ کب ہوائلِ عشرت
مری بیتابیِ حشرِ مٹانے کو اجلِ آتی
کیسے تیرے بارِ پناہِ عشقِ شاہِ بطحی سے

جو شوق جلوہ حسن پیمبر نے کیا مجبور
مریضوں کو معالج کرتے ہیں پرہیز کی تاکید
جو آتی ہے خوشی تہید ہوتی ہے مصیبت کی
نشہ جو بادہ غفلت کا تھا چھایا ہوا ترا
جو گل زینت ہیں بزم عشق کے مرجھا جاتے ہیں
یہی کافی ہے مدح نبی شیدا سے احمد ہوں

جنوں سر پہ طیش دل میں نگہ میں طراب آیا
میں وہ بیمار ہوں مجھ کو دوا سے حساب آیا
خبر پیری کی جس نے کے لئے عہد شباب آیا
حقیقت کھل گئی اس زندگی کی جگہ خواب آیا
الہی گشتن ہستی میں کیسا الفت لایا
نہ کچھ ہو گا حساب اپنا اگر روز حساب آیا

مشرف پایا نہ گر معصوم نے تیری زیارت کا
تو پھر کیوں عالم ہستی میں وہ خانہ خراب آیا

عشق شہ زمن سے گر بے شعور تھا
دل ہو گیا ملول جو وقف سرور تھا
حق اور سمجھے منظر حق اور سادہ لوح
آساں نہ تھی جو خواہش دیدار مصطفیٰ
آتش میں تھا خلیل کے کشتی میں نوح کے
احساس درد دکھ کا نہ آفت کا تھا خیال
افروں ہو اس منظر محشر یقین نہیں
دیکھا جو شان حق کو بشر کے لباس میں

کب اہل تیرے جلوہ خود میں کا طور تھا
دیکھا تو برق حسن پیسے بہر دور تھا
دہو کا نظر کا فہم کا ان کے قصور تھا
ہستی کی شکل کا مرے ثنا ضرور تھا
کس کس مقام پر نہ ہم پیمبر کا نور تھا
دل میرا ذوق عشق پیمبر میں چور تھا
رحلت کا دن رسول کے یوم کشور تھا
سمجھے بشر یہ نقص بصر کا فتور تھا

مشکل کے وقت اور مصیبت کے عہد میں
معصوم اور فضل خدا سے غفور تھا

دکھلا جمال پاک کا جلوہ محمد ا
اٹھتا ہوں شوق سے کبھی گرتا ہوں ضعف
دل چاک چاک ہے تو جگر مایش پاش ہے

چلا رہا ہے یوں دل شیدا محمد ا
بیتابی جگر کا ہے نقشا محمد ا
یاں تک جنوں نے اٹھ بڑایا محمد ا

جینے کا اب نہیں مجھے یا محمد
 ہے یہ طیش کا دل کے تقاضا محمد
 آنکھوں میں جبکہ تو ہے سمایا محمد
 گنبد کا جب کروں میں نظار محمد
 میں آپ ہی ہوں اپنا تاشا محمد

یوں خستہ ہو مرا کہ تھے در پہ مر مٹوں
 آتش میں جھونک دوں تن خاک کی کو بھونک دوں
 جنت کیا غرض مجھے دوزخ کا خوف کیا
 آکر در حضور پہ بس دم کو توڑ دوں
 آتشکدہ ہے دل مرا اور آہ ہے شر

دیدار پائے یا تری الفت میں مرے
 مغنوم کی مراد کو بر لا محمد

۱۰

۲۰

در دل کو سر کو سودا ہو رسول اللہ کا
 ہو دما دم حوصلہ معدوم اس گمراہ کا
 محرم اسرار دل کلمہ رسول اللہ کا
 کس طرح ہمسر ملک ہو اس دل آگاہ کا
 مدعا دل کا عطا ہو اسرار اللہ کا
 مرگ دل اور درد سر سودا ہو مہر ماہ کا
 ہو کلام اسکا روحا حاصل صلہ ہو واہ کا
 روح مسلم اسیم احمد و در روح اللہ کا
 دل رہا محو عمل ہر دم سلوک آگاہ کا
 کہ مطالعہ عسر کا اطوار سال و ماہ کا
 سالک ہدم دلا آگاہ ہو گا راہ کا
 عسر در دو عالم رکھ اور علم ہو آہ کا

ہو ہما طالع ارادہ ہو گر اس در گاہ کا
 ہر طرح محو الم ہو گا عدد اسلام کا
 طور کا عالم ہو ہر گز و در احمد ہو اگر
 روح آرا عالم اسکا اور اسرار الہ
 سدا راہ طالع اسعد ہو او سو اس دل
 دائہ سر دار عالم ہو کہ ہو گا کا مگار
 مدح احمد ہو گر مہوار ہو راہ عمل
 لا کلام آرا نگہ اسکا ہو دار السلام
 ہوتاں کار عمدہ اور ہر کردگار
 مرگ اعدا ہو اگر دل کس طرح مسرور ہو
 سہل ہو ہمراہ ہو گر ماہر ملک عدم
 دور کرنا رام دل مسرور کر راہ ہو

سر و دل کا گدا ہو گر ہوا طالع
 دما دم ہو ہر گز دلا دہ رسول اللہ کا

ہاں مگر عشق پیمبر میں ہے سامانِ طرب
 در احمد یہ پہنچ جا، جو ہوا رمانِ طرب
 ہے مگر بیچ رسول و دوسرا خوانِ طرب
 آج امید و تمنا ہوئیں جہانِ طرب
 زائر و ہوتی ہے روضہ عیاںِ طرب
 یہ ضیا بخش دل و دیدہ یہ برمانِ طرب
 ماتھہ آجائیکہ ایدل گئے دامانِ طرب
 روضہ سرور دیں راحتِ جانِ طرب

پیش خمیہ ہے غم و رنج کا طوفانِ طرب
 گلشنِ کشورِ برب ہے گلستانِ طرب
 اور ہے کونسی نعمت جو ہونیاںِ طرب
 دلیں صد شکر ہوا شوق زیارت جاگیر
 اسکا کیا پوچھنا ہوا وجہ جسکا اقبال
 ذوق ملتا ہے غم عشق پیمبر میں مدام
 ہونہ ایذا ہے رہ دشتِ مدینہ سے طول
 کیوں نہ ہر رنگ میں ہو جا کسرت کا جلو ر

عشق احمد کے سوا دل میں جو دی غیر کو راہ
 چاک ہو جائے گا مغموم گریبانِ طرب

عشق شہ میں ہے دیارِ عربستان کی طلب
 دل ہے ویران نہیں حسینِ دیشاں کی طلب
 دامنِ رحمت حق کو مرے عصیاں کی طلب
 میزبان کو بھی ہوا کرتی ہے ہماں کی طلب
 نہ گریبان کی حاجت نہ توداماں کی طلب
 قبر میں ہوتی ہے کسکو سر و ساماں کی طلب
 جانِ تبار کی ہے امانِ سوزاں کی طلب
 کون کرنا ہے بھلا قالبِ بے جاں کی طلب
 بندہ پرور ہے مرے درہکدراں کی طلب
 غم کی خواہش ہے مجھے سوزنِ نہاں کی طلب
 بزمِ شعرا میں ہے کلک گہراں کی طلب

حور و علماں کی نہ جنت کے گلستاں کی طلب
 کیوں نہ ظلمات میں ہو شمعِ شہستان کی طلب
 دل غم دیدہ کو ہے بخششِ سبحاں کی طلب
 کیوں نہ برائے مرا مقصد دلِ روضہ پر
 چہرہ دستی ہے جنوں کی تنِ عریاں پہ مدام
 چین سے رہتے ہیں وہ ادھر تکلف سے بری
 بارِ باری ہو عطار و غنہِ اہلسر پہ مجھے
 جان پڑ جائے سخن میں وہ خیالِ اچھا ہے
 تشنہ دیدہ ہوں مجھ کو نہیں دولت کی ہوس
 شادمانی و مسرت سے طبیعت ہے نفور
 میں ساقی و پُر گوئی کی حاجت ہرگز

اشکباری سے ہو سبیر کشت امید | دل سوزاں کو ہے ہر دم مہرباں کی طلب

ہے یہ امید کہ کاف سے سنوں یہ مژدہ
ہو گئی روضہ یہ مغموم سنداں کی طلب

میں دور ہوں نبی سے مگر میری جاں قریب
لوح و قلم قریب ہیں اور لامکاں قریب
رنگ طرب بعید ہے سوز نہاں قریب
منزل سے ہو چلا ہے کہیں کارواں قریب
میں اس جہاں سے دور ہوں میرا نشان قریب
لطف نشاط دور ہے ذوق فغاں قریب
ہے میرے چشم بخت سے خواب گراں قریب
ہے کوچ عقرب مرا امتحاں قریب
یثرب کے رنگدیں ہو میرا مکاں قریب
لائیکا رنگ کچھ اثر داسناں قریب
لطف بہار بھی نہ بلا تھی خزاں قریب
زادہ دکھاؤں تجھ کو میں باغ جناں قریب

ہر دم ہے جلوہ رخ شاہ زماں قریب
ہو جائے قرب شاہ تو سارا جہاں قریب
دنیا کے دل جلوں کو ہیں عقبی کی راحتیں
ہے ابکے جوش پر مری طغیانی سرشک
میں لامکاں پہ اور مری قبر ہے یہاں
غدرت ہوں سرور کو لیکر میں کیا کروں
بیدار ہو کے کاش مری یادری کرے
نعت رسول پیش کروں روز باز پرس
فرط خوشی سے روح بھی آجائے وجد میں
احوال میرا سنکے جو مضطر ہوئے شیخ
عہد شباب چشم زدن میں گزر گیا
قسمت سے ہو رسائی مزار رسول تک

مسکن مرا مدینہ ہے مدفن کہیں بھی ہو
مغموم مرغ روح کا ہے آسناں قریب

یا رسول اللہ صف محشر میں جب آئینگے آپ
شان مجربی جو روز حشر دکھائینگے آپ
نعت خلد بریں کیا کیا یہ دلوں آئینگے آپ
لطف امت کو جب محشر میں بخشا ئینگے آپ

مرحمت سے وجد میں عشاق کو لائینگے آپ
رتبہ ہوگا آپ کا پیغمبروں میں آشکار
جز تھامے مصطفیٰ مطلب کسی شے نہیں
خوش بخشی کا شہ والائے تب ہوگا ظہور

نزاروں کو روضہ اطہر پہ پڑ کر نعت شاہ
حضرت معنوم بس کیا کیا نہ تر پائینگے آپ

دل میں ہے میرے جوش پہ طوفانِ محبت
خلقِ شہ عالم میں ہے سامانِ محبت
مسرور ہوا دین میں اخوانِ محبت
دنیا میں یہی لوگ ہیں ثانیانِ محبت
دنیا میں بہت کم ہیں سخیانِ محبت
نعتِ شہ کو نہیں ہے بر تانِ محبت
چھوٹے نہ کبھی ہاتھ سے دامانِ محبت
اے گرسنہ عشق یہ ہے خوانِ محبت
یارب! نہ جدا ہو کبھی پیکانِ محبت
امید و تمنا ہوئے جہانِ محبت
ارمان جو پیدا ہو تو ارمانِ محبت
وہ آنِ محبت ہے تو یہ جانِ محبت
دل ہے مرا اور سوزش پہنانِ محبت
ناکام نہ ہو گا کبھی جو یانِ محبت

سوز و طیش و درد میں ہے نشانِ محبت
ہے قولِ پیسبر گہرِ کانِ محبت
عالم میں ہیں یہ رونقِ ایوانِ محبت
شیدائے نبی ہوتے ہیں قربانِ محبت
اقوالِ پیسبر سے ہو پیمانِ محبت
حق بات یہی ہے مرا ایمانِ یہی ہے
مشکل میں حوادث میں مصیبت میں بلا میں
ذکرِ شہ مرسل کی غذا روح کو بجائے
رنگِ اثر ذوق سے ہے درد بھی رقصاں
عشقِ شہ عالم میں ہے رنگِ مسرت
دل میں ہو تمنا تو، تمنائے غمِ عشق
ہو نامِ نبی و در زباں سوز ہو دل میں
شوریدہ ہے ستر میں ہے سوداِ پیسبر
جلوہ گلِ مقصود کا ہے عشقِ نبی میں

صبحِ شہ لولاک، سر و غمچنِ دل
ہے خامہ معنوم گل افشانِ محبت

پیشِ حق ہے اثر احمد مختار بہت
کہ خدا ہوتے ہیں الفت میں رضا کار بہت
ہوتے ہیں دامِ محبت میں گرفتار بہت

نار و دوزخ سے رہا ہونگے گنہگار بہت
روحِ عشاق کی ہے گرمیِ بازار بہت
دلِ فریبے اثرِ سیلابِ ازار بہت

ایک ہے مہر ہدیٰ شمع پُرہ الوار بہت
 ہوتے ہیں مدنی محرم اسرار بہت
 کیفیت درد کی پیدا ہو تو ہیں یار بہت
 کامیابی کی بھی ای کاش کوئی صورت ہو
 قصہ ہجر عبت شرح غم دل ہے فضول
 فیض پائے ہیں محبت کا بعد ر اخلاص
 منزل عشق میں رہ جاتے ہیں سپاہو کر
 ہو چکی زینت بسر سنج و خوشی میں لیکن
 چارہ درد دل زار وہی چوکھٹ ہے
 سامعین صبح سرائی سے مری بچو دیں
 کس طرح معرفت حق ہو بجز عشق نبی
 دیکھ پایا ہے جو میخانہ شرب کی بہار
 دولت عشق پیمبر سے ہوا ہوں ممتاز

ایک ہے کعبہ مقصود طلبگار بہت
 عقل انسان میں تھوڑی سی پندار بہت
 غم دل ہوا اثر افزا تو ہیں غمخوار بہت
 طیش درد تو رکھتا ہے دل زار بہت
 قدر انسان کی کھودیتی ہے گتار بہت
 روضہ شافع محشر یہ ہیں زوار بہت
 جاں نثاری کے لئے جوتے میں تیار بہت
 سفر عالم عقبیٰ ہے گر انبار بہت
 جمع ہیں روضہ احمد بدل افکار بہت
 جوتے ہیں یوسف معنی کے خریدار بہت
 ٹھوکریں کھاتے ہیں اس میں ہوشیار بہت
 جوش سستی میں ہے اب قلب ضیا با بہت
 ناز کرتا ہے مرا طالع بیدار بہت

اپنی اپنی ہے یہ قسمت کہ ملے فیض سخن
 ہو چکا خامہ معنوم گہر بار بہت

قاب قوسین کا ہوتا ہے سفر آج کی رات
 جس جگہ جانے کو جبریل کے پر جلتے ہیں
 مرتبہ یہ نہیں ہرگز کسی منزل کو نصیب
 آج ہے طالب مطلوب میں کچھ راز و نیاز
 اٹھ گیا آج جو پردہ تھا دونی کا حائل
 آج وہ شب ہے کہ تلجانی ہے منہ مانگی مراد

کہ ہے معراج شہ جن و بشر آج کی رات
 ہے وہاں فخر پیمبر کا گذر آج کی رات
 شکر خالق میں ہیں معروف شہ آج کی رات
 لطف دیدار میں ہوتی ہے بسر آج کی رات
 قطرہ دریا میں ملا شل گہر آج کی رات
 کب دعا ہے یہ حال ہے اثر آج کی رات

رکھتے ہیں رحمت باری پہ نظر کج کی رات
بجھ گئی بہر نبی نار سقر کج کی رات

جو گنہگار ہیں اور اپنے گنہ پر نادام
یہ عنایت یہ نوازش یہ محبت دیکھو

کچھ تعجب نہیں معموم طفیل احمد
دفع ہو جائے جو قسمت کا غرر آج کی رات

مسجد ملک روضہ سالار کی چوکھٹ
اور باب شفا احمد مختار کی چوکھٹ
سہرہ ہوما اور سید ابراہیم کی چوکھٹ
بلجائے مجھے میرے مددگار کی چوکھٹ
ہے گنج طرب سید و سالار کی چوکھٹ
ہے شان خدا محرم اسرار کی چوکھٹ
اللہ دکھا دو مجھے سرکار کی چوکھٹ
کہتے ہیں کہ ہے مظہر جبار کی چوکھٹ

ہے نور فشاں عرش کے سیار کی چوکھٹ
دیکھو اسے زینہ ہے یہی عرش بریں کا
دل ہوما اور سوزش عشق شہ کونین
ایوان سلاطین سے مجھے کچھ نہیں مطلب
آئینہ ہستی کا ہو لب راز نمودار
کھلتے ہیں یہاں بستر الہی کے حقائق
مشتاق ہوں مشتاق ہو یا سید کونین
عظمت سے جو واقف ہیں جھکاتے ہیں مراپنا

ہو گو ہر مقصد سے ہم آغوش دکھا دو
معموم دل افکار کو دربار کی چوکھٹ

کب عشق نبی میں ہیں گرا بنا رحوادث
عاشق کے توہیے میں طلبگار رحوادث
اس ورد سے ہو جاتے ہیں بیکار رحوادث
ہو جاتے ہیں تحسین کے سزاوار رحوادث
آتے ہیں نئے روپ میں ہر بار رحوادث
ہر وقت مٹاؤں گی تیرا رحوادث
کرتے ہیں مصیبت میں گرفتار رحوادث

ہوتے ہیں کہیں باعث آزار رحوادث
کر سبب سپر سو کے دم عشق سے برباد
مصروف زباں نام محمد میں ہو پیہم
ہیں راہبرد کر خدا یا و پیہم
دل عاشق احمد کا نہوگا متزلزل
ہے وقت غنیمت کہ ہو غیروں سے بھلائی
ہو جائے کوئی مذہب و ملت سے جو رکش

یا سرور دیں ہو دل غمیدہ کی امداد ہے چرخِ عدد اور جفا کا رجحاث

دائم ہوں میں وابستہ عشقِ نشہ کو نہیں
کب کرتے ہیں مغموم دل افکارِ حوادث

ہجرِ نبی میں آہ وہ ہو شعلہ باو آج
سینہ جو ہجرِ شاہ میں ہے داغدار آج
عشقِ نبی کا دستِ جنوں رکھ دو قار آج
اے جذبِ عشقِ قیدِ تعلق سے کر رہا
طوفانِ جہرم کے ہے تھپیڑوں میں زندگی
وہ تھم گیا یہ ہجرِ نبی کے تھمے نہ اشک
پہلو میں ہو قرار نہ طیبہ کے شوق میں
پیری و ضعف و جورِ فلک اور بختِ بد

ہو جائے ختمِ زندگی مستعار آج
کیا جانے ہے گلشنِ دل کی بہار آج
دامنِ کی طرح جسم بھی ہوتا تار آج
پیکِ اجل کا کون کرے انتظار آج
یا مصطفیٰ کرو میرے بیڑے کو پار آج
ہمراہ ابر میں بھی ہوا شکار آج
ملجائے میرے دل کو چوراہِ فرار آج
ہارج ہیں مدعا میں یہی چار آج

گھل گھل کے عشقِ سرور عالم میں شمع ساں
مغموم ہو گیا ہے اجل کا شکار آج

انگھوں کو چین ہے نہ تو دل کو قرار آج
دیدارِ نزع میں ہو مجھے ایک بار آج
سو دائے احمدی جو نہ ہو میرا سر نہ ہو
روشن جو داغِ عشقِ نبی تھا وہ ہو گیا
اک ایک کر کے دفن ہوئے اے رسولِ پاک
پڑتا نہیں قدم کوئی طیبہ کی راہ میں

وہ اشکار ہے تو یہ سینہ فکار آج
تسکین کچھ تو پائے دل بیقرار آج
بس زبست کا اسی پہ ہے دارِ مدار آج
تاریکیِ لحد میں چراغِ مزار آج
دل بنگیا ہے حسرت و غم کا مزار آج
عمر رواں بھی ہے شر بے جہار آج

مغموم نے جو عشقِ پیہر میں جان دی
نازل ہوا سپہِ رحمت پروردگار آج

جز یاد خدا حاصل بنائے زماں، بیچ
عشق شہ دوراں میں بسیر ہو تو غنیمت
ہو درد اگر درد میں پہلیو طیش بھی
تو حید میں کچھ عقل کو ملتی ہی نہیں راہ
وصف شہ عالم میں ہو دائم گہرا فشاں
جلجائے سب اسباب خودی آگ ہو ایسی
ہو وقف محبت تو مصیبت کا ہے کیا غم
بر باد ہو دل گر نہ ہو عشق شہ کو نین

یہ باغ جہاں بیچ ہے یہ عمر زواں، بیچ
جز اسکے ضیا باری دل و نقی طوں، بیچ
گر یہ نہ میسر ہو تو فریاد و فغاں، بیچ
اور ہستی باری میں ہر سب ہم گماں، بیچ
جاری نہ ہو یہ ورد تو منھ میں زبان، بیچ
ہے ورنہ رہ عشق میں سوز نہاں، بیچ
اس راہ میں رنج و طرب ہو و زیاں، بیچ
ایواں میں مکس کا نہ گزر ہو تو حکاں، بیچ

جدت ہو سلاست بھی ہو اور حسن معانی
مغموم بجز اسکے رہے لطف بیاں، بیچ

جلوہ حسن پیر سے پُر انوار ہے روح
دور ہے قرب پیر سے وہ بیکار ہے روح
قفس جسم کے زنداں سے جو بزار ہے روح
دمدم صلل علی پڑے جو سبیکار ہے روح
معصیت کی ہے کثافت سے لوث اور نہ
ہر نفس ذکر خدا کی جو بہار آتی ہے
بیچ ہے بیچ ہے دنیا کی کوئی نعمت ہو
ہو کوئی روضہ اطہر یہ پہونچنے کی سبیل
کیفیت روح کی خاصان خدا کو معلوم
دل ہے معمور جو عشق شہ عالم سے مدام

بادہ عشق نبی سے مری مہر شاربے روح
راہ دن جرم ہو این جو گرفتار ہے روح
باغ شرب میں نکلی جانے کو تیار ہے روح
ہے شقا نام محمد میں جو سبیکار ہے روح
مخزن راز ہے اور محرم اسرار ہے روح
قابل رشک ہے اور روکش گزار ہے روح
خس خاشاک دینہ کی خریدار ہے روح
شوق دیدار میں نکھیں ہیں طلبگار ہے روح
ماہیت اسکی ہے دشوار پر اسرار ہے روح
رحمت حق ہے فزوں اور ضیا بار ہے روح

روح مغموم کو دو قید تعلو سے نجات
مضطرب جسم میں یاسید ابرار روح

ہے پر بہار مدحت شاہ زمیں کی شاخ
اسلام کے بہاں سے ہر آنجن کی شاخ
یاں آگے قطع ہوتی ہے رنج و محن کی شاخ
ہم جسکو کہہ سکیں کہ یہ بھی طن کی شاخ
نیرب سے نکلتی ہے ہر علم و فن کی شاخ
یہ بھی ہے ایک الفت شاہ زمیں کی شاخ

باد خزاں سے خشک ہوئی ہر چمن کی شاخ
صنعت ہو یا ہو بزم تجارت بہم رہے
سراپہ سرور ہے روضہ رسول کا
انساں وطن سے دور نہ ہو لیک وہ مقام
ذات رسول محج فضل و کمال ہے
نعت نبی یہ کیوں نہ رہوں مستعد مدام

مغموم شاہنائے شجر کو زوال ہے
سر سبز اور شگفتہ ہے باغ سخن کی شاخ

الہی خانہ دل ہو مرا کبھی آباد
میں ہوئی کوئی ہیں مدینہ میں ہے مرا صیاد
یہ انقلاب زمانہ یہ چرخ کی بیداد
طیماں جو ہر سیمپ میں ہے دل نشاد
کہاں ہے جوش محبت میں رخصت قریاد
ہے مدعا مرے جذبات دل نہوں برباد
سبق ازل سے ہے قالو ابلی کا جھکویاد
متاع رنج و مصیبت ہے عشق کی میناد

لقا ہو سرور دیں کا حصول حسب مراد
اسیر دام محبت ہوں کس قرینے سے
جو وقف عشق انبی ہوں تو کیا موثر ہو
ہے مدعا کسی صورت سے یہ فدا ہو جائے
رضائے حق یہ چور افنی ہو کیوں کہ نالائ
طیش ہو سوزندہ دل میں گر ہو ضبط فغاں
ہے قرب حق کی ضیا میری خود فراموشی
اسی سے ضبط محبت کا دل ہو اوگر

زباں پہ ہر خموشی ہو یا دعا شاما
رضا طلب دل مغموم کو جو ہو ارشاد

میرے مدفن سے ہی محشر ہو پیا میرے بعد
میرے اعمال کی ہونے نشو و نما میرے بعد
میری بربادی کا ساما ہو گیا میرے بعد

عشق احمد کا جنوں جوش دکھا میرے بعد
حب احمد کی جو چمکیگی ضیا میرے بعد
اے غم عشق نبی زلیست میں سب کچھ کر لے

سن سکیگا کوئی کیا میری صدا میرے بعد
کہ مری روح کو حاصل ہو بقا میرے بعد
آکے سر پیٹے گی بالیں یہ قصا میرے بعد
جو ہوا نام ہم پہ بہرہ فدائے میرے بعد
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

نعت حضرت میں سنو زمرہ سخی میری
جاں نثار شدہ کو نین کا مقصد ہے یہی
پھر نہ پائے کوئی مشتاق ملاقات ایسا
دوستو دفن کرو میری لحد میں اسکو
نعت میں دہوم جو تھی میری نواسخی کی

نعت حضرت میں بہ این حسن بیاں آغموم
اگون بلبل ہے جو ہو نغمہ سرا میرے بعد

مدت سے دل زار ہے جو یائے محمدؐ
جس سمت کہ ہو سکن ماواے محمدؐ
پر دازکناں ہو سوئے طجائے محمدؐ
واعظا میں دل جاں ہوں تیداے محمدؐ

سر سے نہیں جانا مرے سودائے محمدؐ
اے باد صبا خاک مری لیکے رواں ہو
اے آہ کشش کیجئے تا روح مقید
جنت کے عوض کیجئے کچھ وصف نبیؐ کا

مداح نبی ہوں یہ مرا حسن عمل ہے
مغموم ازل سے ہوں میں تیداے محمدؐ

جھمکو ہے میرا غم تو مجھ کو ہے تو پسند
لیکن مجھے ہے عشق حقیقی کی بو پسند
زاہد کو اپنی مجھ کو مری آرزو پسند
الفت کا رنگ اور صداقت کی بو پسند
حق کی رضا پسند پیسبر کی غول پسند
قلب خریں کو کیا ہو کوئی خوبو پسند
ہرگز نہیں ہے چاک جگر کا رنو پسند
پھر نقش مدعا کی ہو کیا جستجو پسند

ہر اک کو اپنی اپنی ہوئی آرزو پسند
زاہد ریا پسند ہے میکش سب پسند
رسوائیاں یہاں تو دواں آبرو پسند
پرشی میں ایک حسن ہے لیکن ہے قلب کو
گنج ضیاء عشق خدا اسوہ رسولؐ
شام و سحر ہے عشق پیسبر میں مبتلا
اس راہ سے جو جلوہ جاناں کا ہے گذر
سوز و گداز عشق پیسبر جو حصول

ہستی جو میری تجھ میں فنا ہے تو میں کہاں
دل ہے عرق عرق رخ احمد کی یاد میں

دریا کو ہے حباب کی یہ گفتگو پسند
حفظ کلام اب نہ ہوا بے وضو پسند

اور ادکستدر بھی ہوں مغموم ہے مجھے
کلمہ رسول پاک کا اور ورد ہو پسند

ہے اضطراب دل غرض مدعا کے بعد
دائم طریق عشق میں ہے ننگ عافیت
دنیا میں زندگی جسے کہتے ہیں موت ہے
ملتی ہے لغزشوں کی ندامت راہ رست
حق کی طلب میں ظلمت و لکا علاج ہو
خلق خدا سے خوف مصیبت میں انتشار

ہوتا ہوں شرمسار گنہ سے دعا کے بعد
ہوتی ہے درد دل کی تنہا شفا کے بعد
ہے ابتداء حیات کی دائم قضا کے بعد
ہوتا ہے دلکو شوق ریاضت خطا کے بعد
موجود کا میاں ہی ہے صدق صفا کے بعد
شایاں نہیں ہے عشق رسول خدا کے بعد

ہوتا ہے یاد جرم سے بیتاب یا نبیؐ
مغموم کے ہیں آپ ہی حامی خدا کے بعد

افلاک کو جو ہر منور پہ ہے گھمنڈ
معدن کو زریہ بھر کو گوہر پہ ہے گھمنڈ
زادہ کو حور خلد کو کوثر پہ ہے گھمنڈ
طاعت پہ اپنی زاد خود سر کو ہے گھمنڈ
طوبی پہ ناز گلشن جنت کو ہو تو ہو
سے اغنیا کو اپنے نشاط و طرب پہ ناز
خضر و سیح جسکی مدد کے امیدوار
سب خاک میں طینے فنا کا مقام ہے

ہم کو رسولؐ کے رخ انور پہ ہے گھمنڈ
ہم کو جہاں میں اپنے پیغمبر پہ ہے گھمنڈ
ہم کو تو جانقرالب سرور پہ ہے گھمنڈ
ہم کو مدام شافع محشر پہ ہے گھمنڈ
ہم خوش ہیں ہم کو قامت سرور پہ ہے گھمنڈ
شکر خدا ہیں دل مضطر پہ ہے گھمنڈ
ہم کو اسی پیغمبرؐ و اور پہ ہے گھمنڈ
اہل دول کو دولت و شکر پہ ہے گھمنڈ

مغموم کچھ پتہ نہیں اعمال نیک کا

ہم کو تو اپنے نعت کے دفتر پہ ہے گھمنڈ

ہم تن شوق ہوں اور شوق کا دفتر کاغذ
کلک میرا جو مسافر ہے تو کشور کاغذ
عرض لیجائے گا خود بن کے کبوتر کاغذ
نعت احمد کا سناؤں جو میں پڑھ کر کاغذ
اڑ کے طیبہ کو چلا صاف ہوا پر کاغذ
نعت رخسار بنی سے ہے منور کاغذ
دشت طیبہ کو نکل جائے گا ہر ہر کاغذ
رگ گل خامہ بناؤں تو گل نر کاغذ
طبع ہے گلشن تفریح تو بستہ کاغذ
اپنے دامن میں بھرے رکھتا ہے گوہر کاغذ
کلک ہے میرا زبرد کا تو پڑ ز کاغذ
بنگیا گلشن فردوس کا منظر کاغذ
جبل طور کے مانند ہو جل کر کاغذ
کیون نہ چمکے مرے بخت کا آخر کاغذ

طالب دید ہوں اور دید کا منظر کاغذ
روح گر فکر مری کہئے تو غصہ کاغذ
روضہ پاک پہ کیوں جائے نہ اڑ کر کاغذ
چوم لیں سدرہ سے جبل اتر کر کاغذ
عشق حضرت کے مضامین سے ہو مضطر کاغذ
فرد اعمال کا دیکھو سر محشر کاغذ
ہو جنوں خیر مضامین سے موثر کاغذ
نور حضرت کا سراپا ہے مجھے مد نظر
لائق دید ہے مضمون کی میرے نشوونما
روضہ پاک پہ ہے قصد در افتائی کا
سبزہ رخ کی صفت کا کوئی منظر دیکھے
نعت حضرت میں یہاں پھول کھلے ہیں کیا کیا
نکلے انوار تجلی کا جو مضمون ڈھل کر
عرض دل لیکے چلا ہے جو مری شوہنی

معرض نامہ اعمال ہے وصف حضرت
خوب دکھلائے گا مفہوم کا جو ہر کاغذ

پڑائیں گے جا کے رسول اللہ کے در پر
اثر پڑائیں احمد کا ماہ و اختر پر
پتنگ ہو کے گرد نگاہیں روئے سرور پر
گھمنڈ مجھ کو ہے نعت نبی کے دفتر پر

یہ غم نہیں ہو اگر جو ر آسماں سر پر
جہاں میں نور فشاں ہیں وہ چرخ خضر پر
گلے جو شہد پہ گرتی ہیں اہل زور پر
مدار گو کہ عمل کا ہے خیر اور شر پر

کھڑا ہوا ہوں تہید ست شاہ کے در پر
 اثر نہ ہو گا جو مظلوم کا سنگ پر
 عدم کی یاد ستانی ہے کنج ہستی میں
 گداز دل جو نہو عشق کا اثر ہو خاک
 جو اشکبار ہے ہجر نبی میں شدت سے
 فنا پذیر ہے یہ کارخانہ دنیا
 پڑ گیا نارچہنم میں وہ شقی جس نے
 محال ہے کہ ہو زاہد کو فوقیت مجھ پر
 سخن میں شان حلاوت ہو حسن معنی میں
 بہم طپاں سر محفل میں شمع و پروانہ
 فنا ہوا ہے کہاں اسکا رعب جاؤ جلال
 کبھی حوادث آفاق کی نہ ہو تشویش
 راجا جو گرت سلیم اور رضا داٹم
 ہراک کو دولت عشق نبی ہو کب حاصل

بھروسہ کیوں نہو درویش کا تو نگر پر
 ہے داد خواہوں کا انصاف روز مختصر پر
 بسر تو ہوتی ہے غربت میں اور نظر گھر پر
 کہ ہر ہوتی ہے چپاں کہیں بھی پتھر پر
 گمان ابر کا ہے میرے دیدہ تر پر
 کہو غنی سے نہ اتراے گنج و گوہر پر
 اٹھا رکھا نہ کوئی ظلم ابن حیدر پر
 وہ مبتلائے جنائیں فدا پیہر پر
 کہ ذوق فکر کا ہے فرض ہر سختو پر
 کھڑے ہیں طالب و مطلوب ایک منظر پر
 یہ دیکھے جا کے کوئی مرتد سکندر پر
 نظر جو بندے کی ہر دم ہو بندہ پرور پر
 گلے کو اپنے وہ رکھ دیگا نوک خنجر پر
 یہ بات دہر میں ہے منحصر مقدر پر

بہتارے قرب کا طالب ہے یا شہ عالم
 نظر کرم کی ہو معجوم خوار و کمر پر

ناز کرتا ہوں میں اپنے طالع بیدار پر
 غلغلہ صل علی کا ہے مرے اشعار پر
 بنکے پروانہ جلوں اس شمع پُر انوار پر
 یاس حسرت نوحہ خواں ہیں بستر بیمار پر
 دل و بال جان ہے گر قرباں نہو دلدار پر

ہوں بھدا اللہ شہید احمد مختار پر
 کیوں نہ چکے بلبل دل نعت کے گلزار پر
 جہاں کروں قربان شو سید ابرار پر
 جہاں کئی کا ہے گمان ہراس کی نقار پر
 درد سر ہے گر تصدق سر نہو سردار پر

میں ضعیف و ناتواں اور عشق محبوب خدا مبتلائے شاہ پر دم کیجئے پڑھ کر درود جان نکلی جسم کا سب اٹھ گیا اپنے حجاب	ہو نگاہ لطف یارب میرے حال زار پر کار آمد ہے یہ نسخہ عشق کے آزار پر سدرہ اب کون ہو سکتا ہے وصل یار پر
--	--

ہند میں بیڈھب بھنسا ہے دستگیری کیجئے
ہے بھر دسہ یا نبی مغموم کا سرکار پر

میکش وہ ہوں ایام سے دور اور شکستہ پر میں عندلیب لغت ہوں لیکن اسیر غم کیا سیر لامکاں کا نبی کے ہو کچھ بیاں دل ہے نبی کا عشق ہے اور ہے ہجوم غم پروانہ ہوں میں سمع رسالت کا لیک آہ قرب نبی کہاں ہو خودی کے حجاب میں	بلبل ہوں باغ و راغ سے دور اور شکستہ پر پیچا رہ اور باغ سے دور اور شکستہ پر وہم و گماں سراغ سے دور اور شکستہ پر آسائش و فراغ سے دور اور شکستہ پر بے بس ہوں اور چراغ سے دور اور شکستہ پر میں رہ گیا اوتاغ سے دور اور شکستہ پر
---	--

مغموم تیغ عشق نبی کا قتل ہوں۔
آواز میری لاغ سے دور اور شکستہ پر

طاؤس کے نہ طوطی شکر شکن کے پر باغ بہشت بلبل دل کی ہے سیر گاہ عشق نبی میں دل نے نکالے وہ بال پر نا اہل کو ہوت پر واز بھی تو کیا۔ اک ان میں جو سدرہ پہ پہونچا دم خرام اقلیم دل سے طاقت پر واز ہی نہیں	زیبا ہیں مرغ عشق رسولِ زمیں کے پر یاں نار سا ہیں طاؤسِ سخن چمن کے پر کیا عندلیب نالہ کش و نغمہ زن کے پر کب عرش تک پہونچے تہیں راغِ سخن کے پر کیا تیز ہیں براق رسولِ زمیں کے پر یوں ہیں شکستہ طاؤسِ رنج و سخن کے پر
--	---

مغموم جبرئیل امیں کا گزر نہیں۔
جس جا رسا ہیں طاؤسِ فکر سخن کے پر

نوشتہ مشافعیہ حسن عمل کر
تقاضے ضبط محبت کہ محکم جا
تاسف یہ برباد فی عمر کا ہے
عجب کچھ نہیں سوز عشق نبی سے
غضب چشم ترکی ہے اب شکباری
عدو چل بسا آج کل اپنی باری
مصیبت جو پہونچے تو کر شکر باری
چھکے گر تو پیش خدا ہی جھکے سر
رخ شاہ عالم کی ہے یہ صفائی
صدراقت شعاری سے کرد لگو مملو
امید و تمنا ہوئیں نذر آتش
نہ ہو سوز ہجر نبی سے پریشاں

جہیں آستان سب سہ پہل کر
ہو ابیو قر اشک آنکھوں سے دھل کر
گیا وقت ہاتھ آئے کس طرح تل کر
کہ مویاے خاک اب مرا جسم گل کر
اٹھائے نہ طوفاں یہ چشمہ اہل کر
دلشاد مانی نہ یوں بے محل کر
اطاعت میں اپنی نہ مرگز خلل کر
رکیں حق کے آگے تو ہاتھوں کو شل کر
کہ سنبھلا نہ پائی نگہ بھی پھسل کر
تو مرگز نہ تقلید اہل دول کر
ہتی گھر ہوا گھر کا اسباب جل کر
جو ہو طالب قرب فکر اجل کر

ہے مغموم کی لغت میں تخم ریزی
شجر بار آور ہو یہ پھول پھل کر

دلائفس سرکش کو رکھ دے کچل کر
ہے نادوم کہ ہوں خاک طیبہ محروم
توانا ہوائے قوی ہو گیا ہے
ہو طے کس طرح عرصہ لغت احمد
ہدی سے جو پیش آئے کر اسہاں
جو حسرت ہوئی جاگزیں میرے لیں
ہوا جوش میں گرمی عشق سے خوں

حیات دور روزہ میں رہنا بھل کر
گر ااشک جو چشم تر سے نکل کر
مے خون دل سے غم ہجر پل کر
کہ تھک تھک گئی ہر زباں میری تل کر
تو حسن عمل سے عدو کو بخل کر
تمنا ہوئی دفن تیور بدل کر
وہ ٹپکا ہے آنکھوں سے دل سے نکل کر

جو اہل بصر ہے معمہ یہ حل کر
بنے موم کے طرح قالب گھیل کر
ملا خاک میں تو خودی کو مسل کر
اجل کے ہو پہلو میں شاید میل کر
ہوئی آہ شرمندہ دل سے نکل کر

ہوئی جلوہ گاہ احد ذات احمد
گزر عشق احمد کا ایسا ہوا دل میں
جو ہے عجز آئیں گزر عرش پر کر
نہ دلو ملا لطف کچھ زندگی کا
اثر سے رہی آخر کار محروم

ہے طول سخن ماف لطف مغموم
خدا کے لئے ختم اب یہ غزل کر

گر ہو نمود خود دوسری ترک تو وہ نماز کر
حال پہ اپنے وجد کر بخت پہ اپنے نماز کر
آنکھوں کو اپنی شوق سے فرش رہ حجاز کر
اس سے یہ کب ہوا جدا دیدہ دلو باز کر
عشق ہی کے مبتلا ترک رہ حجاز کر
سینہ کو اپنے روز و شب سعدی سوز باز کر
پروہ میم اٹھائے وا دیدہ امتیاز کر
آنکھوں سے اشک خوں بہا سوز دل گداز کر
روح کو سرخرو بنا بخت کو سرخراز کر
محرم عشق جو نہیں اس سے تو ضبط راز کر

حسن عمل یہ اپنے آپ کس نے کہا کہ ناز کر
عشق شہ پای میں ہوں وقف دلا رہ نصیب
دل کی طیش جو ہو فزون روضہ شاہین چل
مرات ذات کبریا ذات شہنشاہ ہدی
جاں ہو فدائے مصطفیٰ دل ہو حقیقت آشنا
سوز جگر ہو بر ملا قلب ہو ضبط آشنا
پائے یہ نکتہ کیا خرد ایک ہیں احمد واحد
فرد گئی شست و شوی کیجئے ایدل خریں
روضہ شاہ پر دلا ہو کے ادب سحر نگوں
شمع کی طرح جل کر فاش نہ کرو سر عشق

مغموم نکتہ سخ اب کہ یہ سمنہ ملک سے
راہ مصافی لغت میں شوق سے ترک نماز کر

جاں پر بھی گر بنے تو نہ افشائے راز کر
دلو رضا سے دوست میں وقف گداز کر
ہو بے حضور قلب تو ترک نماز کر

نامحرمان عشق سے ہرگز نہ ساز کر
تن کو مشیت احدی کے سپرد کر
گر ہو نہ محو شوق نہ کر آرزو سے عشق

ضبط نفس سے مشغلہ سوز و ساز کر
مفلح صدق سے تو درد دل کو باز کر
دلو تو وقف الفت شاہ حجاز کر

سوز و دروں سے آہ نہ کرننگ عشق ہے
گر شوق دید جلوہ شان رسول ہے
بیگانگی ہو غیر سے حق سے یگانگی،

مغموم کی ہو روضہ احمد پہ جاں نثار
پوری یہ آرزو مری لے بے نیاز کر

طاعت میں خود سری ہو تو ترک نماز کر
بندہ اگر ہے خدمت بندہ نواز کر
بھرنی میں قصہ الفت دراز کر
حسن طلب میں دیدہ دل اپنا باز کر
ہر دم مگر بلند نوائے مجاز کر
آنکھوں سے اپنی قطع تو راہ حجاز کر
الفت میں ختم مرحلہ سوز و ساز کر
نامحرمان عشق سے افشاے راز کر
پیدا تو اپنی طبع میں شان ایا کر
عشق و ہوس کی راہ میں کچھ امتیاز کر

حسن عمل پہ کس نے کہا کبر و ناز کر
اگر سو نیاز رخ تو سوئے بے نیاز کر
بتیاب ہو کے شمع صفت دل گداز کر
آئینہ دل بنا کہ حقیقت ہو بے نقاب
ہر چند دل ہو عشق حقیقی میں مبتلا
سردار مرسلین کی جو خدمت کا شوق ہو
سرعت سے کر تمام تو انفاس زندگی
کس نے کہا کہ حالت رنج و فراق میں
سلطان و دجہاں کی غلامی جو بھو نصیب
حق کی طلب میں نقش کو اغراض کے مٹا

مغموم ہوں امید لقا سے رسول میں
پورا یہ مدعا مرا لے کار ساز کر

عقل کو تیرہ نہ کر قلب کو بے جاں نہ کر
آہ و فغاں سے گز رفت کا ارماں نہ کر
دشت محبت کی تو راہ کو آساں نہ کر
دل کی جوشی کے لئے روح کا نقصان نہ کر

عشق نبی میں عیاں سوزش پنہاں نہ کر
سر میں ہو سودا اگر عشق میں ہو جاقنا
درد کا درماں نہ ہو زخم کا مرہم نہ ہو
جز شمش عالم نہ ہو غیر سے وابستگی

یائے اگر دسترس تن کے اراد بیاں
گم جو ہو عشق میں اسکو شش و پنج کیا
جنش لب ہے خطا گریہ شب نار و ا
خون جگر نوش کرداغ جگر کھائے جا
بیخودنی عشق میں سیر حقیقت کی کمر
کشتہ و سبل نہ کر عشق کے جذبات کو

جوش جنوں میں عبت چاک گریباں نکر
عقل کی آغوش میں دل کو پریشاں نکر
حشر فغاں سے نکر اشک سے طوفاں نکر
راز محبت مگر خلق میں عریاں نکر
بند کبھی قلب پر تو در عرفاں نکر
ماٹھ سے اپنے گمبھی قتل کا سا ماں نکر

فکر رسا ہو عطا بخت سے معموم اگر
نعت نبی کے سوا طبع کو جولاں نکر

حالت غم دیدہ ہمدردی کے قابل دیکھ کر
قابل الفت نہیں کوئی شہ دیں کے سوا
جائے ماتم ہے کہ انداز واداسے کر لیا
قلب نازک اور صدمہ بھر کا ہے جاں گسل
سز میں عشق کی آب و نہوا ہے معتدل
قرب روحانی ہو حاصل ہے حبیب کبریا
اپنی ہستی کو کیا بحر حقیقت میں فنا
ملتی ہے داد سخن ایدل سخن دانوں کے پا
وہ حوادث میں زمانہ کے ہیں سینہ سپر
نا توانی نے کیا ہے مضحمل اور جاں گسل
جز شہ عالم نہیں کوئی مقاصد کا کفیل
ہو گیا میں محفل میلاد حضرت میں شریک
خبر عشق نبی نے پارہ پارہ کر دیا

گل بھی پڑ مردہ ہوئے شور عناد دل دیکھ کر
راہ پر اپنا قدم رکھتے ہیں عاقل دیکھ کر
حب دنیا نے بسیرا دل کو غافل دیکھ کر
درد بھی یارب دیا ہوتا مراد دل دیکھ کر
کر لیا دل نے بسیرا اچھی منزل دیکھ کر
جاں نکل جائے مری طیبہ کا ساحل دیکھ کر
طبع کو عشق شہ عالم پہ ماں دل دیکھ کر
گو ہر افشاں ہو سخنور رنگ محفل دیکھ کر
کیا کبھی پسا ہوئے عشاق مشکل دیکھ کر
سختیاں کرے جل کچھ روح بسمل دیکھ کر
چن لیا میں نے جہاں میں پیر کا دل دیکھ کر
رحمت خلاق عالم کو بھی شاہ دل دیکھ کر
پرہ غفلت کا مقابل دل کے حال دیکھ کر

دید کی دولت عطا معنوم کو گر یا نبی
در یہ آیا ہے سخی کے آج سائل دیکھ کر

ہوں وقف غم شہ عالم پہ مبتلا ہو کر
خدا کو پائے شہید اے مصطفیٰ ہو کر
ہے سدا راہ مگر بخت نارسا ہو کر
شب فراق جو آئی تو کیا قضا ہو کر
ہے لب پہ نام نبی نسخہ شفا ہو کر
ہے سر پہ رحمت رب عمار دہا ہو کر
فنا کے لطف کا خواہاں ہوں نقش پا ہو کر
سحر کو رنگ دعا اڑ گیا خا ہو کر
مریض غم کا رما و ردا دوا ہو کر
ہواے دید میں اڑ جاؤنگا ہوا ہو کر

نہ دل اسیر ہو بس ہو طرب فزا ہو کر
اٹھاؤ لطف نبی طالب خدا ہو کر
در نبی پہ بقا پاؤں میں فدا ہو کر
بلا کشان محبت کو اسکی کیا پروا
غبار راہ نبی سرمد بصیرت ہے
گناہگار ہوں لیکن جان نثار رسول
مساؤں عشق پیمر میں اپنی ہستی کو
نہ سود مند ہوئی شب کی گریہ وزاری
قرار دل نہیں ممکن بجز لقائے رسول
نوید لطف جو پہنچے در پیمر سے

فلک پہ زمزمہ نعت سنکے اے معنوم
صدافرشتوں کی آتی ہے مرجا ہو کر

لبوں پر جان آئی ہے لبشکل مدعا ہو کر
زباں سے نام نکلا شاہ ذیشان کا شفا ہو کر
بنا ہوں شاہ سلطان دوعالم کا گدا ہو کر
کہ جو اعدائے حق میں بھی کھلی وقف دعا ہو کر
بلندی پر جو پہنچا عشق حضرت میں تا ہو کر
نئی اک زندگی حاصل کروں تم پر خدا ہو کر
جو رہے چشم گریباں ہر رحمت کی کشا ہو کر

سراپا شوق ہوں عشق نبی میں مبتلا ہو کر
نصرت لب کا آیا درد پہنہاں کی دوا ہو کر
ہوا ہوں مقتدر زیر لولے مصطفیٰ ہو کر
خدا جاں اس باں پر کیوں نہ ہو مجھ لقا ہو کر
جو خوگر تھا میں ہستی کا تو نقش بویا ہو کر
مساؤں نقش ہستی یا نبی مجھ بھنا ہو کر
عجب کیا ایک پل میں دھڑکیا کو ہر اہل

جلا بخشینگے ہم بے انتہا عشق پیمر سے
چراغ زندگی گل ہو گیا گریاد حضرت میں
نہیں بیوجہ میری ناتوانی عشق خست میں

سیہ آئینہ دل کا ہو گیا گر خود نما ہو کر
مری جاں روضہ اہلریہ پیچھی صبا ہو کر
اڑا ہے خون میرے جسم کا رنگ جتنا ہو کر

موا معنوم میں کھل کھل کے گو عشق پیمر میں
رکھا ہوں نام زندہ نا ابد آب بقا ہو کر

دکھا دے اے جنون عشق احمد فتنہ زرا ہو کر
امنڈ آتا ہے طوفاں اشک کاسیل بلا ہو کر
خودی کے بت کو توڑا ہوں حقیقت آشنا ہو کر
دعا میری نہ پیونچی تا در اقدس ہوا ہو کر
نہ آوارہ پھروں میں قید الفت رہا ہو کر
دل درو آشنا قالو ابلی کا اک مرقع ہی

نظر آجائے پہلو میں ترے محشر پیا ہو کر
شب فرقت بھی آتی ہے تو ہتھکل قضا ہو کر
بقا حاصل کیا ہوں عشق احمد میں فنا ہو کر
ارادہ ہے کہ خود پیو پچوں سراپا تجا ہو کر
رہے آزار عشق شاہ درو لا دوا ہو کر
یہ مطلب سے ازل سے ہوں میں پابند بلا ہو کر

ہوا ہے تنگ جو رچ رچ سے معنوم اے مرور
دراہلریہ اب فریاد لایا میسنوا ہو کر

تنوع میں لب سے ہوا نام پیمر باہر
دل گلستان مدینہ سے ہوا گریباہر
دشت طیبہ کو چلو گھر سے نکل کر باہر
دل ہو کر عشق نبی دل سے ہو کیونکر باہر
نہ کبھی سوزش دل آہ نے پھونکا تن کو
حشر میں دیکھو گے مداح نبی کا رتبہ
اپنے دامن میں لئے جاتی ہے طیبہ کو صبا
بعد مردن بھی ہو تپا پیش نظر روضہ پاک

اجل آئی تھی کھڑی رہ گئی در پر باہر
ہو گیا منزل عرفان سے بد اختر باہر
دیکھو فردوس سے فردوس کا منظر باہر
ہیں تلوار سے تلوار کا جوہر باہر
آتش عشق نبی پھیلی ہے اندر باہر
آئے جب نامہ اعمال کا دفتر باہر
گو ہر اشک جو نکلے مرے تھم کر باہر
جسم رہ جائے مراقب میں اور سر باہر

چشم کی راہ نکل آیا دل مضطرب باہر
دشت طیبہ سے رکھیگا جو مقدر باہر
آفت آے جو ہو ساحل سے سمندر باہر
رہے فردوس سے یارب مرا بستر باہر

نہ ہوا جبکہ تپ ہجر پیمبر میں قرار
دیکھنا لاش لحد میں نہ رہ سکی میری
کیا کروں ہجر نبی میں نہیں ٹھکتے آنسو
نہ اٹھوں حشر میں ہو حشر مرا طیبہ میں

دل معنوم سے دیدار کی حسرت نکلی
میں یہ سمجھوں کہ ہوا سینہ سے پتھر باہر

ناز طالع پہ کروں خاک مدینہ ہو کر
آستان پر رہے سر آپ کے زینہ ہو کر
یوں ہوتا جو ترا لطف سفینہ ہو کر
عشق شہ سے نہو معمر جو سینہ ہو کر

دل رہے عشق محمد کا خزانہ ہو کر
نہ اٹھے حشر تک ہے یہ تمناجی کی
غرق امت یم عصیاں ہیں ہوئی جاتی تھی
ایسے ہونے سے نہو ناہی بھلا ہے ایدل

اگر رہی یوں ہی تپ عشق مدینہ معنوم
روح اڑ جائے گی قالب سے پسینہ ہو کر

جذبات عشق کو مرے اے یخبر نہ چھیٹر
بید رونالہ آہ و فغاں بے اثر نہ چھیٹر
زخم درون سینہ کو اے چارہ گر نہ چھیٹر
افسائے نہائے زندگی مختصر نہ چھیٹر
ہنگامہ خیز دل ہے اسے بے خطر نہ چھیٹر
ذکر غم فراق کو لے نامہ بر نہ چھیٹر
ذکر مصائب دل و سوز جگر نہ چھیٹر
ناحق دل فسر وہ کو لے بے بصر نہ چھیٹر

ناصح نہو گی پسند تری کارگر نہ چھیٹر
دلکش ہے راگ حبیبہ ہو عشق نبی کا رنگ
جاری ہوا جو خون تو تھمتے گا نہ پھر کبھی
عشق رسول کا کوئی پہلو ہو واعظا
اے منہشیں ہے طول مری داستان غم
روضہ یہ کرا دہ سے بیاں شتیاق دل
ہمد ہو یاد اسوہ احمد تو کربیاں
کہتے ہیں در و کس کو طیش کیا ہے دعا

غمزدوں سے تیرے ہے دل معنوم بے نیاز

مست شراب عشق کو بادِ سحر نہ چھیڑ

دل میں ہے نقشِ مرے الفت سلطانِ حجاز
حشر تک نور سے معمور ہے دامنِ حجاز
کعبۂ اللہ ہے قالب تو یہ ہے جانِ حجاز
بڑے شکر و شہادت و شہادت میں بھی دامنِ حجاز
کب ہو دنیا کو فراموش یہ احسانِ حجاز
اور ارمان جو پیدا ہو تو ارمانِ حجاز
روکشِ روضہِ رضا ہے میاںِ حجاز
کہیں آفاق میں پیدا نہیں سامانِ حجاز
گر خدا چاہے تو ہو جاؤ نگاہِ حجاز
اسکو بچائے جو پروانہٴ سلطانِ حجاز
کوئی کیا جانے کہ دنیا میں کیا شانِ حجاز
یہ ہے تفسیرِ حجاز اور وہ عنوانِ حجاز

و مہدم پیش نظر ہے جو گلستانِ حجاز
شانِ حق بھی ہے عیاںِ مظهرِ حق کا بھی ظہور
روضہٴ سید کوئین کا رتبہ دیکھو
ملتی ان سے ہو کرتے ہیں شامانِ جہاں
نہ رہی شہر کی ظلمت جو تختِ لی پھیلی
ماسوی اللہ سے خالی ہو مرادِ یارب
ذوقِ ملتا ہے جو عشاق کو کیونکر ہو بیاں
وسعتِ قدرتِ حق اور نزولِ رحمت
گو ہے چلنے کی بھی طاقت نہ سنبھلنے کی بھی
لیچے دوش پہ اپنے مجھے طیبہ کو صبا
روضہٴ پاک پہ رہتا ہے فرشتوں کا ہجوم
کعبۂ اللہ جو دیکھے تو مدینہ دیکھو

اسی امید یہ معنوم بسر کرتا ہوں

کب ہے قسمت میں مری سیرِ گلستانِ حجاز

گزر رہے ہیں جو غفلت میں سر بسرِ انفاس
کہ سوئے قربِ الہی ہیں راہِ سرِ انفاس
حصولِ زیریں عبث رائے گاں نہ کر انفاس
کہ زلیست میں کوئی ہدم نہیں مگر انفاس
جنوں کی شکل میں ہوتے ہیں جلوہ گر انفاس
امید زلیست کی ہے طولِ مختصرِ انفاس

مدام یادِ الہی میں کر بسرِ انفاس
ضمیر کی ہے صدا مفت میں ضائع کر
سمجھ کے عشقِ پیہر میں انکو رکھ مصروف
اگر ہے چشمِ بصیرت تو یاد رکھ اسکو
و فورجوش سے عشقِ رسول اور میں
جہاں میں کیا کوئی صورت ہو کامیابی کی

رواں بھوئے تو نہ ٹھہرنیگے بیخبرِ انفاس
مدام بہتے ہیں آمادہ سفرِ انفاس
کہ آئیں نور کے مانند پھر نظرِ انفاس
گزار دے جو اسی کام میں بشرِ انفاس

نبی کی یاد میں گزرے تو بس غنیمت ہے
جو وقت ہو تو نکل جا دیارِ طیبہ کو
شرابِ عشقِ محمد سے پاک کر ان کو
خدا کا ذکرِ پیہر کا عشق وجہِ نجات

جو وقت کم ہو تو مغموم کیا تلافی ہو
گزر گئے ہیں جو غفلت میں بیشترِ انفاس

بس کر لے چشمِ خوں فشاں بس
اے شورشِ ناکہ و فغاں بس
بسترِ پرہے کوئی طپاں بس
ہو جائے شکستہ یہ مکاں بس
رونے کے لئے مریباں بس
کبتک رہے وقفائیاں بس
بیکس کلہے اک ہی نشاں بس
شوقِ دیدار مرغ جاں بس
محبوبِ خدا کی داستاں بس
بید ادنیٰ عمر جاوداں بس
اے گلک ادب ہو آریباں بس
بس اے امید کارواں بس
شاہِ مدنی کا آستاں بس
شوقِ گل سیرِ بوستاں بس
یارِ بابتِ الطیف سیکراں بس

اے شعلہ سوزشِ نہاں بس
سینہ میں طپش ہے دردِ لیں
مقصود ہے عشقِ احمدی کا
سینہ میں ہے دلکی راہِ مسدود
ہنسنے کے لئے ہے صوتِ بیل
نازکِ دل ناتواں ہے شانا
آوارہ ہوئی ہے خاکِ مرقد
ہو جائے گی محلہٴ بتِ درد
ہو گا نہ مفیدِ درد کوئی
اے خضرِ فریب تم نے کھایا
لغتِ شہِ دیں ہو اور یہ عاجز
ہے شوق کی رہ مری دلِ فرا
آفاق میں در بدرِ پھروں کیوں
دامنِ الجھا ہے خارِ غم سے
امداد کی کیا غرض کسی سے

طیبہ کی زمیں ہو میرا بستر، گم ہواے خواہش جہاں بس

مغموم کے حال زار پر اب
ہو ایک نظر شہ زماں بس

نور باطن جو نہیں دلیں ہو عرفاں کی تلاش
ذوق جاں مد نظر ہے تو ہو جاناں کی تلاش
شرک کی راہ میں بھی نادۂ برحق کی طلب
چارہ سازی سے تو اجابک بڑھتا ہے جنوں
رہبری عقل کی کام آئی نہ کچھ حشت میں
جسکے اعجاز سے کفار بنے قطب زماں
بیخراں ہو جو چمن قابل تسکین ہے وہی
بشریت میں ہوا اسلئے احمد کا ظہور

گر نہ حُب نبی کیجئے ایماں کی تلاش
حق کو پانا ہو تو کر منظر سبحاں کی تلاش
ظلمت شب میں ہوئی شمع فروزاں کی تلاش
کرتے ہیں ایسے مرض کیلئے زنداں کی تلاش
گھر میں کیوں بیٹھے وہ جو بویاں کی تلاش
اور کیا ایسے نبی کیلئے برماں کی تلاش
دلکو رہتی ہے مدینہ کگلستاں کی تلاش
کہ ہوا کرتی ہے انسا کی انساں کی تلاش

عشق کا رنگ تو چہرے سے عیاں ہے اسکے
اور کیا کیجئے مغموم سخنذاں کی تلاش

عشق رسولؐ میں ہو نہ اغیار کی روش
دل ہے اسیر عشق نبیؐ میں شکستہ پر
نالوں میں اپنے نام محمدؐ کی ضرب سے
باطن سیاہ اور نکو کار کی روش
بڑ کر درود آپؐ پہ کرتا ہوں التجا
عشق شہ ہدی میں ہوں ہر چند سر بلند
جذبات عشق ہوتے ہیں اسے جو آشکار
میر کر رہوں تہوں کی محبت میں مبتلا

ہے دلپسند دیدہ خونبار کی روش
حسرت فریبے مرغ گرفتار کی روش
بدلینگے ہم بھی چرخ ستار کی روش
ہم جانتے ہیں ز ابد مکار کی روش
ہے نور حق سے یہ مرے اظہار کی روش
ہے عجز کا طریق گہنگار کی روش
منظور دل ہے کلک گہر بار کی روش
منظور ہے جو سید ابراہیم کی روش

ہوتی ہے آشکار یہ نپدار کی روش
وجہ طرب ہے عمر گرا نبار کی روش

ظاہر سی عجز دلیں ہے اعزاز کی طلب
طے کر رہی ہے منزل ہستی کو جلد جلد

کرتی ہے نکتہ فہم و سخنداں کے دل میں راہ
مغموم جانفزا مرے اشعار کی روش

کشور دل کا پیشوا اخلاص
شرع احمد کا مدعا اخلاص
گنج دار السلام کا اخلاص
صدق و ہمدردی عطا اخلاص
صدق بے عیب بے ریا اخلاص
بندگی ہو اگر تو با اخلاص
صدق محبوب دلربا اخلاص
درد و سوز و الم دعا اخلاص
گر نہ ہو روح عشق کیا اخلاص
پائے گرد دولت بقا اخلاص
حفظ ایماں کی ہے بنا اخلاص
فکر دنیا کج، کجا اخلاص
زارِ و عجز و التجا اخلاص
پیش سکر ہے مرا اخلاص

شیخ الفت کی ہے ضیا اخلاص
بزم وحدت کا رہنما اخلاص
روح عشاق کو پستہ دیگا
وجہ قرب و وصال لطف نشاط
باعث قرب حق رضائے رسول
ہو اطاعت تو ذوق الفت سے
ہے ندامت ضیائیں خورشید
باعث مخلصی و راہ نجات
ہو نہ سوز و درد تو طاعت کیا
کون ہمسر ہو میرا دنیا میں
حبّ دین شرط دینداری ہے
لب پہ ہے ذکر دلیں الفت جاہ
قرب شاہ ہدی کا سماں ہے
نذر کیا لالوں یا شہ لولاک ا

روح مغموم و بزم احمد ہو
کیوں نہ دکھلا دیکھا تھا اخلاص

امت بلی ہوئی خاص پیر بلی

اقوام میں اک مرتبہ اپنا بھی ہوا خاص

ہیبت میں اولو العزم ہوں کیا عام بھی کیا خاص
یہ عاشق حق اور وہ محبوب خدا خاص
حسرت کو مگر دل سے مرے انس ہوا خاص
مطلوب ہے گلزارِ مدینہ کی ہوا خاص
محبوب خدا کا ہوں میں مشتاق لقائے خاص
بر باد کیا تو نے یہ سرمایہ مرا خاص
بیماریِ فرقت میں یہ ہے میری دوا خاص

حضرت سے قیامت میں ہوں رطب لب امداد
اس ذات میں اور سائر رسولوں میں نیچے فرق
آتا ہے نظر مجھ کو مسرت کا بھی جلوہ
اے بادِ صبا جل مجھے تسکین نہیں ہوتی
ہے آل و صحابہ کی محبت مجھے لیکن
اے سوزشِ دل جوش پہ ہے گریہ بہیم
پڑھتا ہوں جو میں صلّ علیٰ روحِ محمدؐ

الفاظ میں شوکت ہو تو معنی میں صلاوت
اس رنگ میں مغموم ہے اندازِ مرا خاص

عشقِ رسول کی دل موہن میں اے حرص
قربِ رسول پاک کا جلوہ دکھائے حرص
اور لغو خواہشات کی دل سے مٹائے حرص
طاعت کی اے شوکت و حشمت کی جائے حرص
دلیں جو راہِ باپے قناعت بچائے حرص
یہ دو جہاں میں مومن کا بل بنائے حرص
دونوں جہاں کے کام سے آخر گنوائے حرص
انکا نہیں ہے شغل کوئی ماسوائے حرص

دنیا کے غر و جاہ کی کچھ رہ نہ پائے حرص
شوقِ لقاءے سرور دیں میں بڑھائے حرص
جب رسول پاک میں بیجا گھٹائے حرص
نیکی میں اور بدی میں ہوا نساں کو امتیاز
ہے بادشاہِ وقت وہ اور سب بے نیاز
احسن ہے حرصِ پیرویِ شرعِ مصطفیٰؐ
دولت کی حرص کرتی ہے انسان کو ذلیل
نقشِ فکر و ہر پہ جو مبتلا ہوئے

داخل ہے حرص دیں میں محبتِ رسولؐ کی
مغموم اس نوید یہ ہوں میں فدائے حرص

رضا حق ہے ہے اور عشقِ مصطفیٰؐ غرض
نہ نامہ بر کی تمنا نہ ہے صبا سے غرض

بہارِ عیش نہ گلزارِ پرقتنا سے غرض
خودِ مرستی میں صایبِ لولاک

ہے مجھ کو حشر میں اک شاہ انبیا سے غرض
مصیبتوں میں مجھے ہے مر خدا سے غرض
ہر اک کو رہتی ہے بس اپنے دعا سے غرض
رہیگی کیا مجھے دنیا کے بیوفا سے غرض
خلوص صدق کو ہے خوف اور جا سے غرض
نظر ہے حق پہ نہیں مجھ کو ماسوا سے غرض
نہ اس سر سے تعلق نہ اس سر سے غرض
نہ ابتدا کی تجسس نہ انتہا سے غرض
نیاز مند کو ہے قلب صفا سے غرض
فنا جو ہوتے ہیں کتھے ہیں بقا سے غرض

غرض کیسے جو جہاں کی کیسے کوثر کی
نہ دوستوں کی حمایت کا منتظر ہوں میں
نبی کا قرب طلب ہوں نہ عرش گردوں کا
رضائے حق میں ہوں جب نبی سے میں سرشار
ہے اضطرابی دل میں ایسا کی تصویر
گل نشاط ہو یا شورش حوادث ہو
نبی کے عشق میں دونوں جہاں کو بھول گیا
رضائے حق مرا مسلک ہے اور جب نبی
کیسے زہد و تقدس کا کیا اثر مجھ پر
ہوا ہے محو وجود حباب دریا میں

ادا ہو قلب کا سوز و گداز سے مطلب
نہ عرض سے ہے نہ معنوم النبی سے غرض

قرباں ہو شاہ دیں پہ اگر ہے سر نشاط
تا جلوہ گاہ دید بنے منتظر نشاط
سوز و گداز سے نہیں خالی بر نشاط
غم ہو شریک حال تو ہے جو ہر نشاط
اندوہ پیر شاہ ہدای رہبر نشاط
سوز غم فراق نبی منظر نشاط

دکھلائے بحر عشق نبی گوہر نشاط
ہو درو بھی خلوص بھی عشق نبی کے ساتھ
ہے فوقی لطف زندگی جاوداں ہی
پیہم خوشی بھی کرتی ہے غفلت میں مبتلا
تہید ہے خوشی کی جو ہوتا ہے غم نزل
انجام جس کا ایک ہو کیونکر نہ ہو عزیر

معنوم ہوں میں شوق لقاء رسول میں
حاصل مجھے نشاط ہو لے داور نشاط

ہو گیا عشق نبی سے دل مضطر محفوظ

غم نہیں حشر دنیا سے نہیں گر محفوظ

و جد میں جان مری دل ہے سرِ مہرِ محفوظ
 نہ گدا ہے نہ کوئی شہ نہ تو نگرِ محفوظ
 خاک ہو گا کوئی بے عشق سپیبرِ محفوظ
 کیا ہے باغِ جہاں میں وہ ستارِ محفوظ
 ہو کے گلشن سے جدا کیا ہو گل ترِ محفوظ
 پھو لکر شاد ہو وہ اور نہ پھلِ محفوظ
 کیوں نہ رکھے اسے دارین میں اور محفوظ

ہو گیا غمِ مصمم سفرِ طیبہ کا
 نہ میسر ہو بشتِ در احمد کے سوا
 دولت و عیش بھی ہو تخت بھی ہو تاج بھی ہو
 نامِ حضرت کا سنے اور نہ پڑے اس پرود
 جو ہیں خاصانِ خدا قربِ نبی میں مدام
 زہد و طاعت بھی ہو گر اور نہ عشقِ نبی
 ہو گیا دل سے جو وابستہ دربارِ نبی

جلوہ حسنِ سپیبر کی ضیا باری ہے
 آج مغموم ہے فرخندہ مقدرِ محفوظ

نہ جامِ لیس مگر نقشِ وفا دارِ شیخ
 خلق میں گو کہ ہے مشہور ستکاریِ شیخ
 نہیں پر دانے سے محفل میں دوا ری شیخ
 دلہی میری وہ کرتی تھی میں غجوا ری شیخ
 روضہ پاکِ پشب بھر تھی ہی داری شیخ
 ہے یہی جہ غم و رنج و دل انگاری شیخ
 جنسِ تسلیم و رضا تھی جو طلبکاری شیخ
 ہے یہی باعثِ زیبائی و دلداری شیخ

مست پر دانے کو کرتی ہے ضیا باری شیخ
 جل کے پر دانہ مضطر کو ہونی کچھ سبب
 آہ شیخ رخ احمد نے جلایا مجھ کو
 قلبِ مضطر تھا کہ شب بھر میں جلا ساتھ اسکے
 بلتی تھی نہ رہوں قرب سے محروم کبھی
 بزم میں ذکرِ نبی پر نہ پڑے جائیں درود
 جان لینے کی تو پر دانے کی خواہاں نہ تھی
 رخ احمد سے جو اک گو نہ اسے نسبت ہے

جل گئی عشق کی گرمی سے گر آہ نہ کی
 قابلِ قدر ہے مغموم یہ خود دارِ شیخ

آئی جو صبح پیری تو فو را بجھا چراغ
 ہر روز صبح و شام یہ جلتا رہا چراغ

دل کا شبِ شبیا میں جلتا رہا چراغ
 تا بندہ چشمِ دل میں ہے جلوہ رسول کا

افسوس دل میں یاس نے ڈیرا جمادیا
روپوش کیا ہوں مجھ سے مضامین آبدار
رخشنہ شمع حب رسول الہ ہے
اک آبلہ نمودتہ دلغہ دل ہوا
رخنہ جو پڑ گیا مرے قصر امید میں
روشن ہوا ہے خانہ دل عشق شاہ سے
خلعت کا کیا لحد میں گزر ہو سکے مے
دیکھے کہاں تجلی عرفاں کو بے بصر
اک شب میں ساری عمر بسر اسکی ہو گئی
پُر نور جس سے محفل ذکر رسول ہو

امید و آرزو کا مرے گل ہوا چراغ
ہے طاق پردہ ماغ کے رکھا گیا چراغ
روغن خلوص کا جو پڑا جل اٹھا چراغ
سہرا آفتاب کے روشن ہوا چراغ
خاموش ہو گیا ہے مری زلیست کا چراغ
یہ پُریضیا چراغ ہے یہ بے بہا چراغ
عشق حبیب پاک کا ہے دیر پا چراغ
پہو بچائے فائدہ کہیں اندھروں کو کیا چراغ
گویا ہے بہر زلیست پیام فنا چراغ
وہ شوق مدح شاہ کا ہے دلہرا چراغ

یہ ہے فروغ چشم و ضیا بخش جان و دل
مغموم شاعری کا ہے کیا خوشنا چراغ

ہے شاہ دیں کے لطف سے پیش نظر فروغ
نام نبی سے پائے دل با اثر فروغ
وصف رسول پاک سے ہے بیشتر فروغ
ایسے سفر کو روضہ احمد سے کہ شروع
فیاض و ہر ذات پیمبر ہے کیا عجب
شراب کا مرغزار ہو یا دشت یا جیل
جسے مدد ام اشک ہوں ہجر رسول میں
فضل و کمال ہو تو مغرور ہے یہ وجود

ظلمت جہاں سے کم ہوئی اور بیشتر فروغ
روضہ نبی کا دیکھے تو پائے نظر فروغ
جز عشق مصطفیٰ نہیں لے بھر فروغ
حاصل ہو تا مادام تجھے لے سحر فروغ
نور نبی سے پائے جو نور و رقر فروغ
معمور نور حق سے ہے اور سرسبز فروغ
حاصل تجھے اسی سے ہو چشم تر فروغ
نشو و نما سے گل ہو تو پائے شکر فروغ

مغموم شاعری کا ہے کیا خوشنا چراغ

فیض نبی سے پائینگے کیا بے بھر فروغ

ابنجم میں جس طرح مہ انور کو ہے شرف
اسلام بھی ہے دولت عشق نبی بھی ہے
کیا ہو فروغ روئے پیہر کے روبرو
ہجر رسول میں جو ہوا آنسوؤں سے تر
اس نعل کے میں کیوں ہو گزرا بساط کا
اے چشم تر کبھی نہ تھمتے اشک کی جھڑی
کیونکر نہ اختیار کرے راستی بشر
اقادگی سے خاک کا رتبہ بلند ہے
سب انبیاء میں اپنے پیہر کو ہے شرف
سارے جہاں میں اپنے نقد کو ہے شرف
ہر چند بوستان میں گل تر کو ہے شرف
فرش حریر پر مرے بستر کو ہے شرف
عشق رسول میں دل مضطر کو ہے شرف
کہتے ہیں سب کہ آب گوہر کو ہے شرف
جب قد کی راستی سے صنوبر کو ہے شرف
خدمت کی وجہ قوم کے ہتر کو ہے شرف

فطرت کے نقش ہوتے ہیں معروم آشکار
ہر علم و فن میں کلک سخنور کو ہے شرف

ساحل سے اب گزرتی ہے موج یم فراق
وہ مولس فراق ہے یہ محرم فراق
یہ داغناے دل ہیں مژدہ ہم فراق
ہوتے ہیں شل ماہی بریاں دم فراق
عشق بتی میں ہے اثر افرادم فراق
وہ ماہل فراق ہے یہ ہمد فراق
زخم دروں کی واسطے ہے مرہم فراق
حاصل ہوا جو وصل ہوا با تم فراق

ہے کس قدر زلاطم جو ش غم فراق
طیفانی سرشک ہے شور جنوں بھی ہے
دولت کثیر ہجرتی میں ہوئی نصیب
جو بہرہ ور ہوئے ہیں لقاے رسول سے
دست جنوں سے دامن دل تارنا ہے
سوز جگر کی ہے طلش اور درد دل کا جوش
دکو تصور رخ احمد سے ہے قرار
دوڑوں تلخ ذوق ہیں کیا ہجر کیا وصال

ہوتا ہے ہر روح رما قید جسم سے
معروم خوشگوار ہے کیا عالم فراق

جو خشک شجر ہو تو طے اس سے تر خاک
سب جانتے ہیں ورنہ کہ ہر اصل بشر خاک
قدر اسکی فقط آپ ہے ورنہ گھر خاک
شعلہ نہ ہوا پائے تو کلینکے شہر خاک
جھکتا نہیں جو آپ جھکیگا کوئی سر خاک
گر چشم بصیرت نہ ہو کیا آئے نظر خاک
تابع نہوئے دل تو ہوئی قح و طفر خاک
اس جنگ میں کام آتے ہیں تیغ اور تبر خاک
نافیہوں کا جمع ہو تو ہو قدر و ہنر خاک
رفت کو پہنچ جاتی ہر اثر کی ہر اگر خاک

بجز عشق نبی پائیگا بھت کا اثر خاک
مومن کو ملی نور محمد سے فضیلت
حاصل ہو فروغ اسکو جو ہر شمع میں دُغن
آتش کو محبت کے دم شوق سے بھڑکا
نخوت میں نہو علم و فضیلت کی بھی عزت
کیا جانے کوئی تیرہ دروں شان پیہر
لتیخ ہوئے تیغ سے کشور تو ہوا کیا
عالم کو کیا خلق محمد نے مسخر
شاعر کو سخذ انوں کی شرکت ہو میسر
گر خاک کا پتلا ہے تو رہ خاک کی صورت

مغموم تخیل ہو بلند اور سلاست
جدت نہو مضمون میں تو ہوا اسکا اثر خاک

ہے میری زباں مصروف فریاد و فغان کتبک
ہو بہر مدعا فکر رہ سود و زیا کتبک
عبث وقف زباں ہو سوز و فرت کا بیان کتبک
رہیگا شکوہ پنج بخت و جور آسمان کتبک
ہو دیا چہ کتاب زندگی کا راگان کتبک
کہ وقف نالہ ہر شاہ دیں میں ہو زبان کتبک
ہو ذکر سلبیل و کوثر و حور و جن کتبک
کہ خالی زندگی ہے زندگی کی داستان کتبک
یہ ضبط سیل اشک و جوش قلب ازداں کتبک

طیاب شوق لقاء احمد مرسل میں جان کتبک
مٹا دے نقش مستی قلم عشق پیہر میں
اگر ہے جذبہ کامل جلا دے خانہ دل کو
جھکا دے سر کو تسلیم و رضا پر کام ہو آساں
ہو ابد مستیوں کی شرح میں باب شباب آخر
خودی سے ہی گزر جانا ہے بد باب گویائی
سبارک زندگی کا ہو نبی کے کچھ بیاں و اعظا
خمشوی میں بسر کر سوز دل سے شمع کے ماتہ
جو حالت گدہ افشا ہو رہیگی عشق احمد میں

ہے منزل دور فرصت کم جو سودا ہو سکے کرے
تلافی کیلئے جو زیست باقی ہے غنیمت ہو
رہے دشت جہاں میں تو سن عمر و اں کبتک
فریب دہر و عمر بیوفا کا نوہ خواں کبتک

مضامین کہن کا رنگ پھیکا پڑ گیا معنوم
رہے مرغوب خاص و عام یہ طرز بیاں کبتک

ہے تصویر میں رخ سید ابرار کا رنگ
ہر زماں اوج پہ ہے طلح بیدار کا رنگ
ہو موثر کوئی ایسا مری گفتار کا رنگ
دیکھنے آتا ہے بکیں تیرے دربار کا رنگ
کوئی دیکھے تو مری فکر رسا کی پرواز
کر دیا نالہ دل نے مرے اسکو بیتاب
ہے غضب بحر نبی میں طیش سوز دروں
میں جو ہوں لغت شہ ہر دوسرا میں مصروف
نہیں چھتا ہے نظریں گل گزار کا رنگ
دیکھتا ہوں میں تھے لطف ضیا بار کا رنگ
کہ بدل جائے کہیں چرخ ستمگار کا رنگ
شکل مجرم کی ہے مخدوم سیاہ کار کا رنگ
وصف احمد میں ہے کیا طبع گہر بار کا رنگ
پڑ گیا زرد مرے ناصح غمخوار کا رنگ
دیکھ لے میرے سچا ترے بیار کا رنگ
ہو گیا اور ہی کچھ اب مری گفتار کا رنگ

محو لغت شہ کو میں ہوں جب سے معنوم
کوئی دیکھے میری دلچسپی اشعار کا رنگ

غم فراق پیمبر میں داغدار ہے دل
اثر پذیر ہے ذوق الم محبت میں
رموز قدرت خلاق کا یہ سکن ہے
غم و الم میں ہو ہمدرد بھی کوئی ایسا
ادلے مطلب مشکل ہے وجہ حسن بیاں
ہے اضطرابی بچا بھی وجہ بربادی
حصول لطف گلستاں ہے پربہار ہے دل
زباں پہ ذکر خوشی آگیا فگار ہے دل
کہ گنج سر حقیقت کا راز دار ہے دل
کہ اشکبار ہیں آنکھیں جو بیقرار ہے دل
میں تر جان ہوں دلگامز و قار ہے دل
بنی کے عشق میں تر پا تو برقرار ہے دل

فروغ قلب حزین ذکر سید الابرار

نبی کے نام پہ معنوم کا شمار ہے دل

جنت میں بھی رہے تو نہ پائے قرار دل
ہے فرط غم سے ہجرتی میں فگار دل
میں ہوں نثار دل پہ تو مجھ پر نثار دل
بجھ کر کون نثار جو پاؤں ہزار دل

طیبہ کے شوق میں جو ہے بے اختیار دل
کیا باغ زندگی کی دکھائے بہار دل
معمور ہے یہ عشق نبی سے زہے نصیب
اک دل کی کیا بساط ہے یا شاہ سلیم

لیکر گنہ حضور میں معنوم جاؤں کیا
میں منغل ادھر تو ادھر شرمسار دل

آنکھیں مری طوفان اٹھانیکے میں قابل
ہر وقت وہ سینہ سے لگانیکے میں قابل
جزا اسکے جو دفتر ہیں جلا نیکے میں قابل
یہ اشک تو شیرب میں بہانیکے میں قابل
دونوں مری آنکھوں میں سمانیکے میں قابل
محفل میں یہ رنگ اپنا جانیکے میں قابل
خورشید کو یہ داغ دکھانیکے میں قابل
ہم آپ ہی اپنے کو مٹانیکے میں قابل

محشر کا سماں نالے دکھانیکے میں قابل
سب سے بے جنھیں ہجرتی عشق نبی میں
ہو نعت کہیں اور کہیں ذکر سپہ بر
کیا پائینگے وہ رتبہ یہاں خاک میں ملکر
مکہ تہرا مولد ہے مدینہ تہرا سکین
مدحت میں تری گلکٹ زبانوں میں مصروف
حاصل جو ہوئے سوزش عشق نبوی میں
بربادی احساس ہے اور ہستی بے فیض

سے مدحت والا میں جو معنوم گل افشاں
یہ گل تھے مرقد پہ چڑھانے کے بل قابل

خدا گواہ کہ قرآن ہے ہمزبان رسول
کہ ذوق وجد کا سماں ہے داستان رسول
ہے حق شناسی کا آئینہ جسم و جان رسول
یہ رمز جانتے ہیں جو ہیں عارفان رسول

رضائے حق ہے وہی حسین عز و شان رسول
ابھار دیتے ہیں جذبات لوح خوان رسول
وجود پاک ہے اسرار رب کا گنجینہ
سے ہمزبان خدا اور نبی ہوئے جہاں

مصیبتوں میں ہوا خوب امتحان رسول
ہے سب کا کعبہ مقصود آستان رسول
خدا کو انکی طلب جو ہیں طالبان رسول
وقار رکھتے ہیں کیا جو ہیں تہذیب ان رسول

قدم ہٹانہ کبھی راہ حق سے مشکل میں
کوئی ٹھکانا نہیں غمزدوں کا دنیا میں
رضائے حق کے طلبگار کے نبی خواناں
فروغ ہر سے بڑھ کر ہوا عروج ہلال

نجات حشر میں معنوم کی یقینی ہے۔
خدا کو علم ہے یہ وہ ہے مدح خوان رسول

طالب عشق پیہر کی یہ عظمت ہے مدام
کار فرما اثر سوز محبت ہے مدام
یہ گنہگاروں پہ اللہ کی رحمت ہے مدام
قابل رشک دلا انکی بھی قسمت ہے مدام
سوزش دل کا بہا حق کی عنایت ہے مدام
درد دل سوز جگر باعث غمت ہے مدام
اشک آنکھوں میں ہیں دل وقف نہایت ہے مدام
سوز سینہ طیش دل تپ فرقت ہے مدام

دامن رحمت حق سے اسے قربت ہے مدام
عشق محبوب خدا میں ہے فروغ امید
ہو گیا اشک ندامت سے فروغ جوش کرم
قرب میں روضہ احمد کے ہے مسکن جن کا
مال اچھا ہے تو ہوا اسکی خریداری بھی
سر خرروئی کا ذریعہ ہے یہ سامان نجات
پیش حق شرم گنہ سے نہیں کھلتی ہے زباں
گر ہو خوشنودی والا تو مبارک مجھ کو

مرثیوں روضہ پہ پیشرب میں گزر ہو جو مرا
یا نبی! یہ دل معنوم کی حسرت ہے مدام

جی سے اپنے گزر گئے ہم
شب کو آئے سحر گئے ہم
صد شکر کہ بے ہنر گئے ہم
سینہ کو گئے سپر گئے ہم
جھوکوں سے ہوا کے ڈر گئے ہم

قطع رہ عشق کر گئے ہم
ٹھہرے بھی سرے دہر میں کیا
یاروں کو نہ دی حسد کی تکلیف
وقت مشکل رضائے حق میں
روشن ہو ہوا چراغ ہستی

آفت سر پر جو کوئی آئی
مرنے کی جیات جاوید
دار ہستی میں آئے بے سود
منزل پر پہنچے جب دعا کی
دل میں یاروں کے جا کر نیگے
راہِ الفت کی جستجو میں
نامِ احمد کلبِ مقصود
آگاہ کرے گا عشقِ احمد
دینگے اعضائے تن شہادت
حاجت پانی کی دشت میں کیا
خورشید کی طرح ہو کے تاباں
صد ہا آفت ہیں ایک سر ہے
مر کر مٹ جائیں گے وہیں پر

نزد غیر البشر گئے ہم
وہ کام جہاں ہیں کر گئے ہم
آفاق سے بے ضرر گئے ہم
ہاتھوں میں لئے اثر گئے ہم
نظروں سے اگر اتر گئے ہم
دارین بے خبر گئے ہم
پہنچے جس راہ پر گئے ہم
کیوں جان سے بے خطر گئے ہم
محشر میں اگر مکر گئے ہم
گھر سے با چشم تر گئے ہم
سایہ کی طرح گزر گئے ہم
حسرت ہے کہ کیوں مر گئے ہم
قسمت سے مدینہ گر گئے ہم

روضہ ہے نبی کا اور یہ سر ہے
مغموم اگر سفر گئے ہم

رنگ لائیگا مرا بگڑا مقدر ایک دن
جذب شوق دل دکھلائیگا منظر ایک دن
یہ جنوں دکھلائیگا آثار محشر ایک دن
چیر کر پہلو کو نکلے قلب مضطر ایک دن
چاک ہی ہو جائیگا عصیا کا دفر ایک دن
ہیں فزوں شہائے فرقت صبح محشر ایک دن

جا کے طیبہ پاؤں کا قرب پیمبر ایک دن
میں میں اور دامن شرب میں میں اور قرب نبی
دجیال تن کے اڑینگے جب گریباں کے عوض
بیقراری کا یہ عالم ہے تو ممکن ہے کہ اب
گر یونہی جوش جنوں عشق بڑھتا جائیگا
اس مصیبت کے مقابل اسکو کچھ نسبت نہیں

بن کے خنجر نعرۂ اللہ اکبر ایک دن
یا رسول اللہ بلا لپٹے در پر ایک دن
گر سکوں ہو عشق احمد میں میر ایک دن
خاک یثرب پر رہیگا میرا بستر ایک دن

ذبح کر دیجاکھی اعدائے دین کو بالیقین
ٹھو کریں درد کی کھلو اڈنہ مجھ کو روزِ شیب
بد نصیبی پر کرونگا اپنی ماتم بار بار
دیکھ لو گے جذب عشق احمدی کا یہ اثر

گر یہی معشوم ہو گا عالم جذبات عشق
ہے در ختم الرسالت اور مرا سر ایک دن

نیک ہوں میں گرچہ گنہگار ہوں
شان سخن رونق گزار ہوں
قاطع غم دافع آزار ہوں
بادۂ توحید سے سرشار ہوں
نام خدا مطلع انوار ہوں
شاہد معنی کا خریدار ہوں
سوز محبت کا طلبگار ہوں
کس نے کہا عاجز و نادار ہوں
گنج بقا محرم اسرار ہوں
معتقد رحمت عفا رہوں
جامِ می عشق سے سرشار ہوں
مائل اسراف و زیانکار ہوں
دامن رحمت میں گہر بار ہوں
پیک اجل اے تو تیار ہوں
مخزنِ غم، معدن افکار ہوں

شیفتہ سید ابرار ہوں
فکر کی دامن میں گلہائے نعت
نامِ نبی ہے جو مرا حرز جاں
عشقِ پیر میں ہے فیضِ ازل
نور کا عالم ہے تجلیل مرا
رونق بازار سخن ہے فروں
چین غم اندوز ہے فانی خوشی
در ہم و دینار میں سب ان عشق
میری گنجی میں ہے نہاں رستی
میں عوٹ جرم کا قائل نہیں
بے خبری ہے مجھے کونیں سے
صبر کا سرمایہ ہوا ختم سب
اشکِ ندامت سے ہوں میں سرخرو
شوقِ لقا میں ہوں نبی کے خرب
دل ہے طپاں اور جگر بھی طپاں

پست جو بہت ہو تو بجا رہوں
چارہ دل ہو کہ دل افکار ہوں
محو طلب تشنہ دیدار ہوں

شوق کی طاقت سے توانا ہوں
اب کرم و لطف ہو یا سیدی
کیوں نہ رہوں وقف تنہا دام

آتش غم قلب ہے معنوم ہوں
لطف طرب سوز و شرر بار ہوں

سر ایشیہ محفل میں ہوں لیکن زیب محفل ہوں
بیم غم خوش پرہیز اور میں آغوش ساحل ہوں
کہا یوں صبر نے اب میں کیا رہتے قابل ہوں
جہاز عمر ہے گرداب میں وقف شکل ہوں
ملاحظہ جو اسکو فتح کا میں اس کا حاصل ہوں
تو ج بحر میں ہوں باغ میں شور و غنا دل ہوں
ازل سے ایفلک بار امانت میں حامل ہوں
جو مر کر زندگی پاتے ہیں ان لوگوں میں شامل ہوں

میں سوز عشق احمد سے فروغ دیدہ دل ہوں
ترب چاتی ہے تھم تھم کر الہی موج طوفاں خیز
جنوں نے فتح پاکر دلو کو جب میرے کیا تسخیر
مددائے نا خدا کئی امت ہر اس میں ہوں
ہوئی تقسیم غم معنوم تھا جب اس کے پہلو میں
مری بیٹائی دل سے نمایاں ہے مری حالت
ستم تجھ سے جو کچھ عشق نبی میں ہو سکے کر لے
مجھے اے خضر مطلب کچھ نہیں ہے ابھیواں سے

موشہ درو سے گر ہو سخن میرا عجب کیا ہے
حزین ہوں زار ہوں معنوم ہوں اور خوش دل ہوں

فلک لظلم کا اب مہر منور میں ہوں
فلک کہتا ہے کہ جبریل کا ہتھیر میں ہوں
یا نبی! آپ جو برتر ہیں تو کمتر میں ہوں
دلو دعویٰ ہے رہ عشق کا رہیر میں ہوں
بڑے کہے کہہ دو مٹا کہ مزاح پیہر میں ہوں
تم کو معلوم ہے مزاح پیہر میں ہوں

گلشن الفت احمد کا گل تر میں ہوں
حسن معنی یہ کہے نور کا پیکر میں ہوں
تم جو مخلوق کے بہتر ہو تو کمتر میں ہوں
حضرت خضر کی منت سے سبکدوش رہوں
روز محشر جو مہمان نبی کا ہو شمار
اے فرشتہ! نہ کرو پریش اعمال سے تنگ

یوں کہوں حشر میں مداحوں کا ہو گا جو شمار
جسکو مغموم ہیں کہتے وہ سخنو ریں ہوں

مصرف ہوں میں مدحت سلطان من میں
گر مدح نجی ہو نہ زباں کیوں ہو دہن میں
انوار تجلی ہیں مرے داغ کہن میں
دل دشت پہ مائل ہے نہ قانع ہے وطن میں
اسباب مسرت کا بلا رنج و سخن میں
رحمت کی شاعیں میں رسالت کے چمن میں
جذبات کی ہے نشو و نما دار و رسن میں
سامان نشئی کا نہیں باغ عدن میں

ہے لطف زباں میں تو حلاوت ہے سخن میں
گر عشق سپہر نہ ہو کیوں سینہ میں دل ہو
اسرار حقائق و معارف ہیں نمایاں
سر میں جو سما یا مرے سوداے مدینہ
حاصل ہے لقا بخود دئی عشق میں جھک
ٹھہر گئی کہاں دہریاں اب ظلمت عصیاں
وہ چند ضیا صدق کی ہوتی ہے بلا میں
والبتہ محبت سے ہے ذوق دل عشاق

ہم حال سے مغموم کے واقف نہیں لیکن
تاثر تو کچھ درد کی پاتے ہیں سخن میں

الہی یہ اثر پیدا ہو میرے سوز پہناں میں
ہوا کرتا ہے ذوق وجد حال طبع انساں میں
ذرا بھی روغن اخلاص ہو گر شمع ایماں میں
مرے عصیا کو دھو ڈالوں تری محبت کے باراں میں
چھپا کے شرم عصیا اب مجھے حرکت کے داماں میں
وہ سر میں جاگزین ہے اور قیلقیشاں میں
ہے بولے عشق احمد گہٹ گہائے عرفاں میں
بنائے نقش الا اللہ مرے چاک گریباں میں
یہی اک بات باقی رہ گئی تھی میراں میں

مجھے جوش جنوں لیجائے طیبہ کے بیاباں میں
الہی ساقی بطحا کا میخانہ رہے آباد
نہ بجھنے پائے ہر گز صرصر باد حوادث سے
کھلیں ابواب بخشش از پئے لغت نبی یارب
سر محشر نہ رسوائی کا سماں ہو مرے یارب
شہ لولاک کا سودا تمنائے ستہ والا
حصول دولت الفت کا بھی کوئی ذریعہ ہو
جنوں میر حقیقت آشا ہے راہ الفت میں
رف حال ہوا صد شکر احمد کی غلامی کا

نزدول انوار رحمت کا ہوا کرتا ہے صبح و شام وہ دلچسپی نمایاں ہے مدینہ کے گلستاں میں

کرو اب غم لے معجم ملک جاودانی کا
نظر افروز کوئی شے نہیں دنیا کے ساماں میں

لگی ہے آگ اس گھر میں اٹھا ہے شور سینے میں
غم عشق نبی کو ہے حلاوت خوں کے پینے میں
شراب معرفت بہرِ نیر ہے اس آئینے میں
اسی دن سے ٹپکتا ہے بہو میرے پسینے میں
عزیزو! نور عرفاں کی بجلی ہے مدینے میں
تلاطم ہو گیا بر پارے دل کے سینے میں
کہ گنج معرفت حاصل ہوا ہے اس دینے میں
کھدا ہے نام احمد کامرے دل کے ننگینے میں

دل سوزاں کو میرے لطف کیا باقی ہے جینے میں
کوئی شے ہو رکھوں میں کیا عزیز اب کو جہاں سے
جو پہنچتی ہوئی آنکھوں میں میرے تھکے لہو
طیش میں آہ جب بجلی تو ٹوٹے زخم ٹانگے
خدا کو اسنے پایا دے دیکھا کوئے احمد کو
طفیل احمد کے یارب! بحر غم سے پار تر جاو
مرا سینہ نہیں ہے مخزن اسرار قدرت ہے
رہے کیا انقلابات زمانہ کی مجھے پروا

رسائی روضہ احمد یہ ہو معجم قسمت سے
کہ پوشیدہ ہے راہ حق شناسی اس کے زینے میں

جان اپنی فدا کردوں میں عشق پیمبر میں
کیا جلوہ حق تاباں ہے روضہ سرور میں
لو خالق اکبر میں دل شلف محشر میں
کس پیار کی باتیں تھیں شاہنشاہِ فہر میں
طاقت نہ رہی باقی جبریل کے شہر میں
اک آگ سی لگتی ہے گویا مرے بستر میں
آرام کی صورت ہو شاید کوئی اس گھر میں
وہ گلشنِ شیریں میں میں ہند کے کشور میں

ارمان ہی دلیں سودا ہے ہی سر میں
قدرت کے کرشمے میں انوار برستے ہیں
مقصود کو وہ پاتا ہے اپنے جو نکاتا ہے
معراج کی شب کیا کیا اسرار کھلے حق سے
وہ بادشہ عالم سد رہ پہ چو پہنچا ہے
رہ رہ کے شبِ وقت کروٹ جو بدلتا رہا
مرمر کے مصیبت میں پہنچا رہاں میں مرقد تک
بیتاب ہوں دوری سے شاہنشاہِ بطحا کے

اخلاص کہتا ہے مسلم کا عمل خالی،
چو کھٹ پہ جبین تیرے دل کے مٹاؤنگا
نیت میں فتور آیا کیا خیر میں کیا شر میں
جو رنج مصیبت کا لکھا ہے مقدر میں

جو شعر ہے خاکہ ہے دردِ دالم و غم کا
جز اسکے ہنر کیا ہے مغموم سخنور میں

دیکھوں رخ احمد کو یہ وسعت ہو نظر میں
اے شوق ذرا قافلے والوں کے ملائے
فریاد جو پہونچے مری آغوشِ اثر میں
پسماندہ نہ ہو جاؤں مدینہ کے سفر میں
اگ لگ ہے سیدہ میں نکلے ہیں جو شعلے
ہو در رسولِ عربی آخر شب سے
تالے مرے پنہاں ہوئے جاتے ہیں شر میں
آتا ہے نظر جلوہ امیدِ سحر میں

ہجرِ شہ لولاک میں تڑپاؤنگا دل کو
مغموم جو ہو جائے کبھی دردِ جگر میں

ضیا عشق کی ہے دل پاخیز میں
سما پا جو جوشِ محبتِ نظریں
ہے مہرِ نبوت کا پر تو یہ گھر میں
گر ٹہی چشمِ دل حسنِ خیر البشر میں
طپشِ خفی لقاءِ نبی کی نظر میں
پڑا رخِ دیوار میں اور در میں
ندامت ہے جرم کے ناطقہ بند
مے عشقِ احمد سے روشن ہوا دل
بہانہ ہوا اسکو نقلِ مکاں کا
ہے یہ شوق اور ذوق کی پامالی
خفی میں عیاں نورِ فخرِ بشر تھا
کہا دل نے شانِ نبی کو میں پاؤں
بڑا جسدِ رذوقِ دل بھی بڑا ہے
متقدر دکھاتا ہے دشتِ مدینہ
دعا گم نہ ہو جائے میری اثر میں
نمایاں ہوا قالبِ بوا البشر میں
یہ طاقت نہیں کرے بالِ پر میں
جو دیکھا تو ہے فائدہ اس ضرر میں
اقامت کی صورت ہے میر سفر میں

نہ پھر ڈھل سکا ہجر میں کوئی آنسو،
حقیقت محبت کی ہے داغ دلیں،
جو سینہ ہے سوزاں تو دیدہ گزیاں
ہے بتائی دل کی صورت نمایاں

نقاہت نے تاثیر کی چشم تریں
شجر کا ہے جلوہ نمایاں مریں
بسر ہو رہی ہے مری خشک تریں
طیش ہے مرے آہ کے ہر شمر میں

ہے معنوم کی التجا یا محترم
گزر جائے جی سے تری رگہ میں

گم ہوں میں جستجوئے رہ کوئے یار میں
ہو غم غم غم غم غم غم غم غم غم غم
پہونچا نہ عازمان غم کی قطار میں
سامان لطف جاں نہ رہا اختیار میں
میں سرنگوں ہوں رحمت حق نظر میں
ہنگامہ جہاں ہے محل فراعہ دل
ہستی کے رخ سے صالٹ جائیگا نقاب
رکھ دے نہ یہ سچو تمنا کو پیس کمر
قوت جولائے طالع واروں کو راہ پر
ہے نقش پاک بطرح یہ نقش فنا پذیر
اللہ کے اضطرابی شوق نگاہ دید
مستور ہے جو قلب کد میں حسن یار
جوش شباب و لولہ عشق یاس خیز
گر طالب بقا ہے فداے رسول ہو
چھوڑا ہے ساتھ ہجر پیہر میں صبر نے

مٹ جاؤں عشق سید عالی تبار میں
جرات نہیں رہی یہ دل شمسار میں
الجھا خیال ہر کے نقش و نگار میں
سرمایہ قرار نہیں قلب زار میں
ہیں داغ ہائے جرم مرے کس شمار میں
لجائے کوئی گوشہ راحت مزار میں
ہر دم جو انقلاب ہے لیل ہمار میں
ہے کس غضب کا درد دل بقرار میں
ہے خاک آستان شہ دیو قار میں
ہنگامہ ہے جو زندگی مستعار میں
رخنہ پڑا ہوا ہے دل استوار میں
کیا جلوہ گر ہو آئینہ پر غبار میں
شیع امید گل ہوئی فصل بہار میں
قصہ تمام عمر کا کر اختصار میں
طاقت رہی نہ کچھ بھی مرے غلے گار میں

بلبل کی روح چھپ گئی پھولوں کے تار میں
کیا لطف زلیست عالم ناپائیدار میں
ہے حسن مد عامرے اشکوں کے تار میں

جاں لے اڑی شمیم گل روئے احمدی
ہوتا زیا نہ آہ کا رہوار غم سر پر
اس آئینہ میں جلوہ دل آشکار ہے

کیا پائے اسکو سلطنت عالم فنا
مغموم لطف ہے جو عدم کے دیار میں

یہ اثر شرب و بطحا کے ہے مینا نے میں
شورش عشق کہاں ہے کسی فزانے میں
ویر کیا ہے گل امید کے مرجھانے میں
شیع کی جان بھی وابستہ تھی پڑانے میں
مصلحت تھی غم دلی مرے تڑپانے میں
سدا رہ کوئی نہیں ہے مرے مرجھانے میں
برسوں گز رہے ہیں تشنی کوئی دم پانے میں
خوب ہے یاد خدا ہو جو صنم خانے میں
آتش عشق پیمبر کے ہے بھر کانے میں
اے جل قہنے تو کی دیر بہت آنے میں

سیر عرفاں کا مزہ دلیکے ہے گرمانے میں
لطف کیا عاشق ناکام کو سمجھانے میں
سیر طوفان حوادث ہے اجل مادہ
بکھ گئی وہ بھی سرسبز جو یہ سر دہوا
آگیا قرب نبی میں جو خودی سے گزرا
اثر ذوق غم عشق سے جیتا ہوں میں
ریح و افکار زمانہ سے غم فرقت سے
دل تصاویر خیالی کا ہی مجموعہ ہے
جلوہ شاہد امید و نشان مقصود
روح طالب ہے مری قرب سول حق کی

دیکھ کر کہتے ہیں مغموم مبصر مجھ کو
اثر عشق نمایاں ہے یہ دیوانے میں

جادو عشق نبی رکھذر عام نہیں
دقراہل محبت میں اگر نام نہیں
مانع غم سفر صبح نہیں شام نہیں
ہے یہ پیغام بقا موت کا پیغام نہیں

راہ الفت میں ہر اک قابل اگر نام نہیں
مستحق نظر باقی اسلام نہیں
رہرو منزل عرفاں کو نہیں وجہ قرار
جل آتی ہے تو آنے والے سے کیا غم ہے

بے مشقتہ کے جو سال ہو وہ آرام نہیں
اور عشاق سپیر کو کوئی کام نہیں
کہ جو آغاز ہے وہ حاصل انجام نہیں
گردش بہت ہے یہ گردش ایام نہیں
مئے عرفان کا ٹوٹا سا کوئی جام نہیں
بائی شرف و فتن گردش ایام نہیں

اثر افراسے محبت میں غم و سوزش دل
عالم بے خودی و محو تھاے احمد
ہو یقین منزل مقصود جو مانگہ آجائے
روضہ شافع محشر یہ رسائی نہوئی
میکدے ہیں جو نمائش کے وہ بیکچھکے
گلشن دہر سے مفقود ہوا صدق و یقین

ہے یقین لغت شہ احمد مرسل کے طویل
کہ بجز خیر کے مغموم کا انجام نہیں

اس شفی قلب میں ایماں کی ضیا کچھ بھی نہیں
جاں نثاری کا جو ارماں تھا ہوا کچھ بھی نہیں
اور کوئی راز بقا اسکے سوا کچھ بھی نہیں
طرز ارباب صفا اسکے سوا کچھ بھی نہیں
ٹھکے رہ جائیگا یہ نقش فنا کچھ بھی نہیں
آرزو جز طلب شاہ ہدی کچھ بھی نہیں
لغت سے خالی جو ہوتی ہے صد کچھ بھی نہیں
مدعا خاک اڑانے سے صبا کچھ بھی نہیں

دلیں گر عشق شہ ہر دوسرا کچھ بھی نہیں
روضہ سرور عالم پہ رسائی نہ ہوئی
عشق محبوب خدا میں ہے حیات جاوید
دل ہوا خلاص نما، دلیں ہو عشق احمد
حشمت باغ جہاں دولت دنیا بس بیچ
سلسلہ خواہش و ارمان ہے گرچہ طویل
بزم شعرا میں ہوئے گرچہ بہت زمرہ مسخ
تکھت باغ مدینہ جو نہیں دامن میں

عشق احمد میں مصیبت ہو گوارا مغموم
اور کوئی معنی تسلیم و رضا کچھ بھی نہیں

جان بازی کے سوا عشق میں ستور نہیں
اب تو دامن سے گریباں مرا کیہ دور نہیں
سینہ ہے مخزن عرفاں جبل طور نہیں

خون باری کے سوا دیدہ پُر نور نہیں
چیرہ دستی ہیں جنون عاجز و مجبور نہیں
دل مرا جلوہ گہ حق ہے نہیں دیر صنم

وہی رنجیدہ ہج دولت دنیا سے ہیں خوش
 بے بصر بام حقیقت پہ رسا ہو کیونکر
 جوئے عشق نبی میں ہے سرور و مستی
 روزن دل سے گھلی راہ طریقت مجھ پر
 جاں نثاران رسول عربی کو ہرگز
 بادہ عشق پیمر سے ہوا ہوں سرشار
 چہرہ دستی جو رہی جوش جنوں کی یہ بحال
 ماتمہ دامن بنی تک ہو سر حشر رسا
 خوگر مہنج و تعب کو ہے گراں بار نشا
 مخلصی گردش ایام سے پائے کیونکر
 تیرے مداح کو ہو جائے عطا دولت قر
 فرحت عیش دور وزہ پہ نہ پھول اے منعم
 سحر و شام لقاءے شہ عالم کے سوا
 بیخودی میں جو رہا کرتا ہوں مسرت دم
 ہو گیا راز حقیقت کا انا الحق سے عیاں

وہی خوش ہیں جو غم عشق سے رنجور نہیں
 بادہ عشق پیمر سے جو محمور نہیں
 نگاہ حقیقت سے وہ مستور نہیں
 جادہ عشق حقیقی ہے یہ ناسور نہیں
 چرخ دیکھے نظریہ سے یہ مقدور نہیں
 کون کہتا ہے کہ میں بخت پہ مغرور نہیں
 چاک ہو دامن ہستی مرا کچھ دور نہیں
 خلد یا چشمہ کوثر مجھے منظور نہیں
 کہ طرب کا مستحل دل رنجور نہیں
 قلعہ نام محمدؐ میں جو محصور نہیں
 ہنوا جرت کا جو خواہاں کوئی مزدور نہیں
 کہ غم و رنج و الم دہر سے کافور نہیں
 دل مراد دولت دارین مسرور نہیں
 دل مرا کب نگہ ہر سے مسرور نہیں
 حق کا اعلان ہے یہ لغزہ منصور نہیں

پرتو عشق رسول عربی سے معنوم
 سینہ کب حق کی ضیا سے مہمور نہیں

کمی فغاں میں نہیں ضبط چشم تر میں نہیں
 دعائے نیم شبی کا پتہ اثر میں نہیں
 سراغ دلکی تشفی کا بحر میں نہیں
 نشان قطرہ خون جگر جگر میں نہیں

نوید مقصد دل دامن سحر میں نہیں
 لقاءے شاہ کی صورت کوئی نظر میں نہیں
 کہاں کہاں طیش شوق نے کیا رسوا
 رکھا ہے سوزش ہجر نبی نے کیا باقی

نجات کی کوئی تدبیر خیر و شر میں نہیں
دیار یاس کی آب و ہوا یہ گھر میں نہیں
خدا گواہ کہ کھٹکایہ رہ گزریں نہیں
نیاز و عجز کا جو ہر پیا مہر میں نہیں

نگاہ چشم پیسہ ہے باعثِ رحمت
رہ جائے رحمت حق سے ہے دل معمور
چلیں جو نام نہی لیکے عازمانِ عدم
مری زبان ہی لیجائے کوئی پیشِ حضور

رسول پاک ہیں امت کے ناخدا معنوم
ہماری کشتی غمِ سرواں خطر میں نہیں

گزر رحمت حق کب ہو جو رویا نہ کریں
غیر کے دلیں کسی آن سما یا نہ کریں
موت آجائے تو جینے کو گوارا نہ کریں
درد کا اور کوئی اپنے دوا نہ کریں
سہر جو ہو سہر میں کسی اور کا سوا نہ کریں
اثر سوزِ محبت کو مٹایا نہ کریں
جوش و حشت میں قیامت کبھی پانہ کریں
راحت و عیش کے اسباب کو چاہا نہ کریں
اپنی تقدیر کی صورت کو بگاڑا نہ کریں
آرزو جینے کی اپنے دہ خدارا نہ کریں
اک زماں جنسِ خودی کو بھی سنبھالنا نہ کریں
عشقِ احمد میں کوئی خواہش بچانا نہ کریں

بار ہیں جرمِ ندامت سے جو دیکھنا نہ کریں
جز نبی عشق کسی اور کا پیدا نہ کریں
دائمی زلیست جو طمچائے کنارانہ کریں
رہنما شوق جو ہو روضہ اطہر یہ چلیں
دل جو ہو دلیں کبھی غیر کا ارمٰں رکھیں
طپشِ دل جو رہے قلب میں پیدا ہو نشاط
طاقت ضبط بھی ہو عشقِ پیسہ میں عطا
دلو ہر دردِ محبت کی جولت حاصل
متزلزل نہ کریں دلو جو حادث سے کبھی
مرثیوں ہجر نبی میں جو ہیں عشاقِ نبی
دل جو قابو سے نکلتا ہے نکلیانے دو
حور و غلاماں کی مہوشی اور نہ جنتِ غرض

عشقِ احمد کو جو ہم رکھتے ہیں معنوم عزیز
زندگی ختم اسی میں ہو تو پروا نہ کریں

زندگی کو کبھی ہم اپنی گوارا نہ کریں

بار عشقِ نبوی کو جو اٹھایا نہ کریں

دل جو ہو دلیس کبھی خواہش بچانہ کریں
 دیکھنا انکو جو ہو آپ کو دیکھانہ کریں
 سر کبھی تیغ حوادث سے بچایا نہ کریں
 باغ فردوس میں لپٹا لگایا نہ کریں
 دلوں زندانِ محبت سے چھڑایا نہ کریں
 دوستو راہِ حقیقت سے کنارہ نہ کریں
 قلب میں ایسی تمنا کبھی پیدا نہ کریں
 راز جو سوزِ محبت کا ہے افشانا نہ کریں
 طیش و لکامرے آپ تماشانا نہ کریں
 لذتِ دردِ محبت کو جو پایا نہ کریں
 حور پر ہم دلِ عذیبہ کو شیدا نہ کریں
 حسرت و یاس کی تصویر کو کھینچنا نہ کریں
 کحلِ خاک و راہِ جد جو لگایا نہ کریں
 بگڑی تقدیر کو کیوں اپنی بنایا نہ کریں
 آنکھ سے اشک کا ظوفان اٹھایا نہ کریں

سرجو ہو سر میں کسی اور کا سودا نہ کریں
 دید چاہیں تو خودی میں وہ سمایا نہ کریں
 ہم ہیں غمِ دستِ مسرت کی تمنا نہ کریں
 عشق میں گلشنِ طیبہ کو بھلایا نہ کریں
 کسلے لطفِ اسیری کا اٹھایا نہ کریں
 عشقِ محبوبِ خدا لذتِ روحانی ہے
 غیر کا دلیسِ تصویرِی نہ آنے پائے
 شمعِ کبیطرحِ جلّیں جلکے بھی خاموش ہیں
 زندگی تلخ نہ ہو جائے کہیں دنیا میں
 عشقِ حضرت میں نہیں کامل الایمان کبھی
 خس میں ہوگی تجسس تو شہِ عالم کی
 صفحہِ دل پہ بجز نقشِ امید و ارماں
 نہ کھلے اپنے مفکر کی گرہِ تا دمِ مریت
 کیوں شب و روز نہ ہونا مٹھ کا ورد
 خوگر ضبط کو فریاد و فغاں سے کیا کام

دیکھیں کس واسطے مغمومِ شیب اور فراز
 رہ مقصود میں جاں جائے تو پروا نہ کریں

ہم گلشنِ فردوس میں گھر دیکھ رہے ہیں
 ہم لطفِ شہِ جن و بشر دیکھ رہے ہیں
 واکاشنِ تقدیر کا درد دیکھ رہے ہیں
 اقبال کی ہم فتح و ظفر دیکھ رہے ہیں

صحراے مدینہ میں گزر دیکھ رہے ہیں
 فریاد کا یہ اپنی اثر دیکھ رہے ہیں
 کس شوق سے ہم چاکِ جگر دیکھ رہے ہیں
 دیو یا میں مدینہ کا سفر دیکھ رہے ہیں

ہم تخمِ محبت کا ثمر دیکھ رہے ہیں
جو کچھ کہ مرے دیدہ تر دیکھ رہے ہیں
کیوں چارہ گراں خمِ حلو دیکھ رہے ہیں
ہم دیر سے نالوں کا اثر دیکھ رہے ہیں
ہم کھٹہ مقصود ادھر دیکھ رہے ہیں
اک وہ ہیں جو خیر میں ثمر دیکھ رہے ہیں

سر سبز مولا ہے چمنِ عشقِ پیسہ
باقی نہ رہے قال کوئی شیخ جو دیکھے
مشتاق تھا میں خیرِ عشقِ نبوی کا
طبائے کوئی موصوفہ والا سے بشارت
زاہد کو مبارک ہو جہاں ہم کو مدینہ
اک وہ ہیں جنہیں شہر میں بھی اک خیر نظر آئے

ہے عزمِ مدینہ تو یہ کہتے ہیں ملائک
مغموم کی آہوں کا اثر دیکھ رہے ہیں

عشقِ پیسہ کے وہ قابل نہیں
شکلِ طربِ رونقِ محفل نہیں
راہ میں اسکی کوئی نہر نہیں
رُخِ محبت میں وہ کامل نہیں
تیغِ محبت کا جو گھائل نہیں
جذبۂ الفت کبھی باطل نہیں
زمرۂ عشاق میں داخل نہیں
میں اثرِ نالہ کا قائل نہیں
کوئی بھی مشکل اسے مشکل نہیں
ہاتھ اٹھنے والے سائل نہیں
ذوقِ محبت کبھی زائل نہیں
جاں ہے مگر نذر کے قابل نہیں
رنگِ تمنا پہ میں مائل نہیں

درد کی لذت جسے حاصل نہیں
سوزِ محبت ہو جہاں اور غم
یہونچی مدینہ پہ جو کھلی تھی آہ
ساغر و مینا کو جو سمجھے فضول
لب میں اثر دلیں ہو طاقت کہاں
دشتِ مدینہ کو کرونگا عسب و
جو نہ مصیبت میں ہو ثابت قدم
بندِ زباں دلیں ہو سوز و گداز
جسکو ہو مطلوبِ رضاے خدا
جرم سے نادم ہو حج و قبا
دلکی تڑپ میں ہے مسرکازنگ
بزمِ رسالت میں ہو کیا پیشکش
دیکھو ہے مطلوبِ رضاے خدا

شکر ہے مغموم طفیل نبی
کو نسی نعمت ہے جو حاصل نہیں

ہم تجھے قلم و حدت کا گہر کہتے ہیں
اور بقا کو مرے مرنے کی خبر کہتے ہیں
مست الفت اسے میخانے کا در کہتے ہیں
اسکو سب منزل عرفان سفر کہتے ہیں
اسکو انوار بصرا اسکو نظر کہتے ہیں
لوگ اسکو مرے آہوں کے شر کہتے ہیں

شان حق کوئی، کوئی خیر بشر کہتے ہیں
گر ہوا کوچ تو دنیا سے گزر کہتے ہیں
کچھ نہ کچھ ملتی ہے شرب سے عشق نبی
حمد حق، نعمت پیہر میں رواں ہے خامہ
دل نے دیکھی جو حقیقت نہیں آنکھوں کو نصیب
اڑتے ہیں عشق کے ذرات فضا، دل سے

جو سخنداں ہیں وہ ہیں حسن بیاں پر مفتوں
کھلک مغموم کی جنبش کو اثر کہتے ہیں

فریدوں مرتب ہوتے ہیں رشک جم بھی تو ہیں
دل افکاران الفت کیلئے مرہم بھی ہوتے ہیں
یقین سمجھو وشتوں کے سوا آدم بھی گئے ہیں
کبھی افشاہی ہوتے ہیں کبھی مبہم بھی ہوتے ہیں

غلامانِ پیمبر خسرو اعظم بھی ہوتے ہیں
ادھر بھی اک نظر ہے رحمتہ للعالمین ہو جا کے
قتیل عشق محبوب خدا کا اور رتبہ ہے
زباں سے راز مانے عشق احمد جب نکلتے ہیں

شہیدانِ محبت منتظر مغموم بیٹھے ہیں
انھیں کی دلہی کو اب روانہ ہم بھی ہوتے ہیں

دل کے کمرے کو تجلی سے سجا دیتے ہیں
نقش اک نام محمد کا جمادیتے ہیں
تشہ کا مانِ محبت کو عادیاتے ہیں
جگر و سینہ میں اک آگ لگا دیتے ہیں
جان کیا شایہ جو دیتے ہیں تو کیا دیتے ہیں

رخ سے پردہ شہ مرسل جو ہٹا دیتے ہیں
دکو خوش رکھتے ہیں ہم یوں کہ دم گزنی
سیرخوں پی کے چوئے دشت مدینہ کے جو خار
بحر میں دلوں شوق سے عشاق نبی
حق تو یہ ہے کہ محبت کا ادھاق نہ ہوا

مرنے والے انھیں پیغام قضا دیتے ہیں

شاد جو رہتے ہیں اس زندگی فانی سے

گور مغزوں سے ملے داود سخن کیا معنوم
جو سخن فہم ہیں تحسین کی صدا دیتے ہیں

گلبا سے مدعا ہیں مرے ایک رنگ میں
دل مبتلا رہا نہ مرا نام و رنگ میں
دم رہ گیا الجھکے گریبان تنگ میں
صلو اعلیٰ النبی سے ہوئی صلح جنگ میں
سیاہ میں طلش ہے سحر میں سنگ میں
گرمی جو شمع کی نخی وہ آئی تنگ میں
وہ اپنی دہن میں اور یہ اپنی انگ میں
تبت میں ہو، جش میں ہو یا ہو رنگ میں

سب خواہشیں میں عشق پیمر کے جنگ میں
وارفتہ ہوں جو عشق نبی کے ترنگ میں
اکش کش میں جامہ ہستی ادھر نہ جاے
جھگڑا مٹا دیا دل دانش کا عشق نے
پہونچی تو ر عشق کی آتش کہاں کہاں
ذرا ت حسن یا ر تھے منصور میں نہاں
دل فکر جاں میں جان کو جاناں کی طلب
ممتاز و سر بلند ہے دلدادہ رسولؐ

ہے لطف حق سے خاتمہ معنوم فیضیاب
نکلا کلام نعت تصوف کے رنگ میں

مری جاں کو فدا لے لیا برابر ہونے دو
زباں میری کلید مخزن اسرار ہونے دو
غم عشق پیمر میں مجھے بیمار ہونے دو
بمختر امتحاں میرا سر در بار ہونے دو
مدینہ کے سفر میں کوئی خدنگار ہونے دو
لب عشاق سے وصف نبی اظہار ہونے دو
کوئی ہو زار پیر میرا کوئی نچوڑا ہونے دو
عروج انتظار دیدار سے ہونے دو

تصدق روضہ احمد پہ دل برابر ہونے دو
مے جب نبی سے دل مرا سرشار ہونے دو
شفا غمخوار ہو میری اثر دلدادہ ہو میرا
گداز عشق احمد میں وجود اپنا فنا کر دوں
مجھے بھی ساتھ اپنے لیجلاے قافلے والو
گلے ملنے کو بخشش آئنگی فوراً قیامت میں
زچھو ماہوش پہلی میں دہن شوق و حسرت کا
فہمیں منظور رہی عشق شہنشاہی اجابت کی

اڑا دوں دیجیاں دست جنوں اسکے امن کے
مدینہ سے سکونت ہو واماں اس شرط پر میری
مجھے بارگراں ہے جامہ ستی بھی اں روزوں
جو دل ہو خانہ کعبہ تو حرمت فرض اسکی
جدا ہے راہ اپنی اور یہ میں برسر پیکار
جنوں میں روضہ احمد پہ قاصد بنکے پہونچیکا
نشہ عالم کا رتبہ کب بیاں کر نیکی قابل ہوں
نفس کی آمد و شد یاد مولیٰ میں ہے ہر دم
مدینہ میں مرے مدفن کو جاتھوڑی سی بلجاک
تسلیستی میں کیونکر ساتھ دوں آقا فلہ الو

قضا جو شجست حشمت میں مجھے دوچار ہونے دو
ادب کے سرنگوں یاں خلد کا گلزار ہونے دو
مبارک زابدوں کو جبہ دستار ہونے دو
یہاں اب سرنگوں پہلے بت پندار ہونے دو
بہم آویختہ یوں کا فردیندار ہونے دو
ہوا پر سپرین کامیر سے ہر ہزار ہونے دو
دل اپنا راز داں اور واقف اسرار ہونے دو
کہ ذکر حق سے دل کو غافل و ہوشیار ہونے دو
ہے لطف افزا لگوں کیتھا کوئی خار ہونے دو
سفر کی واسطے کچھ زاورہ تیار ہونے دو

سخن سنجی سے اے معنوم کر دو گرم محفل کو
کہ اعجاز در افشانی دم کفزار ہونے دو

میسر جلوہ دلدار ہوتا ہے تو ہونے دو
خدا کر دوں میں اپنی تندرستی ایسی قسمت پر
ازل سے میں ہوں شیدا حضرت ختم الرسا پر
کسی صورت سے طے ہو جائیگی یہ منزل ہستی
رسانی ہو مرے ذہن رسا کی سر قدرت پر
بنی کا نام لیکر مال دوں آنی بلا اپنی
جنوں کے فیض سے دل عقل و دانش ہوا خالی
راہانی ہوگی حالت کہ مقصد لگا پوچھا ہو
در حال غافل بخت کی ہرگی تھیں تر ہے

عروج طالع بیدار ہوتا ہے تو ہونے دو
مرا دل ہجر میں بیمار ہوتا ہے تو ہونے دو
کوئی دلدادہ اختیار ہوتا ہے تو ہونے دو
جو کسش عمر کا رہوار ہوتا ہے تو ہونے دو
مئی عرفان کے دل سرشار ہوتا ہے تو ہونے دو
سنگو چرخ کچر قمار ہوتا ہے تو ہونے دو
جو غفلت کوئی شیا ہوتا ہے تو ہونے دو
مصیبت میں قضا کا دروازہ ہے تو ہونے دو
مرا دل طالب و بیدار ہوتا ہے تو ہونے دو

دو عالم سے جو دل بیزار ہوتا ہے تو بھونے دو
مراد دل مجھ سے ناہموار ہوتا ہے تو بھونے دو
جو زائد مائل پسندار ہوتا ہے تو بھونے دو
غم افرا دیدہ خونبار ہوتا ہے تو بھونے دو
خزانہ لطف کا بیکار ہوتا ہے تو بھونے دو

سہارا مجھ کو کافی ہے رسول اللہ کے در کا
کبھی سے کچھ نہ ہوگا بخت اگر ہموار ہے اپنا
بروز حشر میرا عجز ہے اور دامن رحمت
بلا سے گر نہ ہو ہے تاب کس کو شادمانی کی
کیا ہے عشق نے اسبابِ احت کو مرے برابر

شہ لولاک کی مدح و تنائیس روز و شب مغموم
رواں گر گلک گو ہر بار ہوتا ہے تو بھونے دو

خدا کے واسطے ارماں مرے نکلنے دو
مدام شمع رخ شہ پہ مجھ کو جلنے دو
قدم کو میرے خودی سے ذرا پھسلنے دو
کہ مرغ غم کو مرے خون دل سے پلنے دو
کہ ظرف دل سے ذرا خون کو اچھلنے دو
جو سر پہ آئی ہوئی ہے قضا تو نکلنے دو
کہ میرے جی کو ذرا ہمدرد ہو پلنے دو
جو گل کا ہے مرا جسم غم سے گلنے دو
نشاط دلو کو مرے پاؤں سے کھلنے دو
تھکا ہوا ہوں مجھے دو گھڑی سنبھلنے دو
کہ سوز ہجر چمیر میں دل پھلنے دو
مریض ہجر کو گرد و ثلذذہ بدلتے دو
بڑا ہے کیا ہی سانچے میں بخت ڈھلنے دو
نفس کو سینے سے میرے ذرا جھلنے دو

جبین کو سرور دیں آستان پہ ملنے دو
ہوائے رنج و الم چل ہی ہے چلنے دو
رسانی ہوگی مری بزم قرب احمد میں
نکلنے پائے نہ قطرہ پہو کا آنکھوں سے
ہے اضطرابی جوش جنوں کا یہ کہنا
لگاؤں نام پیمبر کا شوق سے نعرہ
جنوں کی دست درازی ہے باوخت
سبک سری سے نکلاؤنگا سوئے طیبہ
غم فراق نبی کا ہوا ہوں وارفتہ
سناؤنگا تمہیں احوال ساکنانِ عدم
نخل کے آئینگا آنکھوں کی راہ سے بیکر
ہے دل پہ پار گراں اے ہجوم رنج و الم
غم رسول کو رکھتا ہوں اپنی جان عزیز
کر گیا یہ نفس تن سے مدوح کو اکرا

ستم ہی ڈایگا مغموم اشکباری سے
کہ چشمہ غم دل کو ذرا ابلنے دو

تو قہ ہے شہ لولاک سے امیداروں کو
زمانہ کیا ضرر پہونچا سلیک گا خاکساروں کو
کہ فارغ کر دیا دونوں جہاں ہوشیاروں کو
نجومی دکھتے ہیں اپنے طالع کے ستاروں کو
جو غافل ہیں جہاں میں نچتے کرتے ہیں قراروں کو
کیا ہے بل میں پیوند زمین جس نے ہزاروں کو

یقین ہے سرد کردینگے جہنم کے تزاروں کو
جہاں میں خود بخود رکش ہو ہیں چین راحت سے
میں عشق پیمیر کا اثر ہے کیا سرد افزا
نظر انبی ہے دائم جہر گردون رسالت پر
زمانہ مستعد نام و نشان سب کا مٹانے پر
نہ غافل ہوا جل سے حسرت و جاہ تجمل میں

اسی پیر مفاں کے خم کا متوالا ہوں ہی مغموم
بنایا جس نے ملکوتی خصال بادہ خواروں کو

بادہ عرفاں کی سرستی یاد جو ہے ستانوں کو
چلے ہیں سوئے ساقی بطحا چھوڑ کے سب میخانوں کو
پائیں مئے عرفاں کے زائر بھرے ہوئے پیالوں کو
سبحان اللہ شاہ رسل کی عطا ہے کیا جہانوں کو
شان محبت فیوض صحبت میں تھی نگہ کی یہ تاثیر
بنائے کامل ملا دیار سے ناقص انسانوں کو
نکل نکل کر ہوتے ہیں صدقے شاہ عرب کی چوکھٹ پر
دل میں توقف ہو نہیں سکتا صبر کہاں ارمانوں کو
ادب ہے مانع ورنہ کہاں عشاق نبی کو آئے قرار
شیخ احمد پہ گریں یہ تاب کہاں پروانوں کو
پنے سے بھی نہیں آگاہی ذوق یہ ہے مہوشی کا

ہوش میں آجانے کی تمنا کب ہے ترے دیوانوں کو
 کہاں حیاتِ دین کی ہے اور ہوئی کہاں آفاق سے گم
 متلاشی ہیں اہل محبت ڈھونڈتے ہیں ویرانوں کو
 داعیِ حق کا پیام سُکر اٹھے پرستارِ ان صنم
 خواب سے چونکے مُست ہوئے خوش آئی صدِ جبّوں کو
 حضرت واعظِ حور و جہاں کا ذکر ہو اور اس محفل میں
 دیوانوں میں ہوش کہاں یہ رمز کہو فرزانوں کو
 دل میں کب عشاقِ شہ عالم کے گزر ہو ظلمت کا
 نورِ خدا کے نور سے روشن کئے ہیں ان کاشانوں کو
 جہاد کر کے فدا ہوئے ہیں دینِ نبی پر اہل بصر،
 رحمتِ حق کی مول لئے ہیں دیکر اپنی جانوں کو
 قاتل، ظالم، ڈاکو، رہزن ہوئے ہیں ابدال اور اقطاب
 خلقِ شہ عالم نے یگانہ بنا دیا بیگانوں کو
 باطل معبودوں کو پھینکا توڑ کے اپنے ماتحتوں سے
 فیضِ نبی سے چشمِ بصیرت عطا ہوئی نادانوں کو
 راہِ خدا میں ہو گئے قرباں عشقِ نبی کا جذبہ تھا
 فنا ہوئے اور بقا کو پائے جان ملی بے جانوں کو

بیکس ہے معنومِ حزیں اور شرم گنہ ہے دامِ گنہ
 تیری شفاعت کا خلعتِ محشر میں ملے عریانوں کو

جوشِ جنوں میں کر دیتا بیتابِ مدینہ والوں کو
 گونج اٹھی جسم کہ صد اتوجید کی کوہِ فاراں پر
 روضہ تک ہوتی جو رسائی حاصل میرِ نالوں کو
 کبلی اور لئی دل لالہ نہیں کاپے دوشاہوں کو

ایک ہی صف میں جگہ ملی ہو گوروں کو اور کالوں کو
اس سے پہلے جانچ تولیں اپنے اپنے اعمالوں کو
سرد ہوا جاتا ہو دل اب دیکھ کے انکی چالوں کو
اس غرض کیا بادہ عشق پیر کے متوالوں کو
تیری عنایت کی ہو بڑی امید تنگستہ حالوں کو
اہل دل کیوں چشم نمائی کرتے ہیں پامالوں کو
حرف غلط کی طرح مٹایا دنیا کے ٹکسالوں کو
عبرت حاصل کئے ایدل دیکھ کے ان بھونچالوں کو

مغسل غنی ہیں دونوں دوش بدوش عباؤں
کہتے تو ہیں ہم ہو کے خرب تیر دعا و در پڑی
حرص ہوا میں مٹے ہو ہیں نقش جہاں پر اہل جہاں
زائد و ملا پھنسے ہوئے ہیں سزا جزا کے تلاطم میں
شیر پالے شاہ رسل کچھ اپنی دکھا دشان کرم
ثروت انکی ہوگی فنا اور حشمت انکی زیر و زبر
سکہ جاری نام محمد کا جو ہوا تو قدرت نے
زمین لرز جاتی ہے ہماری سیاہ کاری فہوس

ہند میں ہے معنوم حزیں بیتاب بنی کی فرقتیں
روح ہوا ب آزاد الہی چھوڑ کے ان جنجالوں کو

رستگاری کا بلا خوب ہی ساماں ہم کو
وحشت افزا ہوئی اب سیر گلستاں ہم کو
عشق حضرت میں جو دیکھا کبھی گریاں ہم کو
مارہی ڈالیکا یہ حسرت اراں ہم کو

نعت احمد کا رہا مشغلہ ہر آں ہم کو
گل رخسار کا سودا ہے فراواں ہم کو
آپ رو یا فلک پیر رُلا کر ناحق
رہ کے محروم مدینہ سے گئے خلد نو کیا

دہوم ہے گلشن عالم میں جو مداحی کی
آفریں کہتے ہیں معنوم غزلخواں ہم کو

کہ میرے آہ و نالوں نے بنایا موم آہن کو
مگر دلیں لگائی ہم نے اک قندیل روشن کو
کروں نظارہ جا کر خاک میں گہائے گلشن کو
زیارت کو فرشتے آ رہے ہیں میرے مدفن کو

لگی ہے آتش عشق محمد اس طرح تن کو
تپ ہجر پیر میں کھلے اسرار حق ہم پر
ہوا ہوں بلبل شیدا گل رخسار حضرت کا
یہی غل ہے فلک پر مر گیا مداح حضرت کا

ہوا ہوں مست اسے معنوم میں اسکی تجلی سے

کہ تڑپیں جسکے فیض نور سے ہے دشت اور بن کو

سید ابانک سے مری آنکھوں میں نور ہو
دل میں ہو درد و درد کا بڑھنا ضرور ہو
باطل ہے وہ نماز کہ جو بے حضور ہو
جسکے دماغ بادۂ نجات سے چور ہو
رنج و الم ہو یا کہ نشاط و سرور ہو
یہ کیا ضرور ہے کہ کوئی چشم چور ہو
آنکھوں کی راہ سے غم دل کا ظہور ہو
آنکھوں سے دور جلوۂ یوم النشور ہو
حائل ہے حجاب خودی کا وہ دور ہو
سمجھ گیا وہ کہ عقل میں جسکی فتور ہو
پیدا سیاہ خانے میں اک شمع طور ہو
میں اور شوق اور دل نا صبور ہو

دل غم سے چاک سوز سے سینہ تنور ہو
یتیموں میں رنج کا سایاں و فور ہو
دیکھوں نہ میں تصور احمد میں گل غیسر
کیف خمار عشق کے سرمستیاں کہاں
دلدادہ نبی کو نہ احساس ہو کبھی
آئے نظر وہ جلوہ بصیرت کے نور سے
زیادہ اور فغاں میں نہ مصروف ہو دلا
بیکار ہیں جزا و سزا کی حکایتیں
حاصل ہو کیوں نہ قرب شہنشاہ دو جہاں
حق سے جدا ہو منظر حق یہ محال ہے
عشق نبی کا آئینہ دل میں ہو ظہور
شاہ ہدی کے روضہ یہ مثل صبا چلوں

معموم لغتہ سنج ہو لغت نبی میں کیا
ایسی زباں کہاں ہے کہ جو بے قصور ہو

اور سر ہو تو سودائے محمد میں خدا ہو
اللہ کو ہی علم ہے تم کون ہو کیا ہو
مانا کہ خدا تم نہیں پر شان خدا ہو
اللہ تمہیں چاہے تم اللہ کو چاہو
اللہ کو مطلوب محمد کی رضا ہو
پیوستہ جو اس میں نہ مدینہ کی ہوا ہو

گردل ہو تو عشق شہ لولاک عطا ہو
کیا رتبہ بشر کا کہ وہ محبوب خدا ہو
اللہ سے جو چاہے بشر آپ سے پائے
کیا منہ جو کہوں آپکا ہوں چاہنے والا
سب حق کی رضا چاہیں مگر واہ رافت
سر سبز شگفتہ نہو ہر گز چمن خلد

مغموم جو توفیق ہوا و صاف بنی میں
ہو جائے بہر عمر اگر فکر رسا ہو

حبیب اکبر اور شاہ انبیا تم ہو
ہے ہر دم جلوہ گر شان خدا نور خدا تم ہو
مرے ظلمتکدہ کی یار رسول اللہ ضیا تم ہو
انیس در و منداں ہوشہ جو دو عطا تم ہو
بہنور میں کشتی امت ہے لیکن ناخدا تم ہو
یہاں تم ہو وہاں تم ہو خفی تم بر ملا تم ہو

رسالتِ فلک کے یا نبی شمس الضحیٰ تم ہو
ظہور ذاتِ حق ہر جا ہے جسکے آپ ظہر میں
تصور سے رخ روشن کے روشن خانہ دل ہے
کہاں تک ہجر کے صدے اٹھاؤں جلد بلوا لو
بچا لو غرق ہونے سے زراہ لطف یا حضرت
دو عالم کے حوادث سے ضرر امت کو کیا بچے

نہیں مغموم کو ڈر گر مئی خورشیدِ محشر سے
پناہ بیکساں اور دستگیرِ بینا تم ہو

پہیروں میں شہ تاجدار کیسے ہو
یہ پوچھتے ہیں کہ تم بیقرار کیسے ہو
جو پوچھتے ہیں مجھے شکبار کیسے ہو
طبیقو تم بھی مرے غمگسار کیسے ہو

خدا کی شان ہو ذی اقتدار کیسے ہو
غم اور درد میرے دلیں چکیاں لیکر
ابھی انہیں نہیں معلوم عشق کیا سی ہے
نبی کے عشق میں دیوانگی کا کیوں علاج

نبی کے عشق میں مغموم جی رہے ہو ابھی
نگاہِ خلق میں بے اعتبار کیسے ہو

لاشہ ہو مرا اور مدینہ کی زمیں ہو
اور کلک میرا شہیر جبریل ایں ہو
یار بمری یہ عرض اجابت کے قریں ہو
دیوانگی عشق ہوا خلاص و یقیں ہو
سب اہل جنان کو مرے مرنے کا یقیں ہو

سرمہ مرا اور سنگ در سرور دیں ہو
تحریرِ رخ حور پہ لغت شہ دیں ہو
یشرب کی سکونت عوضِ خلد بریں ہو
ہے قصدِ مدینہ کا تو یہ زاد سفر ہے
جو بخود ہی عشقِ مدینہ میں دکھاؤں

کچھ اور نہیں طبع جنوں خیز کا مقصد | قربان ترے نام پہ یہ جان خیزی ہو

دولت کی تمنا نہ امارت کی ہے خواہش
مغموم کا دل نام محمد کا نگین ہو

عشق احمد کے سوا دل میں کوئی چاہ نہ ہو
دل بیدار دہ لطف نظر شاہ نہ ہو
راز سے دل کے زباں بھی مری آگاہ نہ ہو
نامرادی کہیں آمادہ سر راہ نہ ہو
لوح پر دل کے اگر نقش ہو اللہ نہ ہو
ریخ و افکار و غم و دہر سے آگاہ نہ ہو

باب عرفاں پہ کسی غیر کو یاں راہ نہ ہو
مائل فقر کو ہرگز طلب جاہ نہ ہو
خوگر ضبط محبت ہوں کبھی آہ نہ ہو
زلیت تو ہو چکی لیکن سفر عقبی میں
ذکر جاری ہو زباں پر تو یہ کیا اس حصول
طلب دوست جو صادق ہے تو احساس کو کھو

خوگر غم دل مغموم ہے راحت ہے یہی
کبھی کو چہ میں مسرت کے مری راہ نہ ہو

جو سوز عشق نبی ہے پھل گھل کے چلو
ریا و بغض و حسد کو سسل مسل کے چلو
کہ پیش حق کف افسوس تانہ مل کے چلو
کبھی نہ طور و طریقہ پہ آج کل کے چلو
نہ ساتھ ساتھ کبھی مکر اور دغل کے چلو
کہ چشم تر سے مری آنسو نہ ڈھل کے چلو
کہا یہ کس نے ہمیں شیترا جل کے چلو
جہاں چلو مرے خون جگر سے مل کے چلو
خدا کے واسطے اقرار پر ازل کے چلو
ہمیں کے عشق سے پہلو ڈرا بل کے چلو

جو ارشہ میں خودی سے نکل نکل کے چلو
سرغرور و تکبر کچل کچل کے چلو
چلو جو دار فنا سے تو ساتھ عمل کے چلو
خلاف شرع ہو جو راہ اس سے نکل کے چلو
عنبت نہ ٹھہرے یہ تسبیح و جہہ دستار
مے نہ آبرو مٹی میں عشق احمد کی
ہے مر کے جینے سے بس مدعاے نفس کشی
رہ مدینہ میں چھوڑو نہ ساتھ اے غم و درد
ہو اتباع پیہر ہی امانت ہے
رہ نجات ہے لغت نبی سخن سخنو

ترپ ہی جائیگے معنوم زائرانِ نبی
در رسول پہ تم ساتھ اس غزل کے چلو

وہ ذکر کیا جو عشقِ پیمبر کی بو نہو
اس ورد کو سلام ہے جس میں کہ تو نہو
وہ شوق کیا کہ جس میں تری جستجو نہو
وہ دل ہی کیا ہے جس میں تری آرزو نہو
عشقِ رسول جس میں نہو ورد نہو
نادان وہ دل ہے جس میں پیر کی خو نہو
ساقی ہو اور شراب ہو جام و سو نہو
پیوند خاک مہند مری آبرو نہو

وہ بزم کیا کہ ذکرِ نبی رو برو نہو
لب پر نہ ہو جو نام ترا سرخرو نہو
وہ عشق کیا کہ جس میں نہو جلوہ حضور
وہ سر ہی کیا ہے جس میں نہ سو دار ہی ترا
قائل نہیں ہے دل مرا اس حالِ قال کا
طاعت میں گر ہے ذوق تو سوز و گداز کا
حد سے فزوں ہو کیفِ مئی عشقِ دینجو
رکھ لے الہی شرم کہ شرب میں ہو مزار

معنوم چارہ گر نہ ہو بہر جنوں کوئی
دامن ہو تار تار گریباں رفو نہو

باقی نہ رہی دلیں کسی کی بھی چاہ
ہے محفل میلادِ نبی صلی اللہ
دیتی ہے صد ارواح مری بسم اللہ
اے شیخ طریقت میں نہیں ہوا گاہ
باقی نہیں اس میں بخدا نوزگاہ
مئی مری ہو جائیگی انسوس تباہ
جز آپ کے در کے نہیں ملتی ہے پناہ
یا صاحبِ لولاک ہو تم ظل اللہ

شیدائے نبی جب سے ہوا ہون اللہ
بستیج ملائک کی ہے سبحان اللہ
ہے دلیں فدا نامِ نبی پر ہوا بادل
خبر عشقِ نبی بقیہ فی اللہ سے
جو آنکھ کہ ہو نور نبی سے خالی
گر خاکِ مدینہ نہوئی مجھ کو نصیب
مگر دش سے زمانہ کے ہوا ہون محبوب
خورشیدِ قیامت کی ہے پردہ کو

بیاری عصیاں سے تیرے معنوم

اب جلد شفا بخش اسے بار بار اے

مسرور تھی جب حسن پیمبر بڑی آنکھ
روضہ پیمبر کے جو پہونچی تو اڑی آنکھ
حسرت لگا دیتی ہے بارش کی جھری آنکھ
وسعت میں تو ہے کون سا بھی بڑی آنکھ
بیابانی سے جا روضہ احمد میں گڑی آنکھ
رونے کو تو ہر وقت ہے تیار کھری آنکھ
رکھتی ہے مگر ماتھے میں پھولوں کی جھری آنکھ
نصویر نبی دلیں ہے اور اس میں جری آنکھ

مضطرب تھی نگہ جلوہ جاناں سے لڑی آنکھ
منظور تو تھی سیر مجھے عرش بریں کی
جب قافلہ جاتا ہے کوئی سو سے مدینہ
چھوٹی ہے مگر کہتے ہیں یوں اہل بصیرت
پہونچا میں مدینہ کو تصور کی مدد سے
ذکر شہ کو نین سنا کر مجھے دیکھو
اشکوں کا نہیں تار یہ فرقت میں نبی کے
ہے چشم بصیرت کے لئے راحت جاوید

جوش غم فرقت سے یہ ہے گریہ کا عالم
مغموم کے قابو میں نہیں ایک گھڑی آنکھ

دیکھوں میں الہی چمن آرائے مدینہ
اور یاد سے اپنی مجھے ترپائے مدینہ
سر کیا ہے وہ جس میں نہو سودائے مدینہ
اور شان پیمبر مجھے دکھلائے مدینہ
آئے نظر اسکو جو سراپائے مدینہ
مجاائے مدینہ مجھے ملجائے مدینہ
مقصود مدینہ سے ہے قائے مدینہ
وحشت مری دکھلا جو صحرائے مدینہ

دلکش ہے دل افروز تجلائے مدینہ
حسرت ہو تو ہو حسرت ماوائے مدینہ
دل کیا وہ نہ ہو جس میں تمنائے مدینہ
وہ دن بھی ہو قسمت نظر آئے مدینہ
پھر بھول کے زاہد کو نہ جنت کی ہوس ہو
کیوں آرزوئے خلد میں برپا کروں عمر
مطلوبہ جنت سے فقط داور جنت
عشاق میں ہو رشک کے قابل مری حالت

بیل کو مبارک ہو جو گل گل گلستان
مغموم دل افکار ہے شیدائے مدینہ

مشا کر لوح دل سے کفر کی ظلمت نہاں کر دی
 زباں وہ پانی تھی جس کی حقیقت کھیاں کر دی
 زبان فیض نے اسرار حق کی رازواں کر دی
 یہ تھے دو لفظ جس میں ختم سارا داستان کر دی
 یہ وہ دعویٰ تھا جس کے بند فیض کی زباں کر دی
 لب قیاس سے تیغ زباں جہدم رواں کر دی
 حقیقت عباد اور موجود کی ساری بیاں کر دی
 کہ ہر شاہ نے پیدا ہوا ہوا بر خیزاں کر دی
 جنوب کی چیرہ دہشتی وقف جاننا تو اں کر دی
 کہ میں جان اپنی نذر عشق جانتاں کر دی
 کہ تسلیم رضائے بنداب میری زباں کر دی
 زمین شعر کو فکر رسائے آسماں کر دی

وہ تھی اک شمع روشن جس نے یہ بزم جہاں کر دی
 وہ دل پایا تھا جس میں جلوہ حق کی ضیاء کر دی
 ہوئے وہ اہل دل جو مبتلا شکر عسیاں تھے
 پرستش کے وہ قابل ہے جو باجبروت ہستی ہے
 جو ہے قول بشر قرآن تو اک سورہ بنا لاؤ
 ہوئے اوہام باطل پارہ پارہ بے پناہی سے
 بظاہر دیکھنے میں ایک اتمی تھا مگر واللہ
 شگفتہ ہوئے ہیں داخلے دل مرے پیہم
 مصیبت میں یہاں تک کہ مشق جہاں میں
 کسب صورت سے مرنا ہے تو عورت نہ کیوں مر جائیں
 جو میری التجا ہے وہ لب خاموش سے سن لو،
 یہ کھل جاتی ہیں نعت شاہ دیں میں طبع کے جوہر

ادا معمم کیا ہو مجھ سے رشک خالق اکبر
 مشیت اس کی تھی جس نے نبی کا مدح خواں کر دی

جو شئی تھی محترم لے رحمتہ للعالمین رکھ دی
 خدانے دو جہاں کی سلطنت نیرنگیں رکھ دی
 پس مردن مرے مدفن کو طیبہ زمین رکھ دی
 مری حالت جو تھی پیش شفیع المذنبین رکھ دی
 جہیں کو شکر حق میں ہیں آزارہ یقین رکھ دی
 انھیں کج رنگ در پرستی نچا پچا نہیں رکھ دی
 یہ دولت میں جس درگاہ سے پائی وہیں رکھ دی

فدا کر نیکو دولت دلی پیش شاہ دیں رکھ دی
 جہاں کوئی مکاں میں برتری شاہیں رکھ دی
 ہمشام دلیں حق نے نہایت غلہ بریں رکھ دی
 خبیائے مغفرت پھیلی سیدہ کارسی دامن میں
 سنائیں نے جہاں میں حقما ذات محمد ہے
 سرسے لگ گئے انوار رحمت روضہ شہ سے
 رہ میں تھی نیاز دہ انکساری لیچلا جس کو

صفائی قلب کی نفس شقی سے گم ہوئی میری
 نہوگر عشق احمد رائیگاں زہد و عبادت ہے
 صف محشر میں شرمندہ تھا عصیاں کی ہڈیاں
 پئے عشق نبی نقش نشاط و شادمانی ہے
 صدائے بارک اللہ اور جزاک اللہ کی ہے
 ہوا ظلمت کدہ روشن مرآب سپہر سے
 متلع دین و دنیا نذر کر نیکو نہ تھا کچھ بھی
 جنوں عشق احمد کی فراوانی ہوئی ایسی
 اطیعو اللہ کے فرماں کو لیکر اپنے ماتھوں سے

یہ شئی میں نے کہیں سے لائی تھی لیکن کہیں رکھ دی
 فقط بنیاد اسپر اہل ایماں کی نہیں رکھ دی
 چھپا کر اپنی صورت میں نے زیر استیں رکھ دی
 مکان دل کی جو زینت تھی بہر کہیں رکھ دی
 جو تصویر سخن کو پیش شعرا دہیں رکھ دی
 نکال لازہ کو عشق بتاں کے انگلیں رکھ دی
 رسول اللہ کے روضہ پر یہ جاخریں رکھ دی
 زمام صبر میں نے اے دل اندوہیں رکھ دی
 دہن میں نفس امارہ کے یہ حمل التیں رکھ دی

مینہ پر ہے اے معصوم مرغ فکر کی پرواز
 بنا کر پیکر الفاظ کی شکل حسیں رکھ دی

ہم عشق پیمر کو کھٹایا نہیں کرتے
 ہم درد محبت کا مداوا نہیں کرتے
 سودائے محبت ہیں جو سہریچ چکے ہیں
 جلتے ہیں تپ عشق پیمر میں و لیکن
 خوگر جو ہوئے ضبط کے ہم عشق نبی ہیں
 و کھیں طیش دل جو میں شتاق نکا ہیں
 کھلتی ہے مقدر کی گرہ نام نبی سے
 نالذت غم ذوق الم سے نہیں محروم
 پسائی ہو کیا معرکہ عشق نبی میں
 خود شوق دکھایا گیا بان مدینہ

اس شعلہ سوزاں کو کچھ یا نہیں کرتے
 منہ اپنا مصیبت بھی پھیرا نہیں کرتے
 مرتے ہیں مگر جان کی پروا نہیں کرتے
 ہم راز محبت کبھی افشا نہیں کرتے
 نالوں سے قیامت کبھی برپا نہیں کرتے
 ہم جان جاتے ہیں تماشا نہیں کرتے
 کچھ ناخن تذبذب سے ہم دہن نہیں کرتے
 بیوجہ تو ہم خون تمنا نہیں کرتے
 جاننا ز محبت کبھی ایسا نہیں کرتے
 ہم خضر سے برہم یہ سہارا نہیں کرتے

مغموم ہوں مضطرب ہوں پریشان ہوں چاہا ہوں
کیوں مجھ پر توجہ مرے آقا نہیں کرتے

<p>دل غیر سے ہم اپنا لگا یا نہیں کرتے گرمی کو کبھی عشق کی ٹھنڈا نہیں کرتے ہم اشک جو برساتے ہیں بچا نہیں کرتے عشق شہرسل میں جو رویا نہیں کرتے عشاق پیہر جو ہیں کیا کیا نہیں کرتے آئینہ دل کو جو محبتا نہیں کرتے ہم زخم جگر کو کبھی اچھا نہیں کرتے جو عشق کی گرمی کبھی پیدا نہیں کرتے</p>	<p>خزب نبی دل کو سکھایا نہیں کرتے ہم جل کے تپ ہجر میں غوغا نہیں کرتے سر سبز رہے تا شجر عشق بدینہ بنیانی کہاں ان کو سیر ہو حقیقی طوفاں ہو بیا اشک سے محشر ہو جنوں ذوق اثر نور حقیقی سے ہیں محروم ہے ذوق ہی عشق نبی میں رہے تازہ غافل ہیں کہ افسردہ بنا لیتے ہیں دل کو</p>
---	--

مغموم چلو روضہ اطہر پہ کہ اب ہم
اس عمر دور روزہ پہ بھر دسا نہیں کرتے

<p>اپنی طلب میں مجھ کو لگا دے نقشِ دلی کو مٹا دے قبر کو میری یا شہرسل شرب میں تھوڑی ہی جا دے نقشِ محبت دیکھ لیں پر لطف اپنے بھلا دے صورتِ بخت بارگراں جہاں میں اس سے چھڑا دے حور کی خواہش امیدِ خنت دونوں کو دل بھلا دے جذبہ عشق نمایاں کر دے عیوب میرے چھپا دے عشق نبی کی ضیا سے یارب ظلت گور مٹا دے شوق میں نکلے روحِ بدن سے نوید ایسی سنا دے</p>	<p>پردہ اٹھا دے جلوہ دکھائے دیوانہ اپنا بنا دے موت بھی آئے اور بقا حاصل ہو مجھے عالم میں کوئی تعلق اپنوں سے اور غیروں سے نہ باقی رہا دے سوزشِ دلی اور دردِ عالم سب دق کا سہرا دے عشق میں اپنے مجھ کو فنا کر مٹا نہ اپنا بنا دے روزِ قیامت دامنِ رحمت میں ہو ٹھکانا میرا شیفتہ احمد ہوں لحد کو ہو گی محبت میری بحر میں تیرے یا شہ عالم زیست بہت مشکل ہے</p>
---	--

نعت نبی ہیں عمر بھر ہو تیرے کرم کی ایک نظر ہو

محو و معموم کو یارب لطف سے فکر رساے

جو میرے ہمنشین ہیں کیوں یہ بد اختر کو سمجھاتے
یہی ہے اصل میں ایمان جس کو عشق کہتے ہیں
بہت اچھا ہوا ہجر نبی میں ضبط کو چھوڑا
مدینہ کی طلب پر کر رہا ہے رخنہ اندازی
دل جشت زدہ کو ننگ ہے فہم و فرست
وہ خدمت میں پیمر کے مراد ان پیشکش کر دے
اگر صبر و سکون و ضبط کی ہوتی رواداری
لباس اتقا و زہد پہلے چاک کر اپنا
کسی نے بھی جہاں میں دلکی وسعت کو نہیں پایا
تہاے ہجر میں وہ ایک لمحہ جی نہیں سکتا

لیا ہے جس نے دل میرا اسی دہر کو سمجھاتے
جو ناصح ہیں وہ کیا دارفتہ سرور کو سمجھاتے
اہل جانا یہ حشر شبہ و چشم تر کو سمجھاتے
یہ ممکن ہی نہ تھا ہم چرخ بازیگر کو سمجھاتے
بھلا ایک عقل و دانش عشق کے غور کو سمجھاتے
ہے ہر دم ہی ہم اپنے نامہ بر کو سمجھاتے
طیش کو دور و کو میرے دل مضطر کو سمجھاتے
جو اہل خیر ہیں اہل ریاء و شر کو سمجھاتے
پھرے گر چہ بہت ہم دہریں ہر ہر کو سمجھاتے
کوئی جا کر یہ میرے نادری و رہبر کو سمجھاتے

یہ دلکی باہیت کیا ہے یہ دلکی کیفیت کیا ہے

جو اہل دل ہیں معموم سخن گستر کو سمجھاتے

کیونکر شنواری ہو دل ناصور سے
ہستی کو اپنی عشق نبی میں فنا کروں
قرب خدا کا زینہ ہے روضہ حضور کا
آؤنگا آرزو کو لئے بے کسی کے ساتھ
محمور بادہ خم بطحی سے کر مجھے
یہ آرزو ہے تن سے نکلائے مرغ روح
دیا رفتہ جو ہوئے نئے عشق کو دل سے
مستور و محلو سے ہے لہاے دل پاک

قاصر ہوں بحر عشق نبی کے عبور سے
کوئین کا ظہور ہے جسکے ظہور سے
تاہاں ہے آفتابِ سالت نور سے
پاؤنگا میرے درد کا درماں حضور سے
آجائے وجد میں دل شیدا سرور سے
جب دیکھ پاؤں گنبد خضر اکو دور سے
بیدار خاک ہوں قیامت کے صور سے
کیا خدوقی ورنہ دیدہ بینا کو حور سے

مغموم بے نصیب رہے اشقیا جو آہ !
دیکھے نہ نور حق کو بصر کے فتور سے

<p>مطلب نہیں ہے باغ جناں کے حصول سے میں اور شغل گریہ ہے اور ذکر مصطفیٰ یارب! ترے حبیب کے در پر میں مرثول ایمان جس کو کہتے ہیں ہے عشق مصطفیٰ</p>	<p>ارماں یہ ہے ملوں میں خار کے رمول سے حاصل ہوا یہ فیض دل پر ملوں سے پائے شرف و عامری باب قبول سے مطلب نہیں ہے مجھ کو فروغ و اصول سے</p>
---	--

مغموم ہوں میں باغ رسالت کا عندلیب
دیواں اسجاؤں لغت پیمر کے پھول سے

<p>خدا وہ دن دکھائے جب مدینہ کو چلوں سر سے نہ ہو کامل جو بیگانہ ہوا عشق پیمر سے ملے کیا اسکو جو محروم ہو فیض پیمر سے ہیں میں بواہوس جو آنکھ ڈالوں حور و غلام مدینہ میں جو دفن ہو تو جنت جا چکا میں بھی جو شیدائے نبی ہو کیوں نبی سے دور ہجائے</p>	<p>جو دم نکلے تو نکلے سر اٹھے کیا آپ کے دے سے نہو گا آشنا ہرگز وہ عرفاں کے سمندر سے وہ کیا پائیگا حق سے جو نہ پایا حق منظر سے نہ بد لوں ساغر عشق نبی کو جامہ کوثر سے سفر کی کسلے زحمت کو ایکنے گھر سے جھگڑا ہوں قضا اور رزق تا ہوں مقدر سے</p>
---	--

اٹھا دو پردہ دوری دکھا دو جلوہ اقدس
تمہاری دید کو مغموم کب تک یا نبی تر سے

<p>زباں میری چلے کیا ہو کے غافل ذکر سرور سے کوئی پوچھے ہلا کیا کچھ مرے قلب ثناور سے موثر ہو گیا کیا سوزش عشق پیمر سے نبی اس شان کا اللہ اکبر کون ہے ایسا غم ایسا اور سوداے نبی ایسا ہوا جاگیر</p>	<p>رواں کیوں ہو نکلیجائے جو یکسر آب خنجر سے رسالت کا گہرا پایا ہے عرفاں کے سمندر سے کہ بیتابی نمایاں ہے مرے ہر تار بستر سے جو بندہ کو ملا دیتا ہو پل میں بندہ پرور سے نہ وہ نکلے مرے دل سے نہ نکلے مرے سر سے</p>
---	--

جنوں پر تازیانہ پڑ گیا صوت مؤذن سے
 نہ پہونچا منزل مقصود پر پستیابی دل سے
 ملامت کی مری بہت نے جوش اضطرابی پر
 شرف پا کر جو کوئی قافلہ آتا ہے طیبہ سے
 سکاں رہ جائیگا خالی تو ویرانی کا خطرہ ہے
 جنوں نے عشق احمد میں جو میری دستگیری کی
 کبھی دل ہے کبھی میرا جگر ہے درد کا مسکن
 دو عالم سے وہ بے پروا ہیں محو خواب وخت میں
 صلہ پائینگے عشاق پیمبر حشر میں لیکن
 نوا و حرص و خود بینی رہے کیا عشق احمد میں
 تصور آگیا جب ظلمت عیساں ہوئی کا فور
 نہ حسرت و لگی نگلی اور نہ تسکین دینے پائی
 اگر روکش ہوں نور احمدی کی فیضیابی سے

موت ہو گئے جذبات دل اللہ اکبر سے
 بحر سوز دروں جھلن ہو آگیا جھک کر ہر سے
 کہ افشا ہو گیا راز محبت دیدہ ترست
 تڑپ جاتا ہے دل ہو کر موت رائے منظر سے
 نگلیاں گنگے گر ارمان کے قلم مضطر سے
 ریا شام و سحر میں بے نیاز اپنے مقدر سے
 کہ اس گھر کے لئے رستہ نکل آتا ہے اس گھر سے
 انھیں کیا خفقان خاک طیبہ شور محشر سے
 یہ مشکل ہے کہ تسکین پائیں جو رو خدا کو ترست
 ہوئے سب پارہ پارہ عشق شور افزا کی ٹکڑے
 سب خانہ ہوا روشن مرا روے منور سے
 جو بر سے اشک میرے دیدہ ترستے کیا بر سے
 نگلیاں ضیا انجم سے یکسر آب گوہر سے

ادا ہو جائے حق وصف شایاں کیا یہ ممکن ہے

بنی کی لغت ہوا اور خامہ معجم کمر سے

شہادت غفلت پیمبر ملی ہے شیخ اور برہن سے

ہوے ہیں ارض و سما و رخشاں یہ فیض پہونچا شہ زمیں سے

صدائے توحید کوہ فاراں سے گو نجی آئی جسکو سننے

ہوئے ہیں اہل قبور مشتاق سہر نکالے ہوئے کفن سے

مشیت ایزدی یہ تھی ہو ظہور شاہ ہادی زمیں پر
 اسی لئے تو جناب آدم نکل گئے گلشن عدن سے

شہت کامل زوال ہستی کامل گیا آمد خزاں سے ،
 بسوز دل شاہان گل کارواں ہوا قافلہ چمن سے
 سرور میخانہ حجازی کا لطف لفظوں میں کیا ادا ہو
 نشاط مستی ذوق عرفاں عیاں ہوا بادۂ کہن سے
 نہیں رہی قابل سکونت سرائے دنیا ہوئی ہے ویراں
 کہ اٹھ گئے بے شمار ارباب فضل دانش اس انجمن سے
 جو ہو گئیں دونوں آنکھیں روشن یہ جذبہ عشق کا اثر تھا
 دماغ یعقوب میں وہ خوشبو جو آئی یوسف پیرن سے
 نشاط فانی میں ہو گئے گم ملا نتیجہ یہ غفلتوں کا ،
 عدم کی دلچسپیوں کو چھوڑا سفر تھا بیفائدہ وطن سے
 طفیل عشق نبی ملے پھر جو مدعا سے بچھڑ گیا ہو ،
 نکل کے پہونچیں گے بعد مرنے کے بزم احمد میں روح تن سے
 امید میں پڑ گیا جو رخنہ تو سوز غم سے جگر ہے نالاں
 رواں جو شرب کو قافلہ ہے طپاں ہے دل بچ اور جن سے
 بہار گلشن حیات فانی پہ اس قدر کیوں ہے شور و غوغا
 بسر خموشی سے کر جہاں میں کہے کوئی مرغ نعرہ زن سے
 کلام ربی ہوا جو نازل ہوا فصیحوں کا ناطقہ بند
 جو مدعی فضل کے تھے نادم ہوئے وہ اپنے کمال دفن سے
 شجر کو شوق سجد تھا اور حجر کو ذوق نیاز حضرت
 ظہور اعجاز دین احمد ہوا ہے ہر ایک شت و بن سے
 ہوا ہے عالم میں جاں نثاران شاہ دیں سے فروغ ملت

مٹی ہے ظلمت ضیائے دیں سے کٹے ہیں سرتیخ صف شکن سے
 نبی برحق کے در کو دیکھوں اور اس کی چوکھٹ پہ سر کو رکھ دو
 ہو قبض جاں بھی مری اسیدم ہے التجا رب الذین سے

گر گئی مغموم نغمہ سخی مری اثر بزم اہل دل میں
 کہ نعت احمد میں پھول معنی کے جھڑے ہیں سر سخن سے

دل عشاق میں نار سفر کا خوت کیا ٹھہرے
 بگاڑا ہم نے بہتی کا مرقع عشق حضرت میں
 تن خاکی سے اس کو کیا تعلق واسطہ کیا ہے
 ہے تجھ سے التجا اتنی مری فریاد پہنچا دے
 وہ دل بھی ہو کہ عشق احمدی جس میں جگہ پائے
 اسی صبرت سے پہنچوں روضہ اطہر پہ یا احمد

حمایت کو ہماری جب محمد مصطفیٰ ٹھہرے
 سرے دہریں ٹھہرے تو مثل نقش یا ٹھہرے
 مریض عشق احمد اس قبض میں تاجا ٹھہرے
 صبا طیبہ میں گر تو روضہ احمد پہ جا ٹھہرے
 دیگر نہ آشیان زراغ میں کیونکر ہما ٹھہرے
 نہ انکوں کی جھڑی ٹھہرے نہ یہ آہ و بکا ٹھہرے

الہی نام پیغمبر پہ جاں مغموم کی نیکی،
 زباں فریادیں مصروف لب قف دعا ٹھہرے

خاک پائیری غنایت ہو ہیں تھوڑی سی
 شمع ساں ہجر سپید بزم میں جلا کر تارہوں
 سب مٹا ڈالوں گا قسمت کا نوشتہ اپنی
 اے صبا لاش اڑا کر مری کہہ پیش نبی

نظر لطف ہوا ہے سرور دیں تھوڑی سی
 کچھ تو تاثیر دکھا آہ حزیں تھوڑی سی
 اس دریاک پہ مل کے جس میں تھوڑی سی
 قبر کو دیجئے میشراب میں زمیں تھوڑی سی

دشت میں نام محمد کا جو نغہ مارا
 آہ سے جل گئی مغموم زمیں تھوڑی سی

پیسروں اگر ذرے نبی کی خاک مدفن کے
 بچا یا بہ مرے صیاد نے باغ مدینہ سے

رہے طالع میں سمجھوں پھول پی طیبہ کے گلشن کے
 میں صدقے دام دلکش کے میں قربا صید گل کے

کہ بہنے چھان ڈالے فوڑے فوڑے وشت بن کے
اٹے پڑے جو کچھ دست جنوں سنجید اسن کے
کہ گوشے جاسی کھل گئے ہیں میرے مدفن کے
اڑینگے پرزے اکدن میرا مالوں کے مخزن کے

نہیں خالی کوئی شے پر تو نور محمد سے
رواں دوش صبا پر ہو گئے وہ جانت تیرب
کہ شمع حسرت دیدار کا آنکھوں نے دکھلایا
غم عشق پیمر کی یہی گر چہرہ دستی ہے

کلام نعت مشکلی اس زمیں میں گرچہ ہے معصوم
جو جو ہیں چمک اٹھتے ہیں لیکن طبع روشن کے

فائز ہوا ہوں قرب حبیب الہ سے
کب سے ہے ملتی یہ گدا بادشاہ سے
حب دلی سے جوش محبت سے چاہ سے
آگاہ آپ ہیں مرے حال تباہ سے
اشکوں میں دل بھی بیگیا آنکھوں کی راہ سے
بیڑے کو میرے پار کرد اک نگاہ سے
آلودہ ہو گیا مرے فرد گناہ سے
امید تھی قوی یہ مرے خیر خواہ سے

ممکن نہیں کبھی کہ بھٹک جاؤں راہ سے
فرماؤ مجھ کو قرب حضوری سے سرفراز
ارمان جاں نثاری کا ہے در پہ آپ کے
یا شاہ المدد مرے سرکار المدد
بر باد ہو گیا ہے مرا مخزن امید
منجد مار میں پڑی ہے مری کشی حیات
دامن جو نیکیوں کا تھا شر سے بچا ہوا
پہو بچا نیگا کبھی رہ مقصد پہ دل مجھے

معصوم مال و زر سے تو میں بے نیاز ہوں
میرا صلہ ہے آہ سے اور واہ واہ سے

تو وابستہ ہو عشق سید ابرار سے پہلے
نقیس اور صدق دلیں جائے قرار سے پہلے
سرسلیم خم کر دے رضا میں دار سے پہلے
کہ حال معرفت ہو نفس کی اذکار سے پہلے
ہو کیا مقصد براری طالع بیدار سے پہلے

جو طالب قرب حق کا ہو کوئی دیدار سے پہلے
خلوص گنج توحید و رسالت رکن ایمان ہے
جو دل آگہ ہے ہو جامض شرع شہاد میں
مقدم ہے غرض اور غایت اسباب کی تحقیق
کیا محروم عرض عالم کی مستعدی نے

یگانہ ہو کے رہ جایاں سے اور خود سے بیگانہ
الہی کر عطا عشق شہ کو نین کی دولت
اگرہ کھل جاتی ہے دلی وہ عالم بخودی کا
جو عرض مدعا مطلوب ہو سرکار عالی میں
تمنائے جمال احمدی کا ہے جو دیوانہ
جو ار احمد مرسل کے قابل خاک ہوا اپنی
پہو چکر خدمت شاہ ہادی میں شکیں کردوں

تعلق قطع کرے دہریں اختیار سے پہلے
متاع داغ دل ہو درہم دینار سے پہلے
کہ منزل قرب کی مانگہ آتی ہو رفتار پہلے
تو نذر شاہ دیں ہو چکا جاں نثار پہلے
ہے شرط اخلاص کی خالی ہونے بندار پہلے
جلادے قلب کو شمع رخ انوار سے پہلے
جو طے مجھے داد سخن حصار سے پہلے

تصور میں مد میلاد کے مغموم شیدائے
گل افشانی یہ کی ہے موسم گلزار سے پہلے

ہم اپنا قرب الہی میں بار دیکھینگے
جو آستان شہ نامدار دیکھینگے
ہم اپنے آرزوؤں کا غبار دیکھینگے
درام سوز و دلش میں رہینگے اہل جنات
لحد میں بھی نہ رہیں گی کبھی تہی آغوش
وہ معیت میں بھی رہتے ہیں کل الایمان
کھا ہوا تھا جو تقدیر کا وہ دیکھ چکے
نقائے شاہ رسل کا دلار ہے یقیں،
نہ دیکھینگے کبھی نارستہ و مخمسین
کھلیگا رتبہ عشاق احمدی دم حشر

مزار سید عالی تیار دیکھینگے
جہاد کو دوست تعداد کو یاد دیکھینگے
بہار زندگی مستعار دیکھینگے
کرشمہ دل پر اضطراب دیکھینگے
کہ یاس و حسرت دل ہیکار دیکھینگے
جو دکھو اپنے کبھی شہ مسار دیکھینگے
اب اپنی آنکھوں کو ہم شہکار دیکھینگے
ہم اپنے دکھ بھی اب اعتبار دیکھینگے
جو لوگ شاہ رسل کا مزار دیکھینگے
کہ جو پیادہ ہیں اسکو سوار دیکھینگے

ہے وجہ برہمی عیش صحبت مغموم
جب اسکو دیکھینگے سینہ نگار دیکھینگے

ہے عالم دوسرا جب طاقت عالم فنا ہوگی
 زبان آرزو پیش شہ کو نین وا ہوگی
 عہد مدعا وہ اور یہ حسرت فزا ہوگی
 کھیلنگی راہ حق جب سوزش قلبی عطا ہوگی
 تو پھر دیکھو مری تو قیر کیا روز جزا ہوگی
 مدینہ مر کے بھی پہنچو نگا گرفتار سا ہوگی
 مرے دنیا کے لوٹینگے جو دنیا کی بقا ہوگی
 محبت میری ہر ہر استخوان سے ردنا ہوگی

کھیل کا جب نگہ اپنی حقیقت آشنا ہوگی
 نہیں کچھ غم خموشی گر محفل مدعا ہوگی
 تنہائے لقا اور آرزو سے نعمت عظمیٰ
 نہ دیکر کیفیت طاری ہو کچھ بھی صرف طاعت سے
 چھپا لگی مجھے شرم گنہ داناں احمد میں
 نہیں مایوس دل ہے زندگی میں اگرچہ مجھ کو
 جو غم خضر بھی پا تو کیا اور شان شوکت بھی
 تن خاکی بھی میرا رنگ لائیکا پس مردن

صفائی دل کی اے معجم میرے رنگ لائیکی
 مرے ہر سخن میں قلب کی میرے ضیا ہوگی

ہے مد نظر مدح رخ شاہ زمن کی
 لغت شہ کو نین میں رونق ہے سخن کی
 آنکھوں کو میسر ہوئی تقدیر دہن کی
 حاجت نہیں عشاق کو کچھ دار و رسن کی
 منظور ہوئی سیر جو گلزار عدن کی
 بلبل کے چمکنے سے ہے تو قیر چمن کی
 کہتے ہیں کہ ہے عمر بڑی چرخ کہن کی
 مدفن سے غرض اسکو نہ حاجت کفن کی
 افسانہ دل شہید اکو ہوئی صید فکن کی
 غربت میں مسافر کو ہوئی یاد وطن کی

آئینہ ساجراں ہوں نہیں تاب سخن کی
 گویا ہو زباں بزم فدا یاں نبی میں
 سالک نے اشاروں میں کہا راز نبوت
 مرنا انہیں آسان ہے جینا انھیں دشوار
 قرب شہ عالم کے ذریعہ سے میں پہنچنا
 ہو لغت پیمبر کی صدا بزم سخن میں
 حال شہ عالم کوئی دیکھا ہو تو کہہ سے
 زندہ ہے جو مرجائے غم عشق نبی میں
 خود صید ہوا دام میں شاہ مدنی کے
 دل گلشن ہستی میں طلبگار عدم ہے

معجم ہے لغت شہ کو نین کے باعث

توقیر بڑھی زمرہ سخن دکن کی

مرے دلیں لسی ہے آرزو طیبہ کے بستی کی
وہاں ہے ایک ہی صورت بلندی اوپستی کی
نہیں ہے نقش پا تصویر ہے یہ میری بستی کی
اجازت ساقی بطحانے دی ہے عی پرستی کی
تو پھر وجہ شکایت کیا جنوں کے حیرہ دستی کی
بھلا عشاق کو کیا قدر ہوگی تندرستی کی

قراؤنی جنوں میں ہے جو پیہم خوش بستی کی
جہاں ہے کسب تسلیم و رضا سے بہرہ اندوزی
مٹا جاتا ہے کیا حرف غلط کی طرح دنیا سے
ہوا ہوں راز داں خجائے توجہ کا جب سے
جو ہوں دلدادہ میں ذوق ستم کا لذت غم کا
ہوئی جاتی ہے پیہم ذوق روحانی سے محرومی

کہاں دربار احمد اور کہاں معصوم آوارہ
مدد و رکار ہے اے دل معین الدین چشتی کی

تو دہلیز ہے وہ رسول خدا کی
جو حق کی ہودہن کر طلب حقیقت کی
سراپا وہ نوری میں پتلا ہو خاک کی
سحر دم جو ہوتی ہے آمد صبا کی
رسائی ہو کیونکر مری التجا کی
مقدر کے ہونگے نہ ہرگز وہ شاکی
ہے تدبیر کیا پھر رضائے خدا کی
رہ عشق میں فاش ہیں نے خطا کی
وہ تعلیم دیتی ہے درس فنا کی
بلا زندگی کی مصیبت قضا کی
رہی آرزو پھر نہ کچھ ماسوا کی
یہی راہ ہے منزل اتقا کی

جو مٹی میں تاثیر ہو کیمیا کی
ہے عشق نبی میں رضا گہریا کی
پیہم کا ہو قرب حاصل تو کیونکر
وہ لاتی ہے باغ مدینہ کی خوشبو
ہے لب تو باب اجابت ہوا بند
ہوئے سرنگوں جو رضائے خدا پر
ملوں آستان نبی پر حبیب کو
لقائے نبی اور طلب ندگی کی
نہ بیوہ شب بزم کی ہے بے ثباتی
ہو کیا امن حاصل کہ پیچھے پڑی ہے
خدا مل گیا اور نبی کو بھی پایا
ہے عشق نبی زینہ قرب باری

ہے شایاں تجھے افسری قدیوں کی
یہی وجہ ناکاؤی مدعا ہے
جو چھوٹا ہے نامتوں و امان مقصد
جو مرنا ہو مر عشق شاہ ہدی میں
مرض عشق احمد کا کیا جانفرا ہے
ہمیشہ رہے ورد نام محمد

ہے زیبا تجھے سروری انبیاء کی
مقد ر کی خوبی مشیت خدا کی
حقیقت کھلی نالہ نار سا کی
یہی ایک صورت ہے راہ بقا کی
نہ مطلب دوا سے نہ حاجت دعا کی
ضرورت اگر ہے کسی رہنما کی

بفضل خدا ہوتی ہے ہر بلا رد
کہ معصوم کو ہے مدد مصطفیٰ کی

دل میں ہے عشق سے جو پیش پیچ و تاب کی
اشعار میں ہے میرے ضیا آفتاب کی
ہر اک کو دیکھتا ہوں مگر جانتا نہیں
ناخیر خاک بھی مری اکسیر بن گئی
لغزش ہوئی قدم جو رکھا راہ عشق میں
عشق نبی میں خوگر رنج و الم ہوں میں
اشکوں کے ساتھ خون بھی ٹپکیگا ایک دن
کیونکر نہ خاک کو مرے رفعت نصیب ہو
اگر خودی نے دید سے محروم کر دیا
ولیں جو بچو دی نے بسیر کیا مرے
حق کی رضا پہ ہے سر تسلیم خم مرا
شکر خدا کہ مدح شہدوں میں وقف ہوں
یہ بھی تپہ نہیں کہ صرا یا کہ صر گیا

تصویر بن گئی وہ رسالت مآب کی
توصیف ہے جو صاحب ام الکتاب کی
یہ بھی ہے ایک شکل مرے اضطراب کی
تاثر پڑ گئی نظر بو تراب کی
گمراہ عقل نے مری مٹی خراب کی
روئے نشاط مجھ کو ہے صور عذاب کی
یہ ابتداء ہے میرے مصیبت کے باب کی
الفت جو ولیں ہے شہ گردوں کا باب کی
ٹٹی یہ سدا راہ ہوئی ہے حجاب کی
بیدار رہ گیا ہوں میں حالت خواب کی
زاہد کو فکر رہتی ہے روز حساب کی
توفیق تھی ازل سے جو راہ صواب کی
رہتی ہے جستجو مجھے ہر دم شباب کی

نصویر کھینچو دس مری چشم پر آب کی
باری اب آپ کی ہے مرے انتخاب کی
پانی میں سے دیکھی جو حالت حباب کی

بزم نشاط در ہم و بر ہم ہو گر کبھی،
گوشت میں امیر و شہیدی تھے لا جواب
پوشیدہ کچھ رہا نہ مری زندگی کا راز

مغموم ہوں میں شافع محشر کا مدح خواں
انعام کی طلب ہے نہ خواہش خطاب کی

کیا عبث یہ جانفشانی جائیگی
روتے دہوتے ہی جوانی جائیگی
حسرت دل کی نشانی جائیگی
لیکے نقد زندگانی جائیگی
بات جو سچی ہے مانی جائیگی
سوزش زخم نہانی جائیگی
راحت دنیا کے فانی جائیگی
لیکے میری ناتوانی جائیگی
کیا جہاں سے قدر دانی جائیگی
بلبلوں کی شادمانی جائیگی
میں نہیں میری زبانی جائیگی
آرزو سے جاودانی جائیگی

عشق شہ میں زندگانی جائیگی
ابتداء عشق و آغاز شباب
پھر ہوا سب بزرگ نخل امید
اے اجل آ کیا ترا اس میں ضرر
حشر میں ہے نعت میری نجات
اے مریض عشق احمد پڑہ درود
بواہوس عشق حقیقی ہے گراں
گاہ ساں طیبہ کو بردوش صبا
نعت کا دلکش ترانہ ہے عزیز
ہو نہ بتان سخن وقف خزاں
روز پر شش ہو جو طیبہ کے ہوا
گر مدینہ میں نہ ہو مدفن مرا

لغنتیہ مضمون نہو مغموم ترک
طبع کی اپنی روانی جائیگی

ہے مطلع صبح زندگانی
درد و غم و ہوش نہانی

عشق احمد میں جانفشانی
اسباب نشاط و شادمانی

تن جل کے ہو عشق شہ میں فانی
 گر ہو شہ دیں کی مہربانی
 نفث احمد کی گل فشانی
 بیتابی ہجسہ و سرگرائی
 سرمایہ عشق احمدی ہے
 خوں ہجر نئی میں ہو گیا خشک
 شوق ارنی میں کب کمی ہو
 آیا، ٹھہرا، چلا، جہاں سے
 میں نقش فنا مٹا دیا ہوں
 پہونچا نہ نبی کے آستان تک
 دیکھ، درد کہوں جو ہو رسائی
 میری شیریں بیانیوں سے
 سایہ جو نہ تھا یہ مصلحت تھی
 فریاد و فغان و آہ و نالہ
 قصہ غم ہجر کا نہ سنئے
 زخموں کو نگھے لگا رہا ہوں
 پنہ میں اجل کے مرغ جاں ہو
 ہر لفظ مرا ہے نفث شہ میں
 دل کے ناسور سے کھلی راہ
 بیوجہ نہیں ہے اشکباری

باقی نہ رہے مری نشانی
 کیا خطرہ جو ر آسمانی
 ہے وجہ سرور جاودانی
 داغ دل ضعف و ناتوانی
 اور حاصل لطف زندگانی
 کیا غم کی کروں میں میہانی
 سو بار کسینوں جو لن ترانی
 یہ زلیست کی ہے مری کہانی
 روشن ہے کتاب زندگانی
 برباد ہوئی مری جوانی
 لے کاش! سین مری زبانی
 سکھے کوئی طرز ولستانی
 تا آپ کا ہو کوئی نہ ثانی
 حسرت کی مری ہے نوہ خوانی
 ہو جائے جگر نہ پانی پانی
 دیکھے کوئی میری قدر دانی
 میری تو یہی ہے کامرانی
 آئینہ جلوہ معانی
 کیوں کئے بلائے ناگہانی
 کرتی ہے یہ دل کی ترجانی

کیا خوب ہے طبع کی روانی

میری دعا ہے مجھ کو حبیب خدا ملے
مقصد کو پاؤں اپنے جو بخت رسا ملے
یا رب ترے حبیب کا دارالشفاعے
ہاں ہاں خدا ملے جو حبیب خدا ملے
نبیوں کو تھی طلب کہ شہ انبیاء ملے
قدموں کے پاس آگے تھوڑی سی جا ملے
بکسو دکھاؤں دل کوئی درد آشنا ملے
طیبہ کا در ملے تو مرا دعا ملے
اپنا نشان مٹاؤں تو اسکا پتا ملے
روز جزا جو دامن خیر الورا ملے
بے مروتہ طرب جو پیام قضا ملے
نقش فنا مٹائے تو راہ بقا ملے
خوشنودئی اللہ نبی کی رضا ملے
تاریکی لحد میں نہ کیونکر ضیا ملے
انے کاش استنائہ شاہ ہدا ملے
ہاں رہ نور و کا جو کوئی نقش پا ملے

ارماں نہیں ہے کیا نہ ملے اور کیا ملے
لمباؤں خاک میں جو تری خاک پا ملے
بیمار ہجر شاہ ہوں میری دعا ملے
قرب نبی سے قرب الہی حصول ہو
الفت میں ذکر کیا ہے سلاطین دہر کا
بر باد خاک ہو نہ پس مرگ یا نبی
کس کو سناؤں میں شب فرقت کا ماجرا
ہو سنگ آستان نبی اور سر مرا
آگاہ ہو چکا ہوں فنا فی الرسول سے
دہشت ہے نہ پھر طیش آفتاب کی
سدا رہ تقا ہے پیمبر ہے زندگی
ایدل تو کوئی ہستی موموم سے نکل
اسکے سوا نہیں کوئی دارین میں طلب
ہے نقش لوح دل پہ جو نام محمدی
مٹ جائے جبہ سانی سے قسمت کی تیرگی
پہو بچگی روح بزم رسالت آہیں

اپنی پنہ میں لیجئے قسمت سے تنگ ہوں
مغموم دل حزن کو کوئی آسرا ملے

جی پہنے کی الہی کوئی صورت ہو جائے
نہ کہیں خلد میں یا رب مجھے حشر ہو جائے

خواب میں احمد مختار کی رویت ہو جائے
حشر میں بھی مری طیبہ میں سکوت ہو جائے

تن خالی ہے مرا سدرہ و صلی نبیؐ
دُھیر ہو خاک مری جل کے تے کو چہ میں
جسم سے روح نکل جائے تو راحت ہو جائے
عاشق روئے نبی کی یہ علامت ہو جائے

یا نبی غرق ہے معموم ہم عصیاں میں
نظر فیض سے تبدیل یہ حالت ہو جائے

جلوہ فرما جو کہیں شاہ رسولاں ہو جائے
پیش حق جبکہ شفاعت میں درافشا ہو جائے
دشت پر خار بھی ہو رشک گلستاں ہو جائے
محو بکلیخت یقین د فتر عصیاں ہو جائے
کوئی مرتد بھی کرے ورد زباں گرد مرگ
دلغ دل ہجر پیہر کے دکھاؤں کسکو
کلمہ پاک وہیں ہر سہرا یماں ہو جائے
مثل آئینہ ہر اک ششدر و حیراں ہو جائے

حشر تک عشق پیہر میں کد سے معموم
کیا عجب ہے جو پس مرگ غزلخواں ہو جائے

لبتک تڑپ تڑپ کے یہ صدمہ اٹھائے
بیمار غم نہ منت عیسیٰ اٹھائے
یا مصطفیٰ جدائی کا پردہ اٹھائے
خاک در بنی دل شیدا اٹھائے
میں اپنی جان دو گنا جو ار رسول میں
اے دل غرق عشق و لائے رسول ہو
کہد و اجل سے اینا تقاضا اٹھائے
اب سر سے زندگی کا سہارا اٹھائے

معموم میں ہوں حشر میں اور دامن رسولؐ
اب واعظوں کا ناز نہ بیجا اٹھائے

یوں حادثات دہر سے گھبرانہ جائے
عشق حبیب پاک کی دولت گویائے
ایدل در رسولؐ پہ بستر لگائے
کرے کو دل کے نور یقین سے سجائے
قدموں پہ خاک بنے پیہر کے جائے
اوج فلک سے لائے مضمون کو ہونڈ کر
فلک سے لائے مضمون کو ہونڈ کر
ماں وقت ہے کہ اب دل شاق کے لئے
دامن سے اپنے گوہر معنی لٹائے

پیش نظر ہو جلوہ کون و مکاں ترے
توحید کا ہے راز فانی الرسول میں
ظلمتِ کدہ میں دکے ترے جلوہ گر ہے کون
مل کے آستانِ پیمبر یہ بار بار
عصیاں کی یاد میں تو بہا اشکِ انفعال
آتشکدہ میں عشقِ پیمبر کے کو دپڑ
قربِ خدا سے پاک کی ہو جستجو اگر

عشقِ نبی کی دل پہ ذرا چوٹ کھائے
بت کو خودی کے توڑ کے کچھ رنگ لائے
پر وہ دوئی کا قلب سے اپنے اٹھائے
لوحِ جبین سے بخت کا لکھا مٹائے
حسنِ عمل جو کچھ ہوا سے بھول جائے
ہمت نہ بارِ شوق سے بخت آزمائے
سرِ آستانِ شاہِ ہدیٰ پر لگائے

مقصد نہ پاؤں اپنا تو معصوم مرثوں
جذبات دلو اپنے کہاں تک دباؤں

عشق کا بار گراں تھا اور ہم دیکھا کئے
شب کوئی وقفِ فغاں تھا اور ہم دیکھا کئے
کاروانِ دل رواں تھا اور ہم دیکھا کئے
صرصرِ غم سے تباہی آگئی، کیسی بہا
راہزن لوٹا کئے ہر دم متاعِ عقل ہوش
وادی عشقِ پیمبر میں بھٹکتے ہی پھرے
ساقی بطحا کے میخانے سے آئے تشنہ لب
کچھ نہ پائے فیض اور قعرِ مذلت میں گرے
ٹھہرنا منزل پہ کیا آمادہ ہر دم کوچ پر
خواہشوں میں مبتلا رہ کر ہوئے خوار و ذلیل
لکھ چکے بے جو نہ گھنا تھا کرنا کا تین
خاکِ اپنا میرے گھر پر ہو چکا

ہجرِ شہ میں دل چلیاں تھا اور ہم دیکھا کئے
سقلہ زن سوزِ نہاں تھا اور ہم دیکھا کئے
چل بسا جو رازِ داں تھا اور ہم دیکھا کئے
ناغِ دل وقفِ خزاں تھا اور ہم دیکھا کئے
بلبلِ دلِ نوحہ خواں تھا اور ہم دیکھا کئے
گم گر نام و نشاں تھا اور ہم دیکھا کئے
العطش و روزِ باں تھا اور ہم دیکھا کئے
لطفِ شاہ و وجہاں تھا اور ہم دیکھا کئے
توسنِ عمر رواں تھا اور ہم دیکھا کئے
نفس کا دل پاساں تھا اور ہم دیکھا کئے
پُر خطر اپنا میاں تھا اور ہم دیکھا کئے
ہم پہ جو آسماں تھا اور ہم دیکھا کئے

جانفزاں کھت سے لے معنوم ہم محروم تھے
گلک اپنا گل فشاں تھا اور ہم دیکھا کئے

مری زندگی بے ضرر ہو گئی
اقامت بھی بار سفر ہو گئی
شکست اپنی فتح و ظفر ہو گئی
شب زندگی کی سحر ہو گئی
عرق سے ندامت کے تر ہو گئی
وہ شئی تھی جو وقف نظر ہو گئی
شب غم دعا میں بسر ہو گئی
دعا سے زباں بے خبر ہو گئی
طیش قلب کی راہ بر ہو گئی
وہ قربان خیر البشر ہو گئی

جو عشق نبی میں بسر ہو گئی
اٹھائے سے اٹھتا نہیں ہے قدم
ضیا عشق کی چیرہ دستی میں تھی
جگا کر دیا شب نے یہ پیام
نہیں آنکھ میں اشک ہے پاؤں جرم
جمال پیہر کی جلوہ گری
نہ شکوہ زباں پر نہ فریاد و آہ
دل مضطرب سے ہوئی بے نیاز
ملاو دست سے کھوکے ہونے جو اس
فقط ایک جاں تھی جو اپنی بساط

ہے معنوم کیا فیض لغت نبی
ضیائے سخن جلوہ گر ہو گئی

مشیت کو بھی خلاق جہاں کے مصطفیٰ سمجھے
رضا کو درد سمجھے مشیت کو بلا سمجھے
وہ دنیا میں الہی زندگی کا مدعا سمجھے
سکونت گاہ زنداں کو فنا کو بقا سمجھے
خدا کو پائے کب جو خلق کو حاجت روا سمجھے
غم و رنج و مصیبت کو وہ ظلم ناروا سمجھے
خاتم راز قدرت کو حقیقت آشنا سمجھے

نہ تنہا کہ قدرت اور اسرار خدا سمجھے
نہ سمجھے خود کو جو خوشنودی خالق کو کیا سمجھے
ترے درد محبت کو جو ذوق جانفزاں سمجھے
بلا میں مبتلا ان کو حقیقت آشنا سمجھے
عبث ہے شکوہ تقدیر بیجا ماتم امید
خدا کی مصلحت کو جو نہ سمجھے رہ گئے ناداں
الم میں اور مسرت میں مصیبت اور راحت میں

یہی مذہب ہی ملت ہی ایمان ہے اپنا
ہوئی نابود ظلمت سوزش عشق پیہر میں
جو ہمدردی آدم ہو روشن ہے ضمیر اسکا
طریق زہد سمجھے اور شرع ہدی تاہم
حقیقت میں نگاہوں میں جو داسکا نہیں کچھ

رسول پاک کی قربت کو ہم قرب خدا سمجھے
فروغ قلب کو ہم صبح صادق کی ضیا سمجھے
فراست سے شکستہ حال کا وہ مدعا سمجھے
بجز عشق نبی کیونکر کوئی راہ صفا سمجھے
طلسم ہم دنیا کو جو سمجھے ہیں بجائے

الہی التجا ہے از طفیل سرور عالم
ترا شیدار ہے مغموم اور تیری رضا سمجھے

جوش وحشت میں ہوں وارفتہ نہ کرایا دمجھے
خانہ دکو لگی آگ میں دیکھا ہی کیا
کشتی عمر کروں غرق کہ لنگر توڑوں
مدد اے عشق کہ اب ضبط کا یا راندہ رہا
دفع غم کی کوئی تدبیر نہیں اسکے سوا
خوب ہی دیکھ چکا گلشن بہتی کی بہار
غمگسار اسکا ہوں میں اور وہ میرا غمخوا
داور عشق پیہر کی گراںبار تری

ابتو اے عقل رسا چھوڑ دے آزاد مجھے
ہوں رضا دوست نہیں خست فریا مجھے
اے تقاضاے محبت جو ہوا رشاد مجھے
کر دیا عقل فسو نسازنے برباد مجھے
اک نگہ آپ کی کر سکتی ہے دلشاد مجھے
ابتو منظور ہے سیر عدم آباد مجھے
دلکا حامی ہوں دلکی بھی ہے امداد مجھے
جگر قیس ملے اور دل فرما دمجھے

نفت گوئی کا صلہ پاؤں ہے عرض مغموم
صدق و اخلاص ادب کی بھی ملے داد مجھے

مصروف جہاں عرش الہی یہ گزر بھی
ہے قرب نبی لطف خدا ذوق نظر بھی
کچھ ہو خاش در در کہ گھلیاے نظر بھی
دلکش یہ فریب اور خطر ناک منزل بھی

وہ مظہر حق شان خدا اور بشر بھی
سیر رہ عرفاں ہے مدینہ کا سفر بھی
کچھ ہو طیش قلب کہ پیدا ہوا اثر بھی
دنیا کی سکونت بھی ہے عقبی کا سفر بھی

طاعت میں ملے ذوق دعا میں ہواثر بھی
ہے شرط مگر وسعت دل ذوق نظر بھی
شعلہ جو بجھ کر کتا ہے نکلتے ہیں شر بھی
سامان مصیبت کا ادھر بھی ہے ادھر بھی
کھاتے ہیں یہاں ٹھو کریں ارباب بصر بھی
ہو جاتے ہیں سب بند خود فی فضل و ہنر بھی
ہو جائے اگر اصل حقیقت کی خبر بھی
ہے روح کی معراج عناصر کا ضرر بھی

ہے قرب فرا آخر شب وقت سحر بھی
ہر رنگ میں ہے جلوہ نما شانِ پیمر
جب سوز جگر ہو تو کہاں ضبط محبت
عشرت کا یہاں دور وہاں لغت فردوس
کنہ رہ اسرار نبوت میں خرد و گم
گر عجز تو رفعت کا بھی راز نہسایاں
ہرگز نہ بشر شوکت فانی پہ ہونا زائاں
دلکی ہے بقا عشق سے اور جسم کی خواری

یارب! ترے انوار تجلی ہو نمایاں
مغموم کا ہو قرب پیمر میں گزر بھی

محمد مخزن انوار عظمت شانِ رحمت بھی
یہی ہے معرفت حق کی شریعت بھی طریقت بھی
حضور قلب ہو یا د خدا میں گنج عزت بھی
ذخیرہ ہو خلوص صدق کا اور خوش رقت بھی
صدائے حق کو روکے غیر ممکن کوئی طاقت بھی
جو آجائے حل سر پہ نہیں دم بھر کی تہمت بھی
ہو ناظر غم افشا، ہنو راز محبت بھی
مدینہ ہوم اسکن مدینہ میں ہو تربت بھی
حقائق آشنا ہو قلب اور چشم بصیرت بھی
دل ناداں سے ہوتی ہے محبت بھی صورت بھی
بہم جذبات الفت میں ہے شانِ فرست بھی

محمد گنج عرفاں قلم راز حقیقت بھی
ضیائے رمز وحدت عیاں شانِ نبوت بھی
جو عاقل ہے پریشانی میں و جمعی کا سماں کر
رہ عشق نبی میں گام زن ہوسعی و ہمت بھی
انا الحق شور تھا منصور کے ہر قطرہ خوش
بہار زلیست میں ایدل فراہم زاد عقبی کر
وقار عشق ہے ہو ضبط آہ و نالہ و فریاد
الہی روز و شب دیکھا کروں روضہ پیمر کا
وہی کچھ فیض پائے پر تو شانِ رسالت سے
کبھی خضر طریقت ہے کبھی ریزنِ ایماں
قدم عشق نبی میں ہونہ حد شرع سے باہر

تو اسپر شکست ہو راز دل اور تر قدرت بھی
غم و رنج و طیش بھی ذوق کا ساکن حسرت بھی
تو دیکھی ساتھ اسکا قدرت حق اور شیت بھی

رموز عشق احمد پر جسے ہو دسترس حاصل
سہرا افزا ہے سوز پیر بھی درد محبت بھی
جو ہو سوز دروں درد جگر عشق پیمبر میں

میں بخود اہل دل معغوم میری لغتہ سنجی سے
کہ جس میں جلوہ لغتہ نبی ہے رنگِ حدت بھی

اگر ہو سینہ میں دل دل میں ہو محبت بھی
کہ اس چین میں ہے دائم بہار وحدت بھی
ظہورِ لطف خدا ہے نویدِ راحت بھی
صدائے نوحہ و ماتم بھی سازِ عشرت بھی
کچھ اور کیفیت اسکی ہے اور حقیقت بھی
ہے دلوں بارگراں رنج بھی مسرت بھی
ہوئی ہے باعثِ افکارِ دل فراغت بھی
کہ رنج اٹھاتے ہیں اور رنج میں حلاوت بھی
شکستہ دل ہے نہیں جسکی کوئی قیمت بھی
رہی کبھی نہ تہید ست میری قسمت بھی

وہ گل سہرا فرما ہے جو جس میں نکمت بھی
شگفتہ مانع رسالت نشاط افزا ہے
نہ پوچھ بخود عشق کی دل آرائی
کھلے جو اصل حقیقت تو ایک ہیں دونوں
نہ سیرِ چرخ تھی معراج احمد مرسل
کی طرح نہ ملاچین راہِ الفت میں
دماغ تختہ مشقِ تخیلاتِ ریا
بلاکشان محبت کا ذوق بھی ہے عجب
متاعِ عشق ہے رنج و الم اور اسکے ساتھ
مٹی ہے دولتِ عشق نبی یہ کیا کم ہے

طلسم وہم ہے معغوم منظر ہستی
قدم کو راہ میں لغزش ہے دلوں وحشت بھی

میری قسمت چھکوشِ راقی رہی
بیکی و امن کو پھیلائی رہی
ناخنِ حسرت سے کھلواتی رہی
چشمِ تریہ اشکِ برساتی رہی

آہ کی تاثیر کیا جاتی رہی
چلہ یا ہے سوئے شربِ قافلہ
نامِ رادی میرے ارماں کی گروہ
بامِ عنصر پر تباہی آجگی

گر یہ شبیم نہیں ہے بے سبب
آفتاب روئے حضرت کی شعاع
سراٹھایا ہے ہجوم شوق نے
نام حضرت سے کیا ہوں پائمال
کہتے ہیں جسکو امیدوار زد
میں یہ سمجھوں گرنہ یار ہوصول
مرکے بھی دیدار ہوتا ہے حصول
جوش وحشت نے پھرایا کو بکو

میرا حال زار دکھلاتی رہی
داغ بے دلوچھاتی رہی
کشمکش سے روح گھبراتی رہی
گردش افلاک چلاتی رہی
مجھ کو حسرت بنگے ترپاتی رہی
غیر کی قسمت کہیں آتی رہی
یوں مجھے تقدیر سمجھاتی رہی
بیقراری پالوں کھلاتی رہی

مست ہوں مغموم جام عشق سے
بیخودی آئی خودی جاتی رہی

بتلا عشق نبی میں ہوں مسرت نہ سہی
اثر افرا تو سے نالہ مر اسطوت نہ سہی
آرزو مر کے بھی باقی یہ رہیگی میری
نام ہو میرا غلامان نبی میں یارب
نام حضرت میری بخشش کیلئے کیا کم ہے
ہے یقین روضہ اقدس پہ پہونچ جاؤنگا
کون کہتا ہے کہ ہو خلد کی وسعت اسپیں
طاثر جاں کو و ماں کو فی نشین طجائے

نر ہی غم سے رہائی کی جوصلوت نہ سہی
دل میں اک درد کی لذت کرامت نہ سہی
روضہ شاہ ملے روضہ جنت نہ سہی
داخل و فترار باب محبت نہ سہی
میں نے مانا کہ نہیں کوئی عبادت نہ سہی
جذہ شوق ہے بہت بھی ہے طاقت نہ سہی
سوزش عشق ہے قبر میں راحت نہ سہی
قابل خاک مدینہ مری تربت نہ سہی

بزم عشاق میں مغموم نہ ہو کیوں تجھیں
کہ یہ طرح شہ لولاک ہے جدت نہ سہی

اسمیں ایماں کی بولکھی نہ رہی
دل میں جب الفت نبی نہ رہی

سوزش دلی چاشنی نہ رہی
 مجھ سے آغوش غم تہی نہ رہی
 ایک آنے پہ ایک کی رخصت
 چل بسی عقل عشق احمد میں،
 ہو گیا خشک نخل ارماں کا
 شامت آئے تو کیا کرے قسمت
 پردہ ہے آنکھ پر تحییر کا
 طیش دل ہے اور سوز جگر
 نیستی سے جو آئے ہستی میں
 ہجر احمد میں رو نہیں سکتا
 چل بسی آہ برق کی مانند
 ہے گراں جنس کا بیابی کی
 سخن حق کو کہتے ہیں ہذیاں
 خواہش نفس کا ہے مسکن خلد
 حسرت و یاس تھے مرے ہمد
 ہوئے کن طرف عشق کے حامل
 مے عرفاں نے کر دیا بد ہوش
 جب سے لکھا ہوں نعت شاہ ہدی
 ہو گیا جل کے قصر تن برباد
 سانس کیا لوں فضا ہستی میں
 ہم نشینی سے خلق کے ایدل

آرزو جسکی تھی وہی نہ رہی
 میری قسمت میں کب کبھی نہ رہی
 غم جو آیا تو پھر خوشی نہ رہی
 بیخودی آگئی خودی نہ رہی
 کشت امید بھی ہری نہ رہی
 ایک آئی تو دوسری نہ رہی
 رخ احمد پہ یہ جہی نہ رہی
 کوئی امید زلیست کی نہ رہی
 یہ اقامت بھی دائمی نہ رہی
 کیا کروں آنکھ میں تری نہ رہی
 عمر رفتہ کی آگہی نہ رہی
 نامرادی کی کچھ کمی نہ رہی
 مائے دنیا میں منصفی نہ رہی
 اسکو شیرب یہ برتری نہ رہی
 دلگدازی تھی دلہی نہ رہی
 مائے اب شان عاشقی نہ رہی
 جوش وحشت کی خود سری نہ رہی
 فرد اعمال میں بدی نہ رہی
 عشق کی آگ تھی دبی نہ رہی
 بار غم سے سبک سری نہ رہی
 کنج عزالت کی خامشی نہ رہی

کیوں ہے مغموم خوار یا شہ دیں
کس لئے بندہ پروری نہ رہی

صد شکر ہے کہ امت شاہ ام ہوئے
سکس جہاں کے جتنے تھے سرانگہ خم ہوئے
عشق حبیب حق کے طلبگار ہم ہوئے
ثابت جو راہ دیں میں ہمارے قدم ہوئے
ہم ہند سے جو راہی ملک عدم ہوئے
مجھ جیسے بد نصیب زمانے میں کم ہوئے

ہم مستحق نعمت باغ ارم ہوئے
مبعوث جب رسول جیل الشیم ہوئے
چانا ازل میں کوئی حشم اور کوئی جاہ
سمجھو کہ ہے جہاں میں ہماری ہی سلطنت
پہونچیکا روضہ نبوی تک یہ مرغ روح
ہر سال جا رہے ہیں مدینہ کو قافلے

تو شہ ہے آخرت کا یہی باعث نجات
مغموم نعتیہ چمضا میں رقم ہوئے

گدا ز عشق پیمبر نوید راحت ہے
وہ شان ختم رسالت بحق کی غفلت ہے
کہ ہے وہ راز نبوت یہ سر قدرت ہے
کلید باب مقاصد ملال فرقت ہے
گلہ کسی کو ہے کیا اپنی اپنی نیت ہے
کہ دامن اور گریباں کی ایک صورت ہے
وہ دار لطف الہی یہ باب رحمت ہے
وہی طیش ہے وہی درد و غم کی شدت ہے
کہ گنج داغ محبت ہے غم کی دولت ہے
کہ جادواں تروتازہ ہنال الفت ہے
کہ عشق احمد سل میں رنگ و حدت ہے

یہی ہے جشن ایسی معنی مسرت ہے
وہ بے نظیر جہاں اور یہ لاشریک ہے
کھلی حقیقت احمد نہ معرفت حق کی
دکھائیگی مری دار فتنگی لقاے رسول
جگر کو سوز ملا، دل کو داغ عشق نئی
دوئی کی شکل مٹائی جنوں نے حوشت میں
بتاؤں کیا ہیں دمان و لب رسول کریم
ہو نہ گریہ پیہم بھی باعث تسکین
رمانہ میں گئی پسماندہ اہل ثروت سے
شمر میں اسکے فزوں خواہ کوئی موسم ہو
یہی ہے قرب کی منزل یہی رہ عرفاں

نہو جو دل متزلزل تو کیا مصیبت ہے
تو رسی نہ ہے دل مخزنِ محبت ہے
کہ رنگِ رخ سے عیاں جو دلکی حالت ہے

رضا طلب ہو انسان تو رنج ہی کیا ہے
عجب لذت سوزِ دروں ہے روحِ افزا
کوئی چھپائے بھی کیونکر غمِ محبت کو

غزل سرائی معجمِ زیب بزمِ سخن
بیاں میں حسنِ سلاست پشانِ جدت ہے

عشق رسولِ کرم شایانِ آرزو ہے
عشاقِ احمدی کا ابدل پی و ضو ہے
اے بنجودی ٹھر جا ہنگامِ گفتگو ہے
بیفائدہ طلب ہے بیکار جستجو ہے
توحید کا ہے جلوہ آئینہ روبرو ہے
دلکی ہے کیا حقیقت اک قطرہ وہ لہو ہے
بے عقلِ مصلحت میں اور عشقِ حنجر ہے
وقت نہیں جنوں کی گرفتِ آبرو ہے

آمادہ فنا جب ہر گل سے رنگے بو ہے
قطراتِ خوں ہمیشہ رنگِ گسریوں نمایاں
حسنِ جمالِ احمدِ رویا میں جلوہ گر ہے
ہو غمکدے میں دلکے بھت کی کیا رسائی
جز اسکے شش جہت میں کچھ بھی نظر نہ آیا
جاں ہے قدا احمدِ جاں کی بساط کیا ہے
دونوں میں راہ نکلے کیونکر موافقت کی
رسوائیوں میں حاصل ہے ذوقِ کامیابی

معجمِ بیعتنی توحید فی الرسالت
ذکرِ شہِ ہدی میں پیوستہ یاد ہو ہے

کامیابی ہے ایسی جو یہاں ناکام ہے
نا امید کی بدولت حسرتِ آلام ہے
کہتے ہیں عشق و محبت جسکو وہ سلام ہے
نوشِ کرجامِ بقایہ روح کا پیغام ہے
اور سبق آموزِ عبرت گردشِ ایام ہے
گلشنِ توحید میں بھی مصطفیٰ کا نام ہے

بالیقین فرخندہ اہلِ درو کا انجام ہے
جسکو ہے ذوقِ رضا ہر حال میں مسرور ہے
انکشافِ قلب کیا ہے نور ہے ایمان کا
اپنی ہستی کو فنا کر قلب کا ارشاد ہے
لبرِ انسان کی ہوتی ہے مصیبتِ دہریہ
کلمہ طیب میں شانِ احمدی کا ثبوت ہے

عشق سے تنخواہ ہے وہ اور ایہ نعام ہے
دقتر پارینہ گیتی کا استحکام ہے

لذت سوز نہانی، درہم و دینار داغ
باعث تسکین ہے شیرازہ نام رسولؐ

عشق احمد کا ہے مسکن نام احمد کا نکس،
دل مرا مغموم بیشک قابل اکرام ہے

محرورم کیوں اثر سے یارب مری دعا ہے
کو تاہ دست قسمت فریادنا رسا ہے
آہ لے نسیم میثرب دروازہ دلکا ہے
خونبار چشم تر ہے بیتاب دل ہوا ہے
لے مالک حقیقی تیرا ہی آسرا ہے
ناحصر مان الفت کہتے ہیں سب کیا ہے
پورا ہو کر کسی دن جو دل کا دعا ہے
وہ سوز بے اثر ہے یہ درد لاو دا ہے
واں رنگ بے نیازی محشم بیان کیا ہے
باقی ہے وقت تھوڑا سر پر کھڑی قضا ہے
عشق رسول حق کی تابندہ یہ ضیا ہے
سہرا در دو جہاں کی چو کھٹ پتھر کا ہے
بہتی ہے الٹی گنگا یہ طرہ ماجر ہے
ہے نقش نام دل پر نقش دولی مٹا ہے
میری دعا الہی بے صوت و بے صدا ہے
میں آپہ ہوں تصدق اور مجھ پر خدا ہے

عشق شہ بدی میں دل میرا مبتلا ہے
وہ التجا ہے میری جس اثر جدا ہے
ناسور قلب میں ہے سینہ بھی شق ہوا ہے
لے جذب اب مدد کر لے شوق اثر دکھا ہے
گرداب میں ہے کشتی عمر رواں کی میر
حال زبوں پہ میرا احباب خندہ زن ہیں
سوزند عشق کردوں جاں کو فدا کروں
آتشکدہ جگر ہے اور دل مرا طپاں ہے
ہجر شہ بدی میں اب جان پرستی ہے
وقف الم ہوا ہوں یا مصطفیٰ بلا لو
روشن ہے خانہ دل ظلمت کا کیا گدڑ ہو
پیر واپے کسکی مجھ کو ہوں سرفراز عالم
غم نے نہ مجھ کو کھایا میں غم کو کھار ہا ہوں
جلوہ عیاں نبیؐ کا، عظمت نبیؐ کی روشن
جذبات دل میں میرے ممنون بے زبانی
گردیدہ ہوں میں اسکا اور مجھ سے ربط الفت

مغموم وقف حسرت کو نین سے ہے نفرت

یا شاہ دیں مدد ہو وہ تشنہ لقا ہے

وہ معتقد حضرت جبار نہیں ہے
جسیر نظر احمد محتار نہیں ہے
کب سینہ مرا مطلع انوار نہیں ہے
دنیا کی مسرت سرور کا نہیں ہے
جسکو ہو خبر اپنی خبر دار نہیں ہے
کب رحمت حق کا وہ سزاوار نہیں ہے
کیا پائے صلاوت جو دل افکار نہیں ہے
دور اس سے کبھی رحمت غفار نہیں ہے
دشواری منزل تو گر انبار نہیں ہے
عشق شہ دیں میں جو گرفتار نہیں ہے
یہ راز خفی قابل اظہار نہیں ہے
دل وقف خودی مالکیندار نہیں ہے
پیک اجل اس واسطے تیار نہیں ہے
سینہ مرا کب روکش گلزار نہیں ہے

جو شیفٹہ سید ابرار نہیں ہے
سمجھو کہ خدا اس کا طرفدار نہیں ہے
کب قلب مرا محرم اسرار نہیں ہے
دل ذوق تنعم کا طلبگار نہیں ہے
جو عقل کے ماتحت ہے ہوشیار نہیں ہے
شہر مندہ ہو دلیس وہ خطا کار نہیں ہے
جو درد سے محروم ہے بیدار نہیں ہے
دلیس جو پشیاں ہو گنگھار نہیں ہے
جان جائے مگر ناتھ سے جانہ مدینہ
ہو گا وہ سر شہر مصیبت میں گرفتار
ذات شہ دیں میں ہے ہاں جلوہ یزداں
حاصل ہو نہ کیوں قرب شہنشاہ دو عالم
جاں لینی بھی آسان نہیں شہنشاہی کی
داغوں کی ہے کیا نشو و نما عشق نبی

نعت شہ لولاک میں پیہم سحر و شام
کب خائے معصوم گھر بار نہیں ہے

قیمت عشق ہے جاں دل مرا بیجانہ ہے
زندگی یوں ہی بسر ہو تو وہ فرزانہ ہے
بزم عرفاں کا شہ دیں کے یہ میخانہ ہے
نکبت گلشن طیبہ کا یہ مستانہ ہے

حب احمد میں یہ وارفتہ جو دیوانہ ہے
دامن عشق نبی ناتھ سے چھوٹے نہ بھی
نہ یہاں شیشہ و ساغر نہ یہاں بدستی
طائر دل کو نہیں کوئی فضا اور پسند

میکدہ ساقی بطحا کا ہے باب تو حید
منکشف دل پہ ہوا کرتے ہیں کونین راز
جان کو اپنی رشتہ میں رکھے جو عزیز
رزق پہونچے تو یہ لازم ہے پڑ میں صل علی
بخت و آرزوں کی مرے کیوں نہ ہو گردش ازل
عشق محبوب کو اسباب کی حاجت کیا ہے
گزر عشق نبی جس میں نہ ہو وہ بیکار
نہ مدینہ کی زیارت نہ طواف کعبہ
صوفیاں دلیں تصور رخ احمد کا ہے
حاک طعیر میں جو آجائے مجھے خواب اجل

یہ بھی اس رنگ میں اک مشرب ندانہ ہے
نور عرفاں کی ضیا محفل جانانہ ہے
بزم عشاق پیمر میں وہ بیگانہ ہے
مفتخر ذکر پیمر سے ہر اک دانہ ہے
مئی توحید کا گردش میں جو پیمانہ ہے
خال ابرو ہے نہ گیسو کوئی شانہ ہے
دلکو آباد جو سمجھے ہو وہ ویرانہ ہے
عبرت انگیز الہی مرا افسانہ ہے
قصر شاہی سے بھی بڑھ کر ماکشانہ ہے
میں یہ سمجھوں کہ ملا بستر شانہ ہے

دل معنوم لقا سے شرف اندوز ہوا
یا نبی دید سے محروم سیہ خانہ ہے

جو شکل سبھی مشکل ہو مصیبت ہو لجاتی ہی
بہار آئی جو گلشن میں صبا یہ گل کھلاتی ہے
مے مقصد نبی کے آستان پر کیوں جا پہونچوں
شب فروت کے آگے درود پہلو میں اٹھتا ہی
یہ بھی امید قبل مرا شاید کہ بہتر ہو
مرہ تیرے ستم کا بھی چکھا دوں ٹھہرے گردو
زین سے اٹھ رہا ہے کسے گرو غبار ایسا
فغان کرتا ہوں جب تک نقاشا عالم میں
دلی دیکھے یہ ہمدردی دل حال مضطرب ہو

صبا جب نہت گل گلشن طعیر بولاتی ہے
لی جو لذت درد نہاں دل سوجاتی ہے
مری ناکامی دل ٹھو کر ہی دکھلاتی ہے
مصیبت بھی پہلے چشم تر طوفان اٹھاتی ہے
قضا لیکن تمناؤں پہ میری مسکراتی ہے
رسول اللہ کے دربار سے امداد آتی ہے
زین پر چلنے والوں کے الم خاں اُتی ہے
اشارے قضا آغوش میں لیے بلاتی ہے
ترجے میں جہم چشم تر افسوس بھاتی ہے

مہکتی ہے جو بولے گل طبیعت رنگ لاتی ہے
 نخوت دیکھ کر وسعت قدم اپنا جاتی ہے
 مری بیتابی دل آگ یانی میں لگاتی ہے
 ریاضِ خلہ کی تصویر آنکھوں میں ساقی ہے
 تمنا رہ سکے کیونکر جو حشر راہ پاتی ہے
 کہ رحمتِ شردہ لا تقطعوا ہرمن ساقی ہے
 وہ گھٹتی ہے یہ بڑھتی وہ لگاتی نہ بچھاتی ہے
 ندامت میری منہ رحمت دامن میں چھپاتی ہے
 وہی تقدیر اچھی جو بگڑتی کو بناتی ہے

ہے بزمِ نعت میں کیا نغمہ سنجی بلبلِ دل کی
 نیا یاد عداو لگا تو اجرِ خانہ دل بھی
 ہے سوزِ ایسا کہ اشک گرم آنکھوں سے نکلتے ہیں
 تصورِ روضہ احمد کا جسم مجھ پر آتا ہے
 مسرت کب گوارا کر سکے افسردگیِ دل کی
 سفر کا خوف کس کو اور مصیبت کی کسے پروا
 مقابل میں امید و یاس اور بیتابی و تنگیں
 جو حد سے غصبت بڑھتی ہر طاقت سلب ہوتی ہے
 وہی تیرا بہتر جس سے کچھ عقدہ کشائی ہو

شہ دیں کر گزر معصوم کی اب دستگیری ہو
 کہ تیرے رہ گزریں میری جاں آنکھیں بچھاتی ہے

وہ مولا ہے وہ داتا ہے وہ آقا ہے وہ والی ہے
 خزاں کے پانوں رکھتے ہی چین کی پائمالی ہے
 جو عشقِ شہ میں موت آئے طبیعت کی بجالی ہے
 جنابِ عشق نے بھی راہ یہ اچھی نکالی ہے
 کہ میں نے نفس کی خواہش دامنِ خاک ڈالی ہے
 مرا ہر مصرع موزون یا پھولوں کی ڈالی ہے
 وہی اچھے ہے جبکہ حاصل بے کمالی ہے
 وہ مر جاتا ہے گھٹ گھٹ کر کہ جبکہ طرفِ عالی ہے
 جہاں میں شانِ عشاق پر میر کی ٹالی ہے
 متاعِ عشق کو عارت وہی شہی کو نوالی ہے

شفاعت سے نبی کی کب کوئی مجرم بھی خالی ہے
 پڑے گر عشق کا سایہ تو ہو نخلِ تمنا خشک
 نہیں حاصلِ شفا ہو گی کبھی بیمارِ فرقت کو
 جو جینا ہو تو خوں پی کر جو مرنے ہو تو گھل گھل کر
 نشاطِ روح حاصل ہو نہ کیونکر خاکساری سے
 مشامِ جاں معطر کر رہے ہیں سامعینِ آکر
 کمال اور مغزِ ناپشی ہے ہنر اور دردِ سردِ اغم
 نہیں عشقِ نبی میں نالہ و فریاد کی حصص
 رضا پر حق کی رہنما اور مصیبت جھیلے جانا
 روشِ بیگانہ غفلتِ پوش سے ہر اہلِ الفت کی

نہو اکو دیکھ او غافل کہ دامن اسکا خالی ہے
 سبکھل جانے فلک جنگباز میں نے سنبھالی ہے
 رہ قرب خدا عشق نبی سے میں نے پالی ہے
 مری بیہودہ خواہش ہو مرا منشا خیالی ہے
 مئی عرفان سے خالی مئے جام سفالی ہے
 نہاں عشق کی سرسبز ہر دم ڈال دی ہے
 مری تصویر بھی گویا کہ تصویر نہالی ہے
 وہ منظر تھا جلالی اور یہ شان جمالی ہے
 کہ میرے ماتھے میں اور آپ کے روضہ کی کالی ہے
 اگرچہ جانتا ہوں میں وہ درگہ لا ابالی ہے

کہ ورت تند خوئی شلوہ اہل صفا کب ہے
 کروں فریاد حضرت سے تو ہو جائیگا خاکستر
 نہیں ملتا دلا طالب کو برسوں تک پتہ جسکا
 مدینہ چھوڑ کر خلد بریں کو کیا کروں لیکر
 پیائے ساقی شرب سے ہو میگا دل بسر نہ
 یہاں دست خزاں کو دستیں ہرگز نہیں حاصل
 نہیں منجھیں زبانِ قلب میں جانکھوں میں نہائی
 عدو لرزاں تھے عفو شاہ دیے ہو گئے شاداں
 دُر مقصد نہ پاؤں تو اسی جامِ مرثوں آخر
 طفیل شاہ دیں امید ہے عفو جرائم کی

کرم سے اپنے پہنچا دے رسول اللہ کے روضہ پر
 کہ مغموم حزنیں یا رب ترے در کا سوا لی ہے

تو نور آنکھوں میں اور دلیس گم آرام آتا ہے
 گلے میں اسکے عشق احمدی کا دام آتا ہے
 اگر لب تک کوئی ٹوٹا ہوا بھی جام آتا ہے
 جو بگڑا ہو مقدر یہ وظیفہ کام آتا ہے
 جگر پر زخم کھانیسے نکلیں پر نام آتا ہے
 ہجوم حسرت و رنج و غم آلام آتا ہے
 کیا جب صبح کا ہنس کام وقت شام آتا ہے
 جہاں میں انقلاب گردشِ ایام آتا ہے
 پہونچ کر وہ ذرا احمد پہ بھی ناکام آتا ہے

زباں پر جب محمد کا مبارک نام آتا ہے
 جو روضہ پر نبی کے کوئی نیک انجام آتا ہے
 مئے عرفان کی سمرتی سرور افراسے ہتی ہے
 اغثنی یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتا ہوں
 فروغ اب شمع کو ہوتا ہے حال سرکٹانے سے
 حصارِ دل پہ ہے فوج غنیم اب ہجر احمد میں
 اگر عشق نبی دل سے نکلائے تو ظلمت ہے
 جو ذکر شافع محشر سے غافل خلق ہوتی ہے
 ملو حق صدق کا شمع نہو گر جاگزینِ دلیں

اسی دل میں وقار بانی اسلام آتا ہے
تو اسپر زمرہ عشاق میں الزام آتا ہے
تو دلیں اسکے دائم خطرہ او دام آتا ہے
یہ دربارِ پیمبر سے اسے انعام آتا ہے
کیا دورِ طرب اب موت کا پیغام آتا ہے

شرابِ عشق سے ہوتا ہے جو دارِ فتنہ و سرشار
جو سودا سرفروشی کا بہو عشق پیمبر میں
نہیں ہوتا کیسکو گرنی کے عشق کا احساس
جو سوزِ عشق حاصل ہو تو داغِ دل نمایاں ہوں
کشاکش لائے ہستی سے ہو کیونکر روح کو شکس

جو پہونچو زائر و روضہ پہ اتنی غرض کر دینا
جسے معصوم کہتے ہیں وہ نافر جام آتا ہے

کہ شورِ یدہ سری میں بھی مجھے تشکیں حاصل ہے
دل؟ ارفۃ سینہ سے لگا لینے کے قابل ہے
مبارک دل مرا کیا شانِ شوکت کی محفل ہے
یہ طبعِ رواں میں رحمتِ خلاق شامل ہے
مرادِ دل ہے نجف و زار اور ریختِ منزل ہے
بھنور میں کشتی عمرِ رواں ہے دورِ سال ہے
پڑا ہوں جستجوئے مدعا میں سخت مشکل ہے
الہی عشق کا کوہِ گراں دل کے مقابل ہے

نبی کے نام سے آسان مری ہر ایک شکل ہے
مدینہ کی تمنا چکیاں لیتی ہے پہلو میں
بھرے ارماں ہیں اور عشقِ نبی کی شمعِ روشن ہے
ہو انعتِ حبیب حق میں خامہ درفشِ امیر
الہی رحم کرنا معرکہ عشق کا ہو جائے
مددائے عشق احمد پار کر طوفانِ عصیاں سے
میں وہ گم کردہ رہ ہوں اور وہ گم کردہ مقصد ہو
جگر اتنا سا جاں اتنی ہم سہر ہو تو کیونکر ہو

ترے محبوب کے در پر بلا معصوم بکس کو
الہی خنجرِ سید اد گردوں کا وہ بسمل ہے

کہ ہر سرِ برگ میں عشق احمد مختار باقی ہے
مصیبت کٹ گئی لیکن قضا کا وار باقی ہے
مہ و خورشید میں اک پر تو انوار باقی ہے
طلب باقی ہے دلیں طالبِ مددِ یار باقی ہے

ہے ذکرِ شاہِ حبیبک سانس کی زقار باقی ہے
نہ کوئی ہجر احمد کی برہ دشوار باقی ہے
دردِ خندہ ہیں اور روشن ضیاءِ حق خست سے
چرخِ عشق احمد نے شبک کر دیا لیکن

ہوگو ٹکڑے ٹکڑے خیر عشق پیہ پیہ سے
کہاں آصف کہاں داغ و امیلہ حمد کی مگر نری
دل صد چاک میں ارماں ابھی بسا رہا ہے
نہ وہ گل ہے نہ وہ بلبل نہ وہ گلزار باقی ہے

گل افشانی کرد معنوم کچھ نعت پیہ پیہ میں
کہ مشتاق سخن یاں مجمع حضار باقی ہے

بنی کا عشق ہے جب تک کہ جان زار باقی ہے
بھٹک جا کر یقیں ہے روضہ احمد پہ پہونچو نگا
مرے اعمال پر نعت نبی کی پردہ پوشی ہے
سخنور ہے وہی ذی شان جو مداح پیہ پیہ ہے
صد اتوحید کی گلی ہے جسکے گوشہ گوشہ سے
نہ فرصت پاؤں میں نعت شہ لولاک سے یار
کہ دل ہے وقف غم اور دیدہ خوبا رہا ہے
دل گم گشتہ میں گر حسرت دیدار باقی ہے
گنہ سب ہو چکے اب رحمت غفار باقی ہے
کہ جس سے شاعری کی رونق باز رہا ہے
رسالت کا ابھی وہ گلشن بجا رہا ہے
مرے ہاتھوں میں جب تک کلک ہر بار باقی ہے

عجب طرز بیاں معنوم کا ہے نعت حضرت میں
کہن سالی میں بھی شیرینی گفتار باقی ہے

دہم محشر نمایاں میری شوکت ہونیوالی ہے
عبادت پر بھروسہ ہے نہ مکہ ہے ریاضت پر
لحد میں نور پھیلے گا جو مداحان حضرت کے
پڑھو گا نعتیہ اشعار جہدم جوش رقت سے
مدینہ کا وہ خواہاں ہے تو یہ جنت کی طالب ہے
تپ سوز درون عشق احمد ساتھ رکھتا ہوں
غنایت حق کی حضرت کی حمایت ہونیوالی ہے
کہ بخشش کا سبب میری ندامت ہونیوالی ہے
نہ پرش ہونیوالی ہے نہ ظلمت ہونیوالی ہے
یقین سمجھو قیامت میں قیامت ہونیوالی ہے
دل و جاں میں کمران عداوت ہونیوالی ہے
مجھے کیا گلشن جنت سے راحت ہونیوالی ہے

رہو مصروف لے معنوم دائم نعت حضرت میں
اسی سے مغفرت کی کوئی صورت ہونیوالی ہے

مہم ہجرت کی دل میں شدت ہونیوالی ہے
مرے نالوں سے برپا اک مصیبت ہونیوالی ہے

مگر نعت پیمبر سے نہ فرصت ہونیوالی ہے
مرے مرقد سے ظاہر میری عظمت ہونیوالی ہے
نہ صبر اسکو نہ اسکو استقامت ہونیوالی ہے
کہ مرغ روح کی اب تک فرقت ہونیوالی ہے
رسول انس جاں کی آج مدت ہونیوالی ہے
فراق یار کی اب ختم مدت ہونیوالی ہے
کہیں غیروں سے بھی انکی محبت ہونیوالی ہے

اجل سر پہ کھڑی ہے سلب طاقت ہونیوالی ہے
طفیل نعت نازل حق کی رحمت ہونیوالی ہے
جگر کو ذوق جلنے کا تو دلکو ہے تڑپنے کا
اسیر عشق احمد ہو گیا اب بچ نہیں سکتا
ملک صل علی پڑھتے ہوئے محفل میں بیٹھے ہیں
اثر نیگے دیجیاں دست جنوں کے جامہ تن کے
غرض کیا حور و غماں سے بھلا عشاق احمد کو

کل انیکا پہلو چیر کر عشق پیمبر میں،
دل معصوم کی ظاہر کرامت ہونیوالی ہے

مرا بچم طالع رسا ہو رہا ہے
کہ قرب شہ انبیا ہو رہا ہے
جو ہے فرض عاشق ادا ہو رہا ہے
بھلا چاہتے ہیں برا ہو رہا ہے
میں کیا چاہتا ہوں کیا ہو رہا ہے
جو کچھ ہو رہا ہے بجا ہو رہا ہے
نہ پوچھو مدینہ میں کیا ہو رہا ہے
جو دل درد سے آشنا ہو رہا ہے

پیمبر یہ یہ دل فدا ہو رہا ہے
غم مصطفیٰ اودیر پا ہو رہا ہے
تھمینگے نہ آنسو رکنگے نہ نالے
ہم الٹے دعا کی ہے تاثیر الٹی
جو دلکو سنبھالوں تو پھٹتا سینہ
سزا جرم کی میرے تعزیر دل کی
فرشتوں کی تسبیح حوروں کا نغمہ
خدا کی عنایت نبی کا تصدق

بلا لو اسے ہند سے میرے آقا
کہ معصوم صید جفا ہو رہا ہے

کہوں کیا جو کچھ باجر ہو رہا ہے
مقدر کا میرے لکھا ہو رہا ہے

شہ دیں پہ دل مبتلا ہو رہا ہے
نہ پوچھو کہ فرقت میں کیا ہو رہا ہے

ٹھہر کیا کے صبر عشق نبی میں
 قفس تنگ جس رہائی ہے مشکل
 ہوا دل جو برباد باقی رہا کیا
 پڑے آبلے دلیں روزن جگر میں
 مرے تو سن عمر کا جو قدم ہے
 سبکدوش منت سے ہونیں خضر کے
 صبا کا ہے احساں کہ اب غنچہ دل
 ہے غم مدینہ تشفی ہے دلکو

دل اس سے وہ دل سے جدا ہو رہا ہے
 مرے جسم سے دم خفا ہو رہا ہے
 امیدوں کا فخر فنا ہو رہا ہے
 خبر کسکو ہوتی ہے کیا ہو رہا ہے
 رسا ہو رہا ہے ہوا ہو رہا ہے
 مراد دل مجھے رہنما ہو رہا ہے
 ہوا سے مدینہ کی وا ہو رہا ہے
 کہ پورا مراد عا ہو رہا ہے

زہے بخت مغموم چھوڑ اپنی حشمت
 پیہر کے در کا گدا ہو رہا ہے

پیہر پہ ہر دم فدا ہو رہا ہے
 جو ذکر نبی پر ملا ہو رہا ہے
 ادھر دست دانش ادھر جوش حشمت
 ہوں مداح احمد جو بام فلک پر
 کہیں اہل محشر جو جوش جنوں ہو
 کیا غم نے مجروح دلکو ملا ذوق
 یہاں جانگنی ہے وہاں جوشِ ستی
 مٹوثر ہے ناکافی حسرت دل

یہ دل قید غم سے رہا ہو رہا ہے
 مرے لوح دل پر جلا ہو رہا ہے
 یہ اس سے وہ اس سے خفا ہو رہا ہے
 مرا تذکرہ بابا بجا ہو رہا ہے
 کہ حشر میں محشر بیا ہو رہا ہے
 ستم نارا روا تھا روا ہو رہا ہے
 یہ کیا ہو رہا ہے وہ کیا ہو رہا ہے
 کہ کوتاہ دست دعا ہو رہا ہے

در مصطفیٰ اور مغموم کا سر
 تقاضاے الفت بجا ہو رہا ہے

اگر عشق ہنودلیں شوریدہ سری کیوں ہے

الفت میں شہ دیں کی یہ نوہ گری کیوں ہے

کیوں وقفہ مصیبت ہیں یہ یگری کیوں ہے
کچھ سوچ دل ناداں یہ جلوہ گری کیوں ہے
نالہ جو رسا ہوتا پھر بے اثری کیوں ہے
یہ جوش جنون کیوں ہے یہ جامہ دری کیوں ہے
پہلو میں اگر دل ہے پھر بے بصری کیوں ہے
یہ طرز کرم کیوں ہے یہ کم نظری کیوں ہے
اٹھلاتی ہوئی آئی باد سحری کیوں ہے

عشاق کو حال ہے کچھ ذوق الم ورنہ
کر نور حقیقی کا نظارہ جو بیسنا ہے
ناکامی حسرت ہے اور خون تمنا ہے
ناموس کا غم ہوتا رسوائی کا ڈر ہوتا
روشن ہے یہ خانہ ہے جلوہ یہاں کس کا
مصطر ہوں پریشاں ہوں مخروں ہوں مراقا
کھلتی ہے کلی دلی نکلی نہو طبیہ سے

مغموم کے سر میں ہے سودائے نبی ورنہ
سینہ میں جلش کیوں ہے آنکھوں میں تی کیوں ہے

تمنائے محبوب تڑپا رہی ہے
مری آنکھ جو جلوہ دکھلا رہی ہے
شراب محبت چھلک جا رہی ہے
مری آنکھ جو اشک برسا رہی ہے
مری فصد دل گج کھلوا رہی ہے
شفاعت جو دامن کو پھیلا رہی ہے
محبت مدینہ کی گرما رہی ہے
مری تشنگی ہائے چلا رہی ہے

ریاض مدینہ کی بو آ رہی ہے
فرشتوں نے پایا نہ جو روئے دیکھا
فروں جوش اور تنگ ہی ساغر دل
پیمبر کے روضہ یہ چھٹر کا ڈھوتا
شب بھر میں یاد مرگان حضرت
سمٹ جا رہی ہے گناہوں کی سعت
دل مردہ میں جان باقی رہی کیا
کرو مجھ کو سیراب آب بقا سے

دم نزع یا مصطفیٰ یا مستدر
صد اول سے مغموم کے آ رہی ہے

شگفتہ باغ ایمان کا چمن ہے
ہمیشہ دافع رنج و محن ہے

ضیائے الفت شاہ زمین ہے
ہے نقش اسم اعظم نام احمد

خوشی سے طبل دل لغو زن ہے
یہ مسکن یہی اسکا وطن ہے
تن عریاں کا سوزوں پیرن ہے
کہ فردوس بریں کا یہ چین ہے
مراد دل عشق احمد میں مکن ہے
غم شاہ ہدی جزو بدن ہے

شگفتہ ہیں گل لغت سپہبر
فضائے دل ہے وقف طائر غم
ہو گرد آلودیثرب کی زمیں میں
ہے طیبہ سیر گاہ حورو غلماں
متاع دو چہاں کی کیا حقیقت
غذا ہرگز نہ کوئی راس آئی

رسا ہے طالع مغموم کستر
ہمائے عشق بھی سایہ فکن ہے

دولت عشق ہے گر غم کی فراوانی ہے
کہ غم عشق نبی لذت روحانی ہے
میرا ہسر نہ تو عرفی ہے نہ خاقانی ہے
چشم حق میں ہو کہ تصویرہ نورانی ہے
یہی دانہ ہے مرا اور یہی پانی ہے
اس فقیری میں بھی کیا سلطنتی ہے
کہ بقائے ابدی اسکو ہے یہ فانی ہے
وچہ گشتگی عقل ہے حیرانی ہے

ذوق حبت نبوی رحمت یزدانی ہے
شاد و خرسند ہوں کیا وجہ پریشانی ہے
روز و شب سرور عالم کی شناختی ہے
کو رہا بطن کو نظر آئے یہ ممکن ہی نہیں
غم ہے کھانیکو مرے خون جگر پیسے کو
ہوں گدے شدہ دیں ملک سخن کا والی
دولت عشق جو ہو دولت دنیا کیا چیز
کنہ اسرار نبوت کی تجسین خدا

کلاک مغموم ہے اور وصف شہ ختم رسل
مرجباصل علی کیا گہرا فانی ہے

عشق میں جی سے گزرجا تو آسانی ہے
گر نہ سمجھے کوئی انسان توبہ نادانی ہے
فکر معقول جو ہو طبع کی جولانی ہے

زندگی سدا راہ منزل عرفانی ہے
ہمایہ کیا اس کا ہو جو سایہ ربانی ہے
ہے عیش فکر سخن گرجو کوئی بہت خیال

کاش لہجائے مجھے جنس لقاءِ حضرت، تا بہ اسکاں نہ کروں رازِ محبت کو عیاں جان دیدوں میں اگر روضہ والا دیکھوں پرین کے جوڑے ہجرِ نبی میں پرزے منہدم قصرِ بدن ہجرِ نبی میں ہوگا	جان دیکر بھی اگر پاؤں تو از رانی ہے ضبط گر یہ ہو کہاں سوزِ پنهانی ہے سرفروشوں میں یہی عشق کی قربانی ہے لاکھ لبوس سے بہتر مری عریانی ہے جوش گر یہ ہے ہم اشک کی طغیانی ہے
--	---

داد ہر شعر کی ارباب سخن دیتے ہیں
آج مغموم جو مصروف غزل خوانی ہے

لب سے رخسارِ محمد کی ثنا آتی ہے بزمِ میلاد ہے یا شانِ خدا آتی ہے خبرِ نامِ محمد سے میں کرتا ہوں ہلاک، لاش کو میرے عزیز و نہ کرو دفن ابھی گو میں تم کو نکیر یہ کافی ہے جواب دراقدس پہ ہوئی شرم گنہ و امنگیر	پھولِ امن میں لے بادِ صبا آتی ہے و مبدم نورِ محمد کی ضیا آتی ہے سانے میرے اگر کوئی بلا آتی ہے دھونڈتی مجھ کو مدینہ سے ہوا آتی ہے کہ مرے دل سے محمد کی صدا آتی ہے مرے ایمان کے پہلو میں حیا آتی ہے
---	--

کھو لکر بابِ اجابت کو یہ کہتے ہیں ملک
آج مغموم ثنا خواں کی دعا آتی ہے

یادِ شہ لولاک میں غفلت مجھے کب ہے اب پیشِ نظرِ روضہ سلطانِ عرب ہے مرنا تو مجھے ہجرِ ہمیر میں ہے آساں جب عشق کو پایا تو کیا عقل کو رخصت دیکھوں میں قریب اپنے رسولِ عربی کو جلدِ چشم ہوئی و التو پتہ تیرا نہ پایا	جاں اسکی مبارک جسے جاناں کی طلب ہے دلِ محوِ تمنا ہے تو جاں وقفِ طرب ہے جینا بھی تمنا میں مگر شانِ ادب ہے دونوں جو ہم ہوں تو خصوصیت کا سبب ہے میں بھی ہوں عجب اور مرادِ ان بھی عجب ہے اب عمرِ تری میری رفتِ رفتِ رفت
--	--

ایمان بھی اسلام بھی اور خوبی دارین
عارف سے خودی دور ہے زاہد ہم خوش
اللہ سے جو چاہیں پیہر سے وہ پائیں
اب حال یہ ہے خیر فرقت سے نبی کے

ہو جائے اگر خاتمہ بالخیر تو سب سے
وہ نور یہ ظلمت ہے وہ دن اور یہ شب ہے
پیر فرق ہے اتنا کہ یہ ہے عہد وہ رب ہے
میں کشتہ ہوں ارماں بھی مرا جان طلب ہے

مغموم نہیں حسن عمل ایک جہاں میں،
مداح نبی راہ نہ پائے تو عجب ہے،

لطف جہاں میں اور نہ گنج و گہر میں ہے
معمور دل جو عشق شہ جسر و بر میں ہے
مصرف گر یہ الفت عالی گہر میں ہے
جلوہ کمال عشق کا فضل و ہنر میں ہے
دونوں جہاں سے عشق نبی میں ہوں بخیر
طے کر رہا ہوں دشت مدینہ کو شوق سے
دیتا نہیں خوشی کو جگمگہ دل میں اس لئے
یا دغم مصائب و فکر مال کا ر
بیکر غبار شوق زیارت میں پھٹ نہ جا
پاتا نہیں ہوں نقش صفات محمدی
مرنے پہ ہوش گفتم گل عشق احمدی
طوفانِ معصیت میں ہوں برباد یا نبی
ہے پرزے پرزے آہ سے دامانِ التجا
کیونکر نہ ہو مسافت طیبہ کی قطع راہ
نعمت وہ کیا ہے جو نہ ترے در پہ حوصل

دل مبتلا محبت خیر البشر میں ہے
روشن چراغ نور نبوت یہ گہر میں ہے
سرمایہ فروغ مری چشم تر میں ہے
ظلمت ہے نور بھی جو دل بصر میں ہے
زاہد عبث موازنہ خیر و شر میں ہے
میں ہوں طین میں اور مراد ل سفر میں ہے
مدت سے پائیمالی حسرت نظر میں ہے
کیا کیا عذاب زندگی مختصر میں ہے
افراط جوش عشق دل نوہ گریں ہے
حائل خودی جو ذہن رساکے گریں ہے
پڑ مردگی کا خوف حیات خضر میں ہے
یہ کشتی حیات بھی میری خطر میں ہے
تاخیر بے سبب نہ تزلزل اثر میں ہے
دل وقف سوز درد کی لذت عکریں ہے
کہتے ہیں جسکو غلط تری رہ گزریں ہے

پائے کوئی خوشی تو ہر گزشتہ ذوقِ غم سمجھے ہے جسکو سود سراپا ضریر ہے

مغموم خوشہ چیں ہوں میں اربابِ فضل کا
حسن بیانِ لطافت معنی نظر میں ہے

فدا جو عشقِ نبیؐ میں نہ وہ جاں کیا ہے
دعائے آرزوئے گلشنِ جہاں کیا ہے
میں آج تک نہیں واقف ہوا خزاں کیا ہے
خبر نہیں یہ مجھے سود کیا، زیاں کیا ہے
بیان کرتے ہیں آنکھوں پہ زباں کیا ہے
جہاں یہ کیا ہے زمین کیا، آسماں کیا ہے
نہو جو شمع مکاں میں تو پھر مکاں کیا ہے
سکونِ قلب ہے کیا جان کی اماں کیا ہے

نہو جو لغتِ پیہر میں وا، زباں کیا ہے
ہے مدعا کہ ہو سوز و گدازِ قلبِ حصول
بہارِ عشقِ نبیؐ میں ہے میری نشو و نما
اثرِ فزا دلِ بریاں ہے دیدہ گریاں
رموزِ معرفت و سرِ عشقِ کو شاق
جو دیکھے وسعتِ دل پھر نگاہ میں اسکی
سیاہ خانہ دل کا فروغِ عشقِ نبیؐ
جہاں طلسمِ فریبِ اجل ہے برقِ فگن

ہے اہلِ فضل میں میرا شمار بھی مغموم
جہاں میں کیا ہے حقیقتِ مری گماں کیا ہے

عشق ہی سے فروغِ ہستی ہے
ابر کی طرح اب برستی ہے
وہ ضیا یہ ریا پرستی ہے
اج وہ دلفرا، یہ پستی ہے
روح کو وجہِ تندرستی ہے
جوشِ وحدت کی چیرہ دستی ہے
طبع کی اپنی ماورستی ہے
میری شمت کی سنگدستی ہے

عشقِ احمدؑ میں جوشِ مستی ہے
باغِ دل کی شگفتگی ہے کہ آنکھ
دوغِ دل اور داغِ جبین
طلبِ دید و خواہشِ جنت
مرضِ معصیت میں نامِ نبیؐ
ہے یہ ممکن ہو چاکِ دامنِ دل
ذوقِ حاصلِ نہو جو طاعت میں
میں نہو جو نہو جو پیہر تک

اپنی پاکیزہ مئے پرستی ہے
جنس رحمت ہوئی جو سستی ہے

عشق احمد ہے ساغر دل میں
فیض شاہ ہدی کا ہے یہ طفیل

فکر مغموم اور لغت رسول
خامہ ہے اور جوش مستی ہے

عشق سپیہ میں گرفتار ہے
سوز محبت تجھے درکار ہے
ہاں طلب احمد محتار ہے
دل جو ترا مائل پندار ہے
د لکو نہ چھیڑو یہ پراسرار ہے
وہ ہے غنی اور یہ نادار ہے
تختہ مرالائق دربار ہے
عشق سپیہ کے سزاوار ہے

وقف محبت دل بہار ہے
لطف و مسرت کا میں خواہاں نہیں
کوثر و فردوس کا ارماں نہیں
سوز و غم و درد کا خوگر بنا
عشق کا آزار ہے اور سوز غم
عاشق و منعم میں تفاوت ہے یہ
نذر میری لیجئے عجز و نیاز
آپ ہی اپنے سے جو بیگانہ ہو

عشق میں محبوب خدا کے مدام
خامہ مغموم گہر بار ہے

خود مصور ہو گیا مائل یہ وہ تصویر ہے
وہ ہے مضمون حقائق جسکی تفسیر ہے
نور ہے وہ ماہ کا یہ ہر کی تصویر ہے
کہدیا سالک نے وہ تدبیر یہ تفسیر ہے
سید ابرار کی یہ اک رخی تصویر ہے
یاس بدرہ، تعلق پاؤں کی تحریر ہے
شاہ جیلاں کوئی، کوئی خواجہ اجمیر ہے

کلک قدرت نے جو کھینچا نقش عالمگیر ہے
حق کی رحمت عالم اور رحمت حق شاہیں
فی الحقیقت عکس حسن شہ ہے کہتے ہیں مگر
میں نے پوچھا جانا بازی بھی ہو نکلامی بھی ہے
محرم اسرار حق کہنا نہ کہنا شان حق
شکلوں کا سامنا ہوتا ہے راہ قرب میں
سعد تیری غلامی سے ہوئے ہیں مفتخر

<p>وسعت اتنی ہے کہ آتی ہے مدینہ کی ہوا سر پہ امت کے رہا سایہ زمیں پر تھا کہاں تفرقہ ایسا پڑا ہے مدعا کا دہریں انقلاب دہرے ہوتا ہے انساں کو فروغ کچھ ہم کر لے عمل پہلے اجل کے وار سے</p>	<p>خانہ دلی مرے کیا بے بہا تعمیر ہے فہم ہو تو غور کے قابل می تقریر ہے جو ہے وہ بتیاب مضطرب جو وہ دگیر ہے کیونکہ حسن شمع کا باعث فقط کلگیر ہے ایدل ناداں سمجھ لے بے خطایہ تیر ہے</p>
<p>رفت شانِ نبی مغموم کیونکر پاسکے سربز انوٹے تیر جبکہ چرخ پیر ہے</p>	
<p>شوق در نبی میں دل درد مند ہے آزردگی سے جان قفس تن میں بند ہے بتیاب ہوں امید لقاے رسول میں رکھ دلو بے نیاز جو پستی میں گھر گیا احسن ہے خاتمہ ہو جو عشق رسول میں طوفان سے بلا سے مصیبت ہو نجات</p>	<p>اور تیز گام عمر کا اپنی سمند ہے اور آرزو کو گوشہ دل ناپسند ہے درد دل خزیں میں اضافہ دہند ہے پستی میں رونما ہوا اگر سر بلند ہے حسن نشاط شانِ دل ارجمند ہے عشق شہ ہدی سے جو دل بہر مند ہے</p>
<p>مغموم کا کلام ہے شیریں پسند عام جس میں حلاوتِ عسل و ذوقِ قند ہے</p>	
<p>مقصود سے بہرہ ور نہیں ہے کیوں کر جانوں میں راز عالم شانِ احمد بیاں ہو کتب تک دلکش تھا عجیب عدم کا عالم نفس امارہ اور خرد گم، شاید ہے قریں مگر نہ دیکھا</p>	<p>فریاد تو ہے اثر نہیں ہے مجھ کو اپنی خبر نہیں ہے قصہ کوئی مختصر نہیں ہے جس کا کوئی خیر و شر نہیں ہے رہزن ہے برا بھر نہیں ہے آنکھیں ہیں وا نظر نہیں ہے</p>

عقبی کا سفر ہو عشق شہ میں
ہستی کی ہوا ہوئی مخالف
حال اپنا دکھائے جا کے کیونکر
امید کا رشتہ کیا پروں
مایوس نہ ہو کہ فضل حق سے
عشق احمد کی کشمکش ہے
پائے نہ تھا رہ طلب میں
پروانہ حقیقت آشنا ہے
پردہ غفلت کا ہو جو حائل
منظر ہے بلا کا عالم یاس
حاصل نہ ہوا لقائے نبی کا
پڑ مردہ نخل آرزو ہے
محبوب خدا کا رتبہ جانے
عقبی سے اہل دل ہی ترساں

منزل کوئی پر خطر نہیں ہے
اپنا تو یہاں گزر نہیں ہے
دل ہے مرانا نہ بر نہیں ہے
آنسو ہے یہہ گہر نہیں ہے
امید کا بند در نہیں ہے
پیچا رہ ہوں چارہ گر نہیں ہے
جیتک اسے درد سر نہیں ہے
وارفتہ وہ شمع پر نہیں ہے
ہے ظلمت شب سحر نہیں ہے
جس میں روئے ظفر نہیں ہے
بیوجہ تو چشم تر نہیں ہے
جس میں کوئی شہر نہیں ہے
ایسا کوئی بشر نہیں ہے
آساں کچھ یہہ سفر نہیں ہے

حامی ہیں مرے رسول اکرم
مغموم کوئی اگر نہیں ہے

عشق کے اعجاز سے قلب پڑاوار ہے
درد کا درماں عبت پند بھی بیکار ہے
سوز ملا شمع کو درد مرے قلب کو
راز دو عالم یہی منظر قدرت یہی
ہر میں انفاس کا اپنے کروں کیا شمار

عشق جو پیدا ہو دل بھی گرا بنا رہے
دل مرا وارفتہ سید ابرار ہے
اسکو وہ حاصل ہو جو جسکے سزاوار ہے
غور سے دیکھو تو دل منظر اسرار ہے
جرم ادھر اور ادھر رحمت غفار ہے

دہر بھی ہے بے ثبات، عمر بھی ہے مختصر،
 دردِ محبت سے ہوا اسکے مرض کا علاج
 وسعتِ دل ہے مگر دل کی ہے یہ کائنات
 غیر سے قطع نظر آپ تو اپنے کو دیکھ
 عشقِ نبی کا اثر، مدحِ نبی کا طفیل،
 دور ہو دامن سے سب گرد و غبارِ خطا
 یا شہ دیں آپ کا لطف ہو میرا معین
 لطف و مسرت سے ہے مائل بیگانگی
 گو کہ ہوں قسمتِ دورِ قلب ہے پیشِ حضور

شرحِ غم و دردِ دل دقِ رطوبت ہے
 قلب کیسا اگر مائل پندار ہے
 وُصیرِ غم و رنج کا، درد کا انبار ہے
 ہو جو زدامت تو کیا شکوہ اغیار ہے
 یہ جوشِ گفقتِ مری طبع کا گلزار ہے
 بابِ عطا کو چہ احمدِ محنتا رہے
 بحر کے انداز میں جرم کا اقرار ہے
 وقفِ مصیبت ہے دل غم کا طلبگار ہے
 صورتِ سائل ہے اور طالبِ دیدار ہے

فیضِ سخن سے ہوئے اہل سخن بہرہ ور،
 خامۂ معنوم بھی ابرگہر بار ہے،

دلکش و دلچسپ ہے اور دلاویز ہے
 ایک غلامِ آپ کا خسرو پرویز ہے
 خطہٴ ہندوستان کشورِ انگریز ہے
 حالِ میرِ اخلاق میں مضحکہ انگیز ہے
 گم ہے صداکِ طربِ خنجرِ غم تیز ہے
 جادۂ عشقِ شہ دیں خطرِ آمیز ہے

روضہٴ محبوب کا جلوہ اثرِ خیر ہے
 ہو گئے سب سزنگوں جتنے تھے گردنِ فرا
 گلشنِ طیبہ کہاں میرا مقدر کہاں
 دلیپِ طیش اور رواں عمر کا شہِ یز ہے
 ہجر کے آزار سے کیوں نہو دلِ کاشِ نیش
 نفسِ ہواؤ ہوس ہوتے ہیں یاں سدا رہ

جتنے سخن فہم ہیں دامنِ دل کو بھریں
 خامۂ معنوم کیا آج گہرِ ریز ہے

فضیہ

ہجر نبی میں صبر کا دامن ہے تارتار
 شیدا ہوں اسپہ جو ہے نبوت کا تاجدار
 نالاں در حضور پہ سائل ہے خاکسار
 ہے بزم نعت شاہ میں حاصل کردگار
 میلاد کے یہ دن ہیں سراپا ہے جوش پر
 ہر گوشہ ٹھہرن میں ہے جاری لشکر رب
 شکر خدا گد اہوں میں اس شاہ دیں گا
 پہونچا وہ برگزیدہ حق لامکان تک
 کیا دلپند ہے بخدا نام مصطفیٰ
 انفاس زندگی میں غنیمت جو ہو حصول
 عشق نبی اگر نہ ہو کیاشی ہے زندگی،
 ادنی غلام سرور عالم کو ہے حصول
 پاتا ہے کیفیت مئے عشق رسول کی
 دیوانہ ہے جو سرور عالم کے عشق میں
 ہر شئی میں عکس نور نبی ہے مگر ہے شرط
 عشق نبی میں ہوتے ہیں انفاس زندگی
 بلبل ہے اور بہار ہے اور صحن بوستاں
 جوش جنوں عشق پیمر سے حیرتا
 شیداے مصطفیٰ ہوں نہ چھوڑے فلک کہ
 دلو سنبھالوں یا کہ جگر کو بچاؤں میں
 عشق شہ ہادی میں مصاحب ملے ہیں کیا

زخمی جگر ہے سوختہ دل سینہ داغدار
 امی لقب حبیب خدا شاہ ذیوقار
 آشفہ حال خستہ جگر اور دل فگار
 ذوق وصال گنج طرب لطف و زگار
 صوت ہزار رنگ چین موسم بہار
 حق ہوا ہوا دود، ہوا اللہ کی پکار
 ختم النبی، شفیع امم فخر روزگار
 برتر خرام اور سک سیر شہسوار
 مشکلات، سرور فرا امن کا حصار
 عشق رسول بخت رسا، عمر پائدار
 ذلت فرا، حصار بلا، اوزنگ و عار
 جاہ و جلال شوکت و فخر و افتخار
 سنجیدہ طبع، صاحب دل اور پرد بار
 فرزانہ ہے وہ اور خرد مند ہوشیار
 ذوق سلیم، شوق لقاء، قلب رازدار
 راحت رساں سرور فرا اور خوشگوار
 میں ہوں غم رسول ہے اور دل کام غزار
 دل پائش، سینہ چاک تو دامن ہے تارتار
 سینہ میں آگ لب پہ فغاں دلیں خطرار
 طاقت نہیں مجال نہیں اور نہ اختیار
 غم دوست اور دیار تو حیرت ہے ہمکنار

یہ آرزو ہے اور یہ تمنا، یہ مدعا،
 ہے سدا راہ راہ طلب میں حضور کے
 یہ اہل قافلہ میں جو ہیں روز و شب وہاں
 امید و ازلطف و عطا ہے شہ امم
 دیدار روضہ نبوی کے لئے ہے شرط
 کیا و نظر ہے درد محبت فراق میں
 واعظ برائے حق میری لغزش سے درگزر
 غم کیا اگر میں نام نبی پر فدا ہوا
 بارگراں ہے عشق کا اور میں شکستہ حال
 اگر اک نگاہ روضہ اہل کو دیکھ لوں
 لاؤنگاندر ساتھ جو پہونچوں حضور تک
 اسلام و کفر ایک ہی سمجھو جو ایک ہو
 دیکھوں مرے نبی کا جو روضہ تو ہر حصول
 جوش جنوں چلا ہے مدینہ کو لیکے ساتھ
 ہند اور ہند والوں کو میرا سلام ہے
 پہونچوں در نبی پہ تو دیکھوں بفرط شوق
 رشتہ رحم کیجئے اپنے عسلا م پر

میں اور در نبی ہو مدینہ مرا دیار
 غفلت کا روگ، تخم غرض، جرم بیشمار
 حسرت کی آہ نالہ دل، اشک کی قطار
 آشفہ حال خستہ جگر، اور ذلیل و خوار
 ذوق سلیم، نجات رسا، غم استوار
 شوق وصال، ذوق الم، لطف انتظار
 مستی ہے بخود دی ہے، مئے عشق کا خمار
 تن اسکا دل اسکا ہے اور جان مستعار
 دل ناتواں ہے، کوہ الم، اور جسم زار
 قربان دل ہو سر ہو فدا، اور جاں نثار
 پیارگی، و بے بسی و عجز و انکسار
 ظلمت فروغ صبح و شب تار نور و نار
 آنکھوں کو نور، دلوں کو طرب جان کو قرار
 طوفان اشک نالہ دل آہ شعلہ بار
 میں اور آستان نبی اور مرا مزار
 صبح امید شام تمنا، وصال یار
 مجرم ہے، بیٹو! ہے گناہوں کا شر مشار

مغموم در پہ آتا ہے تیرے شکستہ حال
 و لیس ہے در دل لب پہ بکا چشم اشکبار

مرج

جو قالب میں جاں ہے بساط اسکی کیا ہے تیار پیمبر ہو، یہ مدعا ہے
 سمجھ لے کہ ذات نبی میں خدا ہے بصیرت کا حصہ اگر کچھ ملا ہے
 شہنشاہ کوئی ہے کوئی اس کا افسر کوئی راز داں اور کوئی اس کا دلبر
 یگانہ کوئی اور کوئی اس کا منظر وہ ہے ذات حق اور یہ مصطفیٰ ہے
 یہ سرتاج مرسل ہے وہ رب جہاں کا یہ بے مثل عالم وہ ہے سب میں یکتا
 یہ قدرت ہے خالق کی اور وہ تو انا یہ مختار کل اور وہ کبریا ہے
 متناجی قرب خدا کی ہو بچید ہے ایسے حق نما ذات احمدؐ
 خدا سے جدا کب ہے تو محمدؐ اسی میں تو یہ عکس جلوہ نما ہے
 مشیت میں حق کی رضا جسکی غالب شریعت میں بندہ طریقت میں صاحب
 احمد کا جو بیا وہ احمد کا طالب فقط میم کا ایک پردہ پڑا ہے
 نمایاں اسی سے ہوئی حق کی قدرت فرشتوں کی نسیرت انساں کی صورت
 عزرا یل و احمد میں ہے یہ تفادیت کہ وہ خود نما اور یہ حق نما ہے
 گئے طرۃ العین میں کس اداسے پرے عرش سے اور ارض و سما سے
 کوئی بندہ یوں بھی ملا ہے خدا سے ہوئی عقل حیراں عجب باجرا ہے
 ہے قادر خدا پوشیت خدا کی خدا مقتدا ہے تو عظمت خدا کی
 خدا ہر باں ہے تو رحمت خدا کی خدائی کے ہر شی میں جلوہ ترا ہے
 توجہ سے تیری بدل جائے قسمت، نگہ سے تری دور ہو ب مصیبت
 ترے درد سے دل کو تسکین و راحت تر ا نام کل درد و غم کی دوا ہے
 نمایاں ہوئی تیری عظمت جہاں میں رسائی ہوئی ہے تری لامحالہ میں
 کہاں تیرا ہمسر کوئی اس جہاں میں نہ ہو گا نہ ہے اور نہ کوئی ہوا ہے
 پریشاں ہے دل میرا آقا بلائے مصیبت نہ ہو جاے بر پا بلائے

دکن سے تو سوئے مدینہ بلائے کہ مغموم کس تر ترا مبتلا ہے

ہے ستر الہی بیاں محمدؐ، کلید معارف زبان محمدؐ
 عیاں ہے ہر اک شئی سے شان محمدؐ، ہے گنج طرب آستان محمدؐ
 لطافت میں جو نور بنکر عیاں ہو وہ جسم مطہر کا سایہ کہاں ہو
 بھلا راز قدرت کا کیونکر بیاں ہو ہے ظل خدا سا بن محمدؐ
 ہے رشکِ جان بزم نیلاد احمدؐ ملے کیوں نہ عشاق کو لطف بید
 دل پُر تمنا کا حاصل ہو مقصدِ عجب جانفزا ہے بیان محمدؐ
 یہ شانِ الہی کا منظر ہے گویا پیر کے روضہ کی عظمت ہے پیدا
 درخشندہ ہے ذرہ ذرہ و ماں کا یہی ہے ہی ہے نشان محمدؐ
 یہی ہے حقیقت میں راہ مصفا مقرب خدا کا ہے شیدا بنی کا
 وہ ہے دشت توحید میں جادہ پیما جو ہے محرم و راز دان محمدؐ
 رہ قرب میں دسترس ہو کہاں تک خرد کی رسائی ہو کیونکر وہاں تک
 مکاں سے جو دم میں گیا لا مکاں تک کوئی جانے کیا عزت شان محمدؐ
 وہ ہیں دیکھتے جو ہیں اہل بصیرت غبارِ مدینہ میں انوارِ رحمت
 عیاں پتہ پتہ سے ہے شانِ وحدت شگفتہ ہے کیا بوتان محمدؐ
 سفر کرتے ہیں جو پئے قرب سرور طلب میں پیہر کی دار فتنہ ہو کر
 ہے تابندہ عالم میں انکا مقدّر جو شرب میں ہوں میہان محمدؐ
 ہے آساں سفر بندہ حق نما کو طریقت کی منزل میں پائے بقا کو
 جو پایا نبی کو وہ پایا خدا کو ہے وقف لقا کا روان محمدؐ
 وہی حق جو ارشادِ شامی سے کلامِ پیہر کلامِ خدا ہے
 وہ منظور حق کی رضا سے ہے رضا علیہ السلام بن محمدؐ

نہ کیوں دمہ دم اسپہ ہو لطف سبحان مغموم کی مغفرت بھی ہے خواہاں
فضیلت ہے عالم میں اسکی نمایاں کہ دائم وہ ہے مدح خواہ مخبتہ

تضمین

بر غزل یوسف بن حاجی اللہ رکھا سیٹھ مرحوم۔

اگر نہ نظر ہے سرفرازی	محمد کی تو کردت طرازی
عبث عشق تباں میں جاں گدازی	بنا کردند رسم عشقبازی

ز بہر وصل جانان مجازی

جو ہو پیمانہ دل کا یہ منصب	مئی عرفان حق سے ہو باللب
زباں پر ہو رواں پھر حرف مطلب	بگو از عشق نعت شاہ یثرب

کہ از یمینش پس مردن بنازی

ہوئی منظور حق کو خود نہائی	تو اپنے نور کی صورت بنائی
وہ تھا بندہ جو کرتا تھا خدائی	نبود از ذات احمد راجدائی

جدائی شد برائے عشق بازی

جو نور افشاں ہوئی تیری محبت	رہی باقی نہ دل میں جائے ظلمت
مگر ہے دل شکن آزار و فرقت	بفرما اک نظر از چشم رحمت

ز در گاہت عطا کن سرفرازی

قدم کو راہ غمخاں میں ہو تیری	عبث زلف صنم کی مشک پیزی
ہو حاصل تاکہ تجھ کو رستخیزی	چرا از چشم اشک غم بریز پی

ز بہر وصل خوبان مجازی

نہیں بیوجہ اشکوں کی روانی	نہیں بیکار یہ سوز ہنسی
---------------------------	------------------------

یہی ہے عشق و الفت کی نشانی | بود احسن ز چشمای خوشچکانی

برائے قرب آن سلطان تازی

دلا یہودہ کوئی سے تو باز آ | بنا آئینہ دل کو مصفا
سخن نکلے نہ کوئی منہ سے بیجا | زباں ترکن زلفت شاہِ بطحا

کہ از فیضش بیابی سرفرازی

رہے جب تک نفس کی آمد و شد | می عرفاں سے ہو جا ست و پیوند
رہے ہرگز نہ تجھ کو اپنی سدا بدہ | بشو کیسے فنا از ہستی خود

کہ تا کامل شوی در عشق بازی

رہا معنوم اب باقی نہ کوئی | جہاں میں قدر دانِ شعر کوئی
عدو کو کیا مجال جنگ کوئی | تو یوسف در مصافِ لغت کوئی

چناں ہستی کہ در میدان غازی

ایضاً

جو دوا کر ام خدا بازوے تو | عرش رب العالمین پہلوے تو
نیر اوج سعادت موے تو | در دل عشاقِ عکس روے تو

چوں نگیرد ہر رخشاں ضوے تو

بینوا و غابزو مسکین گدا | آپ کے در پر ہے لایا التجا
کئے مسدود ہے باب عطا | یا رسول اللہ در رحمت کشا

رحمتہ للعالمین شد خوے تو

چہرہ و مہ ارض و سماءش مجید | ماہ و سال و روز و شبِ قیام
ہے یہی ارشادِ فرقانِ حمید | کل شبی از وجودت شد پدید

من چگویم نکتہ دلجوئے تو

نور سے ہیں آپ کے کیا اسمیں شک
جن و انساں جو رو غلمان ملک
کسلئے ہے لعل و گوہر میں چمک
چوں عیاں گشتہ ذرات فلک

نور افشاں شد مگر گیسو سے تو

آفتاب حسن سے ہے بر ملا
معنی و الیل کی وایم ضیا
والضحیٰ پر یا چڑیا ہے حاشیا
لیلۃ القدر است یا راہ ہدا

یا رسول اللہ ہر ہر موئے تو

ٹھا ہلال اس غم سے آشفۃ مدام
تاکہ پیدا کیجئے تشبیہ تام
بن گیا مانند تیغ بے نیام
جسم کا ہیدہ ازیں سودا خام

لیک ماہ نو نشہ ابرو سے تو

کردیا زنجیر وحشت نے حقیر
عشق گیسو میں رہا ہو کر اسیر
یا نبی ہو مظهر ذات قدیر
گشت از ذکر ہوا اللہ جاگیر

در سرم سوداے گئے وہو سے تو

قامت و عارض جو ہوں پر تو فگن
پاتے ہیں لشونما سرو و سمن
کسلئے ہے بند غنچوں کا دہن
رنگ بو گیرند گھماے چین

چوں صبا تقسیم سازد بوسے تو

نذر جاں اپنی کروں میں یا نبیؐ
یا بصدق سر کروں اپنا ابھی
ما تھ خالی ہیں تو دامن ہے ہتی
بیکسی بیچارگی، در ماندگی

ہم یہ مسکین ہیں یہ سوسے تو

نرگس سہلا کو رکھ لے کوئی چن
چشم حضرت کی لگی ہے جھک دہن
زار و نملان ہوں تہ چرخ کہن
یا رسوال اللہ ز چشم لطف کن

نکشت دل را سکن آہوے تو	
نعمت جنت کی ہے پروا کہاں میسر و شمر روضہ باغ جناں	قدر کیا ہے حور و غلاماں کی یہاں زاہدوں کو ہو مبارک یہ مکاں
یا رسول اللہ بجاک کوئے تو	
عشق کی دولت ہو جائے غنی از حجاب نفس آزاد مکنی	بخش میرے دل کو ایسی روشنی دید کی حاصل ہو دل کو چاشنی
آرزو دارم کہ یتیم روئے تو	
آپکا جاروب کش ہو یہ غلام برجین و چشم خود مال مدام	روضہ اقدس پہ شاہ صبح و شام دور ہو بیماری عصیاں تمام
گر میسر نکشت خاک کوئے تو	
سہر ہو اور سودا سے ختم المرسلین در ہوئے قرب یا روح الامیں	تو سن بہت ہو اور حق البقیں، اوڑھ کے پہونچے یہ عرفیہ نقیبن
کلک سازم از پر بازوئے تو	
بیکس محزون پریشان روزگار زار و نالاں ببردت امیدوار	نیجاں آشفتمہ دل معزوم وار خستہ و آوارہ و سرگشتہ، خوار
یوسف بیچارہ آمد سوئے تو	

مسدس

دل وحشی کو کسی طرح سنبھل جانے دو اپنی چو کھٹ بیچیں کو مجھے بچانے دو	یا نبی ہند سے اب مجھ کو نکال جانے دو غم فرقت کی مصیبت مری بچانے دو
میری قسمت کے نوشتہ کو بد بچانے دو	

مغموم بے نصیب رہے اشقیا جو آہ !
دیکھے نہ نور حق کو بصر کے فتور سے .

مطلب نہیں ہے باغ جناب کے حصول سے
میں اور شغل گریہ ہے اور ذکر مصطفیٰ
یارب اترے حبیب کے در پر میں مرثول
ایمان جس کو کہتے ہیں ہے عشق مصطفیٰ
ارماں یہ ہے ملوں میں خدا کے رسول سے
حاصل ہوا یہ فیض دل پر ملوں سے
پائے شرف دعا مری باب قبول سے
مطلب نہیں ہے مجھ کو فروع و اصول سے

مغموم ہوں میں باغ رسالت کا عندلیب
دیواں سجاؤں نعت پیمر کے پھول سے

خدا وہ دن دکھائے جب بدینہ کو چلوں سر سے
نہ ہو کامل جو بیگانہ ہوا عشق پیمر سے
ملے کیا اس کو جو محروم ہو فیض پیمر سے
نہیں میں بواہوس جو آنکھ ڈالوں جو رونما پر
بدینہ میں جو مدفن ہو تو جنت جا چکا میں بھی
جو شیدائے نبی ہو کیوں نبی سے دور ہجائے
جو دم نکلے تو نکلے سر اٹھے کیا آپ کے دسے
نہو گا آشنا ہرگز وہ عرفاں کے سمندر سے
وہ کیا پائے کا حق سے جو نہ پایا حق منہر سے
نہ بد لوں ساغر عشق نبی کو جام کوثر سے
سفر کی کسلے زحمت گوار کیجئے گھر سے
جھگڑا ہوں قضا اور لڑتا ہوں مقدر سے

اٹھا دو پردہ دوری دکھا دو جلوہ اقدس
تمہاری دید کو مغموم کب تک یا نبی تر سے

زباں میری چلے کیا ہو کے غافل کر سرور سے
کوئی پوچھے بلا کیا کچھ مرے قلب ثناور سے
موثر ہو گیا کیا سوزش عشق پیمر سے
نبی اس شان کا اللہ اکبر کون ہے ایسا
غم ایسا اور سودا سے نبی ایسا ہوا جاگیر
رواں کیوں ہو نکلیجائے جو یکسر آب خنجر سے
رسالت کا گہر پایا ہے عرفاں کے سمندر سے
کہ بیتابی نمایاں ہے مرے ہر تار بستر سے
جو بندہ کو ملا دیتا ہو بل میں بندہ پرور سے
نہ وہ نکلے مرے دل سے نہ نیگے مرے سر سے

جنوں پر تازیانہ پڑ گیا صوت مؤذن سے
 نہ پہونچا منزل مقصود پر بیتابی دل سے
 ملامت کی مری بہت نے جوش اضطرابی پر
 شرف پا کر جو کوئی قافلہ آتا ہے طیبہ سے
 سکاں رہ جائیگا خالی تو ویرانی کا خطرہ ہے
 جنوں نے عشق احمد میں جو میری دستگیری کی
 کبھی دل ہے کبھی میرا جگر ہے درد کا سکن
 دو عالم سے وہ بے پرواہیں جو خواب راحت
 صلہ پائینگے عشاق پیمبر شرمیں لیکن
 ہوا و حرص و خود بینی رہے کیا عشق احمد
 تصور آگیا جب ظلمت عصیاں ہوئی کا فور
 نہ حسرت و دکھ کی نگلی اور نہ تسکین دینے پائی
 اگر روکش ہوں نور احمدی کی فیضیابی سے

موثر ہو گئے جذبات دل اللہ اکبر سے
 بحر سوز و دروں حاصل ہو گیا جھک پہر سے
 کہ افشا ہو گیا راز محبت دیدہ تر سے
 تڑپ جاتا ہے دل ہو کر موثر ایسے منظر سے
 نگلیاں نینگے گرا مان کے میر قلب مضطر سے
 رنا شام و سحر میں بے نیاز اپنے مقدر سے
 کہ اس گھر کے لئے رستہ نکلا ہے اس گھر سے
 اٹھیں کیا خفقان خاک طیبہ شور محشر سے
 یہ شکل ہے کہ تسکین پائیں جو روخلد و کوثر سے
 ہوئے سب پارہ پارہ عشق شور و آفر کی ٹکر سے
 سب خانہ ہوا روشن مرا روے منور سے
 جو بر سے اشک میرے دیدہ تر سے کیا بر سے
 نگلیاں ضیا انجم سے یکسر آب گوہر سے

ادوا ہو جائے حق وصف شایاں کیا یہ ممکن ہے

بنی کی لغت ہوا اور خامہ معجم کمر سے

شہادت غفلت پیمبر ملی ہے شیخ اور برہن سے

ہوے ہیں ارض و سما درخشاں یہ فیض پہونچا شہ زمیں سے

صدائے توحید کوہ فاراں سے گو نجی آئی جسکو سننے

ہوئے ہیں اہل قبور مشتاق سہر نکالے ہوئے کفن سے

شہیت ایزدی یہ تھی ہو تلموز شاہ ہدیٰ زریں پر

اسی لئے تو جناب آدم نکل گئے گلشن عدن سے

ثبوت کامل زوال ہستی کامل گیا آمد خزاں سے ،
 بسوز دل شاہان گل کارواں ہوا قافلہ چین سے
 سرور میناۂ حجازی کا لطف لفظوں میں کیا ادا ہو
 نشاط مستی ذوق عرفاں عیاں ہوا بادۂ کہن سے
 نہیں رہی قابل سکونت سہراۓ دنیا ہوئی ہے ویراں
 کہ اٹھ گئے بے شمار ارباب فضل و دانش اس انجمن سے
 جو ہو گئیں دونوں آنکھیں روشن یہ جذبہ عشق کا اثر تھا
 دماغ یعقوب میں وہ خوشبو جو آئی یوسف پیرن سے
 نشاط فانی میں ہو گئے گم ملا نتیجہ یہ غفلتوں کا ،
 عدم کی دلچسپیوں کو چھوڑا سفر تھا بیفائدہ وطن سے
 طفیل عشق نبی ملے پھر جو مدعا سے بچھڑ گیا ہو ،
 نکل کے پہونچیکے بعد مرنے کے بزم احمد میں روح تن سے
 امید میں پڑ گیا جو رخنہ تو سوز غم سے جگر ہے نالاں
 رواں جو شیرب کو قافلہ ہے طپاں ہے دل بچ اور محن سے
 بہار گلشن حیات فانی پہ اس قدر کیوں ہے شور و غوغا
 بسر خموشی سے کر جہاں میں کہے کوئی مرغ نعرہ زن سے
 کلام ربی ہوا جو نازل ہوا فصیحوں کا ناطقہ بند
 جو مدعی فضل کے تھے نادم ہوئے وہ اپنے کمال و فن سے
 شجر کو شوق سجد تھا اور حجر کو ذوق نیا ز حضرت
 ظہور اعجاز دین احمد ہوا ہے ہر ایک تہت و بن سے
 ہوا ہے عالم میں جاں نثار ان شاہ دیں سے فروغ ملت

مٹی ہے ظلمت ضیاء دیں سے کٹے ہیں سرتیغ صف شکن سے
 بنی برحق کے در کو دیکھوں اور اس کی چوکھٹ پہ سر کو رکھ دو
 ہو قبض جاں بھی مری اسیدم ہے التجار ذب المنن سے

کر کی معنوم نعمہ سخی مری اثر بزم اہل دل میں۔
 کہ نعت احمدیوں پھول معنی کے جھڑے ہیں مری سن سے

دل عشاق میں نار سفر کا خوف کیا ٹھہرے
 بگاڑا ہم نے ہستی کا مرقع عشق حضرت میں
 تن خاکی سے اس کو کیا تعلق واسطہ کیا ہے
 ہے تجھ سے التجا اتنی مری فریاد پہنچا ہے
 وہ دل بھی ہو کہ عشق احمدی جس میں جگہ پائے
 اسی صورت سے پہنچوں روضہ اطہر یا احمد

حمایت کو ہماری جب محمد مصطفیٰ ٹھہرے
 سرے دہریں ٹھہرے تو مثل نقش یا ٹھہرے
 مریض عشق احمد اس قبض میں تاکجا ٹھہرے
 صبا طیبہ میں گر تو روضہ احمد پہ جا ٹھہرے
 وگرنہ آشیان زراغ میں کیونکر ہما ٹھہرے
 نہ انکوں کی جھڑی ٹھہرے نہ یہ آہ و بکا ٹھہرے

الہی نام پیغمبر پہ جاں معنوم کی نکلے،
 زباں فریادیں مصروف لب قفد وعا ٹھہرے

خاک پائتری عنایت ہو ہمیں تھوڑی سی
 شمع ساں ہجر سپید بزم میں جلا کر تاہوں
 سب مٹا ڈالوں گا ہمت کا نوشتہ اپنی
 لے صیلاش اڑا کر مری کہہ پیش نبی

نظر لطف ہوا سے سرور دیں تھوڑی سی
 کچھ تو تاثر دکھا آہ حزین تھوڑی سی
 اس در پاک پہ مل مل کے جس میں تھوڑی سی
 قبر کو دیکھئے میثرب میں زمیں تھوڑی سی

دشت میں نام محمد کا جو نعرہ مارا
 آہ سے جل گئی معنوم زمیں تھوڑی سی

میسرہوں اگر ڈرے نبی کی خاک مدفن کے
 بچا یا ہے مرے صیاد نے بلخ مدینہ سے

نہ ہے طلوع میں سمجھوں پھولیں طیبہ کے گلشن کے
 میں صدقے دام و کش کے میں قربا صید کے

کہ بہنے چھان ڈالے فوڑے فوڑے دشت بن کے
اٹے پڑے جو کچھ دست جنوں سنجیدہ اس کے
کہ گوشے جاسی کھل گئے ہیں میرے مدفن کے
اڑینگے پرزے اکدن میرا مالوں کے مخزن کے

نہیں خالی کوئی شے پر تو نور محمد سے
رواں دوش صبا پر ہو گئے وہ جانب شرب
کہ شمع حسرت دیدار کا آنکھوں نے دکھلایا
غم عشق پیمر کی پی گر چہرہ دستی ہے

کلام نعت شمسکی اس زمیں میں گرچہ ہے معموم
جو جو ہر چک اٹھتے ہیں لیکن طبع روشن کے

فائز ہوا ہوں قرب حبیب الہ سے
کتبے ہے ملتی یہ گدا بادشاہ سے
حب دلی سے جوش محبت سے چاہ سے
آگاہ آپ ہیں مرے حال تباہ سے
اشکوں میں دل بھی بہکا آنکھوں کی راہ سے
بیڑے کو میرے پار کر دو اک نگاہ سے
آلودہ ہو گیا مرے فرد گناہ سے
امید تھی قوی یہ مرے خیر خواہ سے

مکن نہیں کبھی کہ بھٹک جاؤں راہ سے
فرماؤ مجھ کو قرب حضوری سے سرفراز
ارمان جان نثاری کا ہے در پہ آپ کے
یا شاہ المدد مرے سرکار المدد
بر باد ہو گیا ہے مرا مخزن امید
منجد نار میں پڑی ہے مری کشتی حیات
دا من جو نیکیوں کا تھا شر سے بچا ہوا
پہو بچا نیگا کبھی رہ مقصد پہ دل مجھے

معموم مال و زر سے تو میں بے نیاز ہوں
میرا صلہ ہے آہ سے اور واہ واہ سے

تو وابستہ ہو عشق سید ابراہ سے پہلے
نقیں اور صدق دلیں چاہئے قرار سے پہلے
سرسلم خم کرے رضائیں دار سے پہلے
کہ حاصل معرفت ہو نفس کی اذکار سے پہلے
ہو کیا مقصد باری طالع بیدار سے پہلے

جو طالب قرب حق کا ہو کوئی دیدار سے پہلے
خلوص گنج توحید و رسالت رکن ایمان ہے
جو دل آگہ ہے ہو جامضرب شہادت میں
مقدم ہے غرض اور غایت اسباب کی تحقیق
کیا محروم عرض عا کی مستعدی نے

گیا نہ ہو کے رہ جا یا ر سے اور خود سے بیگانہ
الہی کر عطا عشق شہ کونین کی دولت
گرہ کھل جاتی ہے دلی وہ عالم بخودی کا
جو عرض مدعا مطلوب ہو سرکار عالی میں
نمائے جمال احمدی کا ہے جو دیوانہ
جو ار احمد مرسل کے قابل خاک ہو اپنی
پہونچ کر خدمت شاہ ہادی پیش کش کردوں

تعلق قطع کر دے دہریں اغیار سے پہلے
متاع داغ دل ہو درہم دینار سے پہلے
کہ منزل قرب کی ہاتھ آتی ہو رقتار پہلے
تو نذر شاہ دیں ہو جاکاں اظہار پہلے
ہے شہ طہ اخلاص کی خالی ہون بندار پہلے
جلا دے قلب کو شمع رخ انوار سے پہلے
جو طہائے مجھے داؤ سخن حصار سے پہلے

تصویریں مہ میلاد کے معنوم شیدائے
گل افشانی یہ کی ہے موسم گلزار سے پہلے

ہم اپنا قرب الہی میں بار دیکھینگے
جو آستان شہ نامدار دیکھینگے
ہم اپنے آرزوؤں کا غبار دیکھینگے
درام سوز و دلش میں رہینگے اپنی جہاں
لحی میں بھی زہریلی کبھی تہی آغوش
وہ نصیحت میں بھی رہتے ہیں کل الایماں
کھا ہوا تھا جو تقدیر کا وہ دیکھ چکے
لقائے شاہ رسل کا دار لایقین،
نہ دیکھینگے کبھی نار سفر وہ محشر میں
کھلیگا رتبہ عشاق احمدی دم حشر

مزار سید عالی تبار دیکھینگے
جہاں کو دست تقدیر کو یاد دیکھینگے
بہار زندگی مستعار دیکھینگے
کر شہ دل پر اضطراب دیکھینگے
کہ یاس و حسرت دل بہکنار دیکھینگے
جو دکھ اپنے کبھی شہ سار دیکھینگے
اب اپنی آنکھوں کو ہم شہکار دیکھینگے
ہم اپنے دکھ بھی اب اعتبار دیکھینگے
جو لوگ شاہ رسل کا مزار دیکھینگے
کہ جو پیادہ ہیں اسکو سوار دیکھینگے

ہے وہ بہر عیش صحبت معنوم
جب اسکو دیکھینگے سینہ نگار دیکھینگے

ہے عالم دوسرا جب طاقت عالم فنا ہوگی
 زبان آرزو پیش شدہ کو نین واد ہوگی
 کلید مدعا دہ اور یہ حسرت فزا ہوگی
 کھیلنگی راہ حق جب سوزش قلبی عطا ہوگی
 تو پھر دیکھو مری تو قیر کیا روز جزا ہوگی
 مدینہ مر کے بھی پہونچو نگا گو قسمت ساہرنگی
 مرے دنیا کے لوٹینگے جو دنیا کی بفا ہوگی
 محبت میری ہر ہر استخوان سے رونا ہوگی

کھیلکا بنگہ اپنی حقیقت آشنا ہوگی
 نہیں کچھ غم خموشی گر محفل مدعا ہوگی
 تنائے لقا اور آرزوے نعمت عقبی
 نہ دیکر کیفیت طاری ہو کچھ بھی صرف طاعت سے
 چھپالیگی مجھے شرم گنہ داناں احمد میں
 نہیں مایوس دل ہے زندگی میں گر چہ چر میں
 جو عمر خضر بھی پا تو کیا اور شان شوکت بھی
 تن خاکی بھی میرا رنگ لائیکا پس مردن

صفائی دل کی اے معشوق میرے رنگ لائیکی
 مرے ہر ہر سخن میں قلب کی میرے ضیا ہوگی

ہے مد نظر مدح رخ شاہ زمن کی
 نعت شدہ کو نین میں رونق ہے سخن کی
 آنکھوں کو میسر ہوئی تقدیر وہن کی
 حاجت نہیں عشاق کو کچھ دار و رسن کی
 منظور ہوئی سیر جو گلزار عدن کی
 بلبس کے چمکنے سے ہے توقیر چین کی
 کہتے ہیں کہ ہے عمر بڑی چرخ کہن کی
 مدفن سے غرض اسکو نہ حاجت گفن کی
 الفت دل شیداکو ہوئی صید فگن کی
 غربت میں مسافر کو ہوئی یاد وطن کی

آئینہ ساجراں ہوں نہیں تاب سخن کی
 گویا ہو زبان بزم فدا یاں نبی میں
 سالک نے اشاروں میں کہا راز نبوت
 مرنا انہیں آسان ہے جینا انھیں دشوار
 قرب شدہ عالم کے ذریعہ سے میں پہونچنا
 ہو لغت پیمبر کی صدا بزم سخن میں
 حال شدہ عالم کوئی دیکھا ہو تو کہہ دے
 زندہ ہے جو مر جائے غم عشق نبی میں
 خود صید ہوا دام میں شاہ مدنی کے
 دل گلشن ہستی میں طلبگار عدم ہے

معشوق ہے نعت شدہ کو نین کے باعث

توقیر بڑھی زمرہ سبجان دکن کی

مرے دلیں بسی ہے آرزو طیبہ کے بستی کی
وہاں ہے ایک ہی صورت بلندی اور پستی کی
نہیں ہے نقش پا تصویر ہے یہ میری ہستی کی
اجازت ساقی بطحانے دی ہے مئی پرستی کی
تو پھر وجہ شکایت کیا جنوں کے چہرہ دستی کی
بھلا عشاق کو کیا قدر ہوگی تندرستی کی

فراوانی جنوں میں ہے جو پیہم جوش مستی کی
جہاں ہے کسب تسلیم و رضا سے بہرہ اندوزی
مٹا جاتا ہے کیا حرف غلط کی طرح دنیا سے
ہوا ہوں راز داں خجائے توجید کا جسے
جو ہوں دلدادہ میں ذوق ستم کا لذت غم کا
ہوئی جاتی ہے پیہم ذوق روحانی سے محرومی

کہاں دربار احمد اور کہاں معصوم آوارہ
مدد و درکار ہے اے دل معین الدین چشتی کی

تو دہلیز ہے وہ رسول خدا کی
جو حق کی ہودہن کر طلب حقیقت کی
سراپا وہ نوری میں پتلا ہو خاک کی
سحر دم جو ہوتی ہے آمد صبا کی
رسانی ہو کیونکر مری التجا کی
مقدر کے ہونگے نہ ہرگز وہ شاکی
ہے تدبیر کیا پھر رضائے خدا کی
رہ عشق میں فاش میں نے خطا کی
وہ تعلیم دیتی ہے درس فنا کی
بلا زندگی کی مصیبت قضا کی
رہی آرزو پھر نہ کچھ ماسوا کی
یہی راہ ہے منزل اتقا کی

جو مٹی میں تاثیر ہو کیمیا کی
ہے عشق نبی میں رضا کبریا کی
پیمبر کا ہو قرب حاصل تو کیونکر
وہ لاتی ہے باغ مدینہ کی خوشبو
ہلے لب تو باب اجابت ہوا بند
ہوئے سرنگوں جو رضائے خدا پر
لوں آستان نبی پر جہیں کو
نقائے نبی اور طلب ندگی کی
نہ بیوجہ شبنم کی ہے بے ثباتی
ہو کیا امن حاصل کہہ سچے پڑی ہے
خدا مل گیا اور نبی کو بھی پایا
ہے عشق نبی زینہ قرب یاری

یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکلی جانے دو	زندگی کی نظر آتی نہیں صورت مجھ کو خواب میں بھی نہ میسر ہوئی رویت مجھ کو	چین دیتی نہیں بے چین طبیعت مجھ کو ہاتھ آئی نہ کبھی دید کی دولت مجھ کو
نعمت شربت دیدار سے پل جانے دو یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو	کاش پہونچوں میں مدینہ کو جو نجاؤں غبار گو ہر جاں کو کروں آپ کے روضہ نہ شمار	جی میں ہے دوش ہوا پر میں چلوں ہو کے ہوا یہ تمنا ہے جو ہو جائے میسر دیدار
سر معصوم سے سوداے ازل جانے دو یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو	زلف ہے سورہ واللیل کی گویا تفسیر جاں نثار کی مگر کچھ نہیں بنتی تدبیر	رخ الزور کے مقابل ہو کہاں مہر منیر مرغ دل گو کہ ہوا دام محبت میں اسیر
واراک خنجر ابر و کاہی چل جانے دو یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو	نظر رحمت سرکار کے شایاں ہوں میں دم لبوں پر ہے کسی آن کا ہما ہوں میں	گو سیہ رو ہوں غریب یم عصیاں ہوں میں ہجر سے آپ کے اس درجہ پریشاں ہوں میں
کشتہ عشق و محبت کو سنبھل جانے دو یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو	اوڑکے پہونچوں میں مدینہ کو بگو کہ سکر گو مذہر سوزن شرکاں سے چڑھاؤں چادر	کوئی تدبیر جو بن جائے شہ بحر و بر روضہ پاک پہ ہو جائے اگر میرا گزر
گو ہر اشک کو ان آنکھوں سے ڈھلیا نہ دو یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو		

<p>دین میرا ہے یہی اور یہی ہے اسلام آتش عشق بھڑکتی رہے سینہ میں دھام</p>	<p>عشق احمد بن حنبل میں وہ ہے نافر جام زندگی کا مرے جینک کہ نہو دور تمام</p>
	<p>خون جلیجائے مرا جہم بھی گل جانے دو یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو</p>
<p>ہوتی ہے آہ و فغاں میں مری اوقات بسر شوق ہے شمع نبوت پہ سہرا پا جسکے</p>	<p>ہجر میں آپ کے ہوں وقف الم شام و سحر رنگ لایکا مری سوزش نہاں کا انثر</p>
	<p>موم کی طرح دل زار کچھل جانے دو یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو</p>
<p>شوق دیدار میں حالت ہو مری ہوش بیا قافلہ والوں میں ہو جائے قیامت برپا</p>	<p>ہند سے جبکہ چلوں میں سوئے شاہ والا دشت یثرب میں میں رو رو کے جاؤں دریا</p>
	<p>چشمہ چشم مرا خوب ابل جانے دو یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو</p>
<p>نہ نکل جائے تڑپ کو دل مضطر بر سے پھوڑ دوں سر کو وہیں ننگ در اہل سے</p>	<p>یہ غلام آپ کی دیدار کو کب تک تر سے میں مدینہ کو پہنچ جاؤں جو چشم تر سے</p>
	<p>مرض عشق کا اب سر سے خل جانے دو یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو</p>
<p>یہ تمنا ہے زیارت سے مشرف ہو غلام نقد جاں نذر کروں ہو یہی میرا انجام</p>	<p>صد منہ ہجر سے بیتاب ہوں آشاہ انام روضہ پاک پہ پڑہ پڑہ کے درود اور سلام</p>
	<p>پیش حق بس یہ مرا حسن عمل جانے دو یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو</p>
<p>آپ ہیں مولا اور خدا بے تکرار</p>	<p>آپ سے دفع وہ مشکل ہو جو ہو دور انکار</p>

آپ ہی ساری خدائی کے ہیں گو یا مختار | کسی مرتد کا کبھی قول نہ مانوں ز بہار

راہ حق سے نہ قدم میرا پھسل جانے دو
یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکھجانے دو

معصیت میں جو ہوئی عمر مری آہ تباہ | خواہش نفس سے دائم مجھے طمچائے پناہ
صاف یوں آئینہ قلب ہو میرا دلخواہ | جلوہ نور حقیقی نظر آئے یا شاہ

طبع سے شائبہ مکروہ دخل جانے دو
یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو

ضعف نے گو کہ کہیں کا نہ مجھے رکھا ہے | اثر جوش جنوں دیں امید افزا ہے
کشش شوق ہے اور سر میں کمر سودا ہے | دلکاار ماں نہ رہے دم کا بھرو کیا ہے

کوئی شہرب میں مجھے پیش اجل جانے دو
یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو

نظر آجائے مدینہ کا جو مجھ کو سا جل | جی کو فرحت ہو مرے قلب کو تشکیں حاصل
طرفۃ العین میں آساں ہو یہ ساری مشکل | پایادہ ہوں میں عقبی کی کڑی ہے منزل

لغزشوں سے مجھے عصیاں کسے سنبھل جانیدو
یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکل جانے دو

ہو گیا حد سے فزوں یا شہ دیں شوق لقا | دل معموم سے دوری کا اٹھادو پردا
رخ روشن کی تجلی ہوا اگر جلوہ نما | شعلہ نور سے یہ خرمن ہستی ہو فنا

شمع روکا جو ہوں پروانہ میں جل جانے دو
یا نبی جی کی جو حسرت ہے نکھجانے دو

ایضاً

آج ہے روح رواں رونق نگزار جہاں
آج ہر گوشہ سے کیوں جوش مسرت عیاں
پئے نظارہ کھلے آج ہیں ابواب جہاں
ذرتے ذرے سے نظر آتی ہوشیار زداں

آج کس شغل میں مصروف ہیں اہل ایمان
شور ہے صل علیٰ صل علیٰ کا ہر آن

آج آراستہ ہے خلد بریں کا گلزار
رجعت حق سے نہ محروم ہے کوئی زہن ہار
چرخ سے آج طریق نور کے ہوتے ہیں نثار
قابل دید ہے اب گلشن عالم کی بہار

غم و اندوہ کا معدوم ہوا آج لشناں
آج کس واسطے ہیں وقف طرب پیر و جواں

چرخ سے آج جو ہوتا ہے فرشتوں کا نزول
بادب شوق سے تسبیح میں ہو کر مشغول
آکے اس بزم میں کرتے ہیں سعادت و حصول
سر حصار پہ برساتے ہیں رحمت کے پھول

آج ہے قدرت خلاق دو عالم کا ظہور
آج کیا ہے کہ ہر اک دل ہے خوشی سے معمور

بزم میں آج کوئی راحت جاں آتا ہے
مرغ جاں اب قفس جسم میں گھبراتا ہے
خنچہ دل جو مسرت سے کھلا جاتا ہے
یہ میں قدرت کے کرشمے جو دکھلاتا ہے

دل کو پہلو سے تنہا ہے جدا ہونے کی
آرزو شیخ رسالت پہ فدا ہونے کی

ہر طرف پھیلی ہے کیا نکبت فردوس بریں
خود فراموشی کے عالم میں ہیں ارباب یقین
زہد محفل ہے مگر آج کوئی ماہ حبیبیں
ہوش میں لائیں لیکن کوئی تدبیر نہیں،

دلوں پہ یہ ہے کہ بس سینہ پھٹا جاتا ہے
سر میں سودائے محبت جو سما جاتا ہے

اہل ایمان کا ہے امیج سر لئی میں وہیں
انہر افشانی میں مصروف ہیں ارباب سخن

ذوق ہے بادۂ عرفاں کا بوجہ احسن | نکتہ رس تاکہ حقیقت میں ہو طبع روشن

نفس مضمون کے طلبگار ہیں اہل بصر
حسن معنی کا قرینہ ہو مگر پیش نظر

جمع کس واسطے ہیں آج یہاں خرد و کلاں | راز کیا ہے سبب اسکا کوئی آخر ہو عیاں
گوش زد مجھ کو ہوا ماتف غیبی کا بیاں | کسٹے فکر میں ہے سر مگر بیاں جہاں

آج ہے محفل میلادِ رسول اکرم
آج حضار کی قسمت میں ہے گلزارِ ارم

اسکی محفل ہے جسے چہر عطا کہتے ہیں | اسکی محفل ہے جسے ماہ لقا کہتے ہیں
اسکی محفل ہے جسے شمس ضحیٰ کہتے ہیں | اسکی محفل ہے جسے نور خدا کہتے ہیں

اسکی محفل ہے جو ہے سرور دیں ختم رسل
اسکی محفل ہے جو ہے رہبر دیں شمع سبل

اللہ اللہ ہے کیا رتبہ شاہ والا | حسن پر جسکے ہے خلاق دو عالم شیدا
یہی نکتہ ہے عیاں جسم کا سایہ جو نہ تھا | سایہ کس طرح ہو جب آپ ہو ظل خدا

ذات ہے آپ کی جب عقل خرد سے برتر
مرتبہ آپ کا کیا ہے کوئی سمجھے کیونکر

نغمۂ شعر جو اس بزم میں پڑتے ہیں آج | دل عشاق کے ارمان نکلتے ہیں آج
مضطرب دل جو ہیں سینے میں اچھلتے ہیں آج | جو ہیں بچپن وہ کس طرح سنھلتے ہیں آج

محو ہو اپنی خودی سے جو گزر جاتے ہیں
نقد دیدار پر ہم کو وہی پاتے ہیں

حور و غلاں نہیں جنت میں ٹھہرنے والے | ہیں وہ ذکر شہ کو نین پہ مرنے والے
قدسیاں بھی تو ہیں دم عشق کا ہر نوا | نیک طالب ہیں قد اجاں کو کر نوا لے

آج ہوتی ہے یقیں دولت جلوید نصیب
آج عشاق کی تقدیر میں وصل نصیب

سر ہے بیگار جو سوداے نبی سر میں نہیں
مرے داغوں کی ضیا ہر منور میں نہیں
دل وہ تیرہ ہے جو عشق پر کچا اس گھر میں نہیں
سوزش دہکی علامت کوئی انگر میں نہیں

دیدہ تر سے مرے نوح کا طوفاں ہو پیا
آہ سے میری نہ پڑ جائے فلک کو پالا

سوز الفت میں ہو پیدا تو ہو الفت کا اپتر
دل سے پیدا ہوں جو آہیں ہوں ہوں ہیں کر
عشق کی پھانس جو چھب جائے اٹھے درد جگر
دور ہو جائے خودی غیر سے ہو قطع نظر

پاک ہو روح بشر دور گرفت ہو جائے
دوستو عشق پیہر جو عنایت ہو جائے

جنس ناقص پسلم ہے شرف افضل کو
نور خورشید سے نسبت نہیں کچھ مشعل کو
لگ گیا داغ مذمت کا مہ اکمل کو
کس طرح شان نبی آئے نظر احوال کو

جسکو اقرار نہیں آپ کی یکتائی کا
اسکی آنکھوں میں قصور آگیا بینائی کا

یا نبی درگہ عالی میں ہے میری فریاد
دل منعموم ہو اب قید الم سے آزاد
کیجئے ہر خدا خاطر ناشاد کو شاد
اپنے دیوانے کو اب ہر خدا کیجئے یاد

دشت طیبہ میں اسے تھوڑی سی جا بلجائے
یا نبی مدح سرائی کا صلہ ملجائے

ایضاً

عشق رسول سینہ میں جلوہ نما ہوا
سر میں ہے لغت پاک کا سودا بھرا ہوا

لطف بیاں کا رنگ ہے لب پر چڑھا ہوا اور چشم دل کو نور بصیرت عطا ہوا

قصر جہاں ہے میری نظر سے گرا ہوا
مداح مصطفیٰ جو ہوا میں بجا ہوا

مجھ سے ادا ہو مدح بھلا میری کیا مجال
نعت نبی بشر سے ادا ہو یہ ہے محال
مداح جس کا آپ خداوند ذوالجلال
لیکن ہے زندگی بھی بجز اسکے کمال

جاں وقف عشق شاہ ہو کہ جنگ جہاں ہے
گویا زباں ہر نعت میں جنگ باں رہے

فکر سخن میں بحر طبعیت رواں کروں
نعت نبی میں والہ گو ہر فشاں کروں
یعنی زمین شعر گو میں آسماں کروں
ارباب ذوق وجد کریں وہ بیاں کروں

بنکر گدا حصور کا پایا ہوں برتری
مور ضعیف کو ہے سلیمان سے ہمہری

بلبل نہیں تو طوطی شکر فشاں تو ہوں
جادو بیاں نہیں تو فصیح اللہ تو ہوں
معجز رقم اگر نہیں شیریں زباں تو ہوں
گر کچھ نہیں غلام شدہ و جہاں تو ہوں

رخ سے نقاب شاہد معنی اٹھاؤنگا
تیغ زباں کے آج میں جو ہر دکھاؤنگا

کس کا وجود باعث کل کائنات ہے
منظر احد کا کون ہے احمد کی ذات ہے
گنجینہ علوم و رموز و نکات ہے
یرودہ پڑا ہے میم کا پردے کی بات ہے

توحید کے چمن میں جو نقش و نگار ہے
اظہار شان سید عالی تبار ہے

پیر تو فکن ہے برج رسالت کا آفتاب
نور نبی کا جلوہ ہے ہر شی میں بے حجاب
لوح و قلم زمین و زماں جس سے فیضیاب
خورشید میں ضیا ہے تو گوہر میں آب تاب

روح الایں سے نہ کسی حور سے ہوا کونین کا ظہور اسی نور سے، ہوا	
باطل پرست جھک گئے بحر و نیاز سے پر وہ اٹھا دیا جو حقیقت کے راز سے	حق کی صدا بلند ہوئی جب حجاز سے لو لگ گئی ہر ایک کی بندہ نواز سے
کرنے لگے سجد و حجر اور شجر رکوع طلعت گئی جو ہر رسالت ہوا طلوع	
توحید کا علم تھا صداقت کا نور تھا دشت و جبل میں گونج اٹھی جبکہ یہ صدا	جن و بشر کو جس نے مسخر بنایا اصنام کی زباں سے ہوا اللہ کا غل اٹھا
اک آن میں زمین کا تختہ الٹ گیا کا یا پلٹ یہ تھی کہ زمانہ پلٹ گیا	
تبلیغ دیں ہوئی ہے تو طبع سلیم سے شیدا ہوئی جو خلق تو خلق عظیم سے،	راہ ہدٰی دکھائی تو لطف عظیم سے بندے ہوئے تو قرب خدائے کریم سے
رحمت کا جب ظہور ہوا غر و شمال سے ابلیس کو بھی حصہ ملا اسکے خوان سے	
اعجاز مصطفیٰ کا ہے یہ مختصر بیاں، از خود رگوں میں خون حیات ہوا رواں	جو رہزنانِ دین تھے بنے دیں کے پاساں وہ جاں نثار بن گئے جو تھے عدوئے جاں
دلیں نگاہ لطف پیہر جو گر گئی، گو یا کہ روح قالب بے جاں ہیں پڑ گئی	
جو سر تھے پُر غر و جھکے سب بنو دیں، شہرت کی آرزو میں نہ نام و نمود دیں	مضروب تھے عبادت رب و دود دیں وقف رضا ہی تھے قیام و قوم دیں
کیا رہ گئی تمیز سفید و سیاہ کی	

بس ایک ہی جگہ تھی گدا اور شاہ کی،	سرگرم وقف معرکہ کارزار تھے لیکن ملے وہ خاک میں جو تاجدار تھے	اعدائے دیں جو فسق پہ لیل و نہار تھے اک ایک پہلوؤں کے مقابل ہزار تھے
شیرازے کفر و شرک کے سارے کچر گئے سرکش جہاں کے جتنے تھے کٹ کٹ کچر گئے	تھی فوج استقبائیں صدالامان کی خورد و کلاں منائے گلے خیر جان کی	ہر معرکہ میں فتح ہوئی عزدشان کی توجید کی تھی تیغ نہ محتاج میاں کی
چھلنی ہوا ہے سینہ عدو کے سپاہ کا نیزہ لگا جو اشہد ان لا الہ کا	جسد کم ذوالفقار علی خون فشاں ہوئی تکبیر کی صدا پہ اجل جانستاں ہوئی	سردوش پر گراں توجہ اتن سے جان ہوئی نابود دم میں ہستی پرو جواں ہوئی
فی النار اشقیاء کو کیا چیر بھاڑ کر اور رکھ دیا الگ در خیر اکھاڑ کر	وہ بن گئے سپہ نصیلت کے آفتاب جاں میں خلش جگر میں طیش دلیں اضطراب	جو جو ہوئے تھے نور ہدایت سے فیضیاب کھاتے تھے عشق شافع محشر میں بیج و تاب
روشن وہ نام صفحہ ہستی پہ کر گئے عشق رسول پاک میں جی سے گر گئے	یہ جان نزار سرور دیں پر نثار ہو سینہ ہوا عذار جگر بے قرار ہو	یار بعبث نہ زندگی مستعار ہو عشق نبی سے گلشن دل پُر بہار ہو
حق کی طلب میں ہستی باطل قناکروں معدوم ہو کے عشق میں حاصل بقا کروں		

مغموم دلفگار کی دایم ہے التجا، یارب ترے حبیب روضہ مجھے دکھا
دل ہے فراق احمد مل میں مبتلا، سرسبز ہو الہی مرا نخل مدعا

جان میری آستان نبی پر نثار ہو
یارب جو ارشاد میں میرا مزار ہو

ایضا

فیض ازل سے ہے چمن دہر بہرہ ور، ہر سمت آج حسن حقیقی ہے جلوہ گر،
پیش نظر ہے یار جو بود سعت نظر، قدرت کا ہے ظہور تو رحمت کا ہے اثر

وقف ترانہ خلد میں علماں و حور میں
اور شکر حق میں زمرہ سنج اب طیور میں

اک غنفلہ ہے آمد ماہ ربیع کا، فضل خدا سے گلشن عالم ہے پُر ضیا
پیہم ظہور رحمت باری ہے جا بجا، مژدہ ہلا کہ باب اجابت ہے اب کھلا

میں گل کھلاؤں لغت شہ ذیوقا میں
بلبل ترانہ سنج ہو فصل بہار میں

جبتک سرافق ہوں در آسماں کھلے، جبتک رہیں یہ دیدہ گوہر فشاں کھلے
جبتک خدا رسیدوں پہ ستر نہاں کھلے، لغت رسول پاک میں میری زباں کھلے

ہر دم ہو درد نام حبیب الہ کا
اور وقت نزع اشدان لا الہ کا

دلیں کیسے اب نہ رہے کوئی مدعا، ہے عاصیوں پہ باب اجابت کھلا ہوا
لازم ہے ہوں خلوص سے مہر و وفا التجا، بزم ادب ہے محفل میلاد مصطفیٰ

حور دلیں ذکر ہے شہ عالی مقام کا

اگر دیوں میں غل ہے درودِ سلام کا

ارض و سما رضائے نبی سے ہیں برقرار
خلق محمدی سے عیان شانِ کردگار
رحمت کو حق کی جنبش اب کا ہے انتظار
عظمت خدا کی ذاتِ پیمبر سے آشکار

جوشِ شاہِ انبیا کا طلبگار ہو گیا
جامِ مئےِ الست سے سرشار ہو گیا

محوِ جمال ختمِ رسالت رہا کروں
اپنا وجود ذاتِ نبی میں فنا کروں
نور خدا سے خانہٴ دل پر ضیا کروں
قربان و لکھو جان کو اپنے فدا کروں

میں اور تقابلی کا ہوا ور یہ جہاں نہ ہو
پہونچوں وہاں کہ خلق میں میرا نشان نہ ہو

ہر جا ہے جلوہ ریزیِ نورِ شہِ بدای
روحِ الامیں نہ آپ کے رتبہ کو پاسکا
شمسِ قمر میں انجم و گوہر میں ہے ضیا
فہم بشر میں آئینگی کیا شانِ مصطفیٰ

قدرت کے کارخانہ میں محتار جزو کل
مقبول اب حبیب خدا خاتمِ الرسل

محروم دعا سے ہوں مقصد سے دور ہوں
قسمت جو ہو رسالتِ مدینہ میں جالبوں
کتنک فراق میں غم و رنج و الم سہوں
اس ارضِ پاک میں مری خواہش پر مشغول

تسکین ہو حصولِ دلِ شرمسار کو
دیکھا کروں رسولِ خدا کے مزار کو

ہجرِ شہِ انام میں کب کا رگر ہوئی
اک آگ ہے کہ سینہ کے اندر لگی ہوئی
دلکی طیش جگر کی خلش اور بیکلی
جزا سکے اور تو کوئی صورت نہیں رہی

بیمارِ غم ہوں مجھ کو درِ مصطفیٰ ملے
یارِ ترے حبیبِ دارِ الشفا ملے

پیدا سکون قلب کا ساماں نہ ہو کبھی
صحت کا اس مریض کو اراماں نہ ہو کبھی

دلیں ہو درد و دکا درماں نہ ہو کبھی
وقف نشاط یہ دل سوزاں نہ ہو کبھی

مقصد یہ ہے جو سلسلہ جاری ہے آہ کا
رشتہ نہ ٹوٹے عشق حبیب الہ کا

مرنے کی آرزو میں گزرتی ہے زندگی
دکھلاینگی کرشمہ دل میری بیکسی

مشکل ہے بیچ اور مصیبت ہے دل لگی
عشق نبی کی آگ ہے اندر لگی ہوئی

جدم بلند آہ سے اپنی دہواں کروں
پیدا اک آسمان تہ آسماں کروں

دائم غم فراق کی رہتی ہے دار دیگر
میں شاہ دیں کی دام محبت ہوں اسیر

ملتی نہیں مصائب و آلام کی نظیر،
کیا انقلاب گردش آفاق و چرخ پیر

طاقت کسی طرح دل بیمار میں نہیں
جنش کی تاب مرغ گرفتار میں نہیں

فریاد اور زناں میں تا شیر کب نہیں
لیتا ہوں کام ضبط سے میں در نہ یقین

یہ خوف ہے زمیں تہ و بالا نہ ہو کہیں
برپا کرے نہ حشر کا عالم دل حزیں

عشق رسول میں یہ کرشمہ ہے آہ کا
جل جائے ایک آن میں دفر گناہ کا

عاصی ہوں رو سیاہ ہوں اور شمسار ہوں
امید دار رحمت پر درد گار ہوں

عاجز ذلیل و خوار ہوں اور خاکسار ہوں
یہ سچ مگر غلام شہ ذلیقار ہوں

زاہد کو اپنے زہد دریا صفت پہ ہے گھنڈ
محکوم شہری کی شفاعت پہ ہے گھنڈ

شاہ دن تو مجھ پر خنایت کی اک نظر

س وقت جبکہ نے کسی کو کوئی سزا

سہو و خطا و جرم سے ہو میرے درگزر کیجئے یہ روسیہ کو شفاعت سے بہرہ ور

رسوا سے خلق ہو نہ قیامت میں یہ گدا
مداح آپ ہی کا ہے معموم بینوا،

ایضاً

کیوں آج دماغ اہل جہاں کا ہے معطر
کیوں آج نکلتی ہے تنہا مری بڑ بکر
کیوں آج نظر آتا ہے فردوس کا منظر
کیوں آج ہوا وقف مسرت دل مضطر

مژدہ یہ لئے رحمت حق آج کھڑی ہے
بخشش کا ہے سامان اجابت کی کھڑی ہے

ہے حسن تجلی کا ظہور ارض و سما سے
پھولوں کی جہک آتی ہے دامن صبا سے
پر لوز میں الماس و گہر جبکی ضیا سے
غنچوں کے دہن گھٹنے لگے صل علی سے

ہر ذرے سے ہوتا ہے عیاں رتبہ شاہی
ہر برگ و شجر سے ہو عیاں شان الہی

سر سبز ہے شاداب ہے ہر کوہ و بیا باں
خورشید کی صورت درو دیوار ہیں بیا باں
ریشک چمن خلد بنا دشت کا داماں
کس خوش پہ ہے نغمہ مرغان خوش الحان

کچھ رنگ نرالا ہے شجر اور حجر کا
جو دیدہ بینا ہے وہ ہے محتوم شا

افلاک بخشش کے کھلے آج خزانے
رضواں جو کمر بستہ ہے جنت کو سجانے
رحمت کے فرشتے لئے پھرتے ہیں لٹانے
حوریں بھی سناتے ہیں مسرت کے ترانے

مردہوشی کا عالم ہے ادا کیا ہوزباں سے
خوشبو جوتی آتی ہے گلزار جہاں سے

بخشش بہ کرم خوش پہ ہے قلم رحمت
مشتاق لقا کو ہے یہ ہر آن بشارت

ہے صبح طرب چاک ہوا پردہ لعلت
ہے چشم بصیرت کے لئے دید کی دولت

دل نے کہا آفاق میں کیا دہوم محی ہے
دانش نے کہا محفل میلاد نبی ہے

اس محفل ذیباں پہ ہیں سب الہ و شیدا
سیراب ہے خجائے توحید کا پیاسا

اس بزم مقدس کا یہ سب کچھ ہے کرشمہ
جو آیا یہاں قرب الہی کو وہ پایا

یہ قلب کی تسکین ہے یہ ہے درد کا دوا
یہ مدرسہ عشق، یہ ہے منزل عرفا

نظارہ جنت جسے کہتے ہیں یہی ہے
اللہ کی رحمت جسے کہتے ہیں یہی ہے

دارین کی دولت جسے کہتے ہیں یہی ہے
کونین کی نعمت جسے کہتے ہیں یہی ہے

محبوب خدا شاہ ام کی ہے یہ محفل
خود شہید کرم ابرہہ کی ہے یہ محفل

جب شہ کونین کا کچھہ جوش دکھاؤ
قربان کرو جان کو آنکھوں کو بچھاؤ

اس بزم پر الزار میں اخلاص سے آؤ
خبر عشق پیہر کوئی شے ساتھ نہ لاؤ

غیروں کی محبت بھی یہاں بے ادبی ہے
یہ محفل میلاد رسول عربی ہے

کیا نام مبارک میں حلاوت ہے میسر
کیا بحر طبیعت کے نکل آتے ہیں گوہر

کیا ذکر شہ کون و مکاں میں ہر زبان تر
کیا زفرہ سخی میں ہیں مصروف سخنور

یا رب پئے عشاق مرا کام بھی ہو جائے
ارواحِ ہیر میں مرا نام بھی ہو جائے

کس لغت نبی سے کس طرح میں لکھوں
کس لغت نبی سے کس طرح میں لکھوں

کیا حوصلہ اور کیا مریستی ہے میں کیا ہوں
 ماں سرور کو نین کا خاک کف پا ہوں

مسکن ہے سر عرش مری فکر رسا کا
 ہے مد نظر و صفائے ہر دوسرا کا

سلطان رسل بحر کرم سید ابرار
 امی لقب و فخر جہاں سرور و سالار
 مقبول خدا ابر عطا ہر ضیا بار
 سرتاج نبوت بخدا احمد مختار

شاہنشاہ ارباب صفا چتر شریعت
 ذی عظمت و سرور قرا یوان شفاعت

طلہ تیری توصیف ہے لواک تری شام
 لوح و قلم و شمس و قمر تاج فرماں
 قرآن تری تفسیر ہے تو معنی قرآن
 تو مظهر حق، سر خدا، صورت انسان

آئینہ قدرت میں کسے دیکھ رہے ہیں
 جو دیکھنے والے میں تجھے دیکھ رہے ہیں

قائم تری عظمت کا نشان بحر میں بریں
 پر تو ترے انوار کا ہے لعل و گہر میں
 ہے شان رسالت کی ضیا برگ شرمیں
 شعلہ ہے ترے عشق کا پتھر کے جگر میں

ہر شی سے نمودار ترے فیض کی صورت
 ہر ایک کے دلیں ہے ترا دل و محبت

ہر اک کو طلب ہے تری ای سرور دنیا
 وہ کون جو رتبہ سے نہیں ترے آگاہ
 ہے قبلہ ارباب بصیرت تری درگاہ
 حوروں میں ترا ذکر فرشتوں میں تری چاہ

ہر ذرے میں موجود تری جلوہ نمائی،
 میں کیا ہوں مسخر ہے تری ہماری خدائی

ہے احمد مختار کا سودا مرے سہ میں
 ہے درد و طیش دلیق سوزش جگر میں
 ہے حکمد کون و مکاں میری نظر میں
 موجود مگر شاہ مقصود ہے بر میں

مینوش محبت نہ گیا کوئی بھی پیاسا
خالی نہ رہا میکدہ میشراب و بطحا

بریاں ہے جگر عشق میں او چشم بھی نم ہے
تقریر مرے جرم کی جو کچھ ہو وہ کم ہے
حسرت سے طپاں دل ہے تو جان قفا الم ہے
حکم شدہ دیں پر سر تسلیم یہ خم ہے

منصب بھی ہے کوئی نہ کوئی دہر میں سب کا
آقا کو حکومت کا غلاموں کو ادب کا

یا شافع محشر میں گرفتار بلا ہوں
جو کچھ ہوں ہر اک حال میں راضی برضا ہوں
آشفقہ ہوں مغموم ہوں پامال جفا ہوں
اتنی ہے مری عرض کہ مشتاق لقا ہوں

سیراب مجھے چشمہ دیدار سے کر دے
ہاں گو ہر مقصود سے دامن مرا بھر دے

رباعیات و قطعات

رتبہ سے ترے کون ہوا ہے آگاہ
در ماندہ ہیں فہم و خرد و ہوش یہاں
یا صاحب لولاک تو ہے نطل الہ
کیا کہ نہ حقیقت کو ترے پائے نگاہ

ولہ

طالع کی رسائی پہ قلم نازاں ہے
غل صلی علی کا ہو بروح اکرم
وصف شدہ ذیشاں میں گہ افشاں ہے
آرایش محفل کا یہی سماں ہے

ولہ

مکدستے یہ محفل میں سجے جاتے ہیں
مشتاق پہ ہے وجد کا عالم طاری
گل لغت نبی کے جو کھلے جاتے ہیں
کیا نام محسود پہ پڑے جاتے ہیں

ولہ

پُر نور ہے میلاد نبی کی محفل، ہر دم ہے یہاں رحمت باری نازل	ہے قرب خدا قرب سپہر حاصل، فردوس بریں کی ہے یہ پہلی محفل
میلاد نبی کا جو بیاں ہوتا ہے خوشبو جو پہونچتی ہے تو کہتے ہیں ملک	فردوس کی محفل کا گماں ہوتا ہے ذکر شہ لولاک کہاں ہوتا ہے
ہر لب پہ یہاں ذکر نبی جاری ہے اللہ اللہ بزم میلاد نبی	ہر آن ظہور رحمت باری ہے کیا لغت رسول کی گھر باری ہے
اس بزم میں رحمت خدا شامل ہے تعلیم و ادب سے ذکر محبوب سنو	فردوس کو جانیکی یہی منزل ہے میلاد رسول پاک کی محفل ہے
چاہے جو کوئی شعر میں پیدا ہوا اثر سمجھو کہ یہ ہے لغت نبی کا صدقہ	آغاز میں ہو حمد خدائے اکبر کھل جائیں اگر تیغ زباں کے جوہر
ہے شوق اسیری تو گرفتار بھی ہو عشق شہ مرسل میں فنا کر خو دو	مجرم ہے تو رحمت کا سزاوار بھی ہو بخشش کے لئے کوئی مددگار بھی ہو
مداح جناب شاہ دلپاشاں ہوں میں یہ دولت داریں ہے دہن بھر لو	اس در کا گداجہاں کا سلطان ہوں میں وصف احمد میں گو ہر افشاں ہوں میں

اور رحمت کروگار بھی ہے شامل
میلاد شہ ہدی کی ہے یہ محفل،

اس بزم میں قرب مصطفیٰ ہے حاصل
ہے ورد زباں صل علی صل علی

راج خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ضیاء شمع رسالت ہے حضرت صدیق
گل ریاض صداقت ہے حضرت صدیق
سراج چرخ ولایت ہے حضرت صدیق
انیس منظر رحمت ہے حضرت صدیق
کہ خضر راہ ہدایت ہے حضرت صدیق
کہ صدر مسند عزت ہے حضرت صدیق
بجاستون شریعت ہے حضرت صدیق
لوائے شوکت و عظمت ہے حضرت صدیق
کہ شرح دق فطرت ہے حضرت صدیق
نشان لطف عنایت ہے حضرت صدیق
کہ زبیر قصر حکومت ہے حضرت صدیق
ازل وقف عنایت ہے حضرت صدیق
کہ نور گوہر عظمت ہے حضرت صدیق
رفیق ختم نبوت ہے حضرت صدیق
وہی نہال سخاوت ہے حضرت صدیق
مؤزیق دین کی دولت ہے حضرت صدیق
تسلیع قلم وحدت ہے حضرت صدیق

بہار باغ خلافت ہے حضرت صدیق
فروع بزم شرافت ہے حضرت صدیق
ہلے اوج سعادت ہے حضرت صدیق
کنوز مخزن قدرت ہے حضرت صدیق
پسھر فضل و کرامت ہے حضرت صدیق
وہ برگزیدہ حق اور جانشین رسول
ایسے سر پہ ہے سہرا اشاعت دیں گا
بنی کے بعد جو ہے سب سے افضل و اکمل
یدام محرم اسرار حضرت داوود
شمیم رحمت حق، مہکت دلائل رسول
گلیم فقر ہے مرغوب بادشاہی میں
سحب حضرت حق جاں نثار سرور دیں
وقار دیں ہے ثنا و رہ بحر عرفاں کا
وہ ہمینہ صاف تھا آئینہ کمال رسول
ملک پکی ہے فرشتوں نے پیروی سکی،
ایسی ذات سے تاباں ہے اختر اسلام،
اد کیا ہے دل و جاں سے حق نیابت کا

ہے دشمنوں کا مقولہ کہ عدل پرور ہے
وہ کس طرح سے نظر آئے کو رہا بطن کو
وہ کلمہ گو ہوئے جو تھے شریک گمراہی
ہوا ہے وہ شہ دیں کا خلیفہ اول
بنایا دین کا باطل پرست کو شہیدا
محبت نبوی جس کا عین ایماں تھا
جہاں میں پھیل گیا نور شوکت اسلام
خدا رسیدوں کا ملجہ ہے دین کا حامی
وہ باب علم ہے گنج خفی کا ماہر ہے
مدام پیش نظر تھا کلام ربانی،
ہوئی حقیقت اسلام آشکارا اس سے
جہاں کے سارے سلاطین ہیں جسکے ذلہ ربا

کہ آفتاب ریاست ہے حضرت صدیق
کہ قرب چشم بصیرت ہے حضرت صدیق
کہ رہنمائے طریقت ہے حضرت صدیق
ضیائے کوکب قسمت ہے حضرت صدیق
کہ سدا راہ ضلالت ہے حضرت صدیق
دلیل شان امامت ہے حضرت صدیق
مدام دافع ظلمت ہے حضرت صدیق
نبی کی جا ہو جو قربت ہے حضرت صدیق
کہ ستر حق کی حکایت ہے حضرت صدیق
کہ دین حق کی حفاظت ہے حضرت صدیق
یہ سچ ہے دین کی حجت ہے حضرت صدیق
کہ تاجدار خلافت ہے حضرت صدیق

مدام شغل ہو مغموم مدح خوانی کا
کہ غمزدوں کی بشارت ہے حضرت صدیق

مدح سبط رسولؐ

وہ کون تھا جو ہوا پیشوائے اہل ہادی
وہ کون تھا جو کیا سرگوراہ حق میں فدا

وہ کون تھا جو ہوا جلوہ گاہ نور خدا
وہ کون تھا جو ہوا مقتداے اہل صفا

وہ یوسف گاہ نبی راحت دل نہ ہرا نہ
وہ شان مصطفویٰ نوز چشم شیر خدا

وہ کون قبلہ ارباب صدق شاہ جہاں

وہ کون مخزن ایمان و معدن عرفاں

وہ کون تاج رسالت کا گوہر تباہاں	وہ کون پاک فرشتہ تھا صورت النساء
لو اے شوکت دین رسول ربّ علا	امام حلقہ ابرار و سید الشہدا
وہ کون محرم اسرار حضرت داور	وہ کون مظہر انوار شاہ جن و بشر
وہ کون معرفت حق کا بے بہا دفتر	وہ کون شان الہی کا خوشنما سیکر
ضیائے جہر شریعت گل ریاض رسولؐ	وہ دلبر اسد اللہؐ نور عین بتول
وہ کون مایہ رحمت وہ کون حق آگاہ	وہ کون ملک ولایت کا تھا جو شاہنشاہ
وہ کون زینت باغ عیشت و عالیجاہ	وہ کون سرور عالیوقار و ظل اللہ
امین سر خدا واقف خفی و جلی	ظہور شان پیمبر حسین ابن علیؑ
قدم ہٹانہ رہ مستقیم سے مطلق،	وجود جس کا ہے دین رسول کی رونق
عدو کی فوج میں کرتے آتھے لغزہ الحق	نہ سر کے جانب کا غم تھا نہ جان کا رنج و قلق
ہوا ہے عمر کا لہریز جب کہ پیمانہ	عدم کی راہ میں نکلا جلوس شایانہ
تھی سجدہ میں دم آفرین بر انوار	زبان پہ شکر خدائے جلیل کی تکرار
ہوئی رضاؑ الہی میں جان پاک نثار	وہ کیا جگر تھا تہ تیغ بھی تھا جس کو قرار
شہید راہ خدا میں امام ہوتا ہے	یہی تو صبر و رضا کا مقام ہوتا ہے
عجب تھی شان گل گلشن رسالت کی	نہ انتہا تھی مصیبت کی اور نہ آفت کی
گر تھی دل میں محبت خدا کے عظمت کی	شریعت شہ والا کی کیا حفاظت کی

<p>صدایہ غیب سے آئی کہ اے نفیس گھر، کہو تو ٹوٹ پڑے آسمان اعدا پر</p>	<p>کہا کہ میں ہوں جگر گوشہ رسول کریم نہیں مری یہ تمنا کہ ہو عذاب الیم</p>	<p>کہ وجہ رحمت عالم ہے جن کا خلق عظیم مشیت احدی پر ہے خم مرتسلیم</p>
<p>جو کلمہ گویوں کی شدت ہے عین راحت ہے کہوں میں کیا مرے نانا کی یہ بھی امت ہے</p>	<p>یہ کیا کلیجہ یہ کیا صبر نوز عین بتول ہاؤ خوں کے آنسو کہ ہو غل مقبول</p>	<p>مقام غور ہے اے عاشقانِ آلِ رسول غم امام سے دایم کرو ثواب حصول</p>
<p>یہ غم وہ غم ہے کہ جس غم میں لطفِ داور ہے یہ غم وہ غم ہے کہ جس سے نجات محشر ہے</p>	<p>سلام تجھ پہ ہوا سے جانشینِ پیغمبر سلام تجھ پہ ہوا سے شاہِ تادمِ محشر</p>	<p>سلام تجھ پہ ہوا سے جانِ ساقی کوثر سلام تجھ پہ ہوا سے شاہِ تادمِ محشر</p>
<p>خلوصِ دل سے عزیز و پڑ ہو لبِ ذکرِ کریم سرا امام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم</p>	<p>غلام ہے ترا معنوم اے شہِ عالم ہے آرزوے نقاد و کریمِ نرجسِ عالم</p>	<p>طفیلِ سرورِ کونینِ کر مگاہِ کرم ہوں میں دید کی دولت سے شاد اور خرم</p>
<p>زبانِ عجز سے کیا وصف ہو ترا اظہار ادب سے سر بگیاں ہے کلک گوہرِ یار</p>	<p>سلام بر روحِ پر فتوح جنابِ الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہما</p>	
<p>السلام لے مظهرِ انوار سبحانِ اسلام</p>	<p>السلام لے قبلہ اربابِ ایمانِ اسلام</p>	

السلام ہے رازدار گنج عرفاں اسلام
 السلام ہے پیشوا ہے اصفا سبط رسول
 السلام ہے عظمت دین پیبر ستر حق
 السلام ہے گوہر دریائے رحمت باصفا
 السلام ہے گنج معنی سایہ فضل الہ
 السلام ہے بندہ پروردگار صاحب خلق عظیم
 السلام ہے واقف ستر علی ستر خفی،
 السلام ہے حسن افزائے مرد و مہر فلک
 السلام ہے والی ملک ولایت بالیقین
 السلام ہے قطب میں شاہ شہیداں اسلام
 السلام ہے سید عالی نسب والاحساب،
 السلام ہے دفتر توحید حق مشکل کشا
 السلام ہے گوہر تاج نبوت پُر ضیا،
 السلام ہے نور رب محبوب محبوب خدا
 السلام ہے نور چشم فاطمہ بنت رسول
 السلام ہے مقبل داود حسین ابن علی
 السلام ہے قدوۂ عالم ابام السلین
 السلام ہے گل باغ رسالت وارث ختم الرسل
 السلام ہے مصطفیٰ چشم و چراغ امر ماضی
 السلام ہے حق پر دی اللہ اکبر شاہ
 طاعت حق سے نہ پھیرا نہ تہ تیغ عدو

السلام ہے مخزن الطاف احساں اسلام
 السلام ہے تاجدار لطف رحماں اسلام
 السلام ہے دافع آزار عیساں اسلام
 السلام ہے چارہ قلب پریشاں اسلام
 السلام ہے صاحب لطف قراواں اسلام
 السلام ہے رہنمائے خلق و ذیشان اسلام
 السلام ہے چارہ ساز درمنداں اسلام
 السلام ہے رشک حسنہ کنعاں اسلام
 السلام ہے شان محبوبی نمایاں اسلام
 السلام ہے ابن حیدر شہر نیراں اسلام
 السلام ہے دستگیر بے نوا یاں اسلام
 السلام ہے روتق اوراق قراں اسلام
 السلام ہے نور خورشید درختاں اسلام
 السلام ہے شمع عرفاں مہر تاباں اسلام
 السلام ہے نادی یکتای دوراں اسلام
 السلام ہے دین احمد کے نگہاں اسلام
 السلام ہے امت عاصی سلطان اسلام
 السلام ہے جانشین شاہ شاماں اسلام
 السلام ہے نائب سلطان دوراں اسلام
 السلام ہے فخر شاہ جن و انساں اسلام
 السلام ہے آفتاب دین کے ہماں اسلام

سروری و برتری ہے تجھ کو ثایاں اسلام
 اے شہید کربلا اے حق کے جہاں اسلام
 اسلام اے قدرت حق تجھ پہ نازاں اسلام
 اسلام اے یادگار شاہ مرداں اسلام

دین برحق کے لئے کیا کیا ہے ظلم و ستم
 حورو غلاماں و ملائک منتظر تیرے لئے،
 رحمت حق جاوداں نازل ہو اے مظلوم قوم
 دین پر ثابت قدم ایسے کہ قرباں ہو گئے،

از پئے خاتون جنت بخشوار روز جزا
 ہاتھ ہے معموم کا اور تیرا دامن اسلام

صبر و سکون دل کسی عتقا کا نام ہے
 یہ ماتم حسین علیہ السلام ہے
 دور نشاط و عیش کا اب اقسام ہے
 کہتے ہیں جسکو صبح مصیبت کی شام ہے
 ایام غم جو آئے مسرت تمام ہے
 ہر دم بطر تازہ ظہور امام ہے
 و جگر رضا کے حق سے جو راضی ام ہے
 جسکے طفیل ارض و سما کا قیام ہے
 ہے ہے شہادت شہ عالی مقام ہے
 اور آفتاب چرخ ولایتہ الام ہے

طغیان شمشک کا اک اثر و عام ہے
 جنبش میں آج ہر درو و یو اور و بام ہے
 ہے چرخ پر ہلال محرم جو آشکار
 آغاز سال رنج و الم کی ہے ابتدا
 کیسی خوشی کہاں کے ترلنے کہاں کی عید
 گل سے شجر سے شاخ سے ہے جلوہ گردہ نور
 کیونکر خوشی سے راہ خدا میں فدا نہ ہو
 افسوس اشقیانے کیا اسکا سر جدا
 مجروح تیغ غم سے دل خاص عام ہے
 ختم الرسل جہاں میں رسول انام ہے

کیونکر فروغ پائے نہ معموم کا کلام
 وہ عاشق رسولی محب امام ہے

جو ار رحمت خالق میں آئے جسکا جی چاہے
 غم شبیر میں سر کو کٹائے جس کا جی چاہے
 دم شبیر کا جو ہر گھٹائے جس کا جی چاہے

غم شبیر میں آنسو بہائے جسکا جی چاہے
 قدم میدان کربلا میں اٹھا جسکا جی چاہے
 مدد کا نام ہستی سے منائے جسکا جی چاہے

سعادت دو جہاں کی آج پائے جسکا جی چاہے
خوشی سے وہ نہ شمشیر آئے جسکا جی چاہے
سپر سینے کے تئیں اپنے بنائے جسکا جی چاہے
مکان فردوس میں اپنا بنائے جسکا جی چاہے
ہمارے تیغ کا پھل آج کھائے جسکا جی چاہے

در شہ پر سلامی سر جھکائے جسکا جی چاہے
کہا شہ نے اجل کا سامنا منظور ہو جسکو
کہا فوج عدو میں حرنے لیکر خنجر تسلیم
محبوبہ صدا آتی ہے ہر دم خاک شہدا سے
صدادیتے چلے فوج عدو میں حضرت شبیر

درو دیوار سے مغموم رونے کی صدا نکلا
مرے اشعار غم افزا سنائے جسکا جی چاہے

مرح سلطان الاولیا .

مرے سخن کی ضیا کپ ہے ہر جاور میں
سرور جاں ہے تو بغداد کے ہنظر میں
کہاں یہ تابک روح الامیں کے شہر میں
بہشت کا ہے نمونہ مزار سرور میں
رہی نہ نام کو تیزی قضا کے خنجر میں
وقار غوث ہے کیا دیدہ ہمیں
کرشمہ تھا جو عیاں ذوالفقار حیدر میں
نکل کے آنکھ ہی لگ جائے روزن در میں
قضا کا نقش مثایا قضا کے دفتر میں
میں اور دامن غوث الوریٰ محشر میں
تھی ایسی طاقت تسخیر وئے نوز میں

ہے مرج غوث کا سودا بھرا ہوا سر میں
کہاں کا لطف کدہر کی بہار جنت میں
مقام غوث کو دکھلائے جستجو کر کے
جو دیکھ سکتے ہیں آنکھیں وہ دیکھ لیں چکر
جناب غوث جو کرنے لگے مسیحا ئی،
قدم رکھے شب معراج دوش پر کے
زباں کو آپ کی حصہ ملا وراشت میں
خدا دکھائے جو روضہ تو ہے یہ حسرت دیدہ
شقیٰ سعید بنے مردے ہو گئے زندہ
مجال کیا ہے فرشتے عذاب کے گھنچیں،
صنم پرست جو دیکھا وہ حق پرست بنا

میں شرح حال دل تدار میں لکھوں مطلع

کہ جسکے سننے سے پیدا اثر ہو پتھر میں

کہ اضطراب ہو پیدا دل سمندر میں
لگا ہے کانٹوں کا گویا کہ ڈھیر بستر میں
تو وہ تلاش کرے میرے حال ابتر میں
جو خون گرم مرا رہ گیا تھا شتر میں
ہوا جو تیز چلی آگ لگ گئی گھر میں
جیل میں دشت میں صحرا میں بحر میں

یہ جوش گریہ کی صورت ہے دیدہ میں
شب فراق مرا لوٹنا کوئی دیکھے
جو درد کی کوئی تصویر دیکھنی چاہے
مٹا جواب کے مانند آئینہ فضا د
ملی ہے آہ سے تائید سوزش دل کو
کروں جو نعرہ یا غوث آگ لگ جائے

میں عرض حال میں لکھوں وہ مطلع روشن
کہ جسکا حسن چمک جائے ماہ و اختر میں

بلند شور نہ میت ہو غم کے لشکر میں
تصرف اپنا دکھا دے مرے مقدر میں
رجا ہے اک نگہ لطف و فیض گستر میں
بقا ہے میری شہادت تیری ایک ٹھوکر میں
بھگی پیاس کہاں میری آب کوثر میں
جگر میں سینہ میں دیس داغ میں سر میں
نسیم گلشن بغداد روح پردہ میں
وہاں جو پہنچوں تو پہنچا میں لطف دوز میں
رہے یہ غمزدہ کب تک فلک کے چکر میں

خوشی کا دخل ہو یا غوث قلب مضطرب میں
ہے غلفہ تری صولت کا کاخ خضر میں
مری ہر ایک مصیبت کا خاتمہ ہو جائے
حیات خضر ہے وابستہ آب حیاں سے
حضور کے لب شیریں کا مٹکا ہوں میں
لگی ہے آگ تب عشق کی مرے آقا
علاج خاطر محضوں ہے اے شہ والا
بلاؤ روضہ اقدس پہ یا محی الدین
مدد ہو یا شہ حیاں کہ وقت مشکل ہے

در حضور پہ معجزم میرا دم بھلے
دعا ہے یہ مری درگاہ رب اکبر میں

ایدل حضور قطب نماں عرض حال کر

تقدیر کی بختا پہ نہ ہرگز طال کر

فریاد پہونچے گنبد بغداد میں مری
خوشبوئے خاک روضہ غوث الوریؒ
ہو جائے تا خوشی سے ترے روضہ پر نثار
بیگانہ ہو کے سب چلا ہوں سوئے حضور
دکھلائیگا کبھی در والا حضور کا
اے چرخ میں غلام شد دستگیر یوں
کیا قبض جاں کرے وہ مری ہجر شاہ میں
سکرش کی جانبی نہیں ممکن حضور غوث
محشر ہے کیا دکھا دے جنوں عشق شاہ میں
اے آہ متعلہ باز جلا عشق غوث میں
یہ اشتیاق اور یہ حسرت ہے دید کی
ٹھہرے دلا کہاں تہ گردوں کوئی بلا
ضائع نہ جائے لخت جگر عشق شاہ میں

اے نالہ ہجر شاہ میں اتنا کمال کر
دامن میں اے نسیم سحر اپنے ڈال کر
رکھا ہوں اس قفس میں مری جاں سنبھال کر
آیا ہوں سر سے اپنی مصیبت کوٹال کر
رکھا ہوں دلو عشق کے پھندہ میں ال کر
کرنا جفا کا قصد ذرا دیکھ بھال کر
رکھ دوں قضا کو گیند کی صورت اچھال کر
اے آسمان خمیدہ سر انفعال کر
ہنگامہ اک بیا دل آشفقہ حال کر
تن کا خیال کرنے تو جاں کا خیال کر
رکھ دوں تیرے مزار پہ نگھیں نکال کر
لے نام غوث جو رفلک پا نکال کر
پہلو میں مرغ غم کو رکھا ہوں میں پال کر

معموم کی جیں ہو سر آستان غوث
پوری یہ آرزو مری اے ذوالجلال کر

کیا جن دامن کیا ملک و حور اور پری
کیا با صفا وہ ذات کہ تھا جلوہ گرد ام
کیا ذکر و موشام سے زیر کو غوث
ٹھہرے جہاں میں کیا کوئی شکل ٹوٹا
روکش اگر کوئی شد والا سے ہو گیا
گردن فراز چوتے ہیں جسکا آستان

کون و مکان میں ہے شہ جیلاں کی افسری
آئینہ وجود میں خلق پیہبری
ناتاری و دوستی و چینی و بربری
مام جناب غوث سے سد سکنہ ری
مکن حضور غوث نہیں اسکی جانبی
اس در پہ سرکشوں کی ہے پامال خود سری

میں نغمہ سنج مدحت سبط رسول ہوں
مظلوم کی صدا ہو جو یا پیر و دستگیر
کافی ہے نور چشم بصیرت کے واسطے
وقت نہ پائی اس نے درغوث پاک سے
ٹوٹے طلسم گوشہ چشم حضور سے
برگشتہ نجات بھی نہیں محروم فیض سے
زیر و زبر ہوش ابرو سے کائنات
شکر کا ادعا نہ ہوا باعث فسر و غ
جو ہے مرید غوث وہ کب غرق ہو سکے
رحمت بھی ہے کرم بھی ہے جوش غضب بھی

کیا میرے ہمسفر ہوں عسری و انوری
باغ جہاں سے محو ہو رسم ستگری
جو روضہ حضور کی ہے خاک غبری
جتک کہ سرنگوں نہ ہوا چرخ چنبری
غارت ہوئی ہے ساری جہاں کی فٹوگری
ہے اس گیم فقر میں شاں ٹوگری
پاسنگ کب ہو سوت دارا و قیصری
روپوش و غمش ہوئے کذاب مفتری
دریاے معرفت کی ہے حاصل شنوری
طو رہم پیسبری ہے تو زور غضبری

مطلع لکھوں وہ نور کا مطلع کہیں جسے
ہو جائیں حبیبہ شیفہ زمرہ و مشتری

تو مظہر نبی تجھے شایاں ہے مہتری
سمجھاؤں کیا تو کون ترا متبہ ہے کیا
احرار و اصفیائے قدم دوش پر لئے
کرتا ہے جذب نور کو اپنے وجود میں
مشعل ہیں دو یہ روضہ والا کے جادو
تو دو دماں مرتضوی کا ہے نو نہال
ادنیٰ غلام بھی ہے ترا پیشوائے خلق
ہیں دوش پر ترے جو قدم سوزانک

تو مقبل خدا تجھے زیبا ہے سروری
لطف خدا، وقار نبی، شاں حیدری
ثابت ریاض نہیں ہے تیری برتری
دایم مزار سے ترے خورشید خاوری
کرتے ہیں جہر دمہ ترے تربت کی چاکری
ہے ختم جسکی ذات پہ حقا دلاوری
تابان ہے جسکے رخ سے ضیا گلذری
عالم میں کون ہے جو کہے تیری ہمسری

مطلع لکھوں وہ جس سے ہو روشن چراغ ہنم

گنگان عشق کو حاصل ہو رہی

دریوزہ گر بنا ہوں تو کر فیض گسری
بغداد سے ہوں دور مقدر سے تنگ ہو
گر روضہ حضور پہ ہو جائے جاں نثار
پابند غم اسیر الم ہوں بجال زار
یا در ہو بخت گردش چشم حضور سے
دست دعا اٹھا کہ ہو غم سے مری نجات
بندہ ہوں بارگاہ کا کر بندہ پروری
کیا کیا الم فرما ہے شہا میری بہری
میں خوش نصیبی ہے کہ یہ ہے میری بہری
دلیں طیش جگر میں خلش آنکھ میں تری
تیری نگاہ لطف میں ہے لطف دادری
رب جہاں کو ہے تری منطوق لہری

صدقہ جناب غوث کا لطف رسول ہے
مغموم اوج پر ہے جو میری سخنوری،

مسرور ہے دل جوش پہ ہے رنگ گستاں
قدرت کا یہ ہے فیض کہ ہر گوشہ گلزار
ہر پھول سے سستی کے ہیں آثار ہویدا
بشنم کا ہے یاں فیض تو داں لطف صبا
آئی ہے صبا آج جو مستانہ ادا سے
آتی ہے صدا ہر در و دیوار سے یا غوث
ہر رنگ میں ہے شان الہی کا ظہور آج
آئی جو صدا چرخ سے یا قطبِ ماں کی
جسکو ہو میسر شہ جیلاں کی غلامی
عظمت جو مرے پیر کی ہے رب علا سے
ہوتی ہے یہاں سرور اقطاب کی صیف
اللہ سے یہ دیدہ روضہ والا
کس شان سے آئی ہے بہار چنستاں
انوار کے پر تو سے ہے رشک متہ تاباں
ہر شاخ سے ہے ولولہ عشق نمایاں
ہر سبزہ گہر زہر ہے ہر گل ہے زلفشاں
ہر غنچہ کا ہوتا ہے کہیں چاک گریباں
مصرف ترانہ ہیں جو مرغان خوش الحان
ہر شان میں ہے جلوہ حسن شہ جیلاں
بلبل کی صفت طائر قدسی ہے غزلوان
کیوں اسکی مدد پر نہ ہو شاہ عربستاں
کیا جانے وہ گو خضر کی ہے عمر فراوان
ہر شے سے نمودار ہوئی رحمت یزداں
جھکتا ہے جہاں بہر ادب ہر درخشاں

ہو مرقہ غوث الثقلین پر گزر اس کا
ہوتا ہوں ہر اس طلب وادری میں
حاشا نہ مریدوں کو ہے کچھ حشر کا ہشکا،
غوث الثقلین کی مجھے حاصل ہے غلامی
عقبی میں ہو کیا خوف مجھے نارسق کا
جان بخشی کا فرمان دیا غوث نے جس کو

قابو میں ہوا کے نہ رہے تخت سلیمان
میں بندہ وہ مولائیں گدا اور وہ سلطان
یہ ہے مرا السلام یہی ہے مرا ایمان
نازاں ہے مرا بخت تو میں بخت نہ نازاں
محشر میں ہوں میں اور مرے غوث کا داں
حسرت سے قضا دیکھ کے ہوتی ہے ہر اس کا

اب وصف حضوری میں لکھوں مطلع پر نور
بن جائے نہ کیوں چرخ سخن پر مہتاباں

اے کاشف اسرار خدا معنی قرآن
عاجز ہے بشر کیا وہ تری کنہ کو پائے
شمس و قمر و چرخ ترے حکم کے متاق
سر سبز ترے فیض سے گلزار شریعت
اقطاب ترے فیض کے سب ذلہ رہا ہیں
تو مہر ولایت ہے ولایت تری خواہاں
کس کس کو جھکاتا ہے ادب ترا خادم
رکتی ہے یہاں آکے صبا طر ز ادب سے
اس ناک کی خوشبو چن خلد سے افزوں
میں متفق اسپر دل دیں دانش و ادراک

اے منظر محبوب خدا محسن غفران
رفت تری کیا دیکھ سکے دیدہ حیراں
لوح و قلم و عرش ترے تابع فرماں
محکم ترے بازو سے طریقت ہے یواں
ابدال ہیں سب خان کرم کے ترے ہماں
تو غوث ہے یہ خلعت زیبائے شایاں
شاہوں کو مہلتا ہے یہ ہے سلطنت دریاں
ہوتی ہے ترے کوچہ سے آہستہ خراماں
روضہ ہے ترا رشک وہ روضہ رضواں
تو سر الہی ہے تو ہے قدرت سبحان

ہے وقت مناجات لکھوں مطلع روشن
پروانہ صفت چہ پندراں ہوں قرباں

اے ابر عطا داروئے در و دل نالاں

اے مریم دل خستہ و لمجائے غریباں

بیٹائی و بیخوابی و آشفتگی و غم،
 قسمت سے بھی مجبور ہوں اور ضعف ناچا
 سر پہ ہے اجل اور میں محروم نقاہوں
 روضہ کی تمنائیں ٹڑپتا ہوں شبِ روز
 وہ دن بھی خدا لائے کہ روضہ پہ دکھاؤں
 آنکھوں میں وہ روضہ ہے طمانِ دل صد چا
 خاک در اقدس پہلوں اپنی جبین کو،
 کچھ نہ کہت خاک در والا ہو میسر
 کیا زیست کی امید کچھ ہے ضعف کا عالم
 نہ مجھے روضہ اقدس پہ بلا لے
 خوں آنکھ سے نکلتے تو کچھ ارماں بھی نکلتے
 اے شمعِ دل افروز مدد وقت مدد ہے

ہے سخت مصائب میں گرفتار مری جاں
 ہیحات غم بچر میں ہوں بے سرو ساماں
 برباد نہ ہو جائیں مرے حسرت دارماں
 اے محرم اسرار ہو مشکل مری آساں
 داغِ دل زخمِ جگر و سوزشِ پنہاں
 میں مضطرب الحال مرا خواب پریشاں
 تسکین کا ساماں ہوا در در دکا درماں
 پھر تاہوں اسی شوق میں ابشت و سیاہاں
 رہتا ہوں شبِ روز اسی فکر میں غلطاں
 تھم جائے کی طرح مرے تھک کاٹوفاں
 ہاں کچھ تو اثر اپنا دکھا دیدہ گریاں
 شرحِ غم دلی مرے کچھ حد ہے نہ پایاں

آنکھیں ہوں مری اور مزارِ رشہ والا
 روضہ ہو ترا اور ہو معجمِ سخنداں

وہ کون ہے محبوب خدا کا جو ہے مظهر
 وہ کون ہے جو بحرِ محبت کا ہے گوہر
 وہ کون ہے جو جلوہ گہ حضرت داوود
 وہ کون ہے جو مخزنِ عرفاں کا ہے دفتر
 وہ کون ہے جو شیفتہ خالقِ اکبر
 وہ کون ہے مخلوقِ خدا کا جو ہے یاور
 وہ کون ہے جو سرورِ کونین کا دلیر

وہ کون ہے جو دیں پیہر کا ہے رہبر
 وہ کون ہے جو بلغِ رسالت کا گل تر
 وہ کون ہے جو محرم اسرارِ پیہر
 وہ کون ہے نورِ نظر شافعِ محشر
 وہ کون ہے جو قلمِ وحدت کا شناور
 سلطانِ جہاں قطبِ زمانِ غلِ پیہر
 دلہنِ حسنِ محنتِ دل ساقی کو شہر

وہ کون ہے آئینہ تقدیر کا جو ہر
 وہ کون ہے جسکے رخ زیبا سے ہے اظہر
 وہ کون ہے جو معرفت حق کا سمندر
 وہ کون ہے سردار دو عالم کا نواسہ
 وہ حضرت سبحاں کا پیارا شہ جیلاں
 وہ رشک سیما ہے وہ ہے خضر طریقت
 وہ قوت حیدر صف مردان خدا میں
 ایمان کے ایوان میں وہ نور کی قندیل
 خاتون قیامت کا جگر بند وہ پیارا
 غمخوار جو ہے امت سالار امم کا
 ابدال ہو یا قطب پس سرد جیلاں
 کیا رتبہ والا کیا بیایا قید تسلیم ہو
 معمور ہے گلزار جہاں فیض سے جلے
 جس شاہ کے دربار میں جھکتا ہے سر حریخ
 جس در پہ پہنچا چلتی ہے رک رک ادب
 کیا رتبہ ملک کا ترے خدام کے آگے
 خاک قدم اس شاہ کی اکسیر ہے اکسیر
 سنت سے طاہر غلامی کا فخر کو
 اٹھ جائے اگر ہاتھ تو ہو عرش کو لرزہ
 جنت کی بشارت نظر لطف سے گویا
 وہ دل بھی ہو جو جلوہ اقدس ہو مسکن

اور چرخ ولایت کلبے خورشید مقرر
 خوشے حسن و بونے علی خلق پیمبر
 وہ کون ہے جو قدرت باری کا ہے پیکر
 جس در کے گدا قطب دلی غوث و قلندر
 وہ صاحب توقیر وہ بغداد کا فخر
 وہ گلشن انوار الہی کا صنوبر
 وہ بیشہ ابرار میں ہے شیر دلاور
 عرفاں کے چین میں وہ تجلی ہے سراسر
 ہے جس سے عیاں نشان نبی سبط حیدر
 بیکیں کا مددگار غریبوں کا ہے یاور
 بتلائے کوئی کون ہو آپ کا ہمسر
 ہر بار یہاں فکر رسا کھاتی ہے ٹھوکر
 جس خوان کے جہاں ہیں درویش تو نگر
 کیا ہستی دارا و فریدوں و سکندر
 جس در سے قضا جاتی ہے دامن کو سحر
 کیا گلشن فردوس پرور و منہ کے برابر
 جس شہ کے عرق سے گل دریاں معطر
 خورشید ہے جار و بکش روضہ اظہر
 لب واپوں دعا میں تو بدلتا ہے مقدر
 اور جنبش ابرو سے مدد کے لئے خیر
 وہ آنکھ بھی حال ہو جو دکھلائے منظر

وہ سہ بھی ہو جس سر میں ہوا شاہ کا سودا
ای کاش میں تقدیر سے بغداد کو پہنچوں
وہ دن بھی دکھا بہر نبی بار خدا یا
ملجائے اماں گردش افلاک سے داہم
امداد ہو امداد مری یا شہ جیلاں
حسرت ہے یہی اور یہی دل کی تمنا
نا کام مقدر سے ہوں اور سخت پریشاں
ہوتی ہے بس عمر مری آہ و فغاں میں
میں درد کی تصویر ہوں میں غم ہوں ہر پا
اللہ سے ہو جائے عطا طاقت پرواز
مطلب ہے یہی اور یہی حاصل مطلب
گر کچھ نہ ہوا اتنی تو مری عرض مقبول

وہ سینہ ہو جس سینہ میں ہو الفت سرور
بخشش کا نہ سامان اس سے کوئی بہتر
اش شاہ کی چوکھٹ پہ خمیدہ ہو مرا سر
ہو جائے در غوث درای پر مرا بستر
عاجز ہوں غم بھر سے اور دل ہے مگر
حاضر ہو کسی وقت یہ خادم ترے در پر
بیچارہ و بیکیں ہوں زمانہ ہے ستمگر
اور آنک سے ہے دیدہ خونبار مرا تر
سیما ب کی مانند طیاں ہے دل مضطر
روضہ پہ چلا آؤں ترے بن کے کبوتر
اس روضہ اطہر کا ہو دیدار میر
رویت سے شرفیاب بنا خواہیں اگر

یار اے تجھ نہیں نئے طاقت دوری
مغموم کو اب پاس بلا لے مرے سرور

ہے جلوہ قدرت کی ضیا شاخ و ثمر میں
مرغان چین میں جوئے عشق سے نہر شار
شاخ گل رعنائے چین جھوم رہی ہے
ہر ذرے سے ہے شان محبت کی نمایاں
وا چشم بصیرت ہو اگر شوق تھا ہے
پیشی سے عیاں ہے شہ بغداد کا جلوہ
دنیاں رخ شاہ کے پر تو سے جہاں

قر دوس کے خوشبو کی مہک ہے گل تر میں
کس گل کی یہ تصویر سمانی ہے نظر میں
بل کھاتی ہے ہر آن نزاکت گریں
اور نور حقیقی کا اثر جس میں یوں
تا حسن تجلی کی ضیا آئے نظر میں
نظارہ جانماں کی کہناں تاب بشر میں
تا روں میں ضیا آئی تو خوشبو گل تر میں

جو غوث کا مردود ہے کون اسکا ہو رہا
 ابرو کے اشارے پہ قصا تاج فرماں
 جنبش میں اگر تیغ زباں غوث کی آجائے
 دھوٹا ہے جو حقائق میں مقام شہ جیلاں
 شوریدگی عشق شہ غوث زماں میں،
 روضہ کی زیارت کا ہوتا لب لطف میسر
 مشکل ہو ہر اک دفع تو آساں ہو مصیبت
 ہر برگ سے ہوتی ہے تری شان نمودار
 طواف جو کرتے ہیں ترے روضہ کا دائر
 ہر شی میں تے حسن کی ہے شان نرالی
 ہجر شہ جیلاں میں صبا جا کے تو پہونچا
 در سے ترے منصب جو غلامی کا عطا ہو،
 کبتک میں رہوں مضطرب الحال دل افکار
 کرتی ہے ترے روضہ الطہر کی زیارت
 اب تک ترے دریائے فیوضات کی نہریں
 وہ عشق کی دولت سے غنی اور یہ محتاج
 شد ہوا مدامری یا شہ جیلاں
 قسمت سے جو روضہ پہ نہو میری رسانی
 مجبور ہوں خدمت میں مجھے اپنے بلا لو
 ہے سوزشِ فرقت مری فریاد و فغاں میں،
 باقی نہ رکھیگا یہ مرا نام و نشان بھی،

طاقت نہیں قدرت نہیں الیا شہ خضر میں
 مستی ہے کمر مکرہ شمع و ظفر میں
 جو ہر نہ رہے گرز و سناں تیغ و تبر میں
 کب طاقت پرواز ہے جبریل کے پر میں
 محفوظ ہوتا خشر یہ سودا مرے سر میں
 آنکھیں مری لگی ہیں اگر روزن در میں
 طاقت ہے یہ نام شہ جیلاں کے سپر میں
 جلوہ ہے ترے حسن کا ہر شاخ شجر میں
 ہوتی ہے فردن شان ضیا شمس و قمر میں
 انجم میں چمک گل میں جہک، آب گہر میں
 فریاد مری گوش شہ جن و بشر میں
 یا شاہ اضافہ ہو مرے عرواق و سر میں
 تاخیر ہوئی جاتی ہے مالوں کے اثر میں
 کیا لطف ہے کیا رنگ ہے اماں سحر میں
 جاری ہیں عراق و عرب شام و مصر میں
 کشتہ کی تری شان کہاں کشتہ نذر میں
 باقی نہ رہی تاب و نواں قلب و جگر میں
 میں جی سے گزر جاؤں تری راہ گزیر میں
 گزرے نہ مری زلیلت یہاں بچ و ضرر میں
 دلی ہے صدا آگ لگی ہے مرے گھر میں
 یوں درد کا اٹھ اٹھ کے تو پناہ مرے بر میں

دلی پہ پیش تھی جو ہوئی اشک فشان
چھڑ کا ڈکروں روضہ پہ اور ختم کروں سب
افتد کرے یل حوادث سے نکل جاؤں
سیماب صفت ہے دل مضطر کی جو حالت
حالت ہے مری نوع دگر ہجر میں یا غوث
گستاخ ہوں لیکن صفت بلبل نالاں
دکھلائے مرا شوق مجھے گلشن بغداد

آنکھوں کی لگاوٹ سے لگی ٹھیس جگر میں
باقی ہیں جو کچھ اشک مرے دیدہ تر میں
اب عمر کی گشتی ہے مری خوف و خطر میں
عالم ہے پیش کا مرے آہوں کے شر میں
سوزش سیہ کہاں آتش وقت کی سقر میں
اک خیر کا پہلو ہے نایا مرے شر میں
کافی ہے مرا صدق و یقین زاد سفر میں

ہے جوش محبت نہ سخن سازی معموم
ہوں عرض رساں خدمت ارباب نہر میں

تا بندہ ہوا حسن ازل آج جہا نکیر،
ہر سو نظر آتے ہیں جو قدرت کے کرشمے
مرغانِ چین کرتے ہیں سب نغمہ سرائی
ہے حسن تجلی درو دیوار سے ظاہر
ہوتا ہے فرشتوں کا نزول امر خدا سے
ہر گل سے ہے فیض شہ جیلاں کا ظہور آج
ہر صبح و مسامحت حق انہ ہونا زل
مدح شہ جیلاں میں جو ہیں زمزمہ پیرا
محبوب ہے محبوب الہی کا وہ برحق
ہاں جو سن محبت نے کیا ہے مجھے مجبور
یارا ہوزباں کو وہم تو صیغہ الہی
پر واز ہو تا عرض مرے فکر رسا کی

کیا فضل بہا رآئی ہے پڑھتی ہوئی تبکیر
کیونکر نہ کریں گلشن آفاق کو تسخیر
چھن چھن کے درختوں سے نکلتی ہے جوتویر
ہر شاخ و شجر سے ہے عیاں نور کی تصویر
نقیل میں جکی نہیں تقدیم و تاخیر
یوں غیب ہوتی ہے نوید آج یہ تشہیر
فردوس سے کرتے ہیں جو اس بزم کو تعمیر
کرتے ہیں مکاں گلشن جنت میں وہ تعمیر
کیا حوصلہ اوصاف میں اک شمع ہو تحریر
تا دفع ہو غم پائے تشفی کوئی و لگیر
مداحوں میں ہو جائے گل افشاں مری تقریر
میرخانِ مضا میں ہوں مرے دامنِ بخیر

مداح ہوں میں غوث وری قطبے ماں کا
 جھکتے ہیں مرے پیر کے در پر پے تعظیم
 مقبول الہی ہیں تو منظور ہمیں
 اعجاز سے کیا کیا نہ ہوئے انکے سفر
 فردوس کا منظر رخ پہ نور کا جلوہ
 لب و اہوں کی بوقت اگر بہر مناجات
 جی اٹھتے ہیں مرد تو شفا پاتے ہیں بیمار
 غلا جوڑ ماں سے وہ مقدر کا نوشتہ
 تاثیر تو دیکھو نظر فیض اثر کی
 ہے رحمت داوڑ کی مریدوں کو بشارت
 جو راندہ درگاہ ہے غوث انقیاس کا
 دربار مقدس کا یہ تھا فیض عدالت
 گستاخی سے پیش آئے اگر کوئی بد اقبال
 اٹھتی تھی نگہ جب تو یہ ہوتا تھا کرشمہ
 تھا فیض کہ اندھے بھی ہوئے اہل بصیرت
 وہ کونسی شکل ہے جو آساں نہیں ہوتی
 کشتے تھے عدو شام و سحر تیغ زباں سے
 بغداد میں گریزا گزر باد صبا ہو،
 امداد ہوا امداد مری یا شہ جیلاں
 یا شاہ غلام آپ کا شکل میں پڑا ہے
 حاصل ہو مجھے پس در اقدس کی غلامی

افلاک پہ کرتے ہیں ملائک مری تو قیر
 افلاک وزین شمس و قمر بادشہ و میر
 تحت دل و نور نظر شہر و شہیر
 ایران و عرب ہندو دکن کا بل و کشمیر
 تا بندہ جہیں قدرت خلاق کی تفسیر
 کیا شک کہ ہلجائے وہیں عرش کی زنجیر
 اعجاز حکم میں تبسم میں ہے تاثیر
 اعدا کے لئے کلک فضا کی ہے یہ تحریر
 اک آں میں بن جاتی ہے بگڑی ہوئی تعمیر
 لعنت کا مگر طوق ہو مسک کو گلو گیر
 کونیں میں اسکی بندہ ہوتی ہے تحقیر
 پروانہ جو چل جائے ملے شمع کو تغیر
 اسکی نہ کبھی پیش خدا عفو ہو تقصیر
 اکسیر محبوبوں کو تو اعدا کے لئے تیر
 خاک قدم غوث بھی ہے نسخہ اکسیر
 نام شہ بغداد سے ہر امر ہو تخیل
 کاٹے ہے سر شمع کو جس طرح سے گلگیر
 کہنا یہ زبانی مری روضہ پہ کہ یا پیر
 بیکار نہ جائے یہ مرانا لہ شہگیر
 سینہ ہے طپان ہجر میں اور دل ہے گرگیر
 مطلوب علمان میں نہ فردوس کی جاگیر

آبادہ ہے مغموم پئے جان نشا رے
یا غوث زیارت کی جو نکلے کوئی تدبیر

غوث اعظم کی محبت دل بیاڑیں ہے
گل کی خوشبو رہ بغداد کے بھاریں ہے
آپ کے نام کی آیت دل کھاریں ہے
غوث کا جلوہ مری چشم ضیا باریں ہے
جو رو بیدا دکھاں چرخ کی زقاریں ہے
شان باری کی ضیا روئے پُرلواریں ہے
ایسی دولت نہیں دنیا میں جو سرکاریں ہے
الفت غوث دل احمد مختاریں ہے
حسرت و درد دل تشنہ دیداریں ہے
بجھپہ روشن ہے جو کچھ قلب گہکاریں ہے

رحمت حق کی ضیا طالع بیداریں ہے
لطف صحراییں ہے اس شہ کے جو گلزاریں ہے
عظمت غوث وری ہر دل دینداریں ہے
مجھپہ روشن ہے جو کچھ پر وہ اسراریں ہے
سرنگوں میں رہتا ہے وہ روضہ والا پدم
نکبت شک عشق جسم مطہریں ہے
معرفت کا جو خزینہ ہے لٹا دیتے ہیں،
لطف آغوش الہی میں وجود اقدس
فطر لطف و کرم سے شہ والا ہوا دہر
طیش و حزن و ملال و غم و رنج دوری

و امن مقصد مغموم حزیں کو بھر دے
کیا کمی اے مرے آقا رتے درباریں ہے

صفات حق کا آئینہ محی الدین جیلانی،
اگر ہو دیدہ بینا محی الدین جیلانی،
مرا زخم جگر سینا محی الدین جیلانی،
رکھے جو آپ سے کینہ محی الدین جیلانی،
دوئی سے صاف ہو سینہ محی الدین جیلانی،
مجھے دشوار ہے جینا محی الدین جیلانی،
یہ ہے تقویم پارینہ محی الدین جیلانی،

دروغاں کا زینہ محی الدین جیلانی،
جہاں میں مظہرات پیمبروات والا ہے
ہو تیغ عشق کا گھائل نگاہ لطف سے اپنے
عبادت لاکھ ہو لیکن جہنم اسکا سکن ہے
شراب عشق سے میناے دل لبریز ہو میرا
مدد لے دستگیر یکیاں فرقت کا مارا ہوں
ہجاری سے نکالو طالب عشق حقیقی ہوں

توسل سے تمہارے ہر دل منعموم یا حضرت،
ضیائے حق کا گنجینہ محی الدین جیلانی،

مسدس

السلام اے منظر شاہ رسولان السلام
السلام اے عزت شاہ شہیدان السلام
السلام اے گنج عرفان شاہ جیلان السلام
السلام اے حاصل اوراق قرآن السلام
السلام اے مرشد من قطب دوراں السلام
السلام اے دستگیر بیڑایاں السلام
السلام اے قدوہ عشاق دیشاں السلام
السلام اے عارفان حق کے سلطان السلام
السلام اے واقف اسرار رحماں السلام
السلام اے نحرین لطف فراوان السلام
السلام اے نور بخش قالب و جاں السلام
السلام اے رہبر انواع انساں السلام
السلام اے صدر بزم ہمنشیناں السلام
السلام اے فیض بار جو دوا حساں السلام
السلام اے آفتاب صدق یقاناں السلام
السلام اے رحمت باری کے شایاں السلام
بالیقین در دول محضوں درماں السلام

السلام اے جلوہ انوار سبحان السلام
السلام اے نور چشم شیرین داں السلام
السلام اے چرخ دین کے مہر تاباں السلام
السلام اے قبضہ ارباب ایماں السلام
السلام اے رونق قلب مسلمان السلام
السلام اے چارہ ساز در و منزلت السلام
السلام اے پیشواے رہنمایاں السلام
السلام اے شمع بزم جاں فروشاں السلام
السلام اے راز قدرت کے نگہباں السلام
السلام اے سرگروہ دلق پوشاں السلام
السلام اے سالک راہ طریقت محی دین،
السلام اے چشمہ فیض ہدایت جاوداں
السلام اے پیر کامل مقتداے اہل دل
السلام اے گوہر بحر رسالت پر ضیاء
السلام اے نخل حق سرتاج بزم اولیاء
زینت بستان دین سرور قمر کل اصفیاء
نام میرے پیر کا ہے دافع رنج و بلا،

السلام سے شانِ حق تجھ سے نمایاں السلام
سے قصدِ جلاں و دل اپنا ہو قرباں السلام
ہو نگاہِ لطف ہر حال پریشاں السلام
آپ کی تائید سے ہو جائے ساماں السلام
دور کیوں رحمت ہو یہ زار و مالاں السلام
کیوں نہ حامی ہو مریدوں کا وہ ہرکں السلام
المدد لے قطب دین کا شاہِ شالاں السلام

دائی ملک ولایت قطب میں غوثِ الزماں
عیدِ قادِ زماں اقدس باعثِ راہِ نجات،
ریحِ فرقتِ طپیں ہوں زار و مالاں ہوں ام
جلدِ شہمت سے پہنچ جاؤں مزارِ پاک پر
روضہِ اقدس پہ ہو جبِ حمت حق کا نزول
سلطنتِ حق شکستِ اسلام جسکی ذات ہو
لے شہِ بغداد اب پہنچو مری فریاں و کو

لیجئے منظورِ لطف خاص سے مرح و سلام
بدیہِ ناچیزِ معنومِ سخنِ خداں السلام

مسدس؛

شامِ ظلمت چو گئی صبحِ بہار آئی ہے
ابرِ رحمت میں عیاں جلوہٴ یکتائی ہے

باغِ عالم میں مسرت کی گھٹا چھائی ہے
وقفِ نظارہٴ قدرتِ دل شیدا ئی ہے

دل طلبگار جو ہو محوِ تجلی ہو کر،
داغِ چمکیگا چرخِ یدِ بیضا ہو کر،

ذوقِ فریاد بھی ہے سوز بھی ہے ساز بھی ہے
عشقِ دمساز ہے ہمد بھی ہے ہمزاد بھی ہے

رتبہٴ عجز بھی حاصل ہے مجھے ناز بھی ہے
بیخودِ دی جلوہٴ نادر دیدہٴ دل باز بھی ہے

رشتہٴ شوق میں بجلی کا نمایاں ہے اثر
پاؤں نگاہِ مقصود کو بسینا ہو کر،

ادھر شکرانہٴ معبود میں عورت و قصور
سر سے آجائے یہاں چل کے جو ہو طالبِ حور

غیرِ محمد میں ہر آن میں مصروفِ طیور
درو دیوار سے ہے شانِ الٰہی کا ظہور

گل ہکتے ہیں تو غنچے بھی کھلے جاتے ہیں شاہد ان چمن آپس میں ملے جاتے ہیں	دلو کا اصل ہے نشی تو طبیعت کو قرار نظر آجائے کہیں شاہد معنی کی بہار	ہے مرے پیش نظر نور حقیقت آثار طبع موزوں سے شگفتہ ہوسن کا گلزار
اثر درد محبت دل دلیب میں ہے حسن مضمون کی حلاوت مری تحریر میں ہے	چمن دہریں جوشی ہے وہ نور افشاں ہے منظر پر تو انوار شہ جیلاں ہے	جلوہ حسن دلاویز جو بے پایاں ہے ذرہ ذرہ بھی ضیا بخش رہتا ہاں ہے
گر نہیں چشم بصیرت تو متا شاکیا ہے ورنہ یاں طالب دیدار سے پردہ کیا ہے	وہ جو محبوب ہے محبوب خدا کا ذیشان اور رضا جوئی میں ہے جسکے خداوند جہاں	نشد الحمد ہوں دلدادہ قطب دوراں نازد دربار الہی میں ہے جسکو شایاں
میشوا جب کو کہار باب صفا کہتے ہیں گو ہر مخزن اسرار خدا کہتے ہیں	کوئی ساراز ہے وہ جو بید قدرت میں نہیں مدعا حق سے وہ برائے جو قسمت میں نہیں	کوئی شے ہے جو سرکار کی دولت میں نہیں کوئی بات ہے جو کشف و کرامت میں نہیں
کوئی ہو راندہ درگاہ کوئی ہو سرور ہے یہی شان جلالی و جمالی کا ظہور	جسکا دلسوز بنے وہ ہوا لم سے آزاد کون ہے جسکی موثر نہ ہوئی ہو فریاد	نظر فیض سے ہوتی ہے مصیبت برباد جو ہونا شاد و بھرے دامن گہا سے مراد
دار جب سوئے فلک تیر دعا کا چل جائے		

ایکوں بلا آئے کوئی حکم قضا بھی ٹل جائے

شہر بغداد ہے فردوس بریں کا منظر
ہوتی ہے روضۃ الطہر کی زیارت پر ہمسر

رتبہ ارض مقدس ہے فلک سے برتر
سرنگوں ہوتے ہیں جس جا ملک جن بشر

زندگی بخش جہاں ہے نظر عورت وری
دست قدرت میں ہے اعجاز سبحانی کا

اے خوشا بخت جو اس شمع کا پروانہ بنے
جاں نہ کیوں عشق کی سرکار میں بیجا نہ بنے

وہی عاقل ہے جو اس شاہ دیوانہ بنے
در محبوب پہ اغیار سے بیگانہ بنے

خود فراموشی کے دامن میں بقا حاصل ہے
واہ رے گشتہ کی تجہ کو بقا حاصل ہے

میں بھی ہوں اس شہ ذبیحہ کے پیار میں
بادہ عشق حقیقی کے ہوں سرشار میں

نشاۃ الحمد کہ ہوں نئے دل افکاروں میں
ذوق الفت سے ہوں پابند گرفتاروں میں

جاں تصدق ہو مری دل مرا قرباں ہو جائے
اک نئی زینت کا یارب مرے ساماں ہو جائے

میری شوریدہ سری عالم اسباب میں ہے
نہ کسی طائر لیل میں نہ سیاب میں ہے

شرح غم و فقر اخلاص کے ابواب میں ہے
طیش درد جو کچھ اس دل بیتاب میں ہے

بار بجزاں سے زمیں دوز ہوا جاتا ہوں
آتش عشق سے یا شاہ گھلا جاتا ہوں

اثر اندازی فریاد میں برتر ہوں میں
وجہ تاخیر یہ ہے ضبط کا خوگر ہوں میں

انقلابات زمانہ سے نہ مضطرب ہوں میں،
اور جنوں کا ہے یہ دعویٰ کہ مظفر ہوں میں

دور نہ عاجز کسی صورت سے بھی مجبور نہیں
دامن چرخ مرے ہاتھ سے کچھ دور نہیں

درد پہنے کو ہے دل آنکھ ہے زاری کے لئے
اٹھکے دست دعا رحمت باری کے لئے

شمع ہستی ہے ہری جاں نشاری کے لئے
میں ہوا وقف خزاں باد بہاری کے لئے

خاتمہ جلد ہو اب میری پریشانی کا
قرب حاصل ہو الہی شہ جیلانی کا

ہو توہ الطف مرے زخم جگر کا پھاٹا
دل مغموں کو کر طاقت پر دوا زعطا

چارہ سازی ہو مرے درد کی لے بار خدا
سخت مجبور ہوں دوری کا اٹھا پردہ

مجھ کو حاصل شدہ بغداد کی رویت ہو جائے
اور اس روضہ اطہر کی زیارت ہو جائے

ایضاً

کیا فیض بخشش گلشن دیں گی بہار ہے
عالم میں آج حسن ازل نور بار ہے

رونق پہ آج کیا چین روزگار ہے
ہر دم ضیائے قدرت حق آشکار ہے

حاصل ہر ایک شئی کو سکون و قرار ہے
موقوف آج گردش لیل و نہار ہے

محفل کارنگ آج مسرت فرا ہوا
نقشہ ہے آج خلد بریں کا جما ہوا

پر دہ جو ہے خودی کا نظر سے اٹھا ہوا
ہر اک کا دل ہے صدق یقین سے بھرا ہوا

اکرتو بیوں کو آج تمنائے دید ہے
ارباب دیں کو رحمت حق کی نوید ہے

عشاق آج اپنی منائے ہیں داستاں
جس طرح بولے گل کہیں باغ سے ہواں

کیونکر نہ ہو تجلی حق جابجا عیاں
نیکبگی آج یوں طیش سوزش ہناں

منظور مدح سید عالمی تنبا رہے

انگزارِ مدح آلِ نبی کی بہار ہے

وہ مدح میں سناؤں کہ دل بلبلِ باغ ہو
وہ گل کھلاؤں جس سے معطرِ باغ ہو
پاؤ اثرِ جودِ دل میں محبت کا دلغ ہو
معمورِ عشقِ غوث سے دل کا ایام ہو

شدنیرِ کلک کی ہے جو رفتارِ جوش پر
غواصِ منکر لائے یم طبع سے گہر

غوثِ الوری کی مدح کا ہر چہ ہے خیال
عاجز ہوئے ہیں جتنے کہ ہیں صاحبِ کمال
لیکن ہوقِ وصفِ ادائیگری کیا مجال
مقصیدیٰ ہے دل سے نکلائے کچھ طلال

مدح جنابِ حضرت پیرانِ پیر ہے
سبز باغِ منقبتِ دستگیر ہے

روشن ہے آپ بحرِ نبوت کے ہیں گہر
دلبدِ فاطمہ کے زمانے میں مفتخر
پیارے نبی کے اور اسدِ اللہ کے پس
شہر کے لختِ دل ہیں تو شیر کے جگر

حلقہ میں انبیاء کے نبی بے نظیر ہیں
ایسا ہی اصفیا میں یہ روشن ضمیر ہیں

وہ شاہِ انبیا تو یہ سترِ اجِ اولیا
وہ پیشواے خلق یہ امت کے رہنما
وہ آفتابِ چرخِ ہدیٰ ہیں تو یہ ضیا
محبوبِ حق وہ اور یہ منظورِ مصطفیٰ

دونوں ہوئے ہیں لطفِ الہی سے سرورِ از
حق سے حصولِ دونوں کو ہے راز اور نیاز

گر عرش پر قدم تھے نہ دلیذِ بر کے
عجازِ بے شمارِ شب بے نظیر کے
تھے دوشِ اولیا پہ قدمِ دستگیر کے
بچہ کرامتیں میں یہاں میرے پیر کے

ختمِ النبی جو چرخِ رسالت کے ماہ ہیں
غوثِ الزماں بھی ملکِ ولایت کے شاہ ہیں

قرب خدا نصیب جو انکو ہے بر ملا	حاصل ہے انکو قرب خدا قرب مصطفیٰ
بیچہ ہیں انکی امتیوں کا شمار کیا	لیکن نہیں ہے انکے مریدوں کی انتہا

وہ منظر خدا ہیں تو یہ منظر رسول م
جس باغ کے شجر وہ اسی باغ کے یہ بھول

اسرار ان پہ علم لدنی کے آشکار	سینہ ہیں انکے گوہر عرفاں میں بے شمار
وہ ہو گئے ہیں ساری خدائی کے رازدار	کنج خفی کے ایک یہ ہیں در آبدار

یکنائے دہر شافع روز شمار ہیں
اور غوث پاک منتخب روزگار ہیں

ہیں روز و شب دہ گشتی امت کے ناخدا	گم گشتگان دہر کے لیکن یہ رہنما
مرہم وہ زخم دل کے تو یہ درد کی دوا	ظل خدا وہ ظل پیسبر یہ برکلا

آئینہ حق غنائی کا ذات رسول ہے
عکس آئینہ کا راحت جان بول ہے

وہ نور معرفت کے درخشندہ آفتاب	یہ بزم سالکان طریقت میں لاجواب
مشکلات کے امت عاصی ہیں آنجناب	بر لائیں حاجتوں کو مریدوں کی منتاب

غجو ا رہیں وہ امتیوں کے یہ نگار
دریائے فیض وہ ہیں تو یہ در شاہوار

آفاق میں ہے ذات نبی مرجع انام	لیکن مقربان الہی کے یہ امام
جو نعمتیں بھیں حق کی وہ انہر ہوئیں تمام	ہے انکے بعد ان پہ مدارج کا اختتام

دنیا میں تاکہ شرع پیسبر ہو برقرار
غوث الواری نے خوب کیا اسکو استوار

خامہ کی کیا مجال جو شمع کرے بیاں	اور مدح دستگیر میں وہ بھی ہو گلستاں
----------------------------------	-------------------------------------

مقصود یہ تھا کہ حسن عقیدت کروں عیاں | اب آگے چل کے گنگ ہوئی ہے مری زبا

بہتر یہ ہے اٹھاؤں میں اب دست التجا
دارین میں حصول ہوتا میرا دعا

ہوں بیقرار یا شہ بغداد الیغاث | معمم اب ہے ہند میں ناشاد الیغاث
ہوتی ہے زندگی مری برباد الیغاث | حق سے دلاؤ مجھ کو مری داد الیغاث

طیبہ میں مجھ کو قرب ستہ ذی وقار ہو
روضہ پہ تیرے پھر یہ مری جان شاد ہو

کلام فارسی

آنچہ زیبا بن ولست بجا میسرید
چوں ضیا یافت دلم تیرگی قلب بجا است
آنکہ بیدار غ محبت بگذشت از آفاق
گریہ نیم شبی چیت موثر بہ نجات
چوں نہ نالیم نخواستیم بصد آہ و بکا
ہر کہ از جلوہ عشقش نکند کسب ضیا
از رہ ضعف ببقا دم و رقیم بسجود
سرفروشم چہ نوشت است قلم نیت خیر
داشود عقدہ دل باعث تسلیم رضا
گشت از دین پیرو چمن دل شاداب

کہ مرا جرم ترا لطف و عطا میسرید
جلوہ چشم بصیرت بہ نقا میسرید
روح او در صف عشاق کجا میسرید
از تضرع بسحر جوش دعا میسرید
برد راہل کرم شور گدا میسرید
بسرش جلوہ شمشیر قضا میسرید
چوں نہ نازم کہ مرا این لغزش پا میسرید
ورنہ این خطب جیس ہم بخطا میسرید
نازہر چند بہ ارباب صفا میسرید
کہ بہ بخش گل ایماں بخدا میسرید

گل تو حید چہ حید است ز باغ عرفاں
ہر معمم چشم و سر سہا میسرید

تنهین گلستان شعر را رشک بنام سازم
 ز فیض آبشاری دهنش را بوستان سازم
 کند صید مضامین بلند از قوت پرواز
 جز این دریا نباشد از پی بیماری حبس
 ندارم میخ شئی را قابل نذرش و الا
 چون بیگانه شدم از خلق خود را صورت را
 بچشم خود نفشتم ذوق گریه تابان و حاصل
 تعلق نیست با حوران جنت چشم حق بین را
 چه غم تنها منازل طی کنم تا روضه اقدس
 زبان در گفتگو قاصر قلم از شرح او عاجز
 چنان تقسیم سازم آهشت استخوانم را
 ز تیر آه گیرم انتقام از چرخ کین پرور
 کجا در سر بلندی همسر او قامت طوبی
 ز اظهار غم عشق نبی طوفان شود برپا
 چرا از گرمی خورشید ترسم یا رسول الله
 مباد اگر می عشق پیمبر را کنم زائل

که شلخ کلک را در لغت احمد گلشن سازم
 بصحرای مدینه جوئے اشکم را روان سازم
 که در لغت نبی فکر رسا را انتخاب سازم
 که نام رحمتی للعلیوس در زبان سازم
 فدا بر آستانت به که جان تاوان سازم
 بدرگاهش عیاش پوشیده از چشم جان سازم
 که از پیمان دل قطره قطره خونچکان سازم
 چرا این دولت عشق پیمبر را زبان سازم
 که فریاد فغان دآه خود را کاروان سازم
 چگونه ماجرای سوز پنهان را عیان سازم
 که در عشق می نال چون غم پنهان سازم
 بهجرت قدیم گشته خود را کجالت سازم
 بشاخ نخل طلیح مرغ جان آشیان سازم
 جنون پیدا شود چون از درد دل عیاس سازم
 که در میدان محشر دامنت را سائب سازم
 همین به از تب سوز درون خود را طایب سازم

چون هستم وقف لغت بید لولاک میخوایم
 زمین شعر را مغفوم اکنون آسمان سازم

بخت بازوئے دلم قابل امداد نداشت
 دلم از فطرب شکوه بیداد نداشت
 بیعت پیر خرد کردم و ارشاد نداشت

شد گرفتار که اندیشه صبا نداشت
 دلم عشق نبوی بود که کردانت اسیر
 سوزش عشق فروغ گشت و نشد چاره گاه

چه توان کرد و دلم طاقت فرماید داشت
که بدل خواب گراں بود و سبق یاد داشت
مسکن صبر هال بود که بنیاد داشت
چرخ از راه خصومت سر بیدار داشت
خانه دل به غم عشق چون آباد داشت

چون نیاید اثر از بام فلک حسب مراد
مشکل افتاد از آن وردش دنام نبی
منهدم گشته مکان دید و مکین راه گرفت
سرفروخته چوں بهیں بود شد قرب نبی
آنکه غافل شد از وفرد عمل کرد سیاه

دارم امید که گویند سخندان پس من
شعر معجم چه خوش بود که استاد داشت

جان و دل را کن عطا یا رب اے مصطفی
او شارباغ رضواں من گدائے مصطفی
اے صبا بنما کجا افتاد پایے مصطفی
پے پے زین راه می آید ضیائے مصطفی
از برائے جستجوئے نقش پایے مصطفی
بر زبانه چوں همی آید ثنائے مصطفی
میفر و شمع باغ رضوان لقاے مصطفی
خالق بچوں همی جوید رضاے مصطفی
رحمت حق منتظر بود از برائے مصطفی

دل فدائے مصطفی جانم فدائے مصطفی
زاهد خلوت گزین رحیمیت وقت پیش من
خاک راهش توتیائے چشم سازم مبدع
زخم ناسور دلم را فکر مرهم رحمت است
سر بصر اے مدینه می زند مرغ جنوں
رحمت حق می ستاند بوسه لبهای من
میتوانی یافت زاهد نقد قیمت کن ادا
چاره جوئی کجائے عالم بر رضا خالق است
عقده حل شد ز سیر قاف تو سیر انجمن

زار می معجم بیکس کن بدرگاهت قبول
یا الهی ساز جانم را فدائے مصطفی

حیرت نماید باب اجابت چوں واثق
از راز هست و نیست دلم آشنای شد
مار حصول قرب حبیب خدا شد

از اضطراب قلب مؤثر و عاقل شد
دانم بهیں که محو و لائے پیس برم
مزم در دست صیبت چوں بخت است تار سار

رحمت بہانہ جو و طبیعت بہسانہ ساز
 نازم براں کہ بود چنین سر نوشت من
 ہر چند تلخ کائی ایام شد فزوں
 ایلاس بہر کسبت خضر از برے حسیت
 سودے نہ داشت حاصل ایام زندگی
 گویند صبح عیش بود جلوہ گاہ عشق
 سوز و گداز عشق بروں از ہوا نبود
 دایم ز سوز عشق بعبقی بسر کنم
 تا آنکہ خاک راہ مدینہ نشد تنم
 اک گو نہ ماند و رفت بروں اضطراب خلق
 ایں است شکوہ غم و ارمان بچ و یاس
 ناکامیم ز ناخن تدبیر شد فزوں
 افشائے حال در طیش دل شد از فغان

دل در رجا ذوق معاصی رہا نشد
 غم شد مرا عزیز و طرب جانفزا نشد
 یک لحظہ دل ز عشق پیہر جدا نشد
 ما را براہ عشق کسے رہنما نشد
 تا آنکہ در د عشق نبی جانفزا نشد
 جستم بسے بہ دہر مگر رونما نشد
 فریاد بے اثر شد و آہم رسا نشد
 از بہر حورو خلد و لم مبتلا نشد
 دانم ہمیں کہ حق محبت ادا نشد
 از شورش جنوں اثر دیر پا نشد
 ایو ابدل کہ قافلہ سالار ما نشد
 در ماندہ ام کہ واگرہ دعاسا نشد
 محرم ز راز عشق صبا شد بجاسا نشد

مغموم در فراق تو تا چند یابنی
 اورا حصول طاقت صبر آ زمانہ

بدیا عشق چون بر بلا بجال خویش برآمدی
 کہے خاک لہ صفا شدی کہے مرغ شاخ و لاشی
 تو عنان شہبیس را بدی بدست خودی چرا
 بوجہ خویش ساختی بجال یا رسوختی
 تو غرقی بے کیستی بکشید پرودہ بے خودی
 نہ بدل یگانہ او شدی نہ یگانہ اش بشتاختی

سہ حرف وادی عشق زن کہ ز راہ پر خط آمدی
 ز حدیث عشق بگو چرا بہ لباس نظر آمدی
 سر غم بود کجا بگو کدام رہ گز آمدی
 تو بہ امج عشق چساں رسی کہ ز خویش بخر آمدی
 تو خراب نشد کستی کہ ز خویش بخر آمدی
 تو بے حقائق او شدی ز رہ صفا بآمدی

بسرے قرب چوں تاختی بحریم خاص لواختی
بکجا مرا حله ساختی ز که ام راه بر آمدی

چگونه ره بناید که رہنما خفت است
هنوز خواب گراں است و بخت با خفت است
دعا اثر چه پذیرد که دعا خفت است
دلا بهر سرمولش یکے بلا خفت است
که آرزوے توینهاں بگو بجا خفت است
مگر بد امن شوخی نگر حیا خفت است
بگوین گل که گزارد مگر صبا خفت است
نگه بکن که به پہلوئے من قضا خفت است
جهاز عمر بگذرد اب و ناخدا خفت است
پس از درازی ایام بیوا خفت است

به منزله نہ رساند کہ نقش پا خفت است
بر آمدند اینساں ز کوئے ناکامی
کجا بجوم تننا چون دل بنزدوم نیست
منہ بگو چه ز نقش قدم بدشواری
چوں خاک کرد دل آں نگار می پرست
نگاہ ناز نباشد حجاب آلوده
چه سود ز آنکه کشد ناله از قفس بلبل
چوں محمود بدیدم گفت فتنه چشیش
سفر دراز و شکست بادبان نفس
چرا به مرفد ما حشر می کنی بر پا

بنام از پیئے فکر رسائے من معنوم
به جستجوئے مضامین نہ ساهبا خفت است

نے دسترس بہ آہ و فغاں بر کشید تم
باز آور دوزر رشتہ الفت برید تم
دامان صبح بود گر بیاں درید تم
میوجہ نیست تلخی دوراں چشید تم
بنگر ز خاک مرقد ما خوں چکید تم
چون گوش کرد جان بجاناں رسید تم
سوے نہ داشت بادل شیدا و دید تم

بار فراق دل نتواند گزید تم
گر رشتہ چات شود قطع باک نیست
دست جنوں چگونه شب بھرت دراز
در عشق بختہ کار شوم تا کہ بر ملا
شد بعد مرگ ہم اثر سوز دل پدید
در حیرت است پیک اجل از حکا یم تم
مایوسیم ز منزل مقصود باز داشت

تنگ آمدم ز سر ز نش و پند دوستان دل را خوش است گوشه عزلت گزیدم

مغموم نیست شرط وفا جنبشی کنی
آز رده می کند دل قاتل طعید نم

بر باد خاک مرقد ما جا بجا نرفت
تا نیز اگر چوں خاطر ما از دعا نرفت
تنها چوں جان زو ادنی راه فنا نرفت
شوخی شب وصال نرفت وادان نرفت
باشد دلا به شغل کفن دست تو دراز
فتح و ظفر بمعمره حسن و عشق چسیت
بلبل چنان بکج قفس مرد در بهار
پوشیده شو بسایه دامان حمتش
زیگانه شمع سوخت مگر بر زبان او
گاهے ز رنج و غصه به بر باد می عدد

دامن تپی ز گور غریباں صبا نرفت
پیوسته تا به باب اجابت چرا نرفت
بنگر وفائے او که ز حسرت جدا نرفت
با این همه ز گوشه چشمش حیا نرفت
صد شکر بعد مرگ مرا این مدعا نرفت
از تو جفا نرفت ز دستم وفا نرفت
داحسره تا بگوش گل از دے صد نرفت
فرد گنه کجاست که پیش خدا نرفت
سربسته راز عشق گهے بر طاعت نرفت
حاشا که تا زبان زو لم التجا نرفت

مغموم شاد باش بدل بر رضاے او
شاید بعد عائے تو لک قضا نرفت

جان و دل را وقف احسانت کنم،
لذت آنرا را یا بد مرغ دل
نغمه سنجم استخوانم را بنجور
از تنم جان رفت او شد جا نگیر
سفته باید بگر جان را چوں گهر
در دلت بگنم بشکل آرزو

آرزو دارم که مہمانت کنم
آشیانیش ز پیر مژگانیت کنم
اے سگ جاناں خوش الحانت کنم
چوں جدا از سینه پیکانت کنم
بعد از ان اوصاف ذنانت کنم
خوشتن را بجائے ارمانت کنم

عشقبازم جان بازی کارماست، خون من شخرف سازی بعد قتل مثل گل بش گفته باشد جادواں تا به مقتل کئے باند رنج و غم دست از وصلت ندامت اے صنم، ایں تن بے جاں بکویت دفن کن، چوں دل ویران باشد عکس تو داد خواہی پیش از باب سخن	خویشتن را گوئی چو گانت کنم تا کہ دستاویز پیانت کنم زخم را ممنون احسانت کنم شاد باش اے دل کہ درمانت کنم کافرے گشته سلامت کنم روح را تا حشر در بانت کنم ایں بیابان را انگلستان کنم بلبل فکرم غزلخو انت کنم
---	---

سر پدہ معنوم یابی ستر دوست
بر سر شمشیر سامانت کنم

ز اں پیش کہ تسلیم کنی حکم اجل را در عشق یکے میں و یکے داں و یکے باش گم کرد مرا از دو جہاں جلوہ خویش آئین محبت ز پئے خستہ دلان است با صدق و صفالذت و شیرینی جان است شور پدہ و افسردہ شدی از عمل خویش محفوظ ز آفات بود ز ندگی عشق ز ابد بہ ریاض متوقع بہ بہشت است	نادم شدہ از اشک بشو فرد عمل را بگزاشته پابندی ادیان و ملل را مہوش تماشا چہ کند حسن ازل را زین ہیج تعلق نبو و اہل و ول را از رنگ و نمایش اثرے نیست غسل را انگشت نمائی چہ کنی برج ز حل را از شرح اودث چہ زیانی امق و نل را بر آب ز نادانانی خود ساخت محل را
--	--

معنوم بر آورد گہراے مضامین
در رشتہ توحید چہ خوش سفت غزل را

بند بند عضو جدا از گداز عشق
این است رسم بندگی و ہم نماز عشق

آنرا که اک زماں خبرے شد ز راز عشق
چون ناز عشق دیدی و بگریباز عشق
آنکس کہ سرنگوں شدہ شد سرفراز عشق
شدہ عرصہ دلم ز پئے ترکست از عشق
آمد بصد حبست کناں شاہباز عشق
بنگر چہاں پدید شدہ سوز و ساز عشق
مہراز رضاے او نکستہ پاکباز عشق

بیگانہ شد ز خویش و گم شد بذات دوست
بر عرش دل سید و سرم شد بروئے خاک
خود را ندید آنکہ بروں آمد از خودی
ہمائی جنوں شدہ از سنگ کو دکان
بیروں شدہ چوں مرغ دلم ز آشیان خود
دل مضطرب چون گشت ز چشم حکیداشک
بر جو ر چرخ مطمئن و بر جھائے دہر

مغموم باریاب شود در سرائے قرب
از قید غم رہا شود اے کار ساز عشق

دانستہ شود قوم چو نادان چہ تو اں کرد
دل از رہ حق گشت پریشان چہ تو اں کرد
شرک است ز اعمال نمایاں چہ تو اں کرد
گرگ آمدہ در جامہ انساں چہ تو اں کرد
مخلوط چوں شد کفر بہ ایماں چہ تو اں کرد
زین مردہ دلاں عہد و پیمان چہ تو اں کرد
با این ہمہ گویند مسلمان چہ تو اں کرد
خنجر بکمر داشتہ پنهان چہ تو اں کرد
با قوم شود دست گریباں چہ تو اں کرد
بر زخم جگر شد نمک افتاں چہ تو اں کرد

نالان شدہ ام از غم ایشاں چہ تو اں کرد
ملت بفروشد پئے در ہم و دینار
دارند بہ پہلو دل دل منبع الحاد
از تیغ شود مشق ستم بر سرخواں
اقرار بوحید و مانوس بہ تشلیث
بر گاہ دریں طائفہ چوں بوسے وفا
اخلاص ز گفتار ز کردار عداوت
پیوستہ بہ اغیار و آد بخنتہ با قوم
آنکس کہ شود جرع کش منت اغیار
مخرج شد م از ستم غیر داین قوم

ہر چند کہ مغموم خیز خو گر ضبط است
بر آمدہ از چشم چوں طوفاں چہ تو اں کرد

نیست چوں پرداے سوال کسے پیش نظر داشته تصویر و ہم جامه خورشید چرا چاک شد کرد عطا زندگی جاوداں بند شود باب اجابت چرا، دشت قضا غاشیه بردوش کرد بو قلموں رنگ زمانه به پس، از دل و جانم نزد ذوق مرگ	چوں شود ایوانے مال کسے دل شده رسوائے خیال کسے این همه سوداے وصال کسے جنش بهجائے مقال کسے واشده بهجائے مقال کسے چوں شده ایمانے حلال کسے این همه گلهائے هنال کسے در سر صہبائے وصال کسے
---	---

حالت معنوم جنوں خیز شد
در پئے سوداے وصال کسے،

مشتمل بر مقدم عالیجناب تالونی دی جعفر افندی لے فیض جنات و علیہ عثمان مال و اردا

نوید خرمی و لطف روزگار آمد ز خاک سلطنت ترک شہسوار آمد	زبان بشکر خداوند کردگار آمد چوں درد قوم بدل بود آشکار آمد
--	--

دریں چمن که بفضل خدا بهار آمد
سفیر حضرت سلطان ذیوقار آمد

صیائے مهر شرافت سپهر فضل و کمال لوائے عظمت و عالی بهم خسته خصال	بزرگ سیرت و روشن خیال و رخ فال لیق و کامل دوراں گل شگفته مقال
--	--

شعل نور خرد از جبین او سپید
نگاه مهربانے بود سرور افزا

مخل و طع و عنایت بود کرم گستر	بجاء و شوکت و احبال مہتر و برتر
-------------------------------	---------------------------------

نظام سلطنت ترک کرد زیر اثر	افندی نائب سلطان اسمہ جعفر
شود بہ گلشن آفاق جاوداں خوشحال	
دوام زیدہ اللہ عمر والاقبال	
چرا از بند ربی کشاں کشاں آمد	بہ میں زالفت اخوان دیں چپاں آمد
ز اتفاق حکایت چون بر زباں آمد	لبش ز گرمی اسلام دُرفشاں آمد
کہ اہل دیں بنایند شوکت و شاں را	
کند حج چون شیرازہ پریشاں را	
ز راہ جہل نو کارے کن چنیں زہنار	کہ از تغافل ما بہرہ ور شوند اغیار
ز خواب عیش تو لے قوم کے نشوی بیدار	بیا و کثرت اعدا بہ میں یہیں دیسار
بترس چوں مستززل عمارت دین است	
مگر کہ فوج عدو آہ بر سر کین است	
سہمہ اک اند چہ ہندی چہ رومی و زنگی	قریں شوند مگر اہل دیں بہ یکرنگی
بفضل حق بنایند اگر ہم آہنگی	چرا عدو نہ کند سر و طاقت جنگی
جہاں بہ ہمت عالی شود بزمیر نکیس	
بہ بند عزم واردات مگر بصدق یقین	
بگیر غیرت اسلام ہیچ باک مدار	کہ از حمیت میں خار ہم شود گلزار
چہ فکر زیں کہ بود فوج اشقیابیار	چہ ریخ زیں کہ نماید تنگ آتش بار
چہ غم بہ کشتی ما باد تند اگر آید	
عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد	
الہی جاں بلب آمد ز فرط رنج و الم	کنی پئے دل مجروح ما عطا مرہم
بہ التفات نگاہ کنی ز لطف و کرم	ز مشکلات و بلا بخش غلضی پیہم

بہ اتفاق شوند اہل دین بدار قیام
شگفتہ ماند و سبز گلشن اسلام

بدر گہت ز جفاے عدو شدہ حیراں
الہی لطف بفرما کہ نیست تاب و توان
الہی بندہ معنوم آمدہ نالاں
دلہم چون وقف دعا شد معاز غیبیاں

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چنان نمازد و چنین نیز ہم نخواہد ماند

ظہور لطف و عنایات نوشتاب شود
دعاے بندہ مسکین مستجاب شود
الہی خادم حربین کامیاب شود
کہ فتح و نصرت و امداد ہر کاب شود

الہی سلطنتش را بہ بخش استحکام
مدام باد الہی خلیفۃ الاسلام

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد کوچہ گدنگ مدراس

کرد چوں این مسجد عالی بنا
گفت سر و شمن اتمام او
زمرہ تجار سعادت قریں
بیت خدا مسجدہ گہ مومنین

قطعہ تاریخ ولاد علی محمد خلف جناب عبداللہ بن الحق سیٹھی ساکن بدس

تولد شد چہ پرنیک انجام
چوں دانستہ گشتہ فکر تاریخ
علی را فضل اینزد بادشال
رقم کردم کہ بر خور دایہ و کال

قطعہ تاریخ ولاد عبدالکریم فرزند جناب یوسف جی اللہ رکھا سیٹھی ساکن بدس

نور چشم پدر تولد شد
خاطرش از غبار دنیا پاک

کلب مغموم شادمان سالش گفت. عبد الکریم ذی اوراک

قطعه تاریخ وقابلی بی حیفه زوجہ بنیوسف بن حاجی اللہ رکھا سیٹھ ساکن بدھ

ہیحات چراغ خانہ گم شد پنچاں شدہ اختر حیفہ،
مغموم بگفت سال رحلت غلہ آمدہ کشور حیفہ،

قطعه تاریخ وقاجانب محمد بیہم سیٹھ صاحب جی گل محمد سیٹھ ساکن نیلگری

خرد مند قاسم حقیقت شناس درینا ازین دارفانی گزشت
نہ اکرد مغموم با تف چین سوئے باب فردوق قاسم برفت

قطعه تاریخ تعمیر مسجد محلہ گوئندپور و انہاری

شکر خدا این زمان بیت خدا شد بنا یافت ز انوار حق رونق و تزئین کمال
با تف غیم چین از سر خلاص گفت ہم سجدہ کہ مومنان بارگہ ذوالجلال

قطعه تاریخ ولادت محمد با شتم خلف بن عبد اللہ بن اسحق سیٹھ ساکن بدھ

بعد اللہ مبارک باد ہاشم خدا فرزند با اقبال سازد
دوشنبہ پنجم ذیقعدہ مغموم خجستہ زیرکے - سالش برآمد

قطعه تاریخ وقاجانب ابراہیم بن صالح محمد سیٹھ ساکن بدھ

با خوشی جاں آفرین را جاں سپرد جرم اور را عفو گرداند خدا
گفت مغموم از لب اندوہ سال رفت ابراہیم از دارالفنا

قطعه تاریخ ولادت و ختم جناب اسحق بن احمد سیٹھ ساکن میسور،

بہرہ اندوز و شہرہ آفاق
فاطمہ حفظہ دیدہ ۱۶

باد فرخندہ صاحب اقبال
گشت مغموم از سروش ندا

قطعه تاریخ وفات جناب عبدالکریم بن جی فاضل محمد سیٹھ انجی مصنف

فضل حق راستی شدا غویم
و اصل الطاف حق شدا غویم

در رضائے حق سپردہ جان خود
از دل مغموم آمد این ندا

قطعه تاریخ وفات مخدوم المٹان جناب مولوی شمس الدین میر محمد رضا امیر میانی لکھنؤی

آہ زین دار فنارت سوے غلہ بریں
کہ - امام شعرا مراد امیر حق ہیں

چونہ نالہ دل مضطر کہ شہ ملک سخن
کلم مغموم چین کرد رقم سال وفات

ایضاً

امیر شاعر شیوا بیاں و خوش تقریر
کمال گم شدہ ایواز انتقال امیر

فغاں کہ رفت شہ کشور سخن ز جہاں
ہن وفات برآمد ز خامہ مغموم

قطعه تاریخ ولادت و ختم جناب عبدالرحمن صاحب ساکن و انباری

اختر طالع میوں بہ جینش تاباں
زادہ فرزند و جگر گوشہ عبدالرحمن

خبر و خندہ جیس آمد و فرخندہ قدم
شاد گشتہ سن تو لید نوشتہ مغموم

قطعه تاریخ ولادت فقیر محمد فرزند جناب اسحق بن احمد سیٹھ ساکن میسور

زہیہ طفل فرزندہ نیکو خصال	بفضل الہی شود شہر آفاق
چنین گفت مغموم سال ولادت	فقیر محمد سہم غمہ سال اسحق
قطعہ تاریخ تعمیر مسجد کوچہ آندرسن مدراس	
از عنایات خداے ذوالجلال	قوم مبین کرد این مسجد بنا
این چنین گفتم سن اتمام او	قندہ اصحاب دین بیت خدا
قطعہ تاریخ کتاب سفر حجاز مصنفہ خباہیج خلیفہ قادریا و شاہ صاحب متخلص بہ بادشاہ	
بنگر بیالے اہل دین این منظر اسلام را	دایم بدل فرحت رساں از نگارن بنظیر
مغموم فکر بلین شد تصنیف گشت چوں یں کتاب	تاریخ او گفتم بود سفر حجاز چہ دلپذیر
قطعہ تاریخ وفات حضرت آیات والہ محترمہ مصنفہ طاب اللہ ثراہا	
مادر مآہ بہ اندوہ گذشت	گشت از دہر نشانش معدوم
رحمت حق بروانش نازل	مسکش قرب خدای قیوم
گفت رضواں چوں سر آہ برید	
بر جناب آئندہ ام مغموم	
قطعہ تاریخ ولادت محمد اسماعیل خلف جناب محمد موسی سہم	
تولد گشت چوں فرزند موسی	بافضال خداوند عظم
نش مغموم از فرط مسرت	غمتہ کوکب اسماعیل گفتم
قطعہ تاریخ تعمیر مسجد فیوٹون معسکر بنگلور	

یافت تعمیر چوں این قصر عبادت پر نور	هر که دیدش به پیش آمد هسجان الله
سال اتمام چوں جستم زد لم گفت مروش	که پیله اهل بدی گشت بنایت الله

قطعه تاریخ و قاجان مولوی شاه حسن بن حبیب الله بن شاه سلیمان صاحب لاری

نیجات که آن مطلع انوار نهان شد	عالی نسب شمع بدی فخر زمن رفت
صد حیف که نور نظر شاه سلیمان	برد از دل صبر بفرود سن رفت

مغموم سن او ز لب آه رقم کرد
حسن چمن قوم نمانده که حسن رفت

ایضا

داحسر تما که حادثه جانگز اگر گشت	هوش از دلم خرد ز سرم بر ملا برفت
تاریک شد جهان بنظر از غم پسر	گو یا ز چشم شاه سلیمان ضیاء برفت

مغموم کرد سال و فائق چنین رقم
ایو اسبک روان حسن با صفا برفت

قطعه تاریخ تعمیر مکان جناب خلیف محمد عبدالرشید صفا واقع ترکه می طاس

تعمیر گشت رنگ گستاں چو این مکان	گفتم که خوب از فلک آمدند ادرست
تاریخ او ز بلبل فکرم چوں خواستم	بایق بمن عمارت عبدالرشید گفت

قطعه تاریخ عطا خطا: این جنگ بعالی جناب مولی احمد حسین صاحب لاری
محمد زالمیرا صفتی از حضور نظام دکن

<p>احمد حسین از مدد طالع رسا افزود از ضیاء فراست وقار خویش از دانش و ذکا به ارکین سلطنت بخشید حسن عهدہ صد الہام را حاصل سند نمود ز فراتر دوا خویش نواب این جنگ بہادر خطاب داد</p>	<p>در خدمت نظام کن پیرہ یاب شد بر آسمان فضل و ہند آفتاب شد بر سند کمال بجا انتخاب شد از فضل حق بمنصب خود کامیاب شد در دفتر من نقبش لا جواب شد ز نیکنہ لطف خسرو عالیجناب شد</p>
<p>معموم شاد گشتم و از بہر سال او گفتم کہ . دلپسند و مبارک خطاب شد</p>	
<p>قطعہ تاریخ وقایع صاحب محمد سٹیجہ فرزند جنابان محمد خلیفہ لوی صالح محمد بن بگور</p>	
<p>رواں از گش افاق شد آن نوجوان فہوس سرانندہ را ز دخامہ معموم سالش گفت</p>	<p>الہی عفو کن جرمش شود از مغفرت دلشاد کہ نازل رحمت قدس بر صیاح محمد باد</p>
<p>قطعہ تاریخ کتاب انتخاب کلام مانی مصنفہ جناب لوی ضیا الدین احمد صاحب کتب لکھنؤ</p>	
<p>گشت چون کلک مانی در فشاں، خامہ معموم سال انطباع</p>	<p>بر کلامش شد فدا ہر شیخ و شتاب ز در قم . زیبا مبارک انتخاب</p>
<p>قطعہ تاریخ وقایع جنابان بہادر غلام محمد صاحب جہا جہا برمدار الہام حضور پیراں</p>	
<p>رفت افسوس ازین باغ جہاں مد بزرگ ایں دعاے دل معموم ہمیں سال وفات</p>	<p>کہ زمانم بدل اہل وطن رنج فرود دہمدم غلہ بود جائے غلام محمود</p>
<p>قطعہ تاریخ کتاب مطلع البدر مصنفہ جناب الحاج مولوی محمد عبد الہاد صاحب</p>	

صلح جمالی افغان

سازمان ہندی

کہ دلش از ضیائے دین معمور
طرز مقبول شد بیان منظور

حضرت عبد بادئی ذی شان
کرد تصنیف و فترا سرار

گفت معنوم از لب احلاص
مطلع البدر خفہ پر نور

قطعہ تاریخ وفات مولانا عبد الباق صاحب کن مدرس

صاحب فضل و ہنر رحلت نمود
عبد سہ سہ جہاں باد در فضل و دود

وادر یغایز جہاں بے ثبات
سال او معنوم زد در التجا

قطعہ تاریخ وفات عبد الکریم ضابطہ نیر کوثر الحاج مولیٰ محمد الباق صاحب کن انبار

بود بہانہ سرار رفت بدار النعیم
رحمت رب جہاں باد بہ عبد الکریم

مرد مقدس کنوں حیف کہ از ما گذشت
سال وفاتش چہنیں خامہ معنوم زد

قطعہ تاریخ کتبی در تالیفات مولانا عبد الباق صاحب کن انبار

شکر خدا کہ یافت دلم جشن و نوا
بزم نکاح وخت میں جنگ پاکباز

دلچسپ کہ خدائی دخت امین جنگ
معنوم شاد گشتہ زروے ترکبنت

قطعہ تاریخ وفات مولانا عبد الباق صاحب کن انبار

بر چرخ فیضیت شدہ تابندہ چوں نور شید
ناچار دور آغوش اجل آمدہ خوابید
ایں دست نہادہ قاضی بنگویر جہاں دید

آں محرم اسرار خدا فاضل دوراں
کار و دجہاں چوں بشارت بارگراں شد
معنوم کنوں بے ہرندہ زماقت

قطعہ تاریخ وقابنایہ پیر عبداللہ شاہ صنّاعرف پیر دادا باوا ساکن کچھ بھوج

از غم رنج و فراقش خلق بے تاب تو اس	رفت از بلغ جہاں مرد حقائق دستگاہ
از لب اخلاص دل مغموں زد سال وفات	قرب ببلطای باد و پیر عبد اللہ شاہ

قطعہ تاریخ کتاب تحقیقا بیضہ مصنفہ جناب حکیم محمد سعید صنّاع چودھری میاں پورہ

ایں کتابے کہ معدن ہنر است	کرد تصنیف چوں بعد زحمت
گفت مغموں عیسوی سانش	مخزن سود و دہر حکمت

قطعہ تاریخ خیر مقدم علی حضرت شاہ امان اللہ خاں غازی والی افغانستان حلدہ ملکہ

بجہ اللہ حاصل مدعا از بخت یاد و رشتہ	کہ دیدارش بدل منجا استم از حق بعد ماں
رقم زد خامہ مغموں سالش دامن گشتہ	امید دل شہ کابل بر آید شوہند دستان

کلام حسن و عشق

گل معنی سے ہے آراستہ گلشن اپنا	حسن مضمون نے دکھایا رخ روشن اپنا
وصف اس رشک قمر کا جو لکھا کرتا ہوں	نام رہتا ہے سنجہ انوں میں روشن اپنا
دل چرا جاتا ہے اور محو تماشا ہوں میں	دوست اپنا ہی ہوا دیکھئے رہن اپنا
دین و ایمان دل مجاں میں نے کئے سب قرباں	پیر نہ سمجھا مجھے ہر گز بت بد ظن اپنا

بیچ تو یہ ہے دل ناداں کے سوا زیر فلک
نہ کوئی دوست ہے مغموں نہ دشمن اپنا

قتل کرنیکا وہ انداز مجھے یاد آیا	آگے آگے حق قصا مجھے وہ جلا د آیا
----------------------------------	----------------------------------

یہی سامان معاش دل برباد آیا
بحر ہستی سے گزر کر عدم آباد آیا
باغ میں آج کوئی غیرت شمشاد آیا

درد و غم رنج و الم حسرت و یاس ارماں
آج ہے وصف کمر طبع رسا کو منظور
پئے تعظیم ہے ہر شلخ شجر مسجود

نکتہ سجانِ دکن کہتے ہیں معزم مجھے
آج اقلیم سخن کا کوئی استاد آیا

بیقراری مری کہتی ہے کہ کیسا تھمنا
کشتی عمر کا طلح نہ سیکھا تھمنا
دل سے نکلی تو سر عرش معلیٰ تھمنا
درد و دیوار کا ہے شور کہ تھمنا تھمنا
نا تو انی مری کہتی ہے خدارا تھمنا
مرے پہلو میں ذرا بیدل شیدا تھمنا

صبر کہتا ہے کہ اسے حضرت والا تھمنا
نہو ایک گھڑی بھی لب دریا تھمنا
آہ کو حکم نہیں راہ میں بیجا تھمنا
اشکباری بھی مری باعث ایذا تھمنا
لئے جاتا ہے مجھے جوش جنوں صور کا
آج اس ترک کے ناوک نشا نہ ہوگا

سر میں چکر ہے مرے پاؤں میں گردش معزم
یہ اشارہ ہے کہ دنیا میں ہے بیجا تھمنا

شریت دیدار میں ہے زہر تھوڑا سانپ کا
استخاں میں ہے بہار زہر تھوڑا سانپ کا
سر کو گراؤں تو بھلے سر سے جوڑا سانپ کا
موت میرے سر پہ ہے اور سپہ کوڑا سانپ کا

عارض جانناں پہ دیکھا ہم نے جوڑا سانپ کا
کیا سگ جانناں کی جہانی کرے شیدائے زلف
سر کو سودا زلف کا ہے زلف کو سودا سر
زلف کہتی ہے کہ میں ہوں اور جل کتی ہیں

کس طرح معزم مجھ تک ہو رہا فی فیندک
بس خیال زلف بجاتا ہے کوڑا سانپ کا

ہستی کی فکر اور نہ غم روزگار تھا
وہ جاں نثار تھا ہمراہی غمگسار تھا

پیش از وجود دل مرا وقف بہار تھا
ہر دم خیال یار تھا اور انتظار تھا

دیکھا جو ملک دل کو تو اجڑا دیار تھا
واللہ اپنے دل پہ نہ کچھ اختیار تھا

صبر و قرار عشق کے ہاتھوں رہ کے
محشر میں جرم عشق کا ہم دینگے یوں جواب

مغموم دل شکستہ پہ لازم نہ تھا عتاب
بیکس تھا، بیٹھا تھا، غریب الیہ یار تھا

کھٹنا نہیں ہے ٹکے سبب اضطراب کا
یہ ہے جواب انکی نگاہ عتاب کا
خواہش ثواب کی ہے نہ کھٹکا عذاب کا
قاصد کو انتظار عبث ہے جواب کا

لمتا نہیں پتہ دل خانہ خراب کا
رکھ دوں جگر کو چیر کے پہلوئے یار میں
واعظا ہے ذکر حبت و دوزخ سے کیا عرض
ہے مغتم جو جان سلامت وہ لیکے لے

وابستہ مغفرت ہے مری التجا کے ساتھ
شہید اہوں جبکہ صاحب الکتاب کا

جہاں میں تذکرہ ہے تیری دلربائی کا
ہے اب تو رنگ ہی بدلا ہوا خدائی کا
شب وصال بھی کھٹکا رہا جدائی کا
ہوا ہے شوق مجھے بخت آزمائی کا

فقط نہ میں ہوں فدا تیری خوش ادائی کا
بتوں کے عشق میں دعویٰ ہے پارسائی کا
کبھی نہ لطف مسرت ہمیں نصیب ہوا
کشاں کشاں میں چلا ہوں جو سو مقتل آج

پھنسا ہے دام محبت میں مرغ دل بید بہر
علاج کیجئے مغموم کچھ رہائی کا،

عشق ہی اندوہ و غم میں میرا رہیر ہو گیا
دل بھی میرا بحر الفت کا شناور ہو گیا
آپ و دانہ بس یہی اپنا مقرر ہو گیا
آتش سوزاں مرا ہر تار بستہ ہو گیا

عشق کی دولت سے تابندہ مقدر ہو گیا
خوف کیا ہے گر گرا چاہ زرخذاں میں یہی
خون دل پیتے رہیں اور درد و غم کھا لیں
گرم بیابانی سے میری ہو گیا ہر عضو تن

گر محمد کی غلامی میں رہنا ثابہ و قائم

خاتمہ اپنا یقین مغموم بہتر ہو گیا۔

کینچے تصویر تو جلبائے قلم مانی کا
کوئی خواناں نہ رہا تیغ صفایا مانی کا
نام روشن ہے جو فردوسی خاقانی کا
حال تحریر ہو کیا میری پریشانی کا

شعلہ برق ہے حسن اس بت لاثانی کا
ہند میں تیغ سخن کے یہ کھلے ہیں جو ہر
قدردانی سے زمانے کے فروغِ رتبہ
لکھوں مضمون تو مضمون بھی پریشان نکلے

راگلاں غم ہوئی عشق بتاں میں مغموم
حیف دعویٰ ہے تمھیں پھر بھی مسلمان کا۔

کہ اس دعوے سے ہے اکثر طریق اہل فن بگڑا
مرا گلوچن میں آتے ہی رنگ چسپن بگڑا
تو بگڑا رنگ گل اور نالہ مرغ چن بگڑا
مقدر کا بگڑا تھا جو وہ ناوک فلک بگڑا
قضا کا سامنا ہے گروہ ترک تیغ زن بگڑا
جیسا شوخی سے بگڑی اور اداسے باکین بگڑا
کہ قمری سرو سے اور گل سے مرغ نعرہ زن بگڑا
حلب آئینہ مشک ختن درعدن بگڑا
نظر آتا ہے اکثر آجکل ملک و کن بگڑا
سربازار ہم سے تو جو لے پیاں شکن بگڑا

پسند حق نہیں ہرگز یہ حرف ماومن بگڑا
حقیقت شمع کی کھل جاتی ہے خورشید کے آگے
جو پہونچا باغ میں وہ ہر خوبی سیرگشن کو
تڑپ دلی جگر کی سقیراری کا ہیکو ہوتی
سمجھ کر کوچہ جاناں میں رکھ اپنا قدم ابدل
اجازت پا کے اک بوسہ لیا پھر بھی غضب دیکھو
چمن میں آج کس شمشاد قد گلو کی آمد ہے
متہار کا رخ و گیسو در دنداں کی رنگت سے
نہیں اہل ہنر کا قد زواں باقی رہا کوئی
خطا کیا التجا ایفا سے وعدہ کی جو کی میں نے

ہے پاس عشق اپنی جاں تزاری ورنہ لے مغموم
بن آئیگی بتوں سے کیا بعدا گریبت شکن بگڑا

رہا احساں نہ کچھ مجھ پر قضا کا
بہت ممنوں ہوں میں باد صبا کا

میں کشتہ ہوں کسی تیغ اود کا
اڑا لائی ترے گیسو کی خوشبو

نشاں ملتا نہیں کچھ نقشِ بیا کا مصلدا کیا بچھا یا ہے ریا کا	ہے کیا عالم عدم کے رنگاں کا صفائی دل کی زاہد ہے مقدم
غلام شافع محشر ہوں معنوم مجھے کھٹکا ہے کیا روز جزا کا	
خونقشاں چشم ہے اورخوں میں جگر کے ٹکڑے راہ میں گر گئے کٹ کٹ کے سپر کے ٹکڑے ہاتھ سے اپنے دکھاؤں ابھی کر کے ٹکڑے کہ نہوجائیں کہیں مرغِ نظر کے ٹکڑے	یوں جو پوست ہوئے تیر نظر کے ٹکڑے تیغِ ابرو کے مقابل جو ہوا سینہ سپر جسم کی بھی کوئی ہستی ہے جنوں کے آگے جھانکنا روزن دیوار سے ہے وجہِ خطرا
داد دینگے جو سخنِ فہم ہیں اس محفل میں مرے اشعار ہیں معنوم گہر کے ٹکڑے	
شرم عصیان و خطا لیجائینگے سرکف ہم مدعا لیجائینگے ہم رگ گل کا بنا لیجائینگے کیا دئے ہم اور کیا لیجائینگے	پیش حق محشر میں کیا لیجائینگے جان کا خطرہ ہے گواہاں میں دام بہر عندلیب شیفٹہ دل کے بدلے میں ملا داغ جگر
رولق بزم سخن معنوم میں ساتھ گر طبع رسا لیجائینگے	
نہ گئی بوئے تنہا مرے آب و گل سے کشتی منزل مقصود لگی ساحل سے یہ وہ منتر ہے کہ اتر نہ کسی عاقل سے گفتگو آپ کریں جا کے کسی عاقل سے ایک فریاد بھی تکی نہ لب بسمل سے	گورنائی نہوئی مجھ کو کبھی مشکل سے جستجوئے کمرباں میں پہنچا میں عدم رخنے ڈالے ہیں تری چشمِ فسون سازگی رند دیوانے میں اے شیخ نہ چھیڑو انکو جاں بازی کا مری اس سے ہو کیا بڑے ثبوت

زاد خشک ہو آگاہ یہ ممکن ہی نہیں،
 رنج و غم حسرت و اراں سے نہیں ملتی را
 یاس اُمید و تمنا سے ہوئی یوں گویا
 لذت درد کوئی پوچھے ہمارے دل سے
 میرے نالے بھی نکلتے ہیں بڑی شکل سے
 راہ پائی ہے یہاں میں بڑی شکل سے

کیا نکل آئے یم طبع سے پاکیزہ گہر
 کیوں نہ مغموم لے داد سخن محفل سے

فریاد و آہ و نالہ و شور و فغاں نہ ہو
 کہتی ہے آہ خرمین جاں سوز بار بار
 سوئے عدم جو لاتی ہے ہر دم کشاں کشاں
 اس درد و غم میں کاش جو میری زباں نہ ہو
 یائیں نہیں ہوں یا اثر آسماں نہ ہو
 یہ آہ تا زیا نہ عسر رواں نہ ہو
 زاد کو تب عیاں ہو حقیقت شراب کی
 پردہ دوئی کا یار اگر در میاں نہ ہو

مغموم آپ اپنے کو پاتا نہیں ہوں میں،
 اس بے نشان کی ذات میں میرا نشان نہ ہو

جو صلہ نارسا ہو جب بخت رسا کو کیا غرض
 دیکھ کے تشنہ لقا ہو گئے نقش بوریا
 طائر روح کب ہوا دام میں زلف کے سیر
 قتل کے دہن میں جائیگے شوق سرکٹائیگے
 تیغ قضا گزیدہ سے تیغ ادا کو کیا غرض
 کوچہ سے تیرے لے آئے باد صبا کو کیا غرض
 پیچ ہے یہ نصیب زلف رسا کو کیا غرض
 موت کی انتظار سے اہل وفا کو کیا غرض

مغموم کیا غزل کہی جل کے مرئیگے مدعی
 داد نہ کیجئے طلب مرد خدا کو کیا غرض

الفت دل و حشی کو ہوئی زلف دوڑا سے
 انصاف کا طالب نہیں محشر میں خدا سے
 قاتل کے قدم چوم لے کر و دغا سے
 الموسی قاتل کو دم فاتحہ خوانی
 یہ مرغ گرفتار ہوا دام قضا سے
 بیعت ہے وفا کو مرے کس دست جفل سے
 پوشیدہ پو خون جو مرا برگ حنا سے
 حسرت بھل آتی ہے مزار شہدا سے

دامن کو بچا رکھیں مزار شہدا سے
انداز سے عشوے سے تراکت ادا سے

بیباک چلے آئیں نہ اس درجہ بھی غافل
بن بن کے بگڑ جاتے ہیں تقدیر کے سامان

مغموم کے اشعار ہوں تب قابل تسلیم
تسلیں کی صدا نکلتے زبان اعدا سے

الطاف الہی پہ فقط میری نظر ہے
اس بام حقیقت کو نہ دیوار نہ در ہے
ہستی کی حقیقت کی بھلاک کو خبر ہے
خاک قدم یار عجب کھل بھر ہے

فرقت میں دعا میری جو محروم اثر ہے
کب کالج محبت پہ ہو ہر اک کی رسانی
دائیم ہوں مئی بیجو دی عشق سے سرشار
اسرار الہی نظر آئیں تو عجب کیا

مغموم کبھی یاد خدا بھی ہو خدا را
کیوں لہو و لعب میں تیری اوقات بسر ہے

ہرگز نہ نظر آئیگی جب تک کہ نظر ہے
رتبہ ہے ملائک سے فزون نام بشر ہے
وہ آپ کا اعجاز ہے یہ میرا ہنر ہے
اس خاک میں پوشیدہ کوئی قسنہ مگر ہے

فرماتے ہیں وہ آپ کہ یہ وصف کمر ہے
کیا حضرت انساں کی طبیعت میں بھی تیرے
آفت نگہ گرم غضب آہ جہاں سوز
مدفن جو شہیدوں کے ہو جاتے ہیں برباد

سب کہتے ہیں مغموم تری فکر سا پر
انداز ہے اعجاز ہے افسوں ہے سحر ہے

سپاہی نے رکھی ہے باندھ کر تلواریں پہلو میں
مرا دیوانہ دل بوجے گریہاں پہلو میں
کھٹکتا رہ گیا دلکی جگہ میں خار پہلو میں
نہیں معلوم ہوتی عمر کی رفتار پہلو میں

جبین پر خال ہے اور ابرو خدا پر پہلو میں
میسر کیوں نہ ہو ہر دم وصال بار پہلو میں
تصور سیدی میں آگیا جسد کہ شرکاں کا
ہوئے جاتے ہیں طے راہ عدم کی منزلیں کیا

کلام داغ کو مغموم اکثر سمجھ لجاتے ہیں

ارکھا ہے جب سے ہم نے داغ کا گزاری پہلو میں

رنگیا بادۂ الفت کا خارا نگھوں میں
دلوں تسکین ہو آجائے قرار نگھوں میں
آکے رہ جائے جو جان تن زار نگھوں میں
کیونکہ ہے پیش نگہ جلوہ یار نگھوں میں
ہے غضب لیں بھر اور ہے پیار نگھوں میں
دیکھنے والے کو آجائے بخارا نگھوں میں

جب سے پہنچا اثر چشم نگار نگھوں میں
لے خوشا بخت تصور میں ترے دم نکلے
حوصلے دید کے قتل میں نکالینگے ہم
ظلمت قبر کی صورت نہ نظر آئیگی
کس طرح قتل ہوں قاتل کی دورنگی سے
بیقراری دل مضطر کی دکھاؤں کسکو

روتے روتے نہ کہیں حال گم ہو مغموم
نگہ شوق کا کٹ جائیگا تارا نگھوں میں

خموشی قدر گھٹاتی ہے غش بیاں کے لئے
کہ بام پر ہے موزن کھرا ازاں کے لئے
ٹلی ہے عشق سے خلعت یہ ناتواں کے لئے
بہار عمر ہے ناداں فقط خزاں کے لئے

زباں سخن کیلئے ہے سخن زباں کے لئے
چلا ہے وہ سوئے مسجد غضب یارب
ردائے حسرت و ارماں قبائے یاسی
ثبات عیش و مسرت نہیں ہے دنیا میں

خبر نہیں رہ دنیا نہ منزل عقبے
خدا ہی جانے کہ آیا ہوں میں کہاں کے لئے

مر جائیں کافروں میں انھیں اتقیا کیسا تھ
غم میری جاں کیسا تھ تو جان و فاکیسا تھ
ہم نے کیا سلوک یہ بخت رسا کیسا تھ
جس طرح ربط کاہ کو ہے کہر باکیسا تھ
یاں یاس پھر رہی ہے مے مدعا کیسا تھ
پائے ہوس کو رشتہ شرم و چیا کیسا تھ

دل ہے بتوں کیسا تھ تو جان خدا کیسا تھ
ہے آہ دل سے دل ہے غم دلر باکیسا تھ
امید قتل حوصلہ نارسا کے سا تھ
اس طرح دلوں انس رما دلر باکیسا تھ
نالوں کا کس طرح ہو گزریاں گاہ میں
میں شتر پڑے صول کا وعدہ کہ باندھ لوں

مغموم زور طبع دکھایا ہے تم نے واہ
کیا خوب یہ غزل ہوئی فکر ساس کے ساتھ

موت سر پہ ہے تو گھبرانے سے کیا ہوتا ہے
خود گلا کاٹ کے مرجانیسے کیا ہوتا ہے
زاہد و کعبہ و تجانے سے کیا ہوتا ہے
ورنہ دہلیزیہ بکرنے سے کیا ہوتا ہے
لخت دل آپکو بندانے سے کیا ہوتا ہے
آتش عشق کے بھڑکانے سے کیا ہوتا ہے

ہر گھڑی تیغ کے چکانے سے کیا ہوتا ہے
لطف تیغ کے بنوں کشتہ تیغ قاتل،
جس جگہ یاد خدا ہو تو وہی بہتر ہے
سر مراندر کروں نذر مری گریہ قبول
کیسے بیدار ہو کہتے ہو کہ یہ کیا نشی ہے
ضعف اٹھنے کی اجازت نہیں دیتا ہے

دیکھ مغموم کا انداز سخن اے دلبر
یہ شباب پناہ لجانے سے کیا ہوتا ہے

ہے داد خواہ شاہد گل سے بیاں میں مرغ
تاثیر یہ دکھاتا ہے اپنی فغاں میں مرغ
پیدا ہوئے ہیں صورت کرو بیاں میں مرغ
گہنے کو یوں تو ہوتے ہیں اکثر جہاں میں مرغ

کس جوش پر ہے نغمہ سرا گلستاں میں مرغ
رنگ حنا کی طرح اڑے رنگ عاشقاں
اس واسطے ہے مرغ کا پاس ادب مجھے
رنگینی سخن پر سخنور کو ناز ہے

مغموم زور طبع سے لکھ اور یک غزل
نغمہ سرا ہو گوشت سخن پر وراں میں مرغ

توڑے در طلسم کو ہر داستاں میں مرغ
میرایاں سناتا ہے اپنی زباں میں مرغ
معروف بے سبب نہیں معروف فغان میں مرغ
بہل ہوا ہے جا مژہ خوفناں میں مرغ
کیا بے محل تڑپنے لگا آشیان میں مرغ

ٹھہرے اگر تھے کف جادو بیاں میں مرغ
ہے نغمہ سنج آج ہر اک داستاں میں مرغ
مرغ سحر بھی فتنہ محشر کا ہے نقیب
سرخ نہیں ہے چشم میں ہے مرغ جاں نول
تیرنگہ کہاں میں ہے اور مضطرب دل

پایانہ نقش پاک تر مرغ جاں سراغ | اپنا نشان مٹا کرے نشان میں مرغ

مغموم شاعری کا ہے اس دور میں یہ حال
گو یا کہ آغہ سنج ہے فصل خزاں میں مرغ

طریق عشق کوئی سپر کا مقام نہیں،
عبودیت میں تو کچھ سرکشی کا کام نہیں
شکار طائر جاں ہو تو کچھ کلام نہیں
تمہاری تیغ سے وابستہ رشتہ جاں ہے
ہو خاکساروں کو کیا بیم انقلاب زباں
رسائی کیجئے تا دشت لامکاں لے آہ
میں جبرے کش اسی خجائے ازل کا ہوں
تمہارے عارض خط کو کہوں بولوح و قلم

یہ باغ وہ ہے کہ جس میں فضا کا نام نہیں
مری نماز میں اس واسطے قیام نہیں
تمہاری زلف سے بڑھ کر قضا کا نام نہیں
قضا کے صفحہ دفتر میں میرا نام نہیں
سرے گور غریباں میں صبح و شام نہیں
سرے عرش معلیٰ ترا مقام نہیں
کیسے مذہب ملت میں جو حرام نہیں
پسند خاطر شعر ابو فکر خام نہیں

کرد نہ حشر میں معصوم شکوہ قاتل
سرے جرم محبت کا انتقام نہیں

جوش کو وحشت میں جب لائے ہیں ہم
نشر شرکاں سے ہو کر دو بدو
کوئے جاناں میں قدم دھرتے ہیں تب
قبر میں ہو گا نہ تنہائی کا غم

حشر برپا کر کے رہ جاتے ہیں ہم
فصد اپنی آج کھلواتے ہیں ہم
جی سے اپنے جب گزر جاتے ہیں ہم
ساتھ حسرت کے چلے جاتے ہیں ہم

طبع افسردہ کو اے معصوم پھر
برق کی مانند چمکاتے ہیں ہم

عراپی کٹ گئی پیہم تمہارے سلاتے
چرخش ابرو کا ہے جان خیز کو انتظار

غم ہمارے سامنے تھا پیہم تمہارے سامنے
ہم اجل کے سامنے ہیں دم تمہارے سامنے

گردن تسلیم رکھیں خم تمہارے سامنے
حشر ہوتا ہے بپاہرم تمہارے سامنے
میری حسرت کا ہے یہ نام تمہارے سامنے
سیکسی میری ہے ہر دم تمہارے سامنے

یہ ناز عشق ہے شوق شہادت میں دھام
کیا قیامت آپ کے کوچہ میں مٹی ہے دھام
خاک اڑتی ہے سر تربت جو رہ رہ کر دھام
حسرت و ارماں تو اپنے ساتھ لیجاں ہوں

سچ کہو مغموم غیر از درد و غم رنج و الم
کون ہے اب مولس و ہدم تمہارے سامنے

زاد درود پر ہنسے لگے رو بروئے گل
بلبل فقس میں کرتی ہے کیوں جستجوئے گل
ہوتی ہے عنذ لبیبوں گفتگوئے گل
گلچیں نہ لے برائے خدا آبروئے گل
خالی نہیں ہے باغ میں کوئی سبوئے گل
کس نے دکھائی بلبل نالاں کو کوئے گل

دیکھے جو ناز سے وہ گل اندام سوئے گل
پہونچی دماغ تک نہ اگر اسکو بوئے گل
بر باد جان نہ کیجئے سودائے خام پر
آغوش میں ہے بلبل شیدا کے شرر گیس،
فصل بہار آئی ہے مستو نگاہ دور ہے
رہبر سے کیا عرض ہے دلا راہ عشق میں

مغموم جی میں ہے رگ گل کو قلم بنا
لکھوں میں برگ گل پہ سراپائے خوئے گل

کہ لحد سے آتی ہوں صیدا ہی سیکو دیار
کہ فلک آج چڑھا ہوا میری حسرتوں کا غبار
کہ کیسے فیض قسم سے یوں مرا پانا مال مزار
نہ نکلنے کی ہو کوئی سیل نہ دیس اسکو قرار
بنار اہوار جودل مرا میری شامت اسپہ سوار
بنوں گرد و دامن یار میں کہ اسی میں میرا وقار

جو شہید تیغ ادا ہوئے یہ تنگستہ انعامزار ہے
یہ قیامت ہم کا ہو غلط ثابت رکھے گمان عیش
نہ نشان قبر کا ہو عیاں مری سیکسی ہے یہ نشان
کسی اربا کی جیسے جستجو تہمتی ہے مری آرزو
ہوئے ہم بھی ایک ہزار میں چلے عشق کی دیوار
مری خاک ہو تری نظر کہ کبھی تو ہو گا تر اگر تر

ہے سخن روں سے صلہ مرا لے داؤ نظم کی جا بجا

جو ہے قدر دان سخن کوئی وہ سخن پہ میرے تیار ہے

جو چاہے کر لے وقف رضا ہے
مہ کے گلے میں ڈالا ہوا ہے
اجڑا ہوا ہے بگڑا ہوا ہے
ناداں بنا ہے رسوا ہوا ہے
زلف صنم کا سودا ہوا ہے
آنکھوں سے میری نکلا ہوا ہے
آئینہ سولی لٹکا ہوا ہے
شعلہ یہ دل کا بھڑکا ہوا ہے

طرز جفا پر دل مبتلا ہے
بالہ نہیں ہے طوق غلامی،
کیا کعبہ دل کی قدر ہوا اب
سے حسرت دل پامالی دل
وحشی بنو نگا قیدی بنو نگا
گر یہ نہیں یہ حسرت کاخوں ہے
آئینہ رو کے ہو کے مقابل
دہو کا شفق کا کیوں ہے فلک پر

مغموم کو اب کیا جستجو ہے
نقد دل اپنا کھویا ہوا ہے

یہ گل فشانیاں مری فکر رسا کے ہیں
وحشت زدہ حواس پریشاں قضا کے ہیں
آنکھوں پہ گو پڑے ہوئے پردہ جیا کے ہیں
بگڑے ہوئے حواس مرے مدعا کے ہیں
بیکار رنج ہو گئے ساماں قضا کے ہیں
لوٹے ہوئے جو ماتھے مری التجا کے ہیں

سر سبز باغ کیا سخن دل فرسا کے ہیں
چرچے جو چرخ پر تری تیغ ادا کے ہیں
شوخی ٹپک رہی ہے ترے بال بال سے
دیر و حرم کی راہ میں غلطاں ہوں استغفار
صد شکر وقت نزع وہ تشریف لائے ہیں
تاثر لیکے آئے یہ باور ہو کس طرح

مغموم خوب فکر کے سانچے میں ڈبل گئے
اشعار آبدار، مضامین ہلا کے ہیں

یہ تماشے ہیں رقص لہلہ کے
ہوتے ہیں سدا راہ منزل کے

تیغ رہ جاتی ہے گلے مل کے
اے مایوسیاں میرے دل کے

<p>خون عاشق ہے کیا خاک و غرض نقد قیمت کا کیا تقاضا ہے مرہم وصل جب ہوا تیار قلم فکر کے یہ ہیں گو ہر</p>	<p>پانوں پڑتی جو میرے قاتل کے پہلے ٹکڑے بھی گن تو لودل کے زخم پہلو کے اڑ گئے چھل کے سنگریزے نہیں ہیں ساحل کے</p>
<p>شعر گوئی کے فن میں اے معصوم ہم بھی رونق فراہیں محفل کے</p>	
<p>پئے مقصد چلے جاتے ہیں کیا کیا قافلے سرپٹ قدم رکھے کوئی کب بواہوس دشت محبت میں نخلگر غیر سے پیرمغاں کی کیجئے بیعت صد اصور سے بیدار کب تے ہیں متولے تے گیسوئے شکیں کی صبا خوشبو جلاتی ہے جنوں میں پیشقدمی کر رہے ہیں دونوں لہریں</p>	<p>کھیل کار رندوں کو ہونی میخانہ کی چو کھٹ مگر جو تو سن بہت کے تیں دوڑائیگا سرپٹ ریا کا چاک کر جامہ خودی کا توڑے گھوٹ مگر شاید کہ سن پائیں وہ تیرے پانوں کی آہٹ مری حسرت نکلتی ہے میری قبر سے جھٹ پٹ تسے در پر فدا ہو نیکو جان دلیں ہے کھٹ پٹ</p>
<p>نہ مسجد سے علاقہ اور نہ تہخانہ سے اے معصوم ہمارا سر ہے اور اس رہزن یاں کی چو کھٹ</p>	
<p>خمار عشق عیاں واں نہیں تو یاں بھی نہیں، کیسی کیسی کسلے پردا جودل ہو قابو میں اگر وہ پانوں سے آئیں تو سر سے ہم جائیں اُدھر سے شیم کرم اور ادھر سے عجز و نیاز</p>	<p>خلوص دکا نشاں واں نہیں تو یاں بھی نہیں بدست غیر عیاں واں نہیں تو یاں بھی نہیں بدی کا دلیں گمان واں نہیں تو یاں بھی نہیں جو تخم کینہ نہاں واں نہیں تو یاں بھی نہیں</p>
<p>دہ مہرباں ہو تو ہم جان نثار ہیں معصوم سرفاق عیاں واں نہیں تو یاں بھی نہیں،</p>	
<p>کب ہے شراب انجن بادہ خوار میں</p>	<p>جام الست ہے نظر ہوشیار میں</p>

آلودہ دل نہ کیجئے گرد و غبار میں
بوسے وفا نہیں چین روزگار میں
بیٹھا ہوا ہوں میں بھی گزر گاہ یار میں

دل کو کہہ دو رتوں کا نہ مخزن بنائے
اے دل نہ رکھ امیب کسی گلزار میں
دیکھوں تو کرتے ہیں وہ پیا حشر کس طرح

مغموم شکر کیجئے پروردگار کا
داخل ہو تم بھی اہل سخن کے شمار میں

کہ بگر خضر بہکانے لگا دل
کسی آفت میں شاید پھنس گیا دل
کبھی میخوار کاشاید جلا دل
ازل سے ہے گرفتار بلا دل
شاگرد رنگ آئینہ بنا دل
کیا حق نے مرا سب جدا دل
ہو کا ایک قطرہ بن گیا دل
تو واپس مے مجھے بے یوفادل

نہ سمجھا میں کہ ہو گا بیوفادل
کہاں ڈھونڈوں کہ جس جانب دل
گزنگ کی بو نہیں ہے میکدہ میں
نتیجہ دیکھئے فالو ابلی کا
حقیقی نور تجھ میں جلوہ گر ہے
بجائے آرزو ہے یاس و حسرت
یہاں تک سوز الفت کا اثر ہے
نہیں گرفتار اس نایاب شئی کی

کراے مغموم فکر زاد عجبے
بتوں کی آشنائی سے اٹھا دل

مقتل میں جانبا زوں کا اک اڑھام ہے
صیاد میں ہوں اور مری فکر و دام ہے
عبرت کے واسطے ہی بنی صبح و شام ہے
بلبل کو یاب بقاء ہے نہ گل کو قیام ہے

سب سزگوں ہوئے ہیں ادب کا مقام ہے
قابو میں آ رہے ہیں مضامین نو مرے
دیکھو تو انقلاب زمانہ کا ہے ثبوت
دل سرد ہو گیا ہے گلستان دہرے

مغموم ہے یہ افضل خدا میرے حال پر
مستور کی خاطر میں جو میرا کام ہے

اٹھایا ماتھ جب دو دنوں جہاں سے
مثال نقش پامنگر جہاں سے
نشان اس بے نشان کا اس پوچھو
اگر منظور ہے کچھ سیرِ فلاک
رہ الفت سے کب میں خضر آگاہ
رہائی کب ہوئی رنجِ عالم سے

نشان پایہوں میں اس نشان سے
سفر ہم کر کے آئے لامکاں سے
جو آیا ہو گزر کر لامکاں سے
خمئی کو لگا دیجے دہان سے
ذرا پوچھو عدم کے کارواں سے
بہار آئی تو پھر در ہے خزاں سے

نہیں معنوم کو پہچانتے گر
کرد پریش دکن کے شاعر اس

رہیگا جسم میں جب تک مرے لہو باقی
وہ نعمہ سخی دکھاؤں دم بہار چن،
عبث ہے چارہ گر و فصد کا خیال مر
کمال کا نہ کوئی قدر داں ہے دنیا میں

طلبِ ہریگی تری تیری جستجو باقی
نہ بلبلوں کو رہے تابِ گفتگو باقی
وہ ناتواں ہوں نہیں جسم میں لہو باقی
مگر میں عیب کے جو یا ہر ایک سو باقی

رہا نہ عشق میں کچھ بھی مگر غنیت ہے
رکھی خدا نے جو معنوم آبر و باقی

نوید وصلِ شکلِ ابرو سے خدا رہے تھے
نہ مطلق ہم نے سمجھایوں قیامت سر پہ ٹوٹی
پھنسا ہے مرغِ دل کس طرح و اُمِ نفیسِ تجیہ
فنا ہستی کو کر اپنے بقا کو کیجئے حاصل

تھا ایسا قتل کا جو وعدہ دیدار سمجھے تھے
لڑکپن کا تماشا ہم تری رفتار سمجھے تھے
بڑا نادان نکلا جس کو ہم ہوشیار سمجھے تھے
یہ اک نکتہ تھا جس کو عشق کا طوہار سمجھے تھے

صدائے مرجا علی انھیں سے بزمِ شعر میں
کہ جو معنوم کے اشعار گوہر بار سمجھے تھے

انداز کیا بہار میں اس بوستان کے ہیں

رونقِ فرا جو داغِ دلِ نمجاں کے ہیں

ہرگز نہ نقش پائے نشانِ فغاں کے ہیں
آثار سارے رد کے اپنی فغاں کے ہیں
آثار سارے باغ جہاں خزاں کے ہیں

ہنچاتے ہیں عدم کو وہ یوں تیغ ناز سے
ہنسنے میں انکے برق کا عالم ہے آشکار
اثباتِ نیتی ہے تماشاِ حجاب کا

مغموم راہِ عشق مجازی سے کیا غرض
بردے ازل سے ہم نشہ کون مکاں کے ہیں

یارہ منزل مقصد ہی دکھا دو مجھ کو
جرمِ الفت سے بری ہو تو بتا دو مجھ کو
برق کی طرح کسی وقت ہنسنا دو مجھ کو
شربتِ وصل کا اب جامِ بلا دو مجھ کو

یا کوئی دردِ محبت کی دوا دو مجھ کو
میں نہ مجرم ہوں فقط بلکہ زمانہ میں کوئی
غمِ فرقت میں مری جان بہت رو یا ہوں
پی چکا خونِ جگر بادۂِ احمر کے عوض

مر گئے حضرت مغموم یہ کتے کتے
جلوۂ حسنِ خدا داد دکھا دو مجھ کو

کام کرتی نہیں نظر کی تلاش
آہ سوزاں کو یہ شر کی تلاش
خانہٴ دل میں سیمر کی تلاش
اس سیحان کی اک نظر کی تلاش
سے دلا کس کو یاں گہر کی تلاش
ہے کسی خستہ جگر کی تلاش

روز و شب ہے جو تیرے در کی تلاش
دل کو ہے نالہ جگر کی تلاش
نہیں پایا کہیں تو کرنے لگا
کشتہٴ یاس کو یہ ہے ہیں مدام
قطرہٴ اشک ہیں کہ مروارید
قتل کرنے یہ ہیں جو آمادہ

دور مضموی ہیں سفتہٴ مغموم
لے جسے ہو دور و گہر کی تلاش

ہے غضبِ جوش ان کے پیار میں
ہیں گئے ہم نقشِ پائے پیار میں

فرقِ بید آگیا اطوار میں
خاک ہو کر عشق کے آزار میں

حق کو پانا ہو تو ترا ہد نش کر چونک اٹھتے ہیں لمحہ کے خفتگاں گردش قسمت کیوں ہوں کامیاب کیا ربائی میں ہے لطف زندگی من ترانی من ترانی کی صدا وصل کی شب منھ چھپا ناروٹھنا	جام وحدت محفل میخوار میں یہ اثر ہے یار کی گفتار میں آئے ہم قتل میں وہ گلزار میں پھنس رہو نگارلف غمبار میں سنستے ہیں ہم کوچہ دلدار میں لطف ہے انکار کا اقرار میں
--	--

اک جہاں کو رشک ہے معوم پر
کیا اثر ہے کلک گوہر بار میں

کیا کر نیگے نظارے سنبل کے عرش کیا لامکاں دکھاتا ہے کون گل ہے کہ بہر استقبال جوش وحشت نے یوں کیا پامال	وہ جو مفتوں ہیں جلوہ گل کے یہ تماشے ہیں ساغر گل کے ہوش یاں اڑ چلے ہیں ببل کے ہوش بر جا نہیں تجمل کے
--	--

خاکپائے علی ہوں اے معوم
جو کہ ہیں شہسوار دلدل کے

دست سائل اٹھے دعا کے لئے کہہ رہا ہے حباب دریا میں کتنی زاری ہو کتنی بیداری جاں بلب ہوں فراق میں آخر	بخش میری خطا خدا کے لئے زندگی ہے فقط فنا کے لئے کچھ اثر بھی تو ہو خدا کے لئے لب جاں بخش ہیں شفا کے لئے
--	---

بت کافر سے جاں بجا معوم
طاہر عشق مصطفیٰ کے لئے

سنت قضا کی ایدل شہلا ٹھائے
کیشک فراق یار کا صدمہ اٹھائے

دل پر جو ہے حجاب دوئی کا اٹھائے
ماختہ اب معالجہ سے خدارا اٹھائے
اس گلشن جہاں سے بیرا اٹھائے

زاہد بتوں میں نور حقیقی ہے جلوہ گر
کیونکر مریض عشق کو صحت ہو لے طبیب
تا کہ بستر ہو ہجر میں اسے مرغ روح اب

الفنت بتوں کی چھوڑ کے یاد خدا کرو
مغموم کچھ سفر کا بھی تو شہ اٹھائے۔

نظم قومی۔

کہ قوم بے سرو ساماں ہے خستہ حال بھی ہے
تبہ ہے گردش دوراں سے پائمال بھی ہے
کوئی کمال کو پہنچا تو پھر زوال بھی ہے
اگرچہ کہنے کو قومی نشاں ہلال بھی ہے
پھر اسپہ اپنی ترقی کا کچھ خیال بھی ہے
یہاں ذلیل میں اور پُر خطر آل بھی ہے
پھر اسپہ طرہ کہ علم و ہنر کا کال بھی ہے
ہمائے جنگ و جدل کی کہیں مثال بھی ہے
کہ معصیت کی بھی جرات انفعال بھی ہے
اُدھر و ماوس شیطان کا ایک جال بھی ہے
کہ جبکہ علم تصوف میں قیل و قال بھی ہے
خیال اپنا یہ باطل ہے اور محال بھی ہے
عنایت و کرم و لطف ذوالجلال بھی ہے
لکھے ہیں دست و پاؤں سوال بھی ہے

زباں پہ نوحہ تو دلیں مے لال بھی ہے
وہ قوم جسکی نمایاں تھی شوکت و شمت
سبق یہ ملتا ہے انساں کو بدر کمال سے
مہنسی اڑاتے ہیں دشمن ہماری پستی کی،
جہالت اور تعصب میں مبتلا ہیں ہم
ہماری قوم کا کیا شر ہو خداوند
نفاق و بغض ہمارا ہے شہرہ آفاق
ہم آپ دست و گریباں ہیں بیکدگر باہم
سیاہ کاری کہے شوق ذوق تو بہ بھی
بچھا ہوا ہے مصلحا دہر برائے نماز
جو کور مغر ہیں بن بیٹھے با پزید و جنید
مدد ہو بخت کی بے سعی کوشش و تدبیر
جو اتفاق ہمارا شعار ہو جائے
دلہنی خوش میں لاپنے بحسب رحمت کو

نحال قوم کی کشتی کو اب تلاطم سے
طفیل ختم رسل رحم کر خداوند
تری مدد ہو تو پھر چرخ کی مجال بھی ہے
امید فضل عنایت ہے عرف حال بھی ہے

پسند خلق ہو مغموم کیوں نہ شعر مرا
خلوص میرے سخن میں ہے اور کمال بھی ہے

عاقل ہے اگر عمر قناعت میں بسر کر
گو تو نہ رہے نام نگو ہو تیرا باقی
کیا حشمت و شوکت پہ مٹا جاتا ہے اپنے
باطل کے جو شیدائیں حیات انکی ہے بخل
مومن سے ہو اخلاص برہمن مدار اپنا
ناموس سے اور نام سے ہو جاتو سبکدوش
بیکس پہ ترحم ہو غریبوں پہ لوازش
محبوب ملنے کی ہو خواہش تو نکل جا
کچھ ہستی موہوم پہ اپنی بھی نظر کر
اسطرح یہ دنیا سے تو عقیٰ کا سفر کر
عبرت کے لئے گور غریباں پہ گزر کر
جو صدق پہ مائل ہیں بقایاتے ہیں مر کر
اسطرح دل کا فرد و دیندار میں گھر کر
دل خیر پہ مائل ہو تو اللہ سے ڈر کر
اور آہ مستمدیدہ سے ہر دم تو حذر کر
دو چار قدم منزل ہستی سے گزر کر

زائل ہو نشہ قوم سے اب خواب گراں کا
اے نالہ مغموم بھلا کچھ تو اثر کر

اے قوم! تو چہ بام ترقی پہ سنبھل کر
پستی پہ جو مائل ہے تو غیروں کی نظر میں
ایثار کی رفتار پہ گر رشک نہ آئے
گرخوں میں حمیت ہے تو کچھ کر کے دکھا دے
کیوں ذلت و خواری میں تری عمر بسر ہو
محنت کا جو خواہاں ہو تو راحت بھی حاصل
ہمت جو ہوئی پست تو لغزش میں قدم ہے
تاریکی و ادبار کے خندق سے نکل کر
آنسو کی طرح خاک پہ گرجا بیگا ڈبل کر
رجا بیگا افسوس عبت ماتھ کو مل کر
ہو جائے عیاں وقعت اسلام بدل کر
غیرت نہوائی تو متنائے اجل کر
خورند رہے گلشن آفاق میں پھل کر
گر جانہ کہیں بام ترقی سے محسوس کر

تیری ہے اعانت طیش دل میں اچھل کر
اور بخش ضیاء شمع کی مانند تو جل کر
اسلاف کو محشر میں نہ تو اپنے جمل کر
اور شوق سے کھاؤں جگر میں سہل کر
رہ جائے ترا خرم امید نہ بل کر
پہلو نہ تہی کیجئے تیور کو بدل کر
بیکس کا کوئی اشک جو گر جائیگا دھل کر
آنکھوں سے نکلتا ہے کلیجہ سے اچھل کر
آفت کوئی لائیگی یہ پہلو سے نکل کر

سینہ سے لگا لوں تجھے اے سوزش قومی
غم قوم کا کھا سوز محبت سے گھل کر
غفلت سے جہالت سے حماقت اچھل کر
غم قوم کا پیار ہے دلا اسکو جگہ دے
اترا نہ کبھی آہ سے بکس کے حذر کر
انساں ہو تو کام آؤ مصیبت میں کسی
یہ داغ نہ محشر میں بھی دامن چھٹیکا
ہر ہر رگ اعضا میں ہے پیوستہ غم قوم
پوشیدہ ہے در ماندوں کی فریادیں تاثیر

اے شکل جواں مد نظر ہو جو سعادت
مغموم کہن سال کی باتوں پہ عمل کر

بزم سے رخصت ضائع شمع روحانی ہوئی
گر می خون حمیت آگ تھی پانی ہوئی
قوم کو جمعیت دل سے پریشانی ہوئی
جس مکاں کے ہم کہیں تھے اسکی ویرانی ہوئی
جسکے سر پہ بارش الطاف ربانی ہوئی
منقلب ادبار سے اپنی جہاں بنانی ہوئی
خواہش حرم ہوا میں دگی قربانی ہوئی
کشف دل سے بدگمانی کی فراوانی ہوئی
نسرل اول میں دامنگیر جیرانی ہوئی
شاہد مقصود دل کی آہ عزیزی ہوئی

رواق دل ظلمت اعمال میں فانی ہوئی
خود فردشی زر پرستی کی جوار زانی ہوئی
اتفاق و یکدلی سے بیقراری بڑھ گئی
ندہ بی ایواں میں کیا کیا رخسہ اندازی ہوئی
ہم بھی انکے نام لیا ہیں جو تھے قدسی نفوس
معصیت ہو گئے مردہ مگر جذبات دل
حسن نہیں غیرت نہیں اور روح میں طاقت نہیں
وہم سے کیا کیا خیالی صورتیں پیدا ہوئیں
تھا سفر اپنا کہ پہنچیں حسن کے دربار تک
جنگے وہ رہتا ہے عشق جو ناز میں ہے

وقت پیری شیخ صاحب کو پشیمانی ہوئی
ایک قطرہ خوں تھا جس غم کی تہمانی ہوئی

وقت جو تھائل گیا اب وقت برقاہ کہاں
خط نفسانی میں طاقت ہو گئی زائل تمام

غم کے آنسو میں جو نکلے دیدہ دل سے مرے
خاتمہ معنوم سے کیا گو ہر افشانی ہوئی

اسلام کے گلشن میں چلی کیسی ہوا ہے
جس دین کی عالم میں درخندہ نیا ہے
خود غرضی و ناچاقی کا طوفاں بیا ہے
ہر شخص پہ دروازہ مصیبت کھلا ہے
ہر شخص کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا ہے
قوم اپنی فوسن سازی میں اس سبھی ما ہے
کہتی ہے وہی ہوتا جو حق کی رضا ہے
کہتا ہے کہ قسمت میں مریں ہی لکھا ہے
روشن ہوا سیوقت کہ تقدیر میں کیا ہے
کچھ سچی نہو ہم سے تو کیا کس سے گلا ہے
افسوس یہ ہے کہ فتور اس میں پڑا ہے
جو قوم کا عاشق ہے مصیبت میں پڑا ہے
سچ پوچھو تو اعمال کی اپنے ہی سزا ہے
اور دین سے بیزار ہوں ہم نشان خدا ہے
ہستی کی بقا کچھ نہیں اک نقش فنا ہے
مرامت احمد کا ترے در پہ جھکا ہے
امداد ہوا امداد کہ ابال پڑا ہے

ہر سمت نفاق اور لغصب کی گھٹا ہے
تاریکی اعمال میں پوشیدہ ہے صد حیف
احکام الہی سے ہوئے جاتے ہیں روپوش
شیرازہ اسلام کے اجزا ہیں پریشاں
نازل ہوا اگر قبر الہی تو عجب کیا
کیا ذکر یہاں تفرقہ انداز فلک کا
ادبار و تنزل کی ہوئی قوم جو خوگر
تذہیر سے محنت سے جو جی اپنا پیرا ہے
سرگرمی سے کوشش ہوا اگر میرے عزیز و
تذہیر جو ہم سے ہو تو تقدیر سے تائب
نیت ہے اگر خیر مقدر ہے معاون
ہم اپنے ہی بدخواہ ہیں اصلاح کے دشمن
کیا وجہ جو ہو قوم گرفتار مصیبت
افسوس کہ پڑمرودہ ہو یوں گلشن اسلام
سر دیئے خوشنودئی خالق میں محسوس
رحمت کی نظر کیجئے اسے خالق اکبر
اے ختم نبی شاہ رسل صاحب لولاک

جنتیرے نہیں آج ہیں کوئی سہارا | تیری نظر لطف ہی اب عقدہ کشا ہے

جب سے سر معموں میں ہے قوم کا سودا
دل درو سے معمور، زباں وقت دعا ہے

نہ جس لیں ہو قومی درد ایسا دل نہ ہو بڑیں
لگی ہو آگ، دلیں قوم کے عشق و محبت کی
پچھونا خاک پر ہو بیکسوں کا ولے بیدردی
سب کیا سنگدل کو بھی پس سے ہو جو دسوزی
مد دیجے بدی کا نامہ اعمال تا دہو دیں
نہ پائے چین جسکو درد ہو کچھ درد مندوں کا
تہنائے مال سے کیا فیض ہو بچا مستحقوں کی
عوض میں مرغ بریاں تہیستوں کا غم کھاؤ

و بال دوش ہے گر قوم کا سودا نہ ہو سہریں
زہے طالع جو روشن شمع ولسوزی اس گھر میں
ہمیں حاصل ہو لطف ندگی پھولوں کے بستر میں
سبق سکھے وہ ہمدردی کا آغوش مادر میں
عجب تاثیر ہے گردش زدوں کے دیدہ تر میں
مگر سیما کا عالم ہوا کے قلب مضطر میں
یہ پیش ہو گی اے اہل دل کل روز محشر میں
رہو تار و ز محشر ساٹباں لطف اور میں

دل معموم سے وہ شعر درد انگیز نکلتے ہیں
جگر میں ڈالیں روزن اثر پیدا ہو پتھر میں

مناجات

اے خدا کرتے بندوں کی مصیبت پہ نظر
مالکا اقوم کو دکھلا تری رحمت کا اثر

پستی قوم کی کچھ حد نہ رہی اسے داور
خالقا اے ترے محبوب کی امت کی خبر

نہ کوئی مونس و ہمد نہ کوئی یاور ہے
ہاں اگر ہے تو ترا لطف ہی جاں پرور ہے

نہ تو بہت نہ تو جزا نہ فراغت دلخواہ
نہ تجارت کو ہے دوست نہ ہنر یہ ہے نگاہ

خون رلائی ہے ہیں قوم کی بربادی آہ
غفلت کا بی وجہی سے ہے قوم تباہ

<p>ریج و افلاس کی ظلمت کو مٹا دے یا رب! قوم کو راہ ترقی پہ لگا دے یا رب!</p>	
<p>وہ بھی دن تھے کہ درختاں تھی ہماری ہمت وہ بھی دن تھے کہ مسلم تھی ہماری طاقت</p>	<p>وہ بھی دن تھے کہ جہاں میں تھی ہماری عظمت وہ بھی دن تھے کہ فردں تھی ہماری دولت</p>
<p>پھر تماشا وہی یا رب تری قدرت کا دکھا پھر تری شانِ کرمی کی نظر آئے ضیا</p>	
<p>نہیں ہو جب یہ ذلت نہ عبت ہے یہ زیاں آہ! ہم دیں پیہر سے ہوئے روگرداں</p>	<p>اپنے ہاتھوں سے کیا ہم نے ہیاں اور پھر چھوٹ گیا ہاتھ سے اپنے قرآن</p>
<p>خانہ جنگی میں جو طاقت تھی گنوائی ہم نے ور نہ کیا شے ہے جو فطرت سے نہ پائی ہم نے</p>	
<p>نہ مدارات نہ اخلاص نہ ایثار و کرم حسد و بغضِ عداوت ہے پس پابندِ الم</p>	<p>نہ اخوت نہ حمیت نہ محبت باہم معصیت میں ہیں گرفتار شب و روز جو ہم</p>
<p>پیر وی دین نبی کی ہو خصوصیت کیا ہے مخلصی کی غم دارین سے صورت کیا ہے</p>	
<p>اپنے کرتوتوں سے ہم آہ ہوئے خوار و ذلیل کوئی صورت نہ رہائی کی چو ارب حلیل</p>	<p>پیش کر نیکی لے عذر نہ حجت نہ دلیل ہاں تیسے فضل کی باقی ہے فقط ایک سبیل</p>
<p>تیری رحمت کی وہ دست ہے کہ اک دریا ہے ترے بندوں کے گناہوں کی حقیقت کیا ہے</p>	
<p>رحم کر رحم کہ اب صبر کا پارا نہ رہا التجاکس سے کریں جاگے ترے درکے بوا</p>	<p>پاچکے اپنے بد اعمال کی معقول سزا عرضِ معفو مدم دل افکار ہے ہو عفو خطا</p>
<p>دلِ مسلم کو ہدایت سے منور کر دے</p>	

چشم دل نور بصیرت سے الہی بھر دے

منشا جا بد گاہ علام بر فتح و فیروز ی لشکر اسلام معرکہ سلطنت عثمانیہ یا جگم بلقان

الہی غازیان دیں پہ اپا لطاف گستر ہو
قضا بکر عدو کے سر پہ شمشیر دیکر ہو
عیاں آفاق میں اب تیغ عثمانی کا جو ہر ہو
صدائے جاں نثار اب نعرہ اللہ اکبر ہو

الہی لشکر اسلام منصور و مظفر ہو
عطا بازو میں انکے قوت بازو سے جید رہو

ہے غلبہ دشمنوں کا اہل دیں پر کیا قیامت
اگر اعمال بد کی اہل ایماں کے یہ شامت ہے
تسے محبوب کی امت پہ یار بیک صیبت
تو کیا ہم عاصیوں پر تنگ تیرا باب رحمت ہے

الہی کلمہ گویوں کا تو حامی اور یاد رہو
ترا لطف و کرم اب جلوہ گرے بندہ پرور ہو

فنا اسلام ہوا عدائے دین کا ہے ہی نشا
ضعیفوں کو مٹایا شیر خواروں کا گلا گھونٹا
تھیجی ہے تری توحید کو نابود کر نیکا
نہیں ممکن کہ ہویوں بے اثر غن مکیا ہوں کا

الہی حایمان دین کا تابندہ اختر ہو
الہی خادم الحرمین پر ظل سپیبت ہو

الہی رحم فرما بیگسوں کی رنج و خواری پر
قتیلان جنا پرادرانکی جان شاری پر
یقینوں کی فغاں پر بیوگاں کی آہ و زاری پر
وطن کی بقیاراری پر ہماری اشکباری پر

دکھا قدرت کو اپنی تاک دنیا ساری ششدر ہو
کہ فوج ترک کو اب فتح و فیروز ی میسر ہو

چٹا جاتا ہے سینہ درو سے اب درمندوں کا
جفا کاروں کا کر دے خاتمہ اور لنگے فتنہوں کا
الہی تو نگہاں دین کا اور نیک بندوں کا
نشان دے لشکر اسلام کو اب فتح مندوں کا

گہنگاران امت کی دعا مقبول داور ہو
پسندیدہ الہی نظم مغموم سخنور ہو

مسدوس فساد مقدونیہ و عابرائے خلیفۃ المسیح سلطان عبدالرحیم خان خلد اللہ علیہ

قلم سجد میں مصروف حمد باری ہے زبان بہ شکر خداے کریم جاری ہے
طفیل احمد مرسل یہ خواستگاری ہے بحضرت احدیت عالمساری ہے

ہو نثر دہر سے امین خلیفۃ الاسلام
جلو میں نصرت دیاری ہو ہم رکاب مدام

قضائے کھیل بنایا بگاڑ کر چھوڑا درخت فتنہ و شر کو اکھاڑ کر چھوڑا
فریب ساز گریباں کو پھاڑ کر چھوڑا طلسم ہوشربا کو اجاڑ کر چھوڑا

سب اپنے کام سے مایوس ہو گئے اشرار
عدوئے دین وہ مقدور بیان ناہنجار

مچا یا شور جو مقدونیہ کے تھے ارذل برائے دادرسی ایسی دال دی پچیل
فریب کھا گئے یورپ کے تھے جواہل دول مگر عنایت حق سے ہوئی یہ مشکل حل

ہوا جو نور صداقت کا جلوہ گر پیہم
کئے سے اپنے میں تاوم وہ نامراد بہم

دول نے چانا ہو تحویل انتظام مال ہمارے ماتحتوں سے ہوا سکا اہتمام کمال
دکھایا خوب ہی سلطان کو خوف جنگ جلال کیا وہ شیر دلاور نے روجوانکا سوال

روانہ بیڑہ جنگی ہوا دواں فی الفور
ظہور قدرت حق کے ہوئے کچھ اور ہی طور

مطالبات پر اپنے تلے ہوئے وہ ادھر جواب صاف پہ آدہ ہو گئے وہ ادھر

جواہل دیں تھے پریشانیوں میں وہ گھر کر	اٹھائے دست دعا پیش خالق اکبر
الہی خادم حرین کو فتح و نصرت ہو	ترے ہی فضل سے اب دور یہ مصیبت ہو
اثر دعا کا ہوا یہ بفضل عزوجل	کہ باخبر غلطی سے ہوئے ہیں اہل دول
ہوا مسودہ ترمیم مار ہے نہ خلل،	بجسب مصلحت شاہ روم تاہو عمل
برائے نام ہو اہل دول کی نگرانی	مگر ہو قابل تسلیم حکم سلطانی
ادھر دول کو روانہ ہوئی جو کچھ ترمیم	ادھر یہ قوم کو ارباب میں نے دی تعلیم
کہ تار سے شہ انگنڈ کی کرو تعلیم	بصد ادب ہو گزارش یہ قابل تسلیم
کہ اہل دیں یہ سلط ہے حب سلطانی	ہے بے گماں وہ خلیفہ ہمارا روحانی
رعایا ہم ہیں وفا دار آپ کے باہم	ردا جو دل شکنی ہو ہماری ہے یہ ستم
مدد ہو حضرت سلطان کی اے شہ عظم	جدید سلسلہ اتحاد ہو حکم
جو خونریزی خلق خرا کا تھا کھشکا	تو خیر خواہی طہرین کا ہوا سودا
اسی بنا پہ مرتب ہوا جو جلسہ عام	اور اہل دیں نے کیا اس سے اتفاق تمام
روانہ تار ہوا از جماعت اسلام	خدا کے فضل سے جسکا ہوا ہے نیک انجام
قول کی گئی ترمیم حضرت سلطان	پیش کے بیڑہ جنگی ہوا دہاں سے رواں
دعا یہ حضرت سلطان کے حق میں ہے یہم	الہی سلطنت اسلام کی رہے ہر دم
ہمیشہ اسکی ہو بنیاد ایسی مستحکم	رہے نہ گردش افلاک کا اسے کچھ غم

طیفیل سرور عالم یہ دعا ہو حصول
الہی بندہ مقموم کی دعا ہو قبول

محاسن بہمدی

الہی قوم کا غم ہو فزوں دِلکے خرنیے میں
وہ بہمدی کہ خوشبو جسکی پیدا ہو پسینے میں
کہ بہمدی کی لہریں چوش زرگاہیں میر سینیہ
وہ بہمدی جو کی انصار نے ظاہر نیے میں

یہ ہو جلوہ فگن اسلام کے ہر اک قرینے میں
جو بہمدی نہ ہو تو لطف کیا انسان کے جینے میں

یہ وہ شے ہے کہ جس سے ہو نزول رحمت اور
یہ وہ شے ہے کہ جس سے جھک گئے اعدا دیک سر
یہ وہ تابدہ شے ہے جو ہے عکس خلق پیغمبر
یہ وہ شے ہے کہ جس سے کھلتے ہیں انسان کے جوہر

یہ وہ شے ہے کیا جسے سفر سارے عالم کو
یہ وہ شے ہے کیا جسے مفتخر ابن آدم کو

صحابہ کا جو سینہ تھا تو بہمدی کا سخن تھا
جراغ قلب اہل اللہ بہمدی سے روشن تھا
ائمہ کا جو دل تھا نور بہمدی کا سخن تھا
کہ جن کے سر پہ دائم ابر رحمت سایہ افگن تھا

افیت پاتے ہیں اعدا سے اور انعام دیتے ہیں
دعا دیتے ہیں انکو جو انھیں دشنام دیتے ہیں

جو بہمدی نہ ہوا ٹھ جائے فورا امن کی صورت
خبر گیری کرے کون انکی جو ہیں مورد آفت
ستم پیشہ کے ہاتھوں بکیوں کی ہو برحالت
یہی شئی سدرہ ہوتی ہے بنکر آئیہ رحمت

جو بہمدی نہ ہو نوع بشر وقت مصیبت ہو
کیسے کیا پڑی جو مریم سوز جراثحت ہو

جو بہمدی نہ ہوا نیاپ میں اولاد ہو برباد
ہو کیا شاگرد کی حالت نہ ہو بہمدی کو استاد

مردوں پر نہوگر لطف پہرے ہو کیا ارشاد	مجموں میں جو ہمدردی نہ ہو پس کب رہنا شاد
چراغ دل اندھیرے گھر کا گویا یہ اجالا ہے	خدا شاہد ہے ہمدردی کا دائم بول بالا ہے
یہ ہمدردی وہ ہے حیوان بھی جس سے نہیں محروم	پہنچتے ہیں صدا پر سارے گراک زیاغ ہو مظلوم
جو ہمدردی نہ ہو تو پرورش اطفال کیا معدوم	کہ ہمدردی بن جاتا ہے انسان قوم کا مخدوم
جو ہمدردی نہ ہو تو خونریزی اک نظار ہے	جو ہمدردی نہ ہو تو دُوبے کو کیا سہارا ہے
وہ دیکھیں غور سے حاصل ہو چنگ نوز بنیائی	رسول محترم نے کیسی ہمدردی ہے جتلائی
کہ جس جلوہ گر ہوتی ہے ہرم شاں بکتائی	عدو بھی آستان پر چنگ کرتے تھے جہیں سائی
نوازش سے پیہر کے جو مالا مال ہوتے تھے	کوئی اقطاب ہوتے تھے کوئی ابدال ہوتے تھے
ذرا دیکھے کوئی جنگل حد کا خوف نشان منظر	ستم کیا کیا ہوئے کفار سے ذات مقدس پر
رواں ہوتا ہے غول زخمی ہوا جب چہر نوز	یہ شان رحمۃ للعالمین تھی جو ہوئی اظہر
عوض دیتے ہیں کیا اور کیا شہ ابرار کرتے ہیں	ہدایت کی دھانکے لئے ہر بار کرتے ہیں
بنو ہمدرد ایسے ناکہ ہو کچھ قوم کی خدمت	بیتی کے اسوہ حسنہ پہ قائم کیوں نہواست
دکھاؤ ہمدردی اسلام کی شوکت	شکستہ حال اپنی قوم کو پہونچاؤ کچھ راحت
پھر اسکی بعد حق ہے ساری خلق اللہ کا یکساں	کہ ہمدردی کا جو ہو مستحق اس پر کرو احسان
ہزار افسوس کیسا انقلابی ہے دوراں میں	ترقی ہو رہی ہے آہ ہر دم سوز پنہاں میں
کہ ہمدردی نہ کچھ باقی گری رہا بابا بیاں میں	فردوں ہوتی ہے ہر دم بی بیانی طرز انبیاں میں

کیسے درد کا پیدا نہ کچھ دریاں کرتے ہیں
جو کرتے ہیں تو لبس اپنی نمایاں کرتے ہیں

خداوند! ترے فضل و کرم کا اب کھا جلا
عطا کر دو دل اور درویش بھی ہو پیش پیدا
الہی! نور ہمدردی سے کہ محمود و سب کا
طپش میں بھی اثر ہوئے مرے مولا حلاوت کا

خداواں جوش رحمت ہو فزوں تیری عنایت ہو
دعاے بندہ مغفوم مقرون اجابت ہو

مسند سبہرا بن معونۃ المعذورین مدراس

کس جوش پرچمن میں ہے غم نہزار کا
باقی نہیں ہے وقت کوئی انتظار کا
مژدہ بلا ہے آمد فصل بہار کا
اب ہے ظہور رحمت پروردگار کا

آراستہ ہے گلشن اسلام آجکل
دیتے ہیں غنڈ لیب یہ پیغام آجکل

دلدادگان قوم ہیں آگے بڑھے ہوئے
کسکمر کو شوق سے وہ اٹھ کھڑے ہوئے
ادور حامیان دیں گے قدم میں گرے ہوئے
غفلت کی ٹیچی نیز میں جتھے پٹے ہوئے

دیکھا جو میں نے ایشیہ دلیں اک نظر
بیشک ہے حسن شاہد امید جلوہ گر

بینا بہنی جو چشم در معرفت ہے باز
کس طرح ہم ہوں قوم کی حالت بے نیاز
شنوا ہوئے جو گوشق و تماطلسم راز
سنستے ہیں درد مندوں کی فریاد لگداز

آئے ہو گریباں بت پندار توڑ کر
آرام پھر نہ کیئے بستر کو چھوڑ کر

معذور و بیکیوں کا جو محسوس درد ہو
نور انبساط دہر سے دل اپنا سر ہو

رخ جن کا آہ و نالہ افغاں سے زرد ہو
حامی وہی ہوا نگا جو ہمت میں فرد ہو

بیٹھے ہیں ہاتھ سر پہ وہ اپنا دہرے ہوئے
آنکھوں میں اشک درد سے دل میں بھڑکے ہوئے

کھانے کو نان انکو نہ رہنے کو ہے مکاں
محشر بپا ہوا آنکھ سے آنسو جو ہوں رداں
جو ہے بہار اپنی وہی انکی ہے خزاں
چنگاریاں ہیں آہ شر بار میں ہناں

مرہم رکھو جو زخم جسگر کچھ بھرا ہنو
درماں کرو جو درد سے نا آشنا ہنو

بھوکوں میں مجھ کو پاؤ گے فرمودہ خدا
ان بیکسوں کا دوستو بر لاؤ مدعا
جو کچھ ملے گا انکو وہ گویا مجھے ملا
پرساں حال کوئی نہیں جکا ہنر خدا

وہ دل ہی کیا ہے درد کا جس میں گزر نہو
وہ سینہ کیا ہے سوز کا جس میں اثر نہو

غیرت ہی کیا ہے وہ جو شرافت سے ہو جدا
ہمت ہی کیا ہے وہ جو مصیبت سے ہو جدا
دولت ہی کیا ہے وہ جو سخاوت ہو جدا
ہمدرد قوم وہ ہے جو راحت سے ہو جدا

دل کو جلائے ایسا کہ پیدا دہواں نہو
وہ کام کر دکھائے کہ جس کا گناہ نہو

جو سرفراشے قوم ہو کیا ایسا ستم نہیں
اصلاح قوم کا کوئی ایسا ہنر نہیں
سینہ سپر ہو کیا کوئی ایسا جگر نہیں
کیا اس دل و دماغ کا کوئی بشر نہیں

ایسے محب قوم کا ملنا ہے کیا محال
جسکا وجود پاک سرمایہ کمال

ایسے بہت ہیں قوم کو اب جن پہ ناز ہے
جو صاحب فلوس ہے وہ بے نیاز ہے
لیکن نہیں فلوس یہ پوشیدہ راز ہے
جسکو ہو درد قوم وہی سرفراز ہے

درہم کی احتیاج ہے ہر جانب از کو میں نے دکھا دیا ہے ترقی کے راز کو	
یہ سچ ہے جتنے زمانے میں ہم بھی فلک رکاب شہرہ ہمارے سطوت : فر کا تھا بحساب	دولت میں اور شجاعت و بہمت میں لا جواب فرمانروا سے ملک تھے لاکھوں میں انتخاب
دکھ در د سے بھری ہے ولیکن یہ داستان یاد اسکی ہکو خون رزاقی ہے بے گماں	
پست کا ذکر حرف ہے ناموس تنگ پر مفتوں میں اب بھی بازی مرغ و پتنگ پر	ابتک ہیں ہم تلے ہوئے اسپین خنک پر لیکن نہیں زمانہ کبھی ایک ڈنگ پر
نسبت نہیں ہے ہکو بزرگوں کے رنگ سے کیونکر مقابلہ ہو جو اہر کا سنگ سے	
نفرتیں پھر بھی قوم کے اوپر ہے ناروا جو کچھ یہ کر رہی ہے کہو اسپہر جا	خفت ہو جس سے قوم کو اس سے حصول کیا بیدار قوم ہو گئی اب وقت آچکا
رکھتی ہے شاہراہ ترقی پہ اب قدم محسوس کر رہی ہے ضرورت کو دمدم	
دکھڑا جو روئیں قوم کا حاصل نہ ہو سرد الزام دیں نہ اسکو نہ ظاہر کریں قصور	ہمت ہو پست جس سے وہ باتیں ہیں کیا ضرور گودرو سے ہے شیشہ دل اپنا چور چور
اصلاح جس سے ہو تو وہ باتیں بتائے اور ہو عروج ایسا ہنر کچھ سکھائے	
بس بس اب انقلاب زمانہ دکھا چکے صد مد جو بخت بد نے دیا وہ اٹھا چکے	پڑ پڑ کے مرثیوں کو بہت کچھ رلا چکے سرد و ہوش خلائیں سزا اسکی پا چکے
اے مصلحان قوم اب آنکھوں کو پونچھ لو،	

اور حوصلہ بڑھانے کی تجویز سوچلو

سب ل کے اتفاق کی برکت کو پائیں ہم
ہمت سے غیر قوموں کو کچھ کر دکھائیں ہم
آڈ بساط علم و ہنر کو بچھائیں ہم
غم ایک دوسرے کا ہم مل کے کھائیں ہم

جو اٹھ کھڑے ہیں چلنے کی انکے سبیل ہو
جو گر پڑے ہیں اٹھنے میں انکے نہ ڈھیل ہو

دل جب قوم و ملک پہ ہر دم نثار ہو
پہم شکستہ حالوں کے اب غمگسار ہو
عظمت ہماری کھوئی ہوئی برقرار ہو
ناچار غمزدوں کے معاویں ہو یا رہو

طاقت جو خانہ جنگیوں میں بے گشتی ہوئی
اب اسکو لاؤ کام میں باقی رہی سہی

اے صاحبان مال توجہ کرو کچھ آج
دلسوزی اور بندہ نوازی کو دور داج
آپ ہی کی دستگیری کی ہے سخت احتیاج
موجود دیکھ لو گے دی تخت اور تاج

محتاج ہیں سب آپکے آگے کھڑے ہوئے
دیکھو تو بے بسی میں ہیں کیسے پڑے ہوئے

جانباز و جاں نثار ہیں تیار بیشتر
یٹرا ہو پار تم جو کرو کچھ ادھر نظر
اک بات کی کمی ہے وہ ہے نقد سیم و زر
ہے قوم منتظر کہ توجہ ہو کچھ ادھر

مقصود جو ہے دل کا وہ فوراً حصول ہو
دیر گاہ ایزدی میں دعا یہ قبول ہو

دنیا کی چند روزہ ہے آخر یہ زندگی
قبضہ میں آپ کے ہے دولت جہاد کی
فرصت ہے اور وقت غنیمت ہے اے انبی
کچھ اپنی عاقبت کی بھی ہو اس سے بہتری

غیر ہے یہ ہم پر نہ حسرت نصیب ہو
اور نہ ہی کے یہ خوف نہ خیالت نصیب ہو

مغموم دلخیز کی ہے یارب یہ التجا	بر لا تو اپنے فضل سے اب دل کا مدعا،
ہم سب کو جب قوم سے سرشار اب بنا	بہبودی اتفاق کی حاصل ہو بر ملا

شہرہ ہو روم و شام میں چین و فرنگ میں
ڈوبی ہوئی ہو قوم مگر ایک رنگ میں

ایضاً

اپنی دل وہ دے جس دل میں درد اہل نکبت ہو	وہ سینہ دے کہ جس میں جوش زن قومی محبت ہو
جگر وہ دے کہ جس میں گرمی خون حیت ہو	وہ بازو دے کہ جو حاجت روا اہل حاجت ہو

وہ ہمت دے جو غر با گیلے وقف اعانت ہو
وہ طاقت کر عطا جس سے ضعیفوں کی حما ہو

وہ سر کیا ہے نہ جس میں ہو دبا سواروں کا	وہ دل کیا ہے نہ جس میں چرچا و لنگاروں کا
وہ کیسی آنکھ جو دیکھے نہ حال ان اشکباروں کا	عبث ہے گوش جو سنلے نہ شیوں غم کے رول کا

گلچیز چیرے فریاد بیکیں ایسی حالت ہو
خداوند اترے دربار سے ایسی اعانت ہو

شہر زنگے نہ انکے شعلہ دے آتش غم سے	دہراں اٹھے نہ انکے سینہ سوزاں کے عالم سے
گرے آنسو نہ ہر گز بیکیوں کے دیدہ غم سے	ملا دیوے نہ انکی برہنجی ہم کو جہنم سے

جو دلدادہ ہواں کا اسکو کہے دے حشمت ہو
خودی کی بیخ و بن سے مہندم ساری عمارت ہو

کر دے دوستو دلسوزی دل خستگان پیدا	قدم جنبش میں لاؤ عاقبت کا خوب ہے سودا
بجاؤ اپنی عالی ہمتی کا قوم میں ڈنکا	تباہی سے بچاؤ یہ کشتی پار ہو بیڑا

وہ جو جوش ہمدردی سے واپا بہ عاقبت ہو

طبیعت خود بخود در آشنا ہو دیس رقت ہو	نہ مانہ نے کیا بیدست و پا اور چرخ نے پامال گزر جاتے ہیں فاقے ان پر ہر دم تم رہو خوشحال	کہیں کس سے سنائیں کس کو اپنے درد کا احوال یہ کیا اندہیر ہے کیسا ستم اے صاحب اقبال
کریں کیا اور کہاں جائیں جو حال ان کو راحت ہو تہہ اسے ماتھے میں ہی ان غریبوں کی جو قسمت ہو	گزر جاتا ہے دن بچات اکا رنج و غواری میں رہے مصروف گزرتے روز و شب عشرت گزار میں	بسر ہو تی ہے سب ان غمزدوں کی آہ ناری کیا خبر کیا تم کو ہو دکھ درد ہے کسی پٹاری میں
خدا را رحم فرماؤ خدا کی تم پر رحمت ہو تہہ اسے واسطے آراستہ عقی میں جنت ہو	ہو ظاہر جسم پر گر آبلہ کوئی نکل آئے جو دن بچیں اپنا اور طبیعت مضطرب پائے	خبر کیا ہو اگر دیس کوئی ناسور پڑ جائے وہی اس بینواؤں کا ہمیشہ رنج و غم کھائے
جہیں سے انکی رخشہ نہ کیوں نور بہدایت ہو کہ جب لطافت فرما سپہ خود ختم الرسالت ہو	جو اہل درد ہو وہ درد میں بھی پائے کچھ لذت خبر کیا باغباں کو عناد لب زار کی حالت	جو دل پر چوٹ کھایا ہو بھائے عشق کی رحمت تڑپ سے دل کے کیلے ماہی بے آب کی نسبت
بجھاؤ آگ انکی کار آمد تا یہ دولت ہو بہاؤ ان پر انستو تاکہ تم پر حق کی رحمت ہو	خدا را خواب غفلت سے ذرا اے متوجہ ہو یہ پیچارہ ہو جس میں انکی داد کو پہنچو	بکسی آفسوس سے ان غمزدوں کے حال کو دیکھو ہر دم میں انکی اپنی عاقبت کی بہتری سمجھو
ضعیف و بیکس و ناچار کی ہر دم حمایت ہو اللہی خاتمہ معصوم میں جب تک کہ طاقت ہو		

مسدس بر اجلاسہ سالانہ مدرسہ عثمانیہ میڈل اور مدرسہ

شکر ہو کیونکہ ادا اخلاق موجودات کا
کائنات دہر پر پھر حکمراں اس کو کیا

اشرف المخلوق انسان کو لقب جس نے دیا
اور پھر تاج خلافت بھی کیا اس کو عطا

سو روغلاں اور فرشتے اس کی راحت کیلئے
آسمان و جہر و مہ میں اس کی خدمت کے لئے

یوں تو انسان کا شرف ہے بینظیر و معید
فہم یا ادراک اکل و شرب یا قال و قیل

سوچ لو لیکن شرافت کی ہے کیا اپنی دلیل
یا تنو مندی ہے یا ہے طرز حکمت کی تسبیل

شکل و صورت میں ہے یا صنعت گری میں ہو کمال
یا ہے جدت آفرینی یا ہیں ہم شہر میں مقال

فوقیت کچھ اپنی ایسے ساز و سامان میں نہیں
ان مقاصد کی حلاوت سوزی نہاں میں نہیں

درد و لکمی کچھ تشفی ایسے ارماں میں نہیں
فرق ان باتوں انسان و درجواں میں نہیں

جو برداشت ضیائے علم ہے اس کا شرف
جو رہا محروم اس پھر وہ کیا پایا شرف

علم ہے نور فرست علم گنج شائگان
علم ہی سے کھلتے ہیں سرسبز تہ اسرار نہاں

علم کے انوار سے روشن ہوا سارا جہاں
علم کی دولت نہ ہو تو عقل بھی ہے اٹکھاں

علم کی ہو جلوہ ریزی عقل کی ہو برتری
علم کی جب یاوری ہو عقل کی ہو برتری

علم جس دلیں نہ ہو پہلو میں اسکے دل نہ ہو
شاہراہ علم میں مشکل کوئی حائل نہ ہو

عقل ہے جہل مرکب علم گر حاصل نہ ہو
جو بشر ہے علم ہو ایمان میں کامل نہ ہو

علم کے مفہوم سے لیکن ہے علم دیں مراد

	علم دیں کی شمع سے نور بصیرت ہو زیاد	
علم سے ہی ہونمیاں ہستی انسان کا راز سیرت حق کو پا گیا جو علم سے ہے سرفراز		علم سے ہے ارتباط روح با سوز و گداز عبد و رب کا علم سے ہونکشف راز و نیاز
	علم سے انسان پہنچتا ہے سر عرش علاء علم سے ہوتا ہے حاصل عبد کو قرب خدا	
علم دیں کے نور سے یہ مدرسہ معمور ہے طالبان علم کا اب امتحان منظور ہے		آج سالانہ ہے جلسہ دل ہر اک مسرور ہے نام اسکا مرجع عثمانیہ مشہور ہے
	داد بلجائیگی اہل علم کے دربار سے اور فضیلت کی سند لینگے بڑی سرکار سے	
جانفشانی اسکے منتظین کی کیا ہو بیاں وح میں جنگی زبان خلق ہے گو ہر فشاں		مدرسہ کی عمر کیسا لہ ہے لیکن ہے رواں سعی کا جنگی نتیجہ آج ہے سب پر عیاں
	فضل حق ہو جائیگا مبذول انکے حال پر کہہ رہے ہیں سب یہ طلبہ کی انگلیں دیکھ کر	
درود دل کا قوم کے ہو در سگاہوں سے علاج در سگہ کی قوم کو ہے جایجا اب احتیاج		مدرسے ایسے ہوں اور استاد ایسے خوش مزاج آہ بچے اپنی لاعلمی سے آوارہ ہیں آج
	ہیں جو ذی مقدور ان سے ہے امید امداد کی تاکہ ہو مطلب براری اس دل نا شاد کی	
علم دوست اصحاب کی ہے یہ پیری التماس عاقبت کا علم سے ہوتا ہے کچھ خوف ہراس		علم کی آب و ہوا انسان کو ہوتی ہے راس ہو مدد اس مدرسہ کی دیں اگر کچھ ہواں
	ہو ہمدردی و شگینی سے اسے تشوا و ہمد ال غانی ہے مگر ہے علم کو دامن یقین	

اے خدا اس مدرسہ کا فیض جاری کر مدام
 بانیوں مدرسہ یارب ہوں ائم شاد کام
 جسے جزائے خیر جو کرتے ہیں اسکا انتظام
 تاقیامت ہو یہ دارالعلم قائم والسلام

مدعا اسکا طویل ختم مرسل ہو حصول
 التجائے کثریں معنوم یارب ہو قبول

مسدرس پرائے جلسہ جشن حجازی میل

شگفتہ آج مسرت سے غنچہ دل ہے
 بہار گلشن دیں دیکھنے کے قابل ہے
 فروغ کو کب تقدیر آج کامل ہے
 جو مدعائے دلی تھا وہ حق سے حاصل ہے

ہوا ہے سلطنت ترک کا خدا حامی
 کہ رہ نہ جائے ریاست میں داغ بدنامی

الہی دہر میں جب تک ہو چہرہ مکانشاں
 ہو حکمرانی عبد الحمید خاں سلطان
 کہ جسکے عہد حکومت کا دیکھ کر ساماں
 مدبران زمانہ کی عقل ہے حیراں

یہ طے ہوا ہے کہ جمہوری سلطنت ہو جائے
 ہر ایک دلیں فروں قدر و منزلت ہو جائے

فساد پر پختے ہمیشہ تلے پختے اعدا
 کیا یہ یاس نے و اباب مدعا ہوا
 مخالفت ہوئی امید و یاس میں پیدا
 امید کہتی تھی تائید پر ہے اسکی خدا

بیان یاس کہ ترکی ہے نیجاں قالب،
 امید کہتی تھی تہ سیر اسکی ہے غالب

تھا یاس کا یہ بیان سلطنت میں ہوا اندھیر
 تھا یورجی ہے شام بلا گئی منہ پھیر
 امید کہتی تھی سلطان قوی ہو اور دلیر
 طلوع جہر جہاں تاب میں ہے اب کیا دیر

کہا یہ کہنے کہ ظلمت ابھی نمایاں ہے

	کہا وہ دیکھ ضیاءِ نجات کی درخشاں ہے	
دکھایا اسکو وہیں ایک ایک کر کے حساب ہے شادِ صنعت و حرفت تہو جو سکا جواب		پھر اسکے بعد ترقی کے جو کھلے ابواب بھرا خزانہ ہے وافر ہے خبگ کا اسباب
	ہیں مملکت میں جو چشمے علوم کے جاری خدا گواہ فزوں ہے عنایت باری	
کہ تیغ ترک کے عقلی میں کھل گئے جوہر تمام خلق ہوئی مستفید کسب و ہنر		کیسے دلیں نہ باقی رہا گمان تل بھر دیا فروغ تجارت کو بہر نفع بشر
	جو دیکھے غور سے انکو کوئی تو کھوٹے ہوش وہ استوار ہیں جنگی جہاز آہن پوش	
یتیم خانے ہیں کالج ہیں اور شفا خانے سنو ریاست جمہوریہ کے افسانے		بنا کیا ہے وہ کیا کیا ابھی خدا جانے جہازی ریل کے حاجی بنے میں پروانے
	شکست یاس نے کھائی تمام سبکے بیاں طفر کا ماتھے میں امید کے رہا میداں	
پسھر چرخ پہ گویا کہ نجمِ تاباں ہیں دعا پہ سب کہیں آئیں جو مسلمان ہیں		غوشی کے سارے یہ آثار یوں نمایاں ہیں خدا کا شکر کہ سب محو ذکر سبحان ہیں
	ہے بلخی دل مغموم از بے سبب طین مدام شاد بلخی ہو خادمِ محضین	
	مسند رفواید اتفاق	
ماصل ہوا ہیں شرف وین مصطفیٰ وہ دین کہ جسے غیر کو اپنا بنایا		مشکر خدا کہ نجمِ مقدس ہوا وہ دین کہ کفر و شرک کو بے نشان دیا

وہ دین جسکے نور سے روشن جہاں ہوا وہ دین جو بشر کو خدا سے ملا دیا	
وہ دین جس نے تفرقہ سارا اٹھا دیا وہ دین جو ایک رشتہ میں سب کو ملا دیا	محکم ہوا ہے جس سے اخوت کا سلسلا وہ دین جس نے درس مساوات کا دیا
نواب و شیخ و میر ہیں یا میر زانی ہیں مسلم جہاں میں جتنے ہیں آپس میں بھائی ہیں	
جو پیروان دین شہ نامدار ہیں یا ایک ہی چمن کے یہ گل بے شمار ہیں	ہے ایک روح جسم اگر کئے ہزار ہیں یا ایک میکہ کے یہ سب بادہ خوار ہیں
دانے ہیں اک کڑی میں در آبدار کے گویا یہ سارے امن میں ہیں اک حصار کے	
قرآن ہے ایک سبک بنی اور خدا بھی ایک کلمہ بھی ایک سبک ہے اور مدعا بھی ایک	کعبہ بھی ایک راہبر و پیشوا بھی ایک کشتی بھی ایک دین کی اور نا خدا بھی ایک
کیا فرق شکل و نسل و مسافات و رنگ کا مسلم ہے بھائی گو کہ ہو چین و فرنگ کا	
آقا ہے ایک سب میں غلامی سے مفتخر ہے اک کتاب جسکے ہیں احکام کارگر	در گاہ ایک ہے جو جھکاتی ہے سب کا سر بتیج ایک جسکے یہ دانے ہیں بیشمار
لا بد کرم ہے ایک گدا اہل روزگار معدن ہے ایک اور جو ابھر ہیں مبتلار	
لب پر درشت گوئی تھی اب لام دکاف ہے آپس میں بھائیوں کا برا اختلاف ہے	تھا در دوسرے پہلے ہی اب در و نافر ہے اٹھ جائے اختلاف تو میدان صاف ہے
ان اصل مدعائیں زبان درخشان کریں	

جی میں ہے اتفاق کی خوبی بیاں کروں

ہر حال میں ہے خوبی دارین اتفاق
 بیچین و بقرار کو دے چین اتفاق

قلب بشر میں پہنچے جھلک اتفاق کی
 کٹ جائے مثل نخل کہن جڑ نفاق کی

ہر شہر و ملک فتح ہوا اتفاق سے
 دائم سر غر و رجھکا اتفاق سے

حملہ حجاز سے جو ہوا اتفاق کا
 اکدم میں تخت قیصر و کسری الٹ دیا

گردوں و قار و کوہ شکن اتفاق ہے
 سربزاد و شگفتہ چین اتفاق ہے

سارے جہاں کو جس نے مسخر بنالیا
 اسپین و اندلس پہ بھی سکے جمادیا

ہے نفع اتفاق گس شہد جانفزا
 اینٹوں کے اتفاق سے تعمیر ہو سہرا

ہوا ستوار دام و رسن اتفاق سے
 رخت ہوتی کی سایہ فکن اتفاق سے

آپس کے اتفاق میں ہے امر کی رواں
 ماتحتوں کے اتفاق سے انسان کی پیواں

رہتے ہیں ایک پوست میں دلنے امار کے
 ہنچتے ہیں دامن فلک زد نگار کے

اک ہاتھ گر نہ ہو تو نہ ہو کام استوار
انگشت ایک کم ہو تو وہ ہے نحیف و زار
باز و نہ ہو تو قوت بازو ہوئی فرار
موتی ہیں اتفاق سے بنکر نگلے کے مار

ہو جسم میں ہی گر نہ عناصر کا اتفاق
دست اجل و راز ہو اور زندگی ہوشاق

ایسا نہ اتفاق ہو جس سے پیا ہو شتر
اور ایسا اتفاق کہ دیں ہو نہ پُر خطر
جو اتفاق ہو تو وہ ہو کار خیر پر
ایسا نہ اتفاق کہ دشمن ہوں بہرہ ور

فتنہ و سرکشی پہ نہو سب کا اتفاق
حاکم کے حکم پر ہو رعایا کا اتفاق

یارب! اب اتفاق ہمارا اصول ہو
جوش کرم ہو اور تری رحمت نزول ہو
مومن کو اتفاق کی دولت حصول ہو
مغموم کی یہ عرض الہی قبول ہو

یارب! ہماری چشم بصیرت کو کھول دے
بہر رسول! باب اجابت کو کھول دے

مستدین ہنگام و دلع حضرت جمال الدین شاہ حساس کن بغداد

شادمانی کہ بدل بود فرار آخر شد
قرقہ ہریدی ماہ وقار آخر شد
دل ز تیغ الم و یاس فگار آخر شد
رضت از کثرت غم صبر و قرار آخر شد

خیف در چشم زون صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

فیض صحبت سے کئے جاتے ہیں محروم سے آہ
آج بچتے ہیں جدا ہم سے جمال الدین شاہ
قدوہ جادوہ دیں شیخ زمن حق آگاہ
وہ جو بجادوہ بغداد کے ہیں نور نگاہ

خیف در چشم زون صحبت یار آخر شد

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

طرب اندوز لقا آپ کالے آل رسول
اہل اسلام میں سب آپ کی فرقت سے طول

آپ کی ذات سے مخفی نعمت داریں حصول
مانتھ سے چھوٹے نہ دامن ہے یہ ران معقول

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

بس یہ کہتے ہیں خدا حافظ و ناصر ہر آن
عرض کرنا کہ مرید آپ کے غم میں ہیں طباں

سخت مجبور ہیں بے بس ہیں کریں کیا دریاں
التجاء ہے بشر فیائی شاہ جیلاں

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

جد امجد کو ہمارا کبھی پہنچاؤ سلام
بس اسی شعر پہ مغموم کرو ختم کلام

قطب قطاب کے روضے پہ چو ہو جائے قیام
بر ملا شوق زیارت بھی پہنچاؤ پیام

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

مسدس بر اجاسہ خلافت بہ ہنگام ترک مولا

علاج غم قلب و زخم جگر ہو
الہی! ترا فضل اب جلوہ گر ہو

زباں پر دعا ہو دعا میں اثر ہو
کہاں تک مصیبت میں یوں ہی بسر ہو

کرم پر ترے اپنی دائم نظر ہو
نہ پھر انقلاب جہاں کا خطر ہو

وہ بیٹھے ہیں اب نقش ملت نشانے
لگاتے ہیں وہ اپنی محنت ٹھکانے

وہ آتے ہیں اب اپنے کرتب دکھانے
ستم کرتے ہیں ان کے ہیں بہانے

دلوں میں لگاتے ہیں وہ زخم کاری درختوں کی ہے خوں سے آبیاری	
اٹھا چاہتا ہے خلافت کا بستر لگی آنکھ اے ہاشمی تیرے در پر	ہوا چاہتا ہے بپا روزِ محشر ہے پیشِ نظر اب تباہی کا منظر
جو دوری کا پردہ ہو اسکو اٹھا تماشا اے قدرت بھی انکو دکھا	
حدیثوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے عوض نیکیوں کے بدی ہو رہی ہے	کلامِ خدا کی ہنسی ہو رہی ہے یہ احترام سے دل لگی ہو رہی ہے
غم و رنج پر ہے خوشی کا ترانہ بپا ہے عجب انقلابِ زمانہ	
دھرے جاتے ہیں قید خانوں میں اجراء یہ کرتے ہیں لیکن مسرت کا اظہار	مخالف ہوا کے ہیں ہرست آثار وہی کرتے ہیں جو ہے انکے سزاوار
جو کلشن میں سن پائی بانگِ جرس کو چلی آستیاں چھوڑ بلبلِ قفس کو	
بنا قتلگاہ پنجاب سارا کہ سب بیگناہوں کو چن چن کے مارا	وہ دہشت زدہ سینِ خونی نظار جو سینہ ہے پر غم تو دل ہے دو پارا
ہماں پاس مذہب وہ غیرت کہاں ہے مسلمان تو ہیں ہم حمیت کہاں ہے	
ہم اے ہی اعمال کی ہے یہ شامت وہ کم ہے جو نازل ہو ہم پر مصیبت	ہے اختیار کو اس قدر کیوں عداوت نہ پاسِ شریعت نہ حق کی اطاعت
ہے ہر رہنمائی طریقت کا رونا	

	کہ مذہب کو سمجھا ہے ہم نے کھلونا	
یہی اب تو یاروں کے دلیں ٹھنی ہے	کہ ترک موالات سے دشمنی ہے	دور وزہ یہ دنیا ہے اور رفتی ہے
	جو ہونا ز اللہ کے نام پر ہو جو غیرت ہو تو ہین اسلام پر ہو	
مخالف ہیں بربادی دین پہ ہر دم	مگر دل بہتا را کہ ہے شاد و خرم	نہ مذہب کی پروانہ اسلام کا غم
	ہے انجام عقبی کا شرمندگی پر یہی زندگی ہے تو نف زندگی پر	
یہ ہیں مختصہ صنعت ایمان کے سائے	خدا ہی مہمائے دلوں کو سوائے	نہ سمجھو ہو غم چرخ کے بن کے تائے
	ہماری مدد پر ہے اللہ کی رحمت نہ کیوں سرنگوں ہو غرور حکومت	
دعائیں ہو مصروف اب دلی طاقت	نہیں دور معنوم وقت اجابت	کہ اخوان دیں کو ہو حاصل ہدایت
	الہی ضیا نور ایمان کی کر دے خلوص اور ایثار سے دل کو بھر دے	
مسدین خدمت جناب سید یعقوب حسن صاحب مدنی فرنگیہ		
ہے بزم صداقت کو تری ذات سے تری نہیں	رُخسازاں میں ہوئی قرب خدا سے تجھے نکلیں	شے حق کے طلبگار حق آموز و حق بین دھسوڑی ملت غم اخوان ترا آئیں

<p>بجھ کر مہم حق، ترے اعدا پہ ہونے نہیں اے دوست! تری ہمت مردانہ پہ نہیں</p>	<p>الحاد ترے صبر کا پیمانہ شکن ہے آفاق میں مشہور تو یعقوب حسن ہے</p>	<p>اسلام ہے کیا تیری محبت کا چین ہے حسن رخ ارباب صفا جلوہ فگن ہے</p>
<p>حق ساتھ مصیبت میں ہے ہرگز نہ ہو ٹکس اے دوست! تری ہمت مردانہ پہ نہیں</p>	<p>تو قوم کا ہمدرد ہے دلسوز وطن ہے یہ دل تجھے کیا انگ اگردار رس ہے</p>	<p>ملت کی حمایت ترے آئین کہن ہے تسلیم و رضا میں بھی مگر کامل فن ہے</p>
<p>ہو جائیگا برباد ترے دشمن خود ہیں اے دوست! تری ہمت مردانہ پہ نہیں</p>	<p>باطل پہ صداقت کا ہوا اظہار مبارک دائم تجھے رحمت کے ہوں انوار مبارک</p>	<p>اطوار مبارک ترے آثار مبارک مقصد ہے مبارک اثر کار مبارک</p>
<p>ہے قلب ترے اکشن اسلام کا گچیں اے دوست! تری ہمت مردانہ پہ نہیں</p>	<p>کتک رہیں مردان خدا وقف مصیبت پھیلے جو ضیاء حق کی تو کتبک ہے ظلمت</p>	<p>اغیار کی جانبازوں سے کتبک عدوت احتراس کے ہر نقطہ میں ہے نور صداقت</p>
<p>نابود ہو دم میں رخ کذب حسد و کین اے دوست! تری ہمت مردانہ پہ نہیں</p>	<p>اعمال سے روشن ترے اسلام کا منظر کیونکر ترے قابو میں رہیگا دل مضطر</p>	<p>نامتوں سے ترے چاک ہوا شرک و فتر کیا تجھ سے بچیں ہیں رہ باطل کے جو خگر</p>
<p>اگرتے ہیں نظارہ ترے رخ کامہ و پرویں</p>		

اے دوست! تری بہت مردانہ پختہ

ہر طرح سے اس منصب ممتاز کے نمایاں
اسلام ہے شیدا ترا تو اسکا نگہاں

تو راہبر قوم ہے عالم میں نمایاں
مخدوم ہے تو کام ترا خدمتِ اخاں

اسلام کا شیدا تجھے کہنا تری تو ہیں،
اے دوست! تری بہت مردانہ پختہ

ظاہر ہے کہ تو وقف ہوا راہِ خدا میں
مکمل ہے ہو باطل کا ستم حق کی سزا میں

کیا خوف پر مشکل میں مصیبت میں بلا میں
لذت ہو عقوبت میں تجھے ذوقِ جفا میں

کیا جبر کریم کا ترے دل پر کوئی پیدیں،
اے دوست! تری بہت مردانہ پختہ

یہ لوز ہو دائم تھے سینہ میں، امانت
اب تجھ سے ہم آغوش ہو اللہ کی رحمت

مٹ جائیں ترے صدق سے اجڑے ضلالت
مغموم پر روشن تری غنچہ آری ملت

ذمائیں دعا پر مری حصار بھی آئیں
اے دوست! تری بہت مردانہ پختہ

نظم برائے اجلاسِ ہم ندوۃ العلماء بمقامِ ریل

ہر ایک کا دل آج ہے کیوں وقفِ مسرت
کیا آئی ہے اب جوشِ پہ اللہ کی رحمت
ہے مخزنِ برکات یہ ندوہ کی جماعت
یہ قوم کے ہمدرد ہیں یہ منظرِ رحمت
یتاب ہوئے دیکھ کے جب قوم کی ذلت
افسوس نکلی جاتی ہے اب ہم سے یہ دولت

ہے شوقِ فزوں اور شگفتہ ہے طبیعت
کیا چرخ سے اتری ہے کوئی فوجِ ملائک
قدرت کا تماشا جو ہو منظور تو دیکھو
یہ رونقِ اسلام ہیں یہ دین کے رہبر
آئے ہیں یہاں چھوڑ کے کیوں اپنے وطن کو
سہرا یہ بزرگوں نے جو کچھ چن کیا تھا

میدان ترقی میں ہے ہر اک کی تنگاپو
ہم ہیں کہ ہوئے جاتے ہیں بدنام جہاں
کابل ہوئے ہم اور نحوست نے دیا
ہم میں بھی یہ جو ہر ہے کہ کچھ کر کے دکھائیں
کچھ کہنے کے قابل نہیں میں آپ کو لیکن
کچھ کہنے کی جرأت ہوئی مجھ کو سر مجلس
یوں سمجھو کہ میں بھی تو اک انسان ہوں آخر
اے قوم! ترقی کی تو معراج ہے محنت
غیروں کا بھلا چاہیں تو اپنا بھی بھلا ہو
دل پاک بدی سے ہونکچھائے نفاق اب
گر قوم ہے بیمار تو ندوہ ہے طیب اب
غیروں نے جو محنت سے ہیں کر کے دکھایا
سرخاب کا پر کیا ہے وہ جو ہم میں نہیں ہے
کچھ کام نہیں لیتے ہیں ہم دست و زباں سے
کہتی ہے طبیعت مرے جو ہر تو دکھا دو
کہتا ہے دماغ اب مجھے بیکار نہ چھوڑو
کہتی ہے زباں کام میں لا کر مجھے دیکھو
کیونکر ہمیں معلوم ہو تقدیر بُری ہے
ہم کام پہ آمادہ ہوں اور بخت ہواؤ
کیا بخت ہی اگر ہیں روئی بھی کھلا دے
نوکر نہیں اقبال ہمارا کہ وہ فوراً

افسوس مگر ہم یہ ہے چھائی ہوئی غفلت
ہم ہیں کہ زمانے میں میں اب قابل نفرت
افسوس میں مدت سے گرفتار جہالت
نذیر ہے کیا اسکی کہ ہوتی نہیں محنت
اٹھ آنسو رلائی ہے مجھے قوم کی حالت
جب درد سے بے چین ہوئی میری طبیعت
مجھ پر بھی کچھ فرض ہوئی قوم کی خدمت
کابل جو بننے لگا تو کہاں پائینے عزت
ہو خود غرضی دور تو کا فور ہو ظلمت
اللہ کرے ندوہ سے ہی حال ہو فیض
یوں سمجھو کہ اللہ کی ہے ہم پر عنایت
کیا ہم ہی موجود نہیں ہے وہ لیاقت
ہر کام ہے آسان مگر شرط ہے ہمت
لیکن ہے ہی درد زباں ٹائے کے قیمت
ہم کہتے ہیں اب اسکی کہیں قدر نہ قیمت
ہم کہتے ہیں اب اس کو ارہو یہ زحمت
ہم کہتے ہیں گویائی کی ہم میں نہیں طاقت
جیتک کہ تجسس نہ ہو اور فکرمعشت
کوش ہو جو ہم سے تو مقرر سے حمایت
ہم گھر میں ہیں بخت کرے جا کے تجارت
کام کیسے بڑا کردہ ہیں وقت ضرورت

آقا ہے وہ مخدوم ہے ہم اسکے ملازم
ہم سعی کریں اور نہوخت سے یاری
پھر کبھی نہیں لازم کہ دین شکوہ و اہو
اس کوشش و ہمت کا صلہ پائیں عجیب
بیدار ہو بیدار ہو اب خواب گراں سے
پھیلی ہے ضیاء علم کی اور کی شعاعیں
میدان ترقی میں قدم اپنے بڑاؤ
ہم انگلی ہیں اولاد جو محسود جہاں تھے
ندوہ کی مقدس ہے جماعت اسے دیکھو
وہ پیش پہا اپنا خزانہ ہیں لٹاتے
اس نظم کو اب ختم میں کرتا ہوں دعا پر
دارین کی خوبی ہمیں حاصل ہو خدا یا
جو قوم کی ذلت ہے وہ غرت سے بدلتا ہے

نخواہ وہ دیتا ہے جو ہم کرتے ہیں محنت
البتہ ہے اس وقت بجا اپنی شکایت
ہاں صرف کریں اور بھی کچھ کوشش و ہمت
آجائے اگر جوش پہ اللہ کی رحمت
لے قوم سنبھل جا کہ یہ ہے وقت غنیمت
تم غور سے دیکھو ہوا اگر چشم بصیرت
امید خدا سے ہے کہ لیجائیے سبقت
ہم انگلی ہیں اولاد جو تھے باعث شہرت
گر فیض نہ پاؤ گے تو رہ جائیگی حسرت
جو بات ہے ندوہ کی وہ ہے گوہر حکمت
اللہ سے ہو جائے عطا ہم کو ہدایت
دنیا بھی سنبھل جائے ہو عقلی میں بھی راحت
اللہ کی عنایت ہو ہم سیر کی حمایت

مغموم دل افکار ہے اور قوم کا خادم
انعام کا خواہاں ہے ندوہ طالب شہرت

ایضاً برائے اجلاس نرودہم ندوۃ العلماء بمقام مدراس

عمر برباد ہوئی جاتی ہے اور غم بھی نہیں
وہ جو بیگانہ نہیں دین گم حرم بھی نہیں
جو ہیں دلسوز انہیں چین کوئی دم بھی نہیں
اور قدم جاوے تو حید پہ محکم بھی نہیں

فکر عجب نہیں کوئی خوش و غم بھی نہیں،
دل تہی صدق سے اور وقف ہے سب پر سچ
کیا مصیبت کے زمانہ کی ہوا بگڑی ہے،
روش اغیار کی ہے ملت اغیار نہیں

غفلت و جبل میں ہوتی ہے بسر عمر مگر
 سعی و ہمت ہو ترقی کی ہے تیسر ہی
 ہو کسی طرح سے زائل مرض روحانی
 بات بن بن کے بگڑ جاتی ہے حکمت کیا ہے
 دل عبت تیغ جہالت سے جو مجروح ہوئے
 رنگ تقلید کا مغرب کے پروانا اور نہ مثلاً
 دین سے بیخبری نوک زباں علم فرنگ
 قول ملٹن کا ہے اور شکسپیئر کی تعلیم
 پھیلنے جاتے ہیں مذہب میں بھی کچھ جزائیم
 نہ جھکا غیر کے آگے سر سرکش نہ ہسی،
 مجلس وعظ یہاں اور وہاں قصہ سرود
 روشنی ہوگی جو ملت سے تو مٹ جاؤ گے
 جو میں مصروف عمل راہ عمل نامعلوم
 بزم آرائی حکمت نہو جز شرع رسول
 اوڑھنا اور بچھونا ہے ہمارا مذہب
 ہے ہر اک شئی کو فنا علم کو حاصل ہے بقا
 نور سے علم کے معمور ہو دل اے منعم،
 چشمہ علم تو ہے تشنگی علم کہاں
 سنئے کہتے ہیں جو ندوہ کے مقدس علما
 ہم کہاں اور کہاں پھر یہ مغر زہاں
 اٹھتے جاتے ہیں مقدس علما دنیا سے

منفعل قلب نہیں دیدہ پرُ نغم بھی نہیں
 چند روزہ غم دنیا ہے جو پیہم بھی نہیں
 یہ نہ کہئے کہ کوئی اسکا معلم بھی نہیں
 صدق و اخلاص نہیں غم مصمم بھی نہیں
 کیا جہاں میں کوئی اس ختم کام ہم بھی نہیں
 محفل علم مگر درہم و برہم بھی نہیں
 شان اسلام نمایاں ہو وہ عالم بھی نہیں
 آہ کیا حرمت قرآن معظم بھی نہیں
 اور اگر غور سے دیکھو تو محسوس بھی نہیں
 طاعت حق میں سرعجز مگر خم بھی نہیں
 کیا شکر ہے یہ دل ام نہیں رم بھی نہیں
 جنگ قدرت ہو ایسا کوئی ستم بھی نہیں
 خلد خواہاں نہیں انکی تو جہنم بھی نہیں
 وہ مؤخر جو نہیں ہے تو مقدم بھی نہیں
 اور پابندی مذہب جو نہیں ہم بھی نہیں
 قصر کسری نہیں خسرو بنیاد ہم بھی نہیں
 ورنہ کس کام کی دولت جو پیہم بھی نہیں
 یہ وہ ہے آب مصفا کہ جو پیہم بھی نہیں
 انکے اقوال میں تلخی نہیں اور سم بھی نہیں
 ساتھ قائم ہے ایسا کوئی موسم بھی نہیں
 جسکا احساس اگر پیش نہیں کم بھی نہیں

عمر دائم نہیں جاوید یہ عالم بھی نہیں
زندگانی کا بھروسہ تو کوئی دم بھی نہیں
طاقت گریہ نہیں حسرت ماتم بھی نہیں

انکی کچھ قدر کرو قوم کے غمخوار ہیں یہ
بد نصیبی ہے جو ہوں فیض سے انکے محروم
روچکے قوم کو اور کھو بھی چکے اپنا شباب

طلب علم ہی مقصود ہے شام و سحر
کوئی موائس نہیں ایسا کوئی بہم بھی نہیں

دیگر

اور کوئی تازہ حکایت مرے عنوان میں نہیں
کوئی مضمون نیا طبع پریشاں میں نہیں
طاقت ضبط کردیدہ گریاں میں نہیں
بے سبب جوش مرے اشک طوفاں میں نہیں
قول باطل کی ہوا گلشنِ ایماں میں نہیں
نورِ ایماں بھی کیا قلبِ سلماں میں نہیں
دین و دنیا کی ہے کیا بات جو قرآن میں نہیں
گلِ رحمت کے سوا شرع کے داماں میں نہیں
لطفِ جوانی نہ کہاں میں ہے وہ زنداں میں نہیں
جسکے گلشن کی ہوا خلہ کے ایواں میں نہیں
اور کچھ اسکے سوا قالبِ عرفاں میں نہیں
دیں احمد کی ضیا محفلِ یاراں میں نہیں
بات کچھ اسکے سوا سوزشِ پنہاں میں نہیں
بنجراں گل کوئی ایسا چمنستاں میں نہیں

غمِ الفت کے سوا کچھ دل سوزاں میں نہیں
روچکے قوم پہ اور پھر بھی وہی روئے ہے
سے یہ ممکن کہ نہ ہونا لہ و فریاد بلند
جوشِ ملت میں غم و لگی فراوانی ہے
ہستی ملت عالم نہیں خبر شرع رسول
وقف تبلیغ ہوئے مدعیانِ تشریث
فیلسوفانِ جہاں سے ہیں مطلب کیا ہے
دونوں عالم کے مقاصد کا ہی ضامن ہے
فکرِ عمیقی ہو کہ دنیا نہیں کچھ جائے قیام
اے وہ قوم زمانے میں ہوئی ہے رسوا
خود شناسی ہے فقط معرفت حق کی سبیل
طرزِ اختیار پہ افسوس مٹے جاتے ہیں
دور ہو علم کا اور حیل و تعصب پر باد
ہے عجب رُوحِ فراعلم کے گلشن کی بہار

سعی و بہت ہو کر قی ہے مشکل آساں
شرف علم سے انساں نے خلافت پائی،
کیوں نہ ہو جلوہ فردوس بریں پیش نظر
علم کے نور سے ہو آئینہ دل روشن،
یہی مقصد ہے جو فرماتے ہیں مدوہ بزرگ
در دے قوم کے بے چین ہو ادل ان کا
مرض دیکے معالج ہیں طبیب حاذق
دین و دنیا کی ترقی کا وسیلہ ہے علم،
یہی مقصد ہے کہ ہو علم کی تابندہ ضیا
انکے اقوال گہر بار سے دامن بھر لو،
جسم میں روح نہیں علم میں گر ہو نہ عمل
وقت رفتہ یہ ہے حسرت تو تلافی کر لو
اپنی غفلت کا ہو احساس تو ہے شرط عمل
پھر وہی لطف ہی رحمت حق کی ہے نوید

کو نسی بات ہے جو طاقت انساں میں نہیں،
ور نہ کس شئی کا اضافہ ہے جو عیوں میں نہیں
چمن علم کا خط سیر گستاں میں نہیں
جسکی تمثیل کہیں جہر و رخشاں میں نہیں
اور ایسا نہیں یہ کام جو امکاں میں نہیں
کیا ہو اقدار جو انکی دل ناداں میں نہیں
جنگی تشخیص غلط و رد کے درماں میں نہیں
سخت بدنام ہے جو علم کے میداں میں نہیں،
اور کچھ انکے غم و حسرت اراں میں نہیں،
غیر سجد روئی اخوان ل نالاں میں نہیں،
کہ کوئی وجہ فضیلت تن بیجاں میں نہیں،
یاس حرمیں کا گر ز قلب شیاں میں نہیں،
چارہ کار فقط اشک کے طوفاں میں نہیں
ناامیدی کی جھلک امن عیساں میں نہیں،

چنچ اٹھا جو غم قوم سے بے چین ہوا،
بے نیازی دل معنوم سخنداں میں نہیں،

نظم برائے اجلاس اول تعلیمی کانفرنس جنوبی ہند شہر بیلو

خدا کا فضل ہے احساں ہے امداد پیر ہے
دل اپنا فرحت افزا ہے دماغ اپنا معطر ہے
چمن سرسبز ہے نخل متا بار آور ہے

شگفتہ علم کا گلزار ہے اب شکر داور ہے
خدا کی شاں یاس پیش نظر خبت کا منظر ہے
زمین علم میں ہے تخم ریزی سعی و بہت کی

علامت اپنی سرسبزی کی ہے یہ قوم کی پل
 سوئے ہیں حج یاں علما دیں روشنی میرا
 ترقی کے وسائل سوچنے کا شوق ہے انکو
 ہمارے درد کے درماں کوئے ہیں کمر بستہ
 ہمیشہ قوم کی حالت پہیں اسورواں انگے
 گھٹا ادبار کی اب سرسپنے ہستی جاتی ہے
 درافشانی سے انکی دامن دلو کو معمور
 جو خان علم کے ہیں میہاں بڑھکر ادھر آئیں
 سبق حاصل کرو اب اتفاق اور حقیقی کا
 اگر دل ہو تو پیدا کیجئے کچھ درد بہر قوم
 طبیعت میں ہو قومی رنگ اور تیغ زباں میں آب
 ہے آپ رنگ سچی قدر و قیمت سنگریزوں کی
 شر سے آتش غیرت کے خاکستہ جہالت ہو
 جو ہو مد نظر بہبودی دارین عالم میں
 نقص سے بری ہو جاؤ دلسوزی کرو پیدا
 نمایاں کسب و کوشش پر ترقی منحصر سمجھو
 مصیبت دور ہو جائیگی اپنی فضل خالق سے
 کرم سے تیرے ہو سرسبز یارب فرخ امید

مبارک آفتاب علم سے عالم منور ہے
 کہ سینہ جن کا اسرار خداوندی دقت ہے
 مبارک انجن ہے یہ مقدر اپنا یاور ہے
 یہ دیکھو پیشواؤں کا جو یاں موجود لشکر ہے
 غم و رنج و تعب قوم کے دل انکا مضطر ہے
 ترقی کا جواب پیش نظر تابندہ اختر ہے
 کہ ہر اک پیشواے قوم ہے ہادی رہبر ہے
 کریں حاصل غذائے روح وہ جو سب بہر ہے
 جو ہے ہمدرد خادم قوم کا وہ سب کا فسر ہے
 خدا را جا کریں ہو قوم کا سودا اگر سر ہے
 نتیجہ اسکا ظاہر ہو جو اک پوشیدہ جو ہر ہے
 وگرنہ لعل اور یاقوت اک ناچیز پتھر ہے
 لگاؤ آگ اس خرمن کو جو تاریک منظر ہے
 طریقہ حقیقی کا کرو حاصل جمع خوشتر ہے
 اسی سے ربیہ دلدادگان قوم برتر ہے
 بھلا دو اس شکایت کو کہ برگشتہ تقدیر ہے
 کہ ہم بندے ہیں عاجز اسکے اور وہ بندہ پرور ہے
 تزا دایان رحمت عاصیوں پر سایہ گستر ہے

ترے محبوب کی خدمت کی دولت سے مشرف کر

رسول اللہ کا چہ سنگ در معجم کا سر ہے

نظم برائے جلسہ دستار بندی طلبائے مدرستہ باقیات الصالحین

قدم امید نے رکھا بہار بوستان ہو کر
سناتی ہے نوید جانفرار بابایاں کو
دکن کا مرجع علم و ہنر کہئے تو شایاں ہے
سخوت قوم کی جاتی رہیگی اب دن آئے
یہی وہ مدرسہ ہے باقیات الصالحات ایدل
ہر اک طفل دبستان کا ہے سینہ دفتر حکمت
ہے درس صرف و نحو وفقہ و تعمیر حدیث الیسا
شعاعیں آفتاب علم کی پیہم ہیں نور افشاں
جو دیکھو مدرسہ بام حقیقت کا یہ زینہ ہے
گھٹا ادبار کی جاتی رہی اب قوم سے شاید
کیا ہے معرکہ شہر سواران علوم ایسا
گئے وہ دل کہ فرط رنج و غم حسرت دل سے
مگر افلاس کی شامت ابھی کچھ بچہ ہے منگیر
پس اطلبادیں اب کی بربادی کے درہو
کمر ہمت کی باندہ جو حیت اب فکر معیشت پر
نتیجہ آفتکارا ہو یہی دستار بندی کا
تمھیں سے قوم کی امید وابستہ آئندہ
نظر سب کی ہے چہر اور ہتھار کارناموں
تمہیں ہو نو ہلالاں چین اور رونق گلشن
تمہیں اب آفتاب علم کے تابندہ اختر ہو
مشققت اور زحمت کرو خوگر طبیعت کو

شگفتہ غنچہ دل ہو رہا ہے شاد ماں ہو کر
نسیم گلشن و یلور اب آرام جاں ہو کر
زریں اسکی عروج اپنا دکھا آسماں ہو کر
یہ حسرت کہتی جاتی ہے مرد دل رواں ہو کر
کہ نکبت جاتی ہے جسکی جناب میں رمغاں ہو کر
زباں پر بات جو آئی تو نکلی داستاں ہو کر
کہ جسکی داد دیتے ہیں ملائک ہمزباں ہو کر
جہالت اور گنہی سوز نہانی سے دہواں ہو کر
ہے معراج ترقی کے لئے یہ نزد باں ہو کر
کھڑی ہے رحمت حق سر پر اپنے سائبان ہو کر
عدم کو حل بسی غفلت غبار کارواں ہو کر
نظر آتی تھی صورت یاس کی شکل فغاں ہو کر
وہی دم خم دکھاتی ہے وہ اب بھی بچاں ہو کر
شرار ہوں آتش غیرت کے جسپر بجلیاں ہو کر
مٹاؤ طرز پیری کو دکھاؤ کچھ جواں ہو کر
سنبھالو قوم کی عزت کو تم اب پہلاں ہو کر
کرو در ماندگوں کی دستگیری جہرباں ہو کر
مسافر آئے ہیں جتنے وطن سے یہاں ہو کر
ہتھاری زندگی تلے بہار جادواں ہو کر
تجلی فیض کی اپنے دکھاؤ کہکشاں ہو کر
کرو اب قوم کی تم بہتری کچھ افشاں ہو کر

تہناری زندگی گزری عالم پر گراں ہو کر
 نہ بنجاؤ کبھی رو بہ صفت تیسراں ہو کر
 نہ تھک جاؤ نہ ہٹجاؤ نہ بیٹھو نا توں ہو کر
 کرم تیرا ہو یارب شامل پیرو جاں ہو کر
 دکھائے حسن کا جلوہ تری حُجرت عیاں ہو کر
 نقصب قوم کا اڑ جائے یارب بچیاں ہو کر

اگر بیدست و پا پہاؤ یوں ہی مولوی بن کر
 تم اپنی سعی و سہمت سے کر دشتہ زرنانیکو
 ادھر چکواؤ ادھر نکلاؤ ادھر گر جاؤ ادھر برسو
 دعا پر اسے محبوب نظم اپنی ختم کرتا ہوں
 عطا کر سہ خردی قوم کو داریں میں یارب
 عطا تو فیق کرا ب اتفاق و خیر کی باہم

یہ دلسوزی یہ غمخواری جو بقی مغموم کے دلیں
 کیا وارفتہ اہل بزم کو گو ہر شاں ہو کر

نظم تقریب افتتاح مدرسہ طبیبہ مدراس

کسی صورت سے لازم ہے ادا ہو کر نعمت کا
 کھلا الحمد للہ مدرسہ اب علم و حکمت کا
 حصول طب یونانی ذریعہ ہے فضیلت کا
 بجا دعویٰ مسلمانوں کو ہے جیسر وراثت کا
 طفیل انکے ہمایا ہو گیا سامان راحت کا
 پتہ چلتا ہے جس سے خالق بیچوں کی غفلت کا
 تقاضا ہے وہ فطرت کا نتیجہ ہے یہ غفلت کا
 جہاں پر بس نہیں چلتا ہے ہرگز زور و طاقت کا
 مرض نازل ہوا کرتا ہے جس سے ایک مدت کا
 جو ہے اہل بصرت اہل ہے دونوں کی ضرورت کا
 علوم مشرقی گویا ہے سرچشمہ ہدایت کا

بیاں کیونکر ہو مجھ ناچیز سے خالق کی منت کا
 بکھلا اللہ ہوتا باں ستارہ اپنی شہمت کا
 ملی وہ خیر جسکی ہو عرصہ سے ضرورت تھی
 یہی وہ علم ہے جو آگیا مسلم کے حصہ میں
 کیا حق نے عطا یہ علم اپنے برگزیدوں کو
 اسی سے معرفت ہوتی ہے اپنے نفس کی حال
 مرض لاحق ہوا کرتا ہے جسمانی و روحانی
 مریض جسم کی ہے رہنمائی علم حکمت سے
 علاج روح حاصل ہو مگر علم تصوف سے
 مقدم علم طب بعد ازاں علم تصوف ہے
 ہمارے علم کے ہی خوشہ چیں اقوام عالم ہیں

اسکی خوشہ چینی سے نہیں اعزاز حاصل ہے
 نہ کوئی نقص علم طب ہونانی میں باقی ہے
 کہ بیگانہ ہوئے جاتے ہیں اسے جو بیکانہ تھے
 مگر امید پڑ مرده میں اپنی جان آئی ہے
 دل و جاں ہیں ساعی مصلحان ماس فیکے
 کمی مدراس میں تھی اسکی وہ بھی ہو گئی پوری
 ہمارے درد کا درماں ہو کیا حکما یورپ سے
 مسلمان ہو کے ہم اسلام کیوں منحرف ہو جائیں
 الہی دے ہدایت قوم کے اب نو نہالوں کو
 تو کر سہ سبز اور شاد اب اس نوخیز لہو سے کو

سجاکر تا ہے ڈنکا اہل یورپ کی جو شہرت کا
 مگر رونا فقط لائق طبیعوں کی ہو قلت کا
 ہے اندیشہ نہ کر لے یہ تہیہ اپنی رخصت کا
 نظر آتا ہے ہکو جا بجا سامان قدرت کا
 کیا کرتے ہیں قائم مدرسہ ہر جا طبابت کا
 بحمد اللہ دامن پر رہا دہبہ ندامت کا
 رہا ہر ہر دو این شائبہ باقی نجاست کا
 ہمیشہ اہل دین کو پاس ہے حکم شریعت کا
 نتیجہ پائیں تا اس مدرسہ کی فیض صحبت کا
 دکھائے یا الہی اب کرشمہ اپنی قدرت کا

یہاں ہر فرد اسکا بنے نکلے بو علی سینا
 بھر دسہ ہے دل مغموم کو تیری عنایت کا

نظم در مدح عالیجناب مولوی شاہ سلیمان صفاقا در پہلوی و انتہی سے تعلقاً

ہے فہمہ سنج ببل ہندوستان جو آج
 مسکیں صفت ہے شاہ سلیمان نام ہے
 علامہ زماں ہے تقدس مآب ہے
 واقف ہے گرم و سرد زمانہ سے بیشتر
 طرز بیاں ہے دلکش و دلچسپ دلپسند
 دونوں بہم ہیں بہر مریضیاں معصیت
 مگوشتہ نشیں یہ اور زمانے میں اسکی دہوم

معجز بیاں ہے اور بیاں میں اثر بھی ہے
 درویش بھی فقیر بھی اور تاجور بھی ہے
 باطن میں یہ ملک بظاہر شہر بھی ہے
 حق شناس ہے اور باخبر بھی ہے
 جدت بھی ہے کمال بھی فضل و ہنر بھی ہے
 دار وئے تلخ، درج و ہن میں شکوہ بھی ہے
 منظور خاص عام ہے اور مقدر بھی ہے

ماتم فزا ترانہ بطرز جدید ہے
 کشتا ہے دوستوں کا نفاق اور عداوت کا دل
 عرفاں کا گنج سینہ ہے سینہ میں درد بھی
 اجباب میں سکون ہے اغیار میں ہے شور
 دلیں ہے جوش اور یم طبع ہے رواں
 دیتا ہے یہ نوید طرب صدائے غم
 پایا جو مرتبہ ہے فنا فی الوجود کا
 اسرار معرفت میں فزوں پھر بھی ناتمام
 بیخ و بھوں اہل دل جو کہے داستان غم
 مقصد اہم جو اسکے علاوہ ہے جائیگیر
 شہدائے راہ حق کی اعانت کی ہے طلب
 ہمت نہ مارو وقت ہے یہ امتحان کا
 خالق کو منہ دکھاؤ گے کیا روز باز پرس
 مظلوم و بیکیوں کی اعانت ضرور ہے
 اعدائے آج برسر پیکار ترک ہیں
 لیکن ہے کوئی جاں بحق کوئی نیجاں
 اسلام سے ہیں برسر کس دشمنان میں
 مقصد یہ ہے کہ دیں ہو دنیا سے ناپید
 کیا حال بیوگوں کا یتیموں کا کیا علاج
 گر جائے آسمان نہ فغاں یتیم سے
 بیگیز مال اور ہے مالہ میں درد بھی

یہ لوح خوان قوم ہے اور لوح گریزی ہے
 ہے نفع اسکی تیغ زباں سے ضرر بھی ہے
 اور درد میں طیش ہے طیش میں تر بھی ہے
 یاں فتنہ سوز خلق ہے و ان فتنہ گریزی ہے
 اوج فلک پہ فکر رسا کا گزر بھی ہے
 لب پر ہنسی بھی آتی ہے اور چشم تر بھی ہے
 گمنام و گم نشان ہے مگر نامور بھی ہے
 افسانہ طول اور بیاں مختصر بھی ہے
 پہلو میں درد دل بھی ہے سوز جگر بھی ہے
 لے دوستو! کچھ آپ کو اسکی خبر بھی ہے
 دولت پہ اغنیا کی سراپا نظر بھی ہے
 دریش عاقبت کا محسوس سفر بھی ہے
 کیا فائدہ حصول جویاں کرو فر بھی ہے
 فرمان حق شہادت خیر البشر بھی ہے
 مانا کہ اسکے ساتھ ہی فتح و ظفر بھی ہے
 مجروح گرز و خنجر و تیغ و تبر بھی ہے
 آبادہ جدال بھی ہیں شور و شر بھی ہے
 دشوار ہے یہ غم مگر پُر خطر بھی ہے
 ہو جائے پاش پاش جو بریں جگر بھی ہے
 زخمی ہے سینہ خون جگر چشم تر بھی ہے
 کہتے ہیں آہ، آہ میں انکی شر بھی ہے

شرم و حیا کا دل میں اگر کچھ گزر بھی ہے
امید لطف ہے طلب سیم و زر بھی ہے
کیا چیز نقد مال ہے حاضر یہ سبز بھی ہے

اے دوستو! نشانِ کارِ کر و جانِ مال کو
غم کھاؤ ان کا اور بنو غمگسار بھی
ایمان کی ہے بات حمیت کا اقتضا

محفل میں آج وجد کرینگے سخن شناس
منہ موم کے بیاں میں اگر کچھ اثر بھی ہے

نظم متعلق جنگ بلفان

درد نے اکے دبایا تو فراغت نہ رہی
چین پانے کی جہاں میں کئی صورت نہ رہی
دل حشی میں سنبھلنے کی بھی طاقت نہ رہی
خواب غفلت سے جو نکلتا تو وہ حالت نہ رہی
جسکو منکر میرے قابو میں طبیعت نہ رہی
ایسا منظر نظر آیا کہ سرت نہ رہی
خود فراموشی میں پوشیدہ حقیقت نہ رہی
چھا گیا خوف تو گویائی کی طاقت نہ رہی
ہائے افسوس طن میں بھی اقامت نہ رہی
بیوگاں کی ہے یہ فریاد کہ حرمت نہ رہی
کوئی باقی نہیں ایسی جو مصیبت نہ رہی
تاب گویائی کی باقی دمِ رخصت نہ رہی
پرورش پائیکی باقی کوئی صوت نہ رہی
اہل دیں کی دمِ مشکل جو حمایت نہ رہی

طیش سوزِ دروں سے مری بہت تر رہی
بھیس غم کی جو لگی قلب کو راحت نہ رہی
چیرہ دستی سے جنوں کے نہ افاقہ پایا
میری راحت طلبی مجھکو گرا نبار ہوئی
کان میں آنے لگی میرے جگر سوز صدا
کہیں فریاد کہیں شور کہیں داویلا
منکشف جبلِ مضطر یہ ہوا راز نہاں
جنگ بلفان کا یہ منظر تھا جو دیکھا میں نے
شہد اکی یہ صدا ہے زن و فرزند کہاں
ہے یتیموں کا یہ شبیہ کوئی دالی نہ رہا
ظلم مسلم یہ جو توڑا ہے جفا کاروں نے
چل گئے شوقِ شہادت میں جو مرنے والے
کوئی باقی نہ رہا بارِ خدا تیرے سوا
کہوں پوچھیگا یتیموں کو خدا حافظ ہے

ساتھ عزت کے تو دنیا سے اٹھالے یا رب
 کہیں مجھ و حوں کی پر درد یہ آتی ہے
 وہ سسکتے ہیں پڑے کوچے بازار میں آ
 ٹائے افسوس کہ کھانے کی نہیں کوئی سبیل
 درد سے دل جو بھرا ہو گئے انسوجاری
 خود بخود دل سے یہ میں کرنے لگا اپنے سوال
 کیا کسی دلیں بھی اب درد کا احساس نہیں
 نورایماں سے ہوا کیا دل مومن خالی
 رات دن عیش و طرب میں ہے گزرتی جگے
 رنج و خواری میں بسر ہوتی ہے بچا رونکی
 کیا کسی دلیں بھی اب نور صداقت رہا
 دل نالاں بھی نہیں چشم عنایت بھی نہیں
 بیواؤں کا بھی کیا کوئی خبر گیر نہیں
 مختصر چندہ سے کیا ہوگی ضرورت پوری
 جان مسلم سے گرا نما یہ نہیں دامِ درم
 کیا گئی گزری ہے حالت کہ گئی عزت و شال
 کیوں نہیں دیتے ہیں گھول خرچ نہیں کرتے ہیں
 اس خیالوں سے پراگندہ جو تھا میرا دماغ
 دینے والوں کا بتا ہیوں بھلا کیا ہے تصور
 بچہ روتا ہے تو ماں دودھ پلاتی ہے آ
 اس کے معنی یہ نہیں ہے کہ اسے در نہیں

زندگی پانے کی اب ہو ضرورت نہ رہی
 ظلم کی حد نہ رہی جان سلامت نہ رہی
 جن پہ اغیار سے باقی کوئی ذلت نہ رہی
 غم نہیں اسکا جو پردائے جراحت نہ رہی
 حال مظلوم سے انعام کی عادت نہ رہی
 اہل اسلام میں کیا دیں کی حرارت نہ رہی
 کیا کسی قلب میں اب طاقت رقت نہ رہی
 کیا مسلمانوں میں اسلام کی عزت نہ رہی
 خود غرض بن گئے ایسے کہ مروت نہ رہی
 انکی یاری نہ سہی یارٹی ملت نہ رہی
 کیا کسی سر میں بھی اب چشم بصیرت نہ رہی
 رحم گر کچھ نہیں کیا فہم و فراست نہ رہی
 دین حق کی بھی زلمے میں محبت نہ رہی
 جوش ٹھنڈا جو ہوا راہ اعانت نہ رہی
 حب دنیا میں کہیں دین کی وقعت نہ رہی
 کیا مسلمانوں کے اسکاں میں دولت نہ رہی
 یہ کہو قوم میں امداد کی قدرت نہ رہی
 غبت آئی نہ اب تجھ میں حمیت نہ رہی
 مانگنے والوں کو منظور جو زحمت نہ رہی
 اس سے بچ کو کوئی وجہ شکایت نہ رہی
 ان کو کیا سخت جگر سے بھی محبت نہ رہی

تجھ کو شکوہ ہے کہ دیتے نہیں دینے والے
 یوں جو تہنہ ہوئی غیب سے مسرور ہوا
 سر میں سودا ہے کہ پھیلاؤں میں بے سوال
 ہاں ہی ساعت امداد ہے اے اہل کرم
 سانس ہم لیتے ہیں اور وقت گزر جاتا ہے
 اے اب سلطنت ترک پہ ٹوٹا ہے پہاڑ
 صلح کی اہل دل نے جو نکالی ہے راہ
 جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ہے اور جنگ تو یہ
 اے خداوند خطا پوش و خلاق جہاں
 تری توحید کی پھر ہوگی منادی کیونکر
 اب یورپ سے نکلی نے کی دہمکی ہے فقط
 کیا مصیبت کا وہ دن ہوگا مسلمانوں پر
 کلمہ گو یوں سے جو دنیا تری خالی ہو جائے
 ہم ہیں نا اہل تو کیا تجھ میں نہیں اہلیت
 ہم خطا کار ہیں مجرم ہیں یہ سچ ہے لیکن
 نام بیوا ترا ہو کون جہاں میں باقی
 دشمن دیں کو فی النار تو کفر سے یارب

تجھ میں در یوزہ گری کی محبت نہ رہی
 باعث رنج و لقب میری ندامت نہ رہی
 شکوہ قوم کی اب لب پہ حکایت نہ رہی
 زر نہ کام آئی گاجب دین کی شوکت نہ رہی
 وقت اب وہ ہے کہ تجویز کی مہلت نہ رہی
 گو جفا کاروں کے زقار میں ہمت نہ رہی
 دوست بنتے ہیں مگر خیر کی نیت نہ رہی
 حق نگہاں ہے اگر قوم میں ہمت نہ رہی
 رحم کر رحم کہ دیندار و فکی عزت نہ رہی
 جب مسلمانوں کی دنیا میں حکومت نہ رہی
 پیش کیا اے جو کعب میں سکونت نہ رہی
 تیرے محبوب کے در پر جو اقامت نہ رہی
 تری توحید پر پیہر کی رسالت نہ رہی
 ہم ہیں کمزور تو کیا تجھ میں بھی طاقت نہ رہی
 کیا ترے پاس فراوانی رحمت نہ رہی
 لطف کیا جب سے محبوب کی امت نہ رہی
 اپنی عظمت کو دکھا دین کی حرمت نہ رہی

مشکل آساں ہو ترے لطف و کرم سے یارب
 دل معنوم میں اب ضبط کی طاقت نہ رہی

نظم برائے جلسہ سالانہ انجمن خیر خواہ غریب و اہل اسلام رام

ترانہ ہے غم افزا حرف لب پر شکایت کا
یہ خواہش ہے کہ حامل فخر ہو قومی اعانت کا
جو دل روٹھے ہو وہیں کیا ذریعہ انکی قربت کا
ترقی انجن کی منحصر امداد قومی پر
ہے اندیشہ کہ ابنائے زماں کی سردہری
جو ہمدردی کی وسعت دلیں چندہیں وسعت
فروں بے نقش ارباب کرم کی دستگیری کا
سہارا فضل خالق کا ہے دائم ورنہ کیا ممکن
سیستی یہ کبتک لے نئے عشرت کے متوالو
بہت کچھ سوچکے ابقت ہے کچھ کام بھی کرلو
تہذیبستان قسمت کی تو دیکھو ذلت خواری
وہ بد قسمت جو مکر بھی کفن کے ہوتے ہیں محتاج
یوز ولسوز اور دارین ہیں اسکا صلہ پاؤ
خبر گیری غریبوں کی بھی ہو ثروت کی حالت میں
ہنال انجن سرسبز ہو اور بار آور ہو
خدا ترسی ہو غمخواری ہو اور بیکس نوازی ہو
تسے فضل کرم سے دفع کراد بار قومی کو
مرادیں دیکے بلا شرم رکھ لے دنوں عالم میں
رگوں میں جوش خوں ہو خون میں پیدا ہو ہمدردی
ہو خشکی کا شہوہ اور اخلاص علی باب
الہی تیرے الطاف و عطا کی شان ایچکے

یہ قومی ماجرا ہے فکر کیا یاں عیش عشرت کا
تمنا ہے نتیجہ کچھ تو نکلے اپنی خدمت کا
تمنا لطف کی ہے اور بیان سوز و رقت کا
تنزل میں خدا حافظ ہے اس قومی عمارت کا
نہ شیرازہ بکھر جائے کہیں قومی حمیت کا
نکل جائے گراں خواہی سے سرشتہ نہ ہمت کا
ہے لازم انجن پر شکریہ انکی غایت کا
بھروسہ عقل و دانش پر نہ غور و روطاقت کا
کچھ اندازہ بھی کرلو بکیسوں کی دلکی حسرت کا
کہ آسانی سے نکلے مدعا ارباب حاجت کا
بنو اب مستعد پر دہ اٹھا دو خواب غفلت کا
اگر دل ہے کچھ اندازہ کرو ان کی مصیبت کا
رکھو تم سر پہ اپنے تاج دائم ظل رحمت کا
جو ہو مد نظر اظہار اپنی شان و شوکت کا
خداوند ادکھائے کچھ تماشا اپنی قدرت کا
دل مومن میں سکے بیٹھ جائے تیری عظمت کا
دکھائے غمزدان دہر کو جلولہ مسرت کا
پئے احمد ستارہ اوج پر ہو اپنی قسمت کا
جو الفت قوم کی ہو پاس بھی ہو ملک ملت کا
نہ لب پر حرف باطل ہو نہ دل غلامان پر شہرت کا
کہ معراج کی حالت ہو وہی اپنی رفعت کا

الہی تو نگہاں ننگ در ناموس عزت کا

نہ پہنیں طوق ذلت اور نہ ہو غیا میں رسوا

توقع کیا اثر ہو شتر میں مغموں کے پیدا
ہے شکر حق چمک جائے اگر جو طبعیت کا

ایضاً

جہاں افلاس کی صورت نظر آتی ہے گھر گھر سے
کر دنا بیس بیس مال اور زر سے
کہیں خست کرو آرام کو اپنے بستر سے
ملیگا اجرا سکا دو جہاں میں رب اور سے
بستر میں اپنی دل انکا کس لئے تر سے
خدا خوشنود ہو اور ابر رحمت آپ پر بر سے
مسیحانی ہو انکی جاں بلب میں غم کے خنجر سے
نہ نکلے خون کا قطرہ چو چیرد نوک نشتر سے
لبوں پر جان تنگ آئے ہیں اپنے تقدیر سے
تو روگرداں ہوں کیوں ہم دوستو قولی مبر سے
دگر نہ اشتہاے دل کا سماں کیا ہو اکلر سے
مبارک اور میوں ہے یہ ائم فتح کشور سے
تمہارا نام ہو روشن زیادہ ہر انور سے
نکل جائیگی گر اک آہ انکے قلب مضطر سے
جو زیر آسماں مجبور ہیں اپنے تقدیر سے
برستی ہیں یہ حسرت روز و شب لو اور در سے

عزیز و اقوام کی حالت کو دیکھو دیدہ تر سے
ذرا دیکھو تہاری راحت اور انکی مصیبت کو
بہت کچھ سوچ کے غفلت میں کتبک عمر گزریگی
جو میں محتاج انکی دستگیری پر کمر باندھو
یہ ہیں آفت کے مارے رحم انکے جان فرماؤ
غریبوں کی ہو ہمدردی تہید ستونکی دلسوزی
سکستے ہیں ترپتے ہیں پٹے فریاد کرتے ہیں
ہو افاقہ سے ایسا جسم نکاسو کہہ کر کانٹا
مصیبت میں مارے انقلاب ہر سے نالاں
جہاں میں دستگیری جب تہید ستونکی لازم ہے
گردا گرد اور بھر کاؤ دلسوزی کی آتش کو
کر دلتی دلو اور پاؤ فتح و فیروزی
ضیاء بادی کر و ظلمتکدوں میں فیض سے اپنے
جلا دیگی تمہارے نخل عیش و شادمانی کو
انہیں کی چارہ سازی کو ہوئی یہ انجن قائم
ملا اموات لا وارث کی ہو تجھ پر تکفیں سے

ہو بیکس لڑکیوں کا عقد اور ختنہ ہو لڑکوں کی
یہ کیا اغراض میں کیسا مبارک کام ہے دیکھو
وہ آجائے کسی کو گرنہ اطمینان حاصل ہو
عطا خالق کی ہے جو تم سے انکو فیض پہنچا
وجود اپنا بناؤ صدق دل سے فیض گام
نکلے ہیں مسلمانوں کے بن کے عیسیٰ
ٹٹو لو دکھ اپنے اور ان کا ماجرا پوچھو
مسلمانوں کے دلیں جوش بہر دی زیادہ
طفیل اپنے محنت قوم کی اب دور ہو جا

مقاصد انجن کرتی ہے یہ اظہار ہر ہر سے
خدا را دستگیری کیجئے دینار اور زر سے
کر گئی انجن اسکی نشانی اپنے دفتر سے
ہوئی حاجت ادا گویا کہ اونکی بند پرور سے
حلاوت تاکہ ہو اسکی زیادہ شیر مادر سے
ہو کیا تدبیر پھر پانی گزر جائے اگر مہر سے
مدد ملتی ہے مگر اہوں کو دائم اپنے ہر ہر سے
دعا ہے بچکانہ یہ میری خلاق اکبر سے
یہی ہے التجا میری شفیع روز محشر سے

خوشی اس سے زیادہ اور کیا، اگر فضل باری سے
ادا ہو جائے خدمت قوم کی معنوم کمر سے

ایضاً

نظر میں ہے مے جوش بہار کا منظر
ہوئے جو زمزمہ سجان گلشن اسلام
وہی ہو سطوت و شوکت وہی ہو حسن عمل
وہی ہو عزم وہی دل ہی ہو استقلال
وہی ہو راہ ترقی وہی ہو اپنا قدم
وہی ہو لطف و اخوت وہی ہو بہر دی
وہی ہو شان کرم اور وہی ہو غمخواری
نری ہے فتح ہی ملک دلوں فتح کریں

شگفتگی چمن قوم کی ہے مد نظر
وہی ترانے وہی چہچہے ہوں شام و سحر
وہی ہو پیروی دین و خلق پیغمبر
کہ پھر لگیں شجر مدعایں برگ و ثمر
کہ جسکو دیکھ کے رہ جائے ہر لبشر شہر
وہی ہو دہر میں تابندہ بخت کا اختر
وہی ہو موت و الحنت کا موعیان جہر
جو سلطنت کی ہے ہر خوشی کی شہر

نہیں جو کوئی بھی غم، غم ہو خستہ حالوں کا
 ہے شرط غور عزیز و بوقت آسائش
 کبھی خیال بھی دل پر ہو ان غریبوں کا
 نہ زندگی کا سہارا نہ نقد دام و درم
 یہ بحر غم یہ مصیبت یہ موج طوفاں خیز
 یہ لطف ہو کہ مسخر ہو بیکسوں کا دل
 ہے انجن کی یہ مقصد بوقت شادی و غم
 کہاں شگفتہ و سرسبز ہو نہال اسکا
 ہوئے جو مضطرب الحال قوم کے فیاض
 پڑا جو باغ تمنا میں تخم مہر ردی
 بسر ہو کیوں جو ذریعہ نہ ہو حمایت کا،
 لگا جو قوم کا سرمایہ نیک مصرف میں
 ابھی بہت سی ضرورت ہے قوم کو اسکی
 نہیں ہے جنگی توجہ وہ ملتفت ہوں ادھر
 نصیب اسکو ہو دا ئم اعانت قومی
 الہی تو ہی نگہبان ہے اسکے مقصد کا
 بجز نگاہ کرم تیرے اسے مرے مولا!
 عروج اسکو ہو حاصل تیری عنایت سے

کہ مرگ سے بھی ہوئی جن کی زندگی ابتر
 کہ ان غریبوں کی کس طرح پور ہی ہے بسر
 بسر جو کرتے ہیں حسرت پنی کے خون جگر
 نہ نان اور نہ اذوقہ نہ فرش اور بستر
 پڑی بہنور میں ہے کشتی شکستہ ہے لنگر
 یہی ہے اپنی حکومت یہی ہے فتح و ظفر
 شکستہ حالوں کی امداد میں ہے مضطر
 جو مستعد نہ ہے قوم آبیاری پر
 ہے انکے لطف و عنایت کی انجن پہ نظر
 نظر امید کا سرسبز آ رہا ہے شجر
 نہو جو زیت کا ساماں ہو زندگی کیونکر
 ملا ہے لطف الہی سے اسکا نیک ثمر
 کہ کامیابی کا اسکی پڑے جہاں پہ اثر
 ہمیشہ قوم کی یہ انجن ہے دست نگر
 ہو شاہ راہ ترقی پہ انجن کا گزر
 ہے منحصر ترے فضل و کرم پہ اسے داور
 ضعیف و عاجز و محتاج جاودا ان بکشر
 الہی قوم کی حالت ہو ہر زمان بہتر

کلام صدق سے معموم ہے مرا معمور

عجب نہیں جو نمایاں ہو اسکا دل پہ اثر

ایضاً

دل کو پیش سے سوزا لے کے بچائیں کیا
 آوارگی میں دشت محبت کے پائیں کیا
 جو بیوا ہیں انکی معاون ہے انجن
 مسکن ہے درد و رنج کا غربت زدہ نکاح
 حال تباہ انکا ہے اظہار رنج و غم
 ہر ہر قدم پہ حسرت دل آشکار ہے
 یہ ضعف ہے کہ وہ نہیں ہوتے لب سوال
 دور آسماں ہے تنگ زمیں انکے واسطے
 سینہ ہے پاش چاک جگر، مضطرب نگاہ
 باز آؤ انکی دل شکنی سے کہ جرم ہے
 بارگراں ہے اور تہید ست انجن
 فریاد ہے یہ انکی ہمداری مدد کرو
 دلسوزیوں کی داد تو لجاے قوم سے
 جو ہنسنے والے ہیں انہیں رونا نصیب ہو
 بیدار کس طریق سے ہوں درد آشنا
 یوں تو ہیں انجن کے معاون مگر قلیل
 سرمایہ ہے قلیل مصارف کثیر ہیں
 کہتے تو ہیں حکایت غم اور کیا کریں
 مسکین کا لقب ہے پسند شدہ انام
 اغراض کچھ زیادہ ہیں دست کریم تنگ
 ارماں بھرے ہیں سینیں اب پر ہے التجا

آتش ہے عشق قوم کی اسکو کھجائیں کیا
 غم قوم کا بھی آہ نہ کھائیں کھائیں کیا
 آفت زردوں کی یاد کو دل سے بھلائیں کیا
 جز اسکے آشیانہ وہ اپنا بنائیں کیا
 زخموں کو اپنے چیر کے پہلو دکھائیں کیا
 تصور بیربکیسوں کی عزیز دکھائیں کیا
 افسانہ اپنے درد کا اگر سنائیں کیا
 بگڑے ہوئے نصیب کو اپنی بنائیں کیا
 ٹوٹے ہوئے دلوں کو وہ اپنے جمائیں کیا
 تقدیر کے ستارے ہوؤں کو ستائیں کیا
 دولت جو روشناس نہیں پھر لٹائیں کیا
 بس ہے یہ عرض شور قیامت بچائیں کیا
 جلنے میں خطا نپائیں توجی کو جلائیں کیا
 جو رو چکے ہیں قوم پہ انکو رلا لٹیں کیا
 روٹے ہوؤں کو قوم کے جا کر نپائیں کیا
 تھوڑی سی تذر مرقد دل پر چڑھائیں کیا
 دکھڑا پھر انجن کا مفصل سنائیں کیا
 آنکھوں سے اپنی خوں کا دریا بہائیں کیا
 نقش نگین نام تمپیر مشائیں کیا
 جو راز آشکار ہے اسکو چھپائیں کیا
 حرام نصیب حسرت و کدو بائیں کیا

فضل خدا ہوا ان پہ جو ہیں اسکے دستگیر محسن جو انجس کے ہیں ان کو بھلائیں کیا

مغموم تاکجا ہو بیاں داستانِ غم
سب دکھ سے بھر گئے ہیں پھر انکو دکھائیں کیا

منفقات

آگاہ گر ہوا رہ و رسم سوال کا
گرد عا ہو وصل ہو سودا وصال کا
مر کر الم رہا دل مسک کو مال کا
ہم کو رہا سرور سوا ماہ و سال کا
حاصل گد اکو مال ہو اکل حلال کا
صدمہ دل حسود کو ہو گا طلال کا
اہلِ دول کو آہ سہارا ہو مال کا
سالک کو ہو مال کا مسک کو مال کا

سودا سرگد اکو ہو امر محال کا
سالک کو راہ ملک عدم ساحل مراد
گر ہوا، طمع کا اگر واسطہ ہوا
دروا کہ دور غم ہو محدود ہر طرح
کس طرح طعمہ حرص کا ہو وہ دلا اگر
کس کام کا سرور رسد اگر حصول ہو
مادام مردہ حال کا اللہ داد رس،
عالم گواہ اس کا کہ محسوس درد دل

اللہ کا کرم کہ ہو اسعد نال کار
دہو کا ہو اعدو کو سرا سر کمال کا

ابھر کر ماند پڑ جانا مسلمانوں کے کو کب کا
یہ عالم ہے فلک پر ہے دماغ اب انکے مرکب کا
کہ ہو جاتا تھا دین اسلام کا بھی خاتمہ کب کا
دعا یہ ہے سوائے انکے دیں خوف کچھ رب کا
خدا را دیں سو چو پاس ہے کچھ تم کو مذہب کا
ہو ہے روز روشن تم کو دہو ہے ابھی شب کا

طیش وہ زخم دلکی ہے کہ گویا نیشِ عقرب کا
ٹے نخوت سے کیا سرشار ہیں توحید کے منکر کا
خدا حافظ ہے اسکا تا قیامت ورنہ کیا شک تھا
خلافت کا نہیں رنج و الم جن کلمہ گو یوں کو
مسلمانوں سے نفرت اور ہے ایثار الفت
ہے برہم آج کل شیرازہ اجزائے خلافت کا

میں آپس میں اور ہونا خاتمہ بالخیر ہم سب کا
ہے عالم منظر ختم الرسل کی جنبش لب کا

الہی تفرقہ پر از یوں سے باز رکھ انکو
نشاں رہنے نہ پائے مستی باطل کا دنیا میں

صحابہ کی حیمت اور وہ غیرت اب کہاں ہمیں
نہ چھیلے خامہ معصوم یہ توفیقہ تھابت کا

غور و دھر میں بیکار ہے جوانی کا
کہ ہم پہ حق ہے یہ مذہب کی پاسبانی کا
مقابلہ ہے بلا مائے آسمانی کا
یہاں کمال مگر سوزش ہنسانی کا
اگر ہوس ہے ہی گرہے کا مرانی کا
ہو ہے عشق جو پیدا جہاں فانی کا

کمال یاد اجل کو ہے جانتانی کا
کرینگے شرک کو خارج مقام اقدس سے
تفنگ و تیغ پہ کتبک گھنڈائے ظالم
وہاں ہر ایک کو حاصل ہے دار و دیگر فن
خدا کے رزق پہ غیروں کا مت ہو دمت نگر
بھلائے بیٹھے ہو عقبی کو دین و مذہب کو

لکھا ہوں حق کی حمایت میں شعر لے معصوم
اثر ہو کیوں نہ مری طبع کی روانی کا

یہ مسلم ہے شفا ہوتی ہے بیماری کے بعد
آفتوں کی سازی نہ کام آئیگی بیداری کے بعد
کچھ سبکداری حاصل ہو کر انباری کے بعد
سرفروشی چاہئے مسلم کو دلداری کے بعد
کیوں غلامی سے نہ نکلیں ذلت خواری کے بعد
تو دل میں بیڑیاں اب کیوں ہشیاری کے بعد
منزل اب کہاں ہونی ہے اپنی شواری کے بعد
شیر غلامی کے نگہ دہ گرفتاری کے بعد

دل تو اتنا ہو گیا اپنا دل آزاری کے بعد
خواب غفلت تھا کہ کار آمد ہو اسحر و تنگ
پھینک دو جرات اب طوق غلامی کو نکال
سر بسجود ہو رہا ہے اب خلافت کاستوں
وہ میں خود اختیاری ہو حکومت آشکار
بے خبر تھے ہو گئے یوں پابہ زنجیر آہ ہم
دلفراہیں رہبران قوم کی قربانیاں
انکا دم خم دیکھ لو جو ہیں رئیس احرار کے

اہل میں کی دستخ ہو معصوم یا یوم ایقنا م

یہ دعا حق سے ہے آہ و نالہ و زاری کے بعد

دیکھے جو تماشا ہے طرب چشم ہو ہم اور
لطف و کرم و خلق سے سر ہوئے خم اور
اسلام کی توہین پہ بڑھ جاتا ہے غم اور
اندر از ستم اور ہیں کچھ بہشتان کرم اور
عظمت ہے کلیسا کی جدا شانِ حرم اور
دل اور، زباں اور و دماغ اور و قلم اور
یہ تیغ زباں اور ہے وہ تیغ دودم اور
ایجاد وہ کرتے ہیں اگر کوئی ستم اور
ہیں وقف مصیبت تو بڑا جاہ و چشم اور
یہ شان ہے کچھ اور وقار شدہ جم اور

سامان تغیش ہو تو بڑھتا ہے الم اور
سرگرمی پیدا پہ بڑھتا ہے قدم اور
گر جان پہ بن جائے تو اندیشہ ہو یکم اور
کس وعدے سے دلچسپی ہو کس بات سے لکس
اسلام پہ مرجائیٹکے اور اُف نہ کرینگے
تخریب میں تقریر میں نیت میں تفاوت
تلواروں کے نرغہ میں ہے کیا برش تقریر
چستی ہو عیاں غم میں اور وح میں طاقت
احرار کے قدموں پہ فدا ہوتا ہے عالم
احرار کی ہے ہر دل مسلم یہ حکومت

منظور طوالت نہیں مضموم و گرنہ
تخریب سے کچھ نثر نہیں کھل جائے بھرم اور

کیا کرے علم حریت بلند ضمیر
جو عشق مذہب و ملت کی ہو گئی تقصیر
زباں دہن سے ہے نکلی نیام سے شمشیر
دلوں کو چیر کے رکھ دیگی برش تقریر
کہ دین حق کو ملنے کی ہے یہ سب تدبیر
کہ اسکا حافظ و ناصر ہے خود خدا قدیر
اگرچہ وقف مناجات ہیں صغیر و کبیر
ہے وہ نوشتہ خود یا یہ نوشتہ تقدیر

جو اہل دین ہیں وہ مجبور کیوں ہوں بے اسیر
خدا پرستوں نے پانی ستر جزا کے عوض
مقابلہ ہے تہ چرخ حق و باطل کا
نہ چھیڑو انکو جو زندانیوں میں ہیں احرار
نہیں رہا ہے کوئی راز اس میں پوشیدہ
مٹا ہے نہ میٹکا یہ دین حق ہرگز
خدا نے انکو ابھی دے رکھی ہے کچھ بہت
میٹکا خدا چو پیمان سے نہ خط جہیں

ہجوم خلق ہے احرار کی زیارت کو
کلام پاک کی آیات ضبط ہوتے ہیں،
بتائے دیتا ہوں سرخیل قوم کی پہچان
فنا پذیر ہے عالم نہ دلوں کی لے کوئی
چستہ حالی و در ماندگی ہے بکشتک
الہی سطوت فاروق و زور چدرے

قدم سے انکے ہی زنداں کی بڑ گئی تو قیر
دکھائی عدل کے پردے ظلم کی تصویر
ہو مانتہ ہنکڑیوں میں تو پانوں میں زنجیر
رہیگا کون رہیگا کہاں یہ تلج و سریر
یہی ہے وقت مددے شہ بشیر و نذیر
ہوں بدحواس عدو سن کے نعرۂ تکبیر

ہو اب منادی تو جید گوشہ گوشہ سے
یہی خواہش مغموم خاکسار و حقیر

طاقت ہو جو سننے کی تو حاضر ہے دل افکار
اخیار کے نرغہ میں ہے اب تحت خلافت
کیا یاد نہیں وقت شدہ ہیں جو احرار
دل آپ کا کیا درد سے چین نہیں ہے
زنداں میں جو احرار کا ہوتا ہے لیبر
اسلام کی تو ہیں پہ غیرت نہیں تم کو
ہمدردی کا اظہار کر و طرز عمل سے
ہمت سے جو یں کام تو آسان ہے مشکل
گر غزم مصمم ہے تو مقصد بھی ہے حاصل
نہی دیں طیش وقت ہوئے راہ خدا میں
اللہ کی ادب آپ کی ہے ہم کو ضرورت
ہے کام اہم ماتحت ہیں سر پایہ خالی،
آنا دہ ہیں جاننا زئی ملت کیلئے ہم

پُر درد فسانہ ہے غم دکا ہے اظہار
حاوی ہیں مقامات مقدس پستکار
جو کلمہ حق کہتے ہیں ہوتے ہیں گرفتار
کیا تم بھی نہیں ہیں طیش دل کے طلبکار
ہر روز سوئے جیل ہے اک قافلہ تیار
گر ہے تو رہو فضل الہی کے خریدار
اور راہ الہی میں لٹا دیجئے گھر بار
ہم سعی کئے جائیں ہے اللہ مددگار
اس جنگ میں کام آتے ہیں لب رہم و دینار
اور خدمت اسلام کو ہم ہو گئے تیار
سائل ہے مسلمانوں سے جمیعت احرار
تم مانتہ ہنکڑی کے تو بیڑا بھی یہ ہے پلار
مبلغ جو نہیں ماتحت میں سب سہی ہے بیکار

ہے اپنی نظر آپ کی امداد پہ ہر بار
بر باد نہ غفلت میں کرد عمر کو زہار
منزل پہ پہونچنا ہے تو کیوں کستی زرقار

حسرت ہے بہت کام کی مجبور ہیں لیکن
اسلام کو ایمان کو اب اپنے بچاؤ
لشہ کرد و کچہہ لطف ادھر بھی

جمعیت احرار کی خدمت میں ہے مصروف
پُر جوش ہے مغموم مرا کلک گہر بار

اثر جائیگے باطل کے آثار دہواں ہو کر
گردوں کو ہلا دینگے ہم وقف فغاں ہو کر
کرامت دیں ایدل اب مرثیہ خواں ہو کر
یہ بخت دل اکدن آئیگی خزاں ہو کر
فرق آئے نظری اور باطل کا عیاں ہو کر
آگاہ ضمیر اسکا کردینگا زباں ہو کر
رہ جائیگا اس رہ میں بنیادواں ہو کر
منہ حق کو دکھانا ہے دنیا سے رواں ہو کر

اعداد کو جلا دینگے ہم سوز نہاں ہو کر
کردینگے صداقت سے نابود ضلالت کو
ملت کے مٹانے پر دیندار ہیں آمادہ
اس منصب فانی میں مستور ہے برباد
اخلاص سے سر رکھ دے سجد میں جو اناد
آمادہ کوئی ہوگا گر فقر مذلت پر
ہے حرمت دیں کافی حشمت بری جا
اخیار پہ ہے نازاں دینداروں روگرداں

پاجاںیں ہدایت سب کر حق سے مناجات اب
سوز غم ملت سے مغموم طپاں ہو کر

چھانٹ کر کانٹے وہ پھولوں کو پھارتے ہیں
جسے ہی وجہ کہ آفت میں رہا کرتے ہیں
حق پرستوں کو گرفتار کیا کرتے ہیں
جسقدرانپہ وہ بیداد کیا کرتے ہیں
سہر کو وقف رہ تسلیم و رضا کرتے ہیں
اہل حق جو ہیں وہ سولی پر چڑھا کرتے ہیں

کون کہتا ہے کہ وہ جو رد جفا کرتے ہیں
دین اسلام کھٹکتا ہے انھیں شل خار
سستی بیجا ہے کہ وہ حق کو دبانے کے لئے
دینداروں کی دلی آگ بھڑک اٹھتی ہے
جو ہیں پابندی اسلام پہ مرنے والے
نہ نظر بندی و زنداں کی حقیقت کیا ہے

کس قدر ذوق اسیری وہ لیا کرتے ہیں،
وہ دعا کرتے ہیں لیکن یہ وفا کرتے ہیں،
نفس امارہ کو وہ اپنے فنا کرتے ہیں،
عوض جان، طلب آب بقا کرتے ہیں
روز و شب ہم طلب لطف خدا کرتے ہیں
جو ہیں دیندار وہ کب آہ دہکا کرتے ہیں

رکھ کے زنداں ہیں ہیں سرور انہیں کیا معلوم
وہ بدی پر ہیں یہ آمادہ، بیہودی ہیں
اہل حق کب طلب جاہ و چشم رکھتے ہیں
جو ہیں آمادہ رہ حق میں فدا ہونے کو
شوکت دیں ہو فزوں مہتی باطل ہو فنا
اہل زنداں کو بھی دیتے ہیں مبارکبادی

ہے جو معموم ہیں فضل الہی کا یقین،
دل کو رنج و الم و غم سے رونا کرتے ہیں

اور عقیدہ ہے خلافت اسے کیا کہتے ہیں
دوستی میں ہے عداوت اسے کیا کہتے ہیں
گم ہوئی فہم و فراست اسے کیا کہتے ہیں
نہ خیالات میں وسعت اسے کیا کہتے ہیں
گم ہیں ارباب سیاست اسے کیا کہتے ہیں
کیا ہوئی عقل بھی غارت اسے کیا کہتے ہیں
نہ گئی ذلکی کدورت اسے کیا کہتے ہیں
ہے یہ فریاد صداقت اسے کیا کہتے ہیں
شاد ہیں اہل ضلالت اسے کیا کہتے ہیں
ہوں تو ہی وقت مصیبت اسے کیا کہتے ہیں
ہے حوائس میں خصوصیت اسے کیا کہتے ہیں
کیا یہ اعمال کی ثنات اسے کیا کہتے ہیں
اور خاموش ہے وہ اسے کیا کہتے ہیں

صرف مذہب یہ ہے ملاقت اسے کیا کہتے ہیں
نام انصاف کا اور کام ہے بیدادی کا
اتجنگ فکر و تدبیر میں جو لانا فی حق
قول میں صدق نہیں فعل میں خلاص نہیں
طلب جاہ میں خود بینی میں بیدادی ہیں،
کچھ بھی احسان کے مخلوق کی بے چینی کا
شکے مظلوموں کی فریاد کو انجان بنے
کون ہے جو ستم و شر ہے بچا جھٹکے،
جو بلا آتی ہے وہ سر پہ ہے دینداروں کے
جن کو دلسوزی ملت میں ہو بخت حاصل
اہل اسلام ہم دست و گریبان کیوں ہیں
حرکت ہمسرہ خدا کو نہ ہونی کی باعث
وقت وہ ہے کہ الٹ جاکے زمین کا طغ

دینداروں کی زباں وقف مناجا ہوئی نہ کھلاباجابت اسے کیا کہتے ہیں

طیش درد میں ہوتی ہے بسر کیوں اوقات
ہے یہ معصوم کی حالت اسے کیا کہتے ہیں

بہا آشک اسکا اثر آزمائیں
سپر کر کے سینہ جگر آزمائیں
وہاں تیغ و خنجر، یہاں طاقت روح
صدائق کی دیوار زندگ سے نکلے
نہ معلوم کیا ہوگا اور کیا نہ ہوگا
ادھر جادہ حق ادھر راہ باطل
زباں کا مری یا تری تیغ کا وار
نہ سولی چڑ میں اور نہ زندان جاشیں
یہ بازی بھی ہم کھیل کر دیکھ لینگے
سردار بھی کلمہ حق ہو جاری

تجھے ہم بھی اے چشم تر آزمائیں
حوادث جو میں پر خطر آزمائیں
چلو اپنا اپنا ہنس آزمائیں
کلام خدا کا اثر آزمائیں
مشیت کو بائید گرا آزمائیں
تم اپنا ہم اپنا سفر آزمائیں
یہ سے، یاد وہ ہے کارگر آزمائیں
مقدر کو اپنے کدھر آزمائیں
تیرے تیغ اپنا جگر آزمائیں
یہ اپنی حقیقت شر آزمائیں

اگر طاقت روح زندہ نہیں ہے
تو معصوم کیا اپنا سر آزمائیں

مصیبت میں ہے مگر ہوں کی شدت دیکھتے جاؤ
خوشی سے ہوتے ہیں سینہ سپر ام الہی پر
یقین ہے خاک زنداں بھی نہیں لوں کا بستر ہو
کلام اللہ حفظ آکو ہے، تغیرات زندان کو
صدائیک کی ہر سمت ہے انکے اشار پر
لنگر تیغ کی تیزی کو تر نے خوب ہی کھا

ہیں زنداں میں پرستاران وحدت دیکھتے جاؤ
بلا میں خوش ہیں شیدا یاں ملت دیکھتے جاؤ
ادھر شدت ادھر اللہ کی رحمت دیکھتے جاؤ
وہ انکی برتری، انکی شقاوت دیکھتے جاؤ
تمہاری بے کسی اور انکی قسمت دیکھتے جاؤ
ذرا اجرا کے بھی دل کی طاقت دیکھتے جاؤ

خالق سے ہے دوری حق سے قربت دیکھتے جاؤ
جو حاصل ہے نہیں چشم بصیرت دیکھتے جاؤ
ابھی دیکھے ہو کیا اب انکی جرات دیکھتے جاؤ
تمہارا ظلم دیکھو حق کی قدرت دیکھتے جاؤ
کہ ان زندانیوں کی کیا ہے رفعت دیکھتے جاؤ
جگر انکا بھی دیکھو ان کی ہمت دیکھتے جاؤ

کوئی دم کب گزرتا ہے بجز یاد الہی کے
جو ہو گا انقلاب آخر تو دنیا کیا سے کیا ہوگی
وہ کیا تھی برش تقریر تلواروں کے زرعہ میں
یقین ہے ہونگے عالم میں نتائج اثر کار اسکے
گزر کر عالم ناسوت سے ملکوت کو پہنچے
ہوئے احرار خالق مال و زر کو مار کر ٹھوکر

بہت کچھ لکھ چکا ہے درد دل باقی بہت کچھ ہے
گہرائی معصوم ملت دیکھتے جاؤ

کیا ڈریں تیر و تفنگ نیزہ و شمشیر سے
شرک کو باندہ ما انہوں نے صدق کی بخر سے
واسطہ کچھ بھی نہیں تغیر کو تقصیر سے
وہ مسلط تیغ سے یہ صدق عالمگیر سے
بے نیازی کی نمایاں شان تصویر سے
پیر گردوں کو بلا دیں نالہ شبگیر سے
کلمہ حق کی نیکی صد از بخر سے
قیدیوں کے بل گئے دل نعرہ تکبیر سے

حق کی طاقت ہے عیاں احرار کی تقریر
عظمت باری کا نقشہ کھینچ گیا دربار میں
جب سزا دینے کی ٹھہری جرم کا کیا پوچھنا
وہ حکومت پر میں نازاں یہ میں اپنی قوم پر
جب دنیا کی نہیں وقت دل احرار میں
ہے سر تسلیم خم حق کی رضا پر ورنہ ہم
بیریاں پاؤسی احرار کو آگے بڑھیں
تھا اثر روحانیت کا وہ جو پہنچے جس سے

ہے سبق آموز شہدایان ملت کے لئے
ہے ضیاء حق عیاں معصوم کی تحریر

کچھ ہم سے پیری اب تو سنیت کی نظری
بسترے اٹھو باندہ لو اب اپنی کمری
اعمال یہ اتے کبھی بڑی بے نظری

گم نالہ ہوا چرخ پہ آہوں کا اثر بھی
نہزل ہے بڑی اور ہے دشوار سفر بھی
سدا رہی افسانہ نالاں تو ہیں لیکن

محروم خلافت جو ہونی تیغ ستم سے
پیہم ہیں رواں اہل حقیقت سوزنداں
احرار پہ کیا ظلم و تشدد کا اثر ہو
ایمان کی طاقت کچھ ایں اور صداقت
انسانہ مشبکہ سے گردوں کو ہلاک سے
سوز دل احرار سے دامن کو بچانا
ہو جائے نمایاں اثر طاقت روحی

نیت میں فتور اور طبیعت میں ہے شرعی
ہوتی ہے کچھ ان قافلے والوں کی خبر بھی
رکھتے ہیں وہ فولاد کا دل اور جگر بھی
بیکار ہوئے جاتے ہیں و اس تیغ و تبر بھی
لے دل تری امداد پہ ہے دیدہ تر بھی
شعلہ جو بلند ی پہ ہو جھڑتے ہیں شر بھی
شب فتنہ مناجات ہو اور وقت سحر بھی

ہے محو پریشانی اجر اے خلافت
مغموم کا دل اور سر شوریدہ اثر بھی

نخخانہ و قرآن وہ کیا اور یہ کیا ہے
ہے ترکیب روح بھی اور پیروی نفس
کیوں علم کی زمیں میں ہے شکل جہالت
تشیع و مصلحی ہے اور مکر کا اک دام
راحت میں ہے مسرور مصیبت میں ہے نالہ
اصلاح کا دعویٰ بھی اور جوش غضب بھی
ہے عجز کا اظہار مگر نخوت فرعون
انداز اشارت سے پتا ہوتا ہے فتنہ
ہے جو دو کرم مد نظر ناموری بھی
سے رشک سجدوں کا یہ کاری کی غربت
کہتے گئے دارین سے دولت کی ہوس میں
مقصود ضمیر اور بے انداز بیاں اور

بدستی و عرفان وہ کیا اور یہ کیا ہے
لے مظہر حیاں وہ کیا اور یہ کیا ہے
دانائی میں نادان وہ کیا اور یہ کیا ہے
لے سیرت شیطان وہ کیا اور یہ کیا ہے
لے یحیران انسان وہ کیا اور یہ کیا ہے
تقریر میں ہریان وہ کیا اور یہ کیا ہے
اے بے سروسامان وہ کیا اور یہ کیا ہے
خاموشی میں طوفان وہ کیا اور یہ کیا ہے
وہ نفع یہ نقصان وہ کیا اور یہ کیا ہے
حسرت میں یہ ارمان وہ کیا اور یہ کیا ہے
آفت میں پڑی جان وہ کیا اور یہ کیا ہے
خوش فہمی یہ انجان وہ کیا اور یہ کیا ہے

اے زودیشیاں وہ کیا اور یہ کیا ہے
بد عہدی میں یہ شان وہ کیا اور یہ کیا ہے
اے دشمن ایمان وہ کیا اور یہ کیا ہے
خرسند و پریشان وہ کیا اور یہ کیا ہے

ہر وزیرِ کاری ہے شہرِ کب ہے لویہ
برہم ہوا اگر وعدہ خدائی کا ہوش کوہ
غمازی و غنچواری و بدخواہی و الفت
ہے شکر کا اظہار بھی اور شکوہ نقدیر

کہتے ہیں کہ معنوم ہے ہستی میں فراغت
آزادی و زندان وہ کیا اور یہ کیا ہے

نظم در شکرِ یہ گورِ منتِ برارِ مائی اسیں کانپو

دل کا ناسور بھرا اور تھے دیدہ تر
غم سے اٹھ اٹھ کے ستا تا نہیں دے دگر
اشک تھے دیدہ ترین صدف میں گوہر
جوشِ دل سرد ہوا آہ سے نکلے جو شرر
اب بٹھرتی نہیں انجن کی طرح وہ دم بھر
نخلِ امید میں پھر آنے لگے برگ و ثمر
کو لسا دل تھا جو اس غم سے نہ تھا زبرد باز
آفریقہ و عرب، یورپ و ایران و مصر
اہلِ پولس نے کیا فیر بحکمِ شہر
مخلصی کی کوئی صورت نہ رہی پیشِ نظر
ہو گیا آہِ مسلمانوں میں بریا محشر
کھٹکھٹانے لگے حاکمِ عدالت کا گھر
سر کی پروا تھی انہیں اور نہ جان تھا خطر

آج آثارِ تشفی کے کچھ آتے ہیں نظر
ٹھیس دلو جو لگی تھی وہ نہیں اب باقی
سینہ کو بی سے تھکے ہاتھ تو آرام ملا
تھی یہ تسکین کی صورت جو ہونا نا ممکن
سانس رک رک کے چلا کرتی تھی سینہ میں گھن
پھر تروتازہ خزاں دیدہ ہوا گلشنِ قوم
پچھلی بازار کی مسجد کا جو کچھ حشر ہوا
ہے کوئی شہر جو اس سے بتا نہ ہو
جن سے صادر ہوئی مسجد کی حقا کی خطا
مریوا لے تھے جو اسلام یہ مجرم بھڑ
جانِ شانِ ان نبی ہو گئے زنداں میں اسیں
غیرت دیں سے ہوئی قوم میں بلبلِ پیدا
اڑکے بیٹے تو وہ نقشِ کف پاکی مانند

غم نہ فرزند و عزیزوں کا ستایا ان کو
 شور ایسا دل مسلم سے اٹھاتا بفلک
 چارہ جوئی کے لئے اہمیت مردانہ سے
 درد دل سے ہوئے بیتاب تو فوراً اپنے
 قصر شاہی میں ہوا جس سے تزلزل پیدا
 ہوئی باطل کو ہزیمت ہوا اٹھا منظر حق
 دب گیا کذب ہوا نور صداقت پیدا
 سارے عالم میں ہمیشہ تسلط اس کا
 بے اثر بھی کہیں خون شہداء ہوتا ہے
 درد دل سے جو ہوا نائب برٹش مجبور
 رحم فرما کے حراست سے نکالا سب کو
 بیگناہوں کی رہائی ہوئی صد شکر خدا
 نظر انداز ہوئی ایک شکایت لیکن
 یہ بھی شکوہ ہے کہ اب جرم میں حقگوئی کے
 عرض ہے اکی بھی اب اور سی ہو جائے
 کہیں قانون میں برٹش کے کوئی ظلم نہیں
 خوں رولاتی ہے یہ حکام کیلے پروائی
 وزنہ برٹش کے ہم احسان فراموش نہیں
 ہارڈنگ لارڈ جو ہیں نائب برٹش کیجاہ
 شکر لازم ہے حکومت کا مسلمانوں پر
 دروہاتی ہے ایسی دادرسی باقی ہے

تھی انہیں شام و سحر دین کی حرمت پہ نظر
 انکی فریاد کا یورپ میں ہوا جا کے گذر
 چلے گئے ہند سے سید حسن و میر ظفر
 ہو گیا مد نظر انکو جونسٹن کا سفر
 تھی یہ مظلوموں کی فریاد کہ بجلی کا اثر
 نور کے آتے ہی ظلمت نے اٹھایا بستر
 فضل حق نور صداقت صداقت میں اثر
 کہ ہے ایوان حکومت پہ صداقت کا اثر
 پہونچی ارباب حکومت کی حقیقت پہ نظر
 خانہ بر بادوں کی حالت پہ ہوا وہ مضطر
 نہ رہا دامن انصاف پہ دھبے کا اثر
 ایک مدت جو ہوئی نوحہ د ماتم میں بسر
 صحن مسجد سے تہ صحن بنا راہ گذر
 ہوتے ہیں ضبط ضمانت میں پس اور دفتر
 تا فراموش ہوا ب دل سے وہ خونیں منظر
 کہ وہ مذہب کی حفاظت کا ہے حامی بہتر
 غلطی کرتے ہیں ماتحت بنے جو افسر
 کہ وہ ہے رحم جسم وہ رعایا پرور
 انکی کوشش کا یہ ثمرہ ہے جو آتا ہے نظر
 شکر یہ نائب برٹش کا ہے اس سے بڑا کر
 رک گئے اسٹک آئرن میں ابھی زخم جگر

اشک شونی جو ہوئی اسکو بھلائیں کیونکر
ہم مسلمان ہیں وفاداری ہے اپنا جو ہر
جو ہوا دیں میں دنیا میں ہمارا رہبر
کہ حکومت کی اطاعت میں خمیدہ ہو یہ سر
تاکہ اظہار اطاعت ہو بغاوت سے حذر
شکر یہ سے بھی سبکدوش ہوئے ہم یکسر
داغ دل رہ گئے گو خشک ہوئے دیدہ تر
رحم ہو رحم ترا بار بیتالی ان پر

لیکن دلجوئی کے تذیر کے ممنوں ہیں ہم
نظر لطف جو ہوتی ہے تو ہوتے ہیں فدا
صدقے اس سید امی لقب و سرور پر
سرکشی سے جو رکھا باز یہ ارشاد ہوا
اور سبق ہم کو سکھایا ہے وفاداری کا
رہن منت بھی ہوئے وقف عنایت بھی ہوئے
غم شہد انہ گیارو کا صدمہ نہ گیا،
بیوگاں اور یتیموں کا بھی ماتم نہ گیا

ہے یہ امید کہ ہو جائیگا سب فضل خدا
صبر کرے دل معنوم تو فریاد نہ کر

رباعیات و قطعات

کبر و سخت کا اک سبق یاد ہوا
اچھلا تو گرا، گرا تو برباد ہوا

تن تن کے اگر چلا تو کیا شاد ہوا
خوارے کو دیکھ کر ذرا بھرت لے

ولہ

آگاہ کئے عمر رواں جاتی ہے
گھر چھوڑ کے اپنا وہ کہاں جاتی ہے

ناحق طمع خام میں جان جاتی ہے
کڑی سے تو لے جاگے قناعت کا سبق

ولہ

کیوں عمر گرا نا یہ کو یوں گھوما ہے

کیوں درپے آزار و جفا ہوتا ہے

اے دیو سرشت کبر و کینہ کب تک	کیا پائیگا پھل جو تخم تو بوتا لگے
------------------------------	-----------------------------------

ولہ

ہے رنج فرا جتنی مسرت ہوگی	راحت کی طلب ایک مصیبت ہوگی
دولت بھی ہے غرت بھی ہے ثروت بھی ہے	مغموم کو کیا اس سے محبت ہوگی

ولہ

سودائے تپ عشق گرا بنا رہیں	طالب کو کوئی امر بھی دشوار نہیں
ہے شیوہ تسلیم و رضا شعل راہ	منزل آسان ہوئی جو پندار نہیں

ولہ

بد گوئی میں طبع کی رسانی کب تک	کر بند زباں ہر زہ سرائی کب تک
کیوں طرز خوشامد میں ہوا ہے رسوا	آوارہ نہ ہو یہ بے چہائی کب تک

ولہ

کب اسکے مصائب میں کمی ہوتی ہے	حاسد کو نصیب کب خوشی ہوتی ہے
ہوتی ہے نمود ایک مدت کے بعد	جو آگ کہ سینہ میں دبی ہوتی ہے

ولہ

دل خواہش دنیا میں پریشان نہ کر	راحت کی طلب جہان میں ناواں نہ کر
گر دور کی لذت سے تو محروم نہیں	عیش و طرب و دہر کا ارمان نہ کر

ولہ

راحت کی تمنا میں قناعت النسب
جز اسکی طلب کے نہ کرے کچھ بھی طلب

افلاس و مصیبت پہ نہ کر رنج و تعب
تسلیم و رضا کی جو جو ڈالے انسان

ولہ

آسودگی ہے اور پریشانی بھی
سجدہ میں گھسی جاتی ہے پریشانی بھی

دولت بھی ہے اور جب فراوانی بھی
تبسیج پہ ہے ماتھے تو دل وقف فریب

ولہ

اگر شکر کی خو ہو تو شکایت کیا ہے
دنیا کے زرو مال کی حسرت کیا ہے

غم بواہوسوں کو ہے فراغت کیا ہے
دولت ایماں ہے تندہ رستی نعمت

ولہ

گفتار میں اظہار ہے غمگینی کا
آئینہ شکستہ ہو جو خود بینی کا

دینداری میں بھی ہے طور بے دینی کا
دعویٰ بھی درست دور بینی کا ہو

ولہ

سب خواب کے آثار ہیں بیداری میں
کشتی ہے جو بحر رنج اور خواری میں

غفلت کے علامات ہیں ہشیاری میں
افسوس کہ افسوس نہیں ہے اسکا

ولہ

ہر روز خوشامد بھی رہی صبح و شام
سرور میں بغیر غرض کے ہیں غلام

مصروف تو اضع ہیں پڑ جس سے کام
مطلب نہیں جس سے اسکی حرمت کیسی

ولہ

مقصد ہے کہ ملجائے کوئی تازہ شکار
تبیح کے دانوں پہ ہے آمد کا شمار

ہر کو چہ نگاہ میں ہے اور ہر بازار
انعام بھی کچھ ملے کمیشن بھی کچھ

ولہ

زرمفت میں کھا جانے کو سرکار بنے
افزائش غم ہوئی جو غمخوار بنے

جھگڑے میں فریقین کے مختار بنے
ہمدرد بنے خود غرضی تھی شامل

ولہ

کہنے کو ملازمت حکومت بھی ہے
رشوت بھی کمیشن بھی ہے مروت بھی ہے

تو کر تو ہوئے مگر تجارت بھی ہے
تنخواہ سے افزودہ آمد کی سبیل

ولہ

تا بندہ گزرت کا کو کب ہی نہیں،
مطلب ہے مگر حاصل مطلب ہی نہیں،

روز روشن ہے ظلمت شب ہی نہیں
رہرو کو نہیں مقصود کا علم

ولہ

ہے جوش یم طبع تو طوفاں ہو جا

ہے شق جنوں خیز تو جولاں ہو جا

نالوں کی گرج ہوا شکباری کے ساتھ	آغوش میں رحمت کے نمایاں ہو جا
---------------------------------	-------------------------------

ولہ

یا دائے مصیبت جو نہ ہو چاہ نہ کر	جلنے کی تمنا ہے اگر آہ نہ کر
کر عمر بس شمع کی مانند اپنی	درد دل سے زباں کو آگاہ نہ کر

ولہ

ہے شوق اسیری تو گرفتار بھی ہو	بجرم ہے تو رحمت کا سزا دار بھی ہو
عشق شہ مرسل میں فنا کر خو د کو	بخشش کے لئے کوئی مددگار بھی ہو

ولہ

مفقود زمانے میں وفاداری ہے	گر لوئے وفا ہے تو ریاکاری ہے
جز ذات خدا کسی پہ تکیہ نہ کرو	بندوں پر عام رحمت باری ہے

ولہ

جو زلیست کو کہتے ہیں کہ یہ ہے حجال	آجائے اگر موت تو ہو دفع و ہال
کیا جانیں کہ آگے کیا کڑی منزل ہے	نادانوں کو عقلی کا نہیں خوف و خیال

ولہ

دولت کھوئی غرور و نادانی میں	اللہ کی یاد ہے پریشانی میں
اے مشت غبار یہ تلوں تیرا	کیا پاؤں گناہ کا عالم غانی میں

ولہ

مرنے کا نہیں خوف ہے انکو اصلا
جنت کو چلے جاتے ہیں مر کر گویا

جینے کو سمجھتے ہیں جو ہمشکل بلا
اعمال کی جانب نہیں جاتی ہے نگاہ

ولہ

یارب ہوں میں شیدا تیرے احسانوں کا
یارب تو نگہبیاں مرے ارمانوں کا

احسان عزیزوں کا نہ بیگانوں کا
منت سے میں غیروں کے سبکدوش ہوں

ولہ

اشکوں کا رواں بہو جو دریا بہتر
بتیابی دل کا راز اخفا بہتر

نالوں سے نہ ہو حشر جو برپا بہتر
دنیا سے اٹھی جو رسم غنچواری کی

ولہ

کھوڑی سی خوشی غم کی فراوانی ہے
آخر کو مذمت و پشیمانی ہے

سرمایہ زندگی جو ہے فانی ہے
دنیا کی محبت میں نہ کھو عمر عزیز

ولہ

اعدا ہدی پہ ہوں تو بگڑتا ہے کیا مرا
ہوگا وہی جو کا تب تقدیر نے لکھا

ہر حال میں ہوں خوگر تسلیم اور رضا
مکو مشیت احدی کا ہوا ہے علم

ولہ

جب دل پہ حقیقت کا نمایاں ہوا اثر دنیا کی سرت سے رہیگا وہ نفور	کب نقش جہاں ہو طرب اندوز بصر ہو جسکی نظر آں اندیشی پر
--	--

ولہ

کب تک یہ خواب ناز بیدار بھی ہو تاخیر نہیں ہے رحمت باری میں	آپہو بچا وقت کوچ تیار بھی ہو شرمندگی جرم کا اٹھلا رہی ہو
---	---

ولہ

کر یاد اجل کہ جان نہ ہو تجھ پر تنگ ناداں میں فنا پذیر اجڑے جہاں	اڑ جائیگا عیش اور طرب کا سب رنگ باقی نہ رہیگی یہ جوانی کی امنگ
--	---

ولہ

بر باد نہ کر زیست کو اے محو خواب وقت پیری نفس شماری کرے	بیدار ہو بیدار ہو غفلت سے شباب لے نفس سے اپنے خیر و شر کا بھی حساب
--	---

ولہ

کب لب پہ فغان و نالہ و زاری ہے ہے خوبی بخت سے مصیبت پامال	یاسن حرام کی کب گرا نباری ہے جو کچھ ہے یہاں عنایت باری ہے
--	--

ولہ

کس درد کی صدا ہے رہا ب اور تنگ میں	سیماب میں طیش ہے شرارے ہیں سنگ میں
------------------------------------	------------------------------------

پروانہ میں ہے سوز تو لالہ کے دلیق داغ
دُوبے ہوئے ہیں سب تری الفت کے رنگ میں

ولہ

غیروں کی مدد کا نہ ہو محتاج بشر
میشکل میں معیبت ہیں خدا پر ہو نظر
دلیس جو خلوص ہو دعائیں ہوا شہر
دلیس نہ ہو فضل الہی سے کوئی

ولہ

سامان یہ ہوا سفر کی تیاری کا
سر پہ ہے لدا بوجھ گہنگاری کا
دل ضعف سے مجبور ہے اور منزل دو
کیونکر متحل ہو گر انباری کا

ولہ

مسرور کوئی ہے تو کوئی روتا ہے
پاتا ہے کوئی نفع کوئی کھوتا ہے
مغموم ہے بے ثبات سودا اور ضرر
خوش اس سے ملو اس سے کیوں ہر شے

ولہ

ہر شب خلوت میں خواب راحت کے عوض
گزیے جو ہنسی میں وقت رونا بہتر
ہر شب خلوت میں خواب راحت کے عوض
تراشک ندامت سے بچھو نا بہتر

ولہ

مطلب کے لئے اتیک سے منہ ہوتے ہیں
کھوئے گئے ہم اور یہ یہ روتے ہیں
ساتھی کوئی وقت مرگ کیا ہو مغموم
فہم و غم وہ ہوش رواں ہوتے ہیں

ولہ

روتے ہیں جو قسمت کو وہ پھر ہنستے ہیں	گھر جنگے اترتے ہیں وہ پھر بستے ہیں
اپنی شب غم کی صبح امید کہاں	مسود نشاط و عیش کے رستے ہیں

ولہ

ستی میں طبع کی روانی نہ گئی،	پیری میں بھی شورش جوانی نہ گئی
بھولے سے اجل نہ یاد آئی افسوس	دل سے ہوس جہان خافی نہ گئی

ولہ

گمراہ نہ بن طبع پہ نازاں ہو کر	دانائی کو کر حصول ناداں ہو کر
ہرگز نہ ہو علم و فضل پر اپنے گھمنڈ	رہ جائیگا کو ر مغنہ انساں ہو کر

ولہ

الفت سے بنا خمیر خاک انساں	الفت سے ہے قلب میں ضیائے ایماں
چھت ہو تو ستوں کا ہے سہارا لازم	روغن ہو اگر تو شمع ہو گی تاباں

ولہ

مصروف نہ رہ کار جہاں میں دن رات	اشغال ضروری میں بسر کراوقات
رکھ دین کو دنیا پہ مقدم معنوم	یاں کام بہت ہیں اور تھوڑی سی جیات

ولہ

ہر قلب ضیائے عشق سے ہوتا باں
شیطان کا تسلط ہو جو خالی ہے مکاں

ہر سر میں ہو سوداے محبت کا نشان
ہو گانہ نکین تو خانہ ویرانی ہے

ولہ

سب دیکھ چکے اور تماشا کیا ہے
مر مر کے بھی جینے کی تمنا کیا ہے

سیرِ حین و ہر کا سودا کیا ہے
پیری نے شکست دی تو انائی کو

ولہ

آتی ہے ابھی کان میں آوازِ جرس
سر پہ ہے اجل اور تو گرفتار ہوس

بے پیش نظر قافلہ باقی ہے نفس
ہیں تاک میں تیرے راہزنِ آغا فل

ولہ

دولت پہ گھمنڈ تھا طبیعت پر ناز
آفت میں جو گھر گئے تو یاد آئی نواز

آئے نہ سیاہ کاریوں سے ہم باز
کیا چارہ جب اقبال نے منہ پھیر لیا

ولہ

ایمان جو سلامت ہے تو پھر غم کیا ہے
اپنی کوئی شئی نہیں تو ماتم کیا ہے

کھویا جو زر و مال تو یہ کم کیا ہے
جسکی متی امانت وہ اسی نے لے لی

ولہ

چاک جگر و سینہ کو سینا مشکل

دل خون ہوا خون کھینا مشکل

جانی شب ہجر اور نہ آتی ہے اجل
مرزا مشکل ہے اور جینا مشکل

ولہ

امید کا وقت جب نکل جاتا ہے
دل حسرت و یاس سے بہن جاتا ہے
فاقہ میں کسی کو آئے کیا صبر و قرار
غم کھانے سے جی اپنا سنبھل جاتا ہے

ولہ

انسان کو کوشش کا صلاح ملتا ہے
طالب ہو کوئی تو مدعا ملتا ہے
وہ چیز ہے کیا جس کا ہو پانا مشکل
کہتے ہیں کہ ڈھونڈتے خدا ملتا ہے

ولہ

بلوفاں اٹھا جاتا ہے چشم نم کا
آسانی منزل عدم اے معنوم
ہے دل کی طیش کہ کیا بھروسہ دم کا
ہلکا ہونا ہے دل سے بار غم کا

ولہ

ہر مشیہ میں اک خطرہ پامالی ہے
کچھ خفیہ ہو کچھ علانیہ مٹھی گرم
تر رفعت میں ہاتھ آئے وہ دلالی ہے
اس فن میں یہ نہ ڈھنگ ہو تو خوشحالی ہے

ولہ

دولت سے رذیل اور بکر جاتے ہیں
یہ بتائے غرور عمر جب بڑھتی ہے
بہر جائے جو گمبیسہ تو اکڑ جاتے ہیں
پھل پختہ جو ہو جائیں تو مڑ جاتے ہیں

ولہ

گر خاک ہی میں خاک بسر ہوتا ہے
شکم مادر سے ماٹے وقت تولید
اس عمر عزیز کو عبث کھو نا ہے
ہر طفل کا دنیا میں یہی رونا ہے

ولہ

اولاد پہ کیوں اپنی ہے بید نازاں
لے حسن عمل ساتھ کہ تا کام آئے
غفلت میں نہ کر عمر بسر اے ناداں
ہو گا نہ پس مرگ کوئی فاتح خواں

ولہ

جچتا نہیں علم کا خزانہ کچھ بھی
اتک نہ ہوئی عیاں حقیقت اپنی
دیکھا نہیں حاصل زمانہ کچھ بھی
جانا یہی ہم نے کہ نہ جانا کچھ بھی

ولہ

بیزنگ بہار رونق افزا ہوں میں
کیا راز عیاں ہو چمن ہستی کا
یا نالہ عنذ لب شیدا ہوں میں
اتک نہیں معلوم مجھے کیا ہوں میں

ولہ

جب تک نہ ملے سخن سرائی کا ڈھنگ
اس راہ میں مدت سے ہوں سرگرم رواں
موزونی طبع پر چڑ ہے کیونکر رنگ
لیکن ہے سخنوری ابھی کئی فرسنگ

ولہ

سچا ہے کہ ہر شے میں ہے کچھ نہ کچھ
لیکن ہے سخنوری ابھی کئی فرسنگ

کیا لطف جو تیغ اور تبر بھی لائے
یہ خوصلہ اور یہ جگر بھی لائے

وہ بات کہے جو کچھ اثر بھی لائے
منہ کھولنا مشکل ہے سخن فہموں میں

ولہ

شیر نی قند اور شکر بھی لائے
اچھا وہ شجر ہے جو نثر بھی لائے

دل چوٹ اگر کھائے اثر بھی لائے
ہر شعر میں ہوشاہد معنی کا ظہور

ولہ

خواص بنے تو کچھ گہر بھی لائے
شعلہ جو بلند ہو شر بھی لائے

دریا ہے طبیعت تو ہنر بھی لائے
کچھ لطف بھی ہو بلند پروازی میں

ولہ

طوفاں کرنے کو چشم تر بھی لائے
کچھ سوز ہو دلیں تو اثر بھی لائے

سودائے سخن ہو تو ہنر بھی لائے
کچھ درد بھی چاہئے دم فسر سخن

ولہ

ہر شخص کو کہنے لگے ناداں جاہل
اس علم پہ کس طرح ہوا نساں کامل

یہ فخر ہوا علم سے ہم کو حاصل
سخن سے سمجھنے لگے ہر اک کو حقیر

ولہ

ارباب سخن کرتے ہیں عزت میری

کیا کیا ہے سخواری میں شہرت میری

مغموم یہ سب فضل خدا ہے ورنہ معلوم ہے سب مجاہد کو حقیقت میری

سوال از نفس مارہ

ہو شوق لقاء رب تو وہ کیوں ترسے
آفاق میں ہم پوچھتے ہیں ہر بر سے
ہے رحمت حق عام تو پھر کیا ہے ضرور
بارش کہیں افروں تو کہیں کم بر سے

جواب از ضمیر

دیدار خدا کہاں ہو چشم سہر سے
دیکھ اسکو تو دیدہ دل مضطر سے
ہے رحمت حق عام نہ امت ہے شرط
ہو تخم عمل کی کاشت، بارش بر سے

بے ثباتی دنیا

دنیا میں کیا کوئی تنفس ہے شاد ماں
آفت ہے سوز دل غم نہاں ہے جاں نساں
عشرت ہے چار روز تو حسرت ہے جاوداں
وہ کیا بہار جس میں ہو اندیشہ خزاں
دیکھیں وہ غور سے نہیں جزیخ و فکر جاں
عمر دراز چاہنے والے جو ہیں جواں
نشو و نما یہاں ہے اجل تیشہ زن و ماں
کشتے ہوئے درخت پہ کیونکر ہو اشیاں
دامن بہار گلشن ہستی کا ہے وسیع
منظر ہے پُر فریب مگر خار و خس نہاں
کھلتے ہیں شان و شوکت دنیا پہ سب فریب
زخم دروں کو دیکھنے والے ہیں اب کہاں
فکر معاش و سیل حوادث، غم نجات
کن کن مصیبتوں میں ہے اک جاں ناتواں
دلچسپ کیا عدم کی الہی ہے سیر گاہ
ہر روز اک نہ اک ہے و ماں قافلہ رواں
آزار خلق، جور فلک، اضطراب دل
ہر ہر قدم پہ ہیں وہ مصائب کالاماں
ہے زندگی وہی جو پس مرگ ہو حصول
سمجھے وہ اسکو جو ہے حقیقت کار از داں

کیا ذکر فاتحہ نہ صدائے طیور ہے
خوشنودی خدایں بسر ہو جو زندگی،
چشم بصر جو دا ہے تو حاصل ہے مدعا
یارب اگرچہ غرق معاصی ہوں سر بسر

ہے ایک سبکی مری تربت پہ نوحہ خواں
مرنے پہ مرجا سے کھلے خلق کی زباں
عشق نبی ہے بام حقیقت کا نردباں
میرے گناہ کم تری رحمت ہے پیکراں

غافل ہو محو ذکر خدا فکر آخرت
مغموم کر نہ عمر دور روزہ کو را نگاں

نگاہ غور سے دنیا کا منظر دیکھتے جاؤ
فنا کا نقش ہے لے ہننے والو عیش منزل کے
نہ اتر اؤ کہ آخر خار ہے ہر گل کے پہلو میں
سرے دہریں کیوں ائے او کیا کرتے بیٹھے ہیں
ہزاروں خانماں آباد لاکھوں ہو گئے برباد
کہاں ہے کاخ کسری اور کہاں بزم فریدون
بہت سرگرم ہواے رہ نور داں عدم آباد
اطاعت کچھ نہیں لیکن کشادہ خوان نعمت ہے
جو تھے فرمانروا کس سبکی میں مبتلا ہیں آج
تیزک پر مرنیوالو غمزدوں کا حال بھی دیکھو
سرگور غریباں خاک کا اک ڈھیر بنے دو
نہ پہونچو گے کبھی منزل یہاں رہنر کا کشکا ہے

جہاں جاؤ اجل کو اپنے سر پر دیکھتے جاؤ
نشان قبر جم، گور سکندر دیکھتے جاؤ
خوشی کے ساتھ ماتم کا بھی منظر دیکھتے جاؤ
عزیز و چشم عبرت سے برا بردیکھتے جاؤ
جہاں کا شعبہ گردوں کا چکر دیکھتے جاؤ
شہنشاہوں کے سب جڑے ہو گھر دیکھتے جاؤ
ذرا اعمال نامہ کا بھی دستہ دیکھتے جاؤ
ہمارے ہر دم دیکھو لطیف داور دیکھتے جاؤ
کبھی اک روز گورستاں میں چکر دیکھتے جاؤ
یہ جاں فرسا تماشہ شہر دیکھتے جاؤ
یہ دیر ماندوں کا مسکن ہے شکر دیکھتے جاؤ
سہولت سے رہ شرع پیسہ دیکھتے جاؤ

یم طبع رواں کا بے بہا گنج معانی ہے

گہرا نشانی مغموم گستاخ دیکھتے جاؤ

آئے تھے مرنے کی کھنکھائی ہے

کیا لائے تھے کیا کیئے ہم باغ جہاں ہے

دولت جو ہوئی جمع تو آئی یہ کہاں سے
بر باد بھی ہوتا ہے چمن بادخزاں سے
اور دفتر عصیاں کو جلا سوز نہاں سے

افضال الہی کا نتیجہ اسے سمجھو
اس دور جوانی کو بھی پیری کا خطر ہے
اب آبِ ندامت سے نیہ کاری کو دہو

مغموم ہو آزاد علاقے سے جہاں کے
ہر امر میں وابستہ ہو دل ب جہاں سے

فغان بیوہ

اے عالم سہر و الخفیات
اے داغِ حزن و البلیات
اے دادرس و پناہ و مظلوم
بگڑی حالت بنانے والے
ناشاد کو شاد کرنے والے
اجڑے گھر کو بسانے والے
جزیرے سناؤں کیسکو فریاد
ہے طولِ بہت مری کہانی
مخفی نہیں تجھ سے راز کوئی
کیا کیا مجھ پر پڑی مصیبت
پنچاؤہ ہوں چارہ ساز تو ہے
ہر حال میں ہے ترا سہارا
آتشکدہ فراق میں ہوں
بر باد ہوئی مری جوانی

اے خالقِ ارض و السموات
اے صاحبِ الطف و عنایات
اے قادر و ذوالجلال و قیوم
اے شانِ کرم دکھانے والے
آہِ بکیں کو سننے والے
اے دلی لگی بجھانے والے
ہے کون جو دے ترے سودا
آفت ہے سوزشِ نہانی
شرحِ غم بھی ہے یادہ گوئی
روشن ہے تجھ پر میری حالت
دلیگر ہوں دلنواز تو ہے
یہ دل یہ جگر ہے پارہ پارہ
میں موت کے اشتیاق میں ہوں
باقی نہیں لطفِ زندگانی

یہ عہد شباب اور یہہ ارمان
 کس ارماں سے بنی تھی دلہن
 قسمت کا لکھا جو پیش آیا
 اترا افسوس تاج سہجہ سے
 اب تک پیش نظر ہے، رنگیں
 گویا غم کی ہوئی نشانی
 کس کو دکھلاؤں زیبِ زینت
 شامت آئی تو بخت ٹوٹا
 حنظل کا مزہ نبات میں ہے
 آتش مرے دلی راہ میں ہے
 فرشِ راحت پہ تھی جو مفتوں
 چلتا ہے جو دل پہ غم کا نشتر
 لے بیس و غمزہ دوں کے والی
 آفت زدہ ہوں بحال مضطر
 پھر شانِ کرم تری دکھائے
 تبھی تھی بزرگ میں نے جن کو
 شادی کا جو ذکر پہ آئے
 خاموش ہوں میں مثالِ تصویر
 احباب کو پائی میں نے رہزن
 مسرور میں ظلمِ ناروا سے
 کس جوئی ہے یہ آشکباری

افسوس نہیں ہے کوئی پر سیاں
 اجڑا ہیبت میرا گلشن
 چھ ماہ میں آگیا رنڈا پایا
 دلبر جو جدا ہوا ہے پر سے
 لمبوس عروسِ عطر آگئیں
 جو راجو ملا تھا زعفرانی
 یہ حسن و جمال اور یہ صورت
 مرتے جیتے کا ساتھ چھوٹا
 پیغامِ اجل حیات میں ہے
 چنگاری میری آہ میں ہے
 اب بسترِ مرگ دیکھتی ہوں
 رہتی ہوں جگر کو تھام لیکر
 درگاہ تری ہے لا ابالی
 کچھ رحم کی ہو نگاہ مجھ پر
 اجڑا ہوا گھر مرا بسا دے
 کچھ میری خبر نہیں ہے انکو
 مرنے کی کریں دعا خدا سے
 اور پانوں میں رسم کی ہے زنجیر
 مانتا پ ہوئے ہیں میرے دشمن
 میں خونِ جگر پیوں بلا سے
 کس درجہ ہے میری بیقراری

احسن ہے یہ میری نوحہ خوانی
 گویا ہے وہ راہ و رسم مردود
 فرخندہ یہ رہگذر ہے جاوید
 کیا یہ ہیں شریف اور وہ گمراہ
 ہے رقص و سیر و انکومرغوب
 عزت شوکت تمام گھٹ جائے
 جینے کے یہاں پڑے ہیں لائے
 رحمت یارب ترمی دکھائے
 نخوت سے غرور سے چھڑا کر
 کس کو دکھلاؤں دردِ پنہاں
 ہے قفلِ دہن چا خدا یا
 کہہ دے کوئی بات صاف سید ہی
 دشنام ایسے کہ دل ہی جلجلائے
 اس سے بہتر کہیں کفن ہو
 بیوہ کی قبول ہے مذلت
 نیش گزندِ دم سے ہے یہ بڑ بکر
 دنیا کی جتنی نعمتیں ہیں
 حقدار اسکے ہیں سب سہاگن
 بیوہ تب ہی تو کوئی جانے
 شادی کا گھر خوشی کی حد ہے
 بچہ کا نہ بکڑے کوئی دامن

ہے جرم مگر نکاح ثانی
 اللہ و رسول جس سے خوشنود
 ازواج صحابہ کی ہے تقلید
 حاشا کلا نفوذ باللہ
 بیوہ کا نکاح لیک معیوب
 کہنے میں انکی ناک کٹ جائے
 افسوس پڑی ہوں کن کے پالے
 پردہ غفلت کا اب اٹھا دے
 چشم بینا انھیں عطا کر
 جلتی ہوں مثال شمع سوزاں
 نکلے پھر حرفِ دعا کیسا
 بے شرم جہاں میں کون ایسی
 طعنے ایسے کہ دم نکل جائے
 ملبوس بنیا جو زیب تن ہو
 لیکن ہے حرام زیب زینت
 گوٹہ، پلو، کنار، جھال
 اور تیری جو کچھ عنایتیں ہیں
 بیوہ کی نصیب میں ہے الجھن
 کپڑے میلے پھٹے پرانے
 بیوہ کا قدم شگون بد ہے
 گودی میں وہ لے جو ہو سہاگن

الفت کی نظر نہ اسپہ گر جائے
 اسپر بھی کسی نے کی جو ہمت
 اسے بندہ نواز و بندہ پرور
 راحت کو میری کس نے لوٹا
 کیونکر گزرتے ہنسی خوشی میں
 جلوت کا نہیں کوئی قرینہ
 یوں ہی دن زلیت کے گزارو
 وہ رنج و عذاب اور یہ باطل
 بگڑی قسمت کو پھر بنادے
 ثمرہ جو ملا جہاں میں بس ہے
 آفاق سے چل بسے دکھیا ری
 تو بہ کیا آگیا زباں پر
 آنکھوں میں اگر مری نمی ہے
 قادر ہے اور تو تو انا
 اک بل میں جو چلے کر دکھائے
 شبید انہیں جہر مادری پر
 شانِ رحمت ذرا دکھاوے
 پھر ایک نگاہ لطف فرما
 اجڑے گھر کو میں پھر بساؤں

بیوگانہ اسپہ سایہ پڑ جائے
 وہ ہو گئی مستحق لعنت
 اے نکتہ نواز و داد گستر
 غم کا مجھ پر پہاڑ لوٹا
 ہے موت کی شکل زندگی میں
 خلوت مری قبر کا ہے زینہ
 یا آپ ہی خود کشی میں کراؤں
 مرنا جینا ہے دونوں مشکل
 یا نام و نشان مرا مٹا دے
 باقی اب ایک ہی ہوس ہے
 ہو ختم یہ میری آہ و زاری
 مایوسی کفر سے ہے بدتر
 قدرت میں تیری کیا کمی ہے
 غلام غیوب اور دانا
 بگڑی تقدیر کو بنا دے
 قرباں ہوں تیری داوری پر
 قدرت کا کرشمہ اب بتا دے
 سرسبز ہو گلشن متا
 پھول کی مراد اپنے پاؤں

معموم کہو بحسن آئیں
 بیوہ کی دعائیں تم بھی آئیں

مرثیہ بروفات جناب الحاج خطیب قبادشاہ صاحب شاہ رئیس انبیری

لب پہ کیا سانحہ ہوش ربا آتا ہے دل هجوم الم و یاس سے گھبراتا ہے
سینہ بیتیابی حسرت سے پھٹا جاتا ہے نالہ بے ساختہ منہ سے جو نکلتا ہے

نخل غم آج کہیں نشوونما پاتا ہے
آہ کیا غم ہے کہ دم بند ہوا جاتا ہے

سوزِ فرقت سے اگر سینہ طپاں ہوتا ہے قافلہ اشک کا سرعت سے رواں ہوتا ہے
اشک تھمتے ہیں تو طوفاں فغاں ہوتا ہے چمن عیش و طرب وقف خزاں ہوتا ہے

نہ رہا ضبط کا یارا نہ شکیبائی کا
طائر غم کو ہے شوق انجن آرائی کا

ٹھیس لگتی ہے جو پہلو میں تو آفت ہو کر درد اٹھتا ہے جگر میں تو قیامت ہو کر
آرزو ہے دل بیمار میں حسرت ہو کر گرمی شوق نے مارا تو فرقت ہو کر

اے فلک دغ دیا تو نے پھری تیری نگاہ
اے اجل گشن امید کیا تو نے تباہ

آہ اگلزار محبت کا گل تر نہ رہا فلک نظم کا وہ ہر منور نہ رہا
حیف اب ملک معافی کا وہ افسر نہ رہا یم اعزاز و شرافت کا وہ گوہر نہ رہا

خاک اب لطف سخن ہو کہ سخن نالاں ہے
گل جوئی شمع سخن بزم سخن ویراں ہے

میرا مشفق، میرا ہمارا دوا نہیں غمخوار آہ! دنیا سے چلا مثل نسیم گلزار
سرد آتا ہے نظر فضل و ہنر کا بازار ماٹے وہ کون تھا جو لوٹ لیا صبر و قرار

صدمہ ہجر کے آزار سے ہمت نہ رہی

ضعف کہتا ہے کہ فریا کی طاقت نہ رہی	
سہ پہر رکھتا تھا جو اخلاص صداقت کا نالاج جس نے حاصل کیا ہر ایک سے تحسین کا خراج	باد شہ ہو کے جو رکھتا تھا غریبوں کا مزاج
تھا جو مداح بنی والہ و شیدا ئے بنی یہیگیا شوق سر و ضہ والا ئے بنی	
دور سے قوم کے دل جس کا ہمیشہ رہنچور ہائے کیا پڑ گئی اسپر نگہ اہل قبور	دشمن گیری تھی جسے قوم کی دائم منظور ہائے باقی نہ رہا قلب میں اب لطف سرور
طبع افسردہ میں بہت نہ رہی اب مطبق نہ حلاوت ہے بیاں میں نہ سخن میں رونق	
اے خدا اس کی لحد پر تری رحمت ہونزول معفرت اس کی ہو کر حسن عمل اس کا قبول	اور ہو شام و سحر قرب ترا اس کو حصول بہرہ و نعمت فردوس سے کر بہر رسول
البتجا ہے مری یا رب یہی، ارماں ہے یہی تری درگاہ میں مرے درد کا درماں ہے یہی	
جانشین ایک جو مرحوم کا ہے عبد رشید نام روشن ہو پد رکاوہ بنے ایسا عبید	حال پر اسکے الہی ہو ترا لطف مزید اور ملجائے اسے قرب پیسبر کی نوید
ہاں کرشمہ تری قدرت کا دکھائے یارب دل معیوم کو مسرور بنادے یارب	
مترنہ پر و قاجا شبس العلماء مولانا مولوی عبد الوہاب صاحب مدد ریا قیام الصیاد	
آج کیوں بلبل ل نوحہ سرا ہوتا ہے درد دیوار سے کیوں شور و بکا ہوتا ہے	آج کیوں درد مرا ہو شہر با ہوتا ہے حشر سے پہلے یہ کیوں حشر بیا ہوتا ہے

چشم خونبار دلم قصد طعیدں دارد گوش سکے از تب غم تاب شنیدن دارد	آہ! اس درجہ یہ کیوں غم کی فراوانی ہے سوزِ فرقت سے ہوا خونِ جگر بانی ہے	آہ چھائی ہوئی عالم پہ پریشانی ہے آہ! پیش آیا وہی جو خطِ پیشانی ہے
راہ پہلو سے نکالی ہے یہ ناسور نہیں دل تڑپ کر جو نکلائے تو کچھ دور نہیں	کس کا ماتم ہے کہ زندانِ الم میں ہیں اسیر آہ روپوش ہوئی فضل و ہنر کی تصویر	کسی رحلت سے پریشاں ہیں صغیر اور کبیر کیوں نہ پیشیں کہ برگشتہ ہوئی ہے تقدیر
چارہ از بارِ الم چیت شکیبائی را این دل زار کجا کوہ غم و یاس کجا	اے فلک دردِ محبت پہ نظر ہے کہ نہیں، آہ و فرباد میں بھی کوئی اثر ہے کہ نہیں	دل بیتاب کی کچھ تجھ کو خبر ہے کہ نہیں کیا کوئی شامِ مصیبت کی سحر ہے کہ نہیں
بنگرے چرخ کہ احوالِ مجاہد چوں است چشمِ پر آب و جگرِ چاکِ دلِ پر خونِ است	علم کی شان تھی جس سے وہ رواں رہتا ہے طاثرِ روح کا رخ سوئے جہاں ہوتا ہے	خاک میں نورِ مجسم وہ نہاں ہوتا ہے حق رسیدہ کوئی ایسا بھی کہاں ہوتا ہے
چھپ گیا ابر میں سورج تو اجالا نہ رہا شمسِ علما جو گیا صبر کا یا را نہ رہا	گر ہوئے ہم سے جدا مولوی عبد الوہاب گر بیسج ہے تو ہر ملک و کن آج خراب	در سبکہ کرتی ہے ماتم کہ چلے آپ شباب تیرگی چھا ہی گئی غم کا فزونِ خوش ہے آج

درو دیوار بھی ماتم میں سید پوش ہے آج	جسکی تعلیم ہے ملک دکن نورشاں متقی ایسے کہاں صاحب دل اور ذی شاں	فیض سے جسکے ہوا خطہ دیو اور جہاں معدن علم کہاں مخزن عرفاں وہ کہاں
نکبتے بود کہ از باغ جہاں شد برباد یا نسیم کہ شد از قید تعلق آزاد	ایسے ایشا رکی دنیا میں بھی ملتی ہے مثال مفت تعلیم میں مصروف ہوا جسکا خیال	زندگی وقف ہو چکی برائے اطفال نہ طلب جاہ و چشم کی نہ کبھی خواہش مال
جبکہ خوشنودئی خلاق ہوئی مد نظر وقت بہدروئی مخلوق میں ہوتا تھا بسر	ساک راہ حقیقت تھا حقیقت کے قریں ملک تسلیم و رضا کو جو کیا زیر نگین	حاجی و زائر و مفتی تھا وہ علامہ دیں پاک قدسی صفت و راہبر صدق یونین
رونق گلشن ہستی تھا جو گل زیب لقا، آہ! اس پھول کو چن چن کے اجل نے توڑا	چھوڑا بلبل نے گلستان جہاں فانی شامل حال تھا لطفت و کرم ربانی	شنبہ کا روز تھا بامیس ربیع الثانی خلد میں آپ کی حور دن نے جو کی جہانی
طلبش کرد مشیت و بفر دوس بخواند بلبل روح بقید قفس جسم نہ مانہ	کیا یہ ممکن ہے کہ ہو خاتمہ ربیع و الم کیا یہ ممکن ہے کہ نغمہ دل معجم پوش شد و خرم	کیا یہ ممکن ہے کہ ٹھہرے طیش دل کوئی دم کیا یہ ممکن ہے کہ نعم البدل اسکا ہو بہم
شد دعا از لب اخلاص سائش در باب فضل و باب ہو بس اور ہو عبد الوہاب		

قطعات تاریخ

قطعه تاریخ حسن علی حضرت خلیفۃ المسلمین عبدالحمید زوائے دولت عثمانیہ

ہر جا ہے جشن اور مسرت ہے دہوم کی
لکھ جو بلی ہے حضرت سلطان روم کی

پچیس سال عہد حکومت کے طے کئے
تاریخ حسن حضرت والیس اے قلم

قطعه تاریخ تعمیر مکان جناب حاج عسی باسیٹھ واقع گدھنگ کلی مدراس

خدا کے فضل سے ہو دینداروں کی فرد شکت
کہی تاریخ اکی ہے یہ قصر آسماں رفعت

بحمد اللہ ہوا تعمیر یہ ایوان عالی شان
ہوئی تائید غیبی مستعد تو میں اے مغنوم

قطعه تاریخ بنائے حجازی علی حضرت خلیفۃ المسلمین عبدالحمید زوائے دولت عثمانیہ

کہ خوشنما ہے عجب منظر حجازی ریل
کہ جلوہ گر ہے رخ انور حجازی ریل
ہو ہے نور فشاں اختر حجازی ریل
کہ کلمہ گوئیوں سے پڑے ہر حجازی ریل
مشاہدہ تو کرو جو ہر حجازی ریل
یہی ہے صبح و مسال شکر حجازی ریل
وہی ہے حامی دین ہر حجازی ریل
کہ ہے دیار نبی کشور حجازی ریل
ہوئی نسیم غربت حجازی ریل

زباں پہ شکر الہی ہے دل ہے وقف مروت
میاں ہے اہل بصیرت پہ نورایاں سے
ضیائے دین درو دیوار سے ہو یاد ہے
وہ اپنا بخت رسا ساتھ اپنے لائی ہے
حصول قرب پیمبر کا یہ ذریعہ ہے
ہیں زائران نبی حاجیاں نیک نہاد
شہ زمیں ہے جو عبد الحمید خاں سلطان
منویہ قرب الہی کا ایک زمینہ ہے
لشائ کشاں در احمد پہ آگے پہنچی ہے

جو ختم کرتی ہے اپنا سفر تو بہت سے در رسول ہے اور بہتر حجازی ریل

رقم یہ خامہ معنوم سے ہوئی تاریخ
ہے پاکستان بنی اور سر حجازی ریل

قطعة تاریخ انتخاب خان در محمد عبدالقدوس بادشاہ ضابطہ ممبری بحسب کونسل

کیوں نہ ہو قومی نیابت کا یہ زیبا ملبوس
آج کیا خسرو اقبال ہے عبدالقدوس

مل گیا ممبر کونسل کا مبارک اعزاز
کہا معنوم نے بے ساختہ دیکھا جو عروج

قطعة تاریخ طبع رسالہ النسب مضنہ خاتم لینا الحاج موصی سافرخانی ضابطہ ممبری بحسب کونسل

روشن ہوا اگر غور سے دیکھے دل اسود
معمور لیاقت ہے مضامین کی آمد
تابندہ ہے خورشید کی مانند مجھ
حجت ہے قوی اور ہیں اقوال مؤکد
گر طالب حق ہے تو بنائے اسے مرشد
اسلام کی شمشیر ہے بر گردن مرتد
جو وعدہ باطل تھا دلائل سے ہوا رد
باطل نظر آئیگا اسے دین اب وجد
بس اس کے سوا اور ہمارا نہیں مقصد
تصویر ہی کہہ دیگی کہ میں نیک ہوں یا بد

کیا خوب رسالہ ہے مزین بہ دلائل
ہے قدر کے قابل گہر افشانی "فخری"
پاکیزہ ہے بے عیب نسب نامہ نبی کا
جبرأت نہیں اعدا کو کریں چون چرااب
گمرہ پہ کھلے دین محمد کی حقیقت
کس طرح میں سمجھاؤں کہ کیا ہے یہ رسالہ
کیوں نا طقہ اب بند نہو جا سے عدوکا
حق کی تملاشی ہے اگر قوم نصاریٰ
ہو جائیں عدو نور ہدایت سے مشرف
آئینہ ہے یہ جس میں خط و خال نظر آئیں

اے خامہ معنوم مسرت سے پڑے سال
لکھ کان شرافت ہے نسب نامہ احمد

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد نیوٹن مسکر بنگلور۔

ہوئی تعمیر مسجد اہل ایمان کو مبارک ہو
سن اتمام یوں بیاختہ تائید غیبی سے
کہ بیت اللہ ہے اور سجدہ گاہ مومنین ہے یہ
کہا میں نے۔ عبادت خانہ اصحاب میں ہے یہ

قطعہ تاریخ طبع رسالہ البشار مصنفہ جناب الحاج لوی شہناہ محمد فرخانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کیا نور ہدایت کا ہے مخزن یہ رسالہ
کیا طرز تکلم ہے یہ کیا حسن بیاں ہے
جس نور سے کافور ہوئی شرک کی ظلمت
سامان تشفی کا ہے سرمایہ راحت

لوریت میں جس مادی برحق کا ہے مذکور
یہ پاک نبی عربی کی ہے بشارت

قطعہ تاریخ عطا خطا خان درجناب الحاج اکبر خواجہ محمد حسین حبیبین علی گڑھ نرنڈ طانیہ

سرکار سے خواجہ کو ملا منصب عالی
مغموم نے تاریخ کہی اور دعا دی
اشک غم مخلوق جب چشم ہوئی پڑا
یار ہو ہمایوں لقب خاں بہادر

قطعہ تاریخ انتخاب جناب یعقوب حسن سیٹھ بہ ممبری لکھنؤ کونسل مدراس۔

سبارک ہو تجھے یہ فخر یہ اعزاز یہ خدمت
کہی مغموم نے تاریخ اسکی شاد ماں ہو کر
درخشاں اے محب قوم دائم تیری عظمت ہے
معطر بے گماں یعقوب قومی نیابت ہے

قطعہ تاریخ طبع کتاب "گلزار بادشاہ" مصنفہ جناب الحاج خطیب قادر بادشاہ صاحب متخلص بادشاہ ساکن انمباری

سر سبز و پیر بہاؤ ہے کیا گلشن سخن
مغموم بلبلاں سخن کو یہ دے نوید

پہونچے یہاں خزاں یہ کہاں اسکو دنگاہ
راحت فرا پیام ہے گلزار بادشاہ

ایضاً

کیا دلربا ہے نہکت گہلاے معنوی
مغموم سال طبع کہو از لب امید

لطف سخن اٹھائیں جو ہیں غم کے مبتلا
گلزار بادشاہ ہے نقش طرب فرا

قطعہ تاریخ طبع کتاب احسن البیان مصنفہ جناب مولانا الحاج محمد فضل اللہ صاحب دہلی

حسن سخن کی شان نمایاں ہے اے عزیز
تاریخ کی یہ خامہ مغموم نے رقم

کیا دلربا کلام ہے کیا دلفزا بیاں
ہے بوستان شریع ہدی آسن البیان

قطعہ تاریخ مکرانتی جناب یعقوب حسن سیٹھ صاحب لیجسلیٹیو کونسل مدراس

پھر بھی دوبارہ مہری کونسل ملی
تاریخ اسکی خامہ مغموم نے لکھی

محسن جو قوم کا تھا دہی کامیاب ہے
یعقوب کامیاب بجا انتخاب ہے

قطعہ تاریخ بیعت جناب موسیٰ بن حاجی ابراہیم سیٹھ ساکن برکن دست جتہ
مولانا مولوی قاری شاہ محمد سلیمان صاحب پھلوری

جہاں دیدہ سلیمان شاہ سے موسیٰ نے بیعت کی

قطعہ تاریخ فتح ”سمرنا“ از احرار ترک

لہ الحمد سمرنا یہ ہوا ہے قبضہ نصرت حق سے جو سرشار ہیں نشان است

فتح احرار ہوئی ہو گئی یوناں کی شکست،
۲ ۶ ۱۹

لب اخلاص سے مغموم نئے تاریخ کہی

ایضاً

کیا ظلم برپا جو اشعار نے
کیا سرنگوں چرخ دوار نے

”سمرنا“ میں ارباب ایماں پر
تو یورش ہوئی غازیوں کی دماں

لب آرزو سے ہے مغموم سال
”سمرنا“ کیا فتح احرار نے
۱۳

قطعہ تاریخ طبع کیا رعب تصنیف جناب ابوالصوامحمد حنیف صدراعظمی قزلباشی ری ساکن کلکتہ

تصنیف رعب اہل ہنر صاحب کمال
ہے ”کیات رعب“ بجا آج بے مثال،
۱۳

شائع ہوا ہے نسخہ دلچسپ و دل فزا
مغموم سال طبع یہ کہہ ہو کے شادماں

قطعہ تاریخ کتاب ”مختار خلد“ مصنفہ جناب منشی محمد انور الدین صاحب بخود ساکن راس

لطف سے جسکے طرب ریز ہیں مستانہ خلد
جب ایند ہے یہ کیفیت میخانہ خلد

مدد الحمد چھپانے دلکش ایسا
حالت وجد میں مغموم نے سال اسکا کہا

قطعہ تاریخ جشن بست پنجسالہ (سلور جوہلی) تاج جناب خطیب حاجی قادیار شاہ صاحب گمنی

گزرے جو خیریت سے سو سال اور تہاں
مغموم نے یہ سال کہا ہو کے شاہاں
۱۹۲۳

شکر خدا کہ عہد مسرت کا جشن ہے
پچیس سالہ جشن تجارت نشاط دل

قطعہ تاریخ تعمیر مکان جناب فضل الرحمن صاحب ساکن انہاری

ہے کیا تعمیر دلکش قصر نہ مہیا کہ نظارے سے جسکے دل ہوا شاد
کہو معنوم خوش ہو کر یہ تاریخ مکان فضل رحمن جائے آباد

قطعہ تاریخ طبع کنایہ پیمبر الہ تصنیف الحاج خلیفہ بادشاہ متخلص بہ بانگ شاد

خوب ہے مجموعہ نعت نبی، عشق کے جذبات ہیں جلوہ نما
سال یہ معنوم کہو ہو کے شاد کنز حسن نعت حبیب خدا

قطعہ تاریخ طبع کنایہ ریاض محمدی مصنفہ لوی قاضی محمد کریم الدین رحیم کنایہ

گنجینہ حلاوت ارباب ذوق ہے نعت رسول پاک کی ہے جلوہ گستری
معنوم نے رقم یہ کیا بہر سال طبع کنز ہدی ہے لطف ریاض محمدی

قطعہ تاریخ طبع کنایہ فرح دل نالیف جناب الحاج خلیفہ بادشاہ متخلص بہ بانگ شاد

نسخہ چھپا ہے راحت دل قوت نشاط نسخہ میں یہاں شگفتگی طبع کا ہے راز
معنوم سال طبع کہو ہو کے شاد فرح دل ہے روح طرب گنج دلہنواز

قطعہ تاریخ طبع کنایہ نعت خیر البشر تصنیف جناب الحاج خلیفہ بادشاہ متخلص بہ بانگ شاد

خیر البشر کی نعت کی گوہر فشانیاں نوریقین کا نقش ہے اور گنج عاقبت
معنوم نکتہ داں لب بچت بہر سال کہیجئے۔ ہے مدح نبی زاد آخرت

قطعہ تاریخ طبع دیوان انست مسمی بہ ”گلزار جنت“

سبق نازہ ہو جس سے جادو اس شوق و محبت کا یہ ہے نعت پیمبر اور یہ دیوان انست ہے

سناد و اسکو سال طبع اے معنوم جو چو گے
پسندیدہ بجایا بہت کھزار جنت ہے

قطعہ تاریخ طبع ثانی کتاب "سفر حجاز" تصنیف جناب الحاج خطیب بادشاہ صاحب
متخلص بہ بادشاہ ساکن انباری

شکر خدا دو بارہ ہوئی طبع یہ کتاب
معنوم و لخریں نے کہا سال طبع یوں
جسکا بیان قابل تحسین و داد ہے
سفر حجاز عشق و محبت کی یاد ہے

قطعہ تاریخ تعمیر عید گاہ بمقام بنگلہ رستی

ہے سنٹرل محمدن اوسیشن نے اپنا نام
تعمیر عید گاہ کی ہوئی ہے اسکی سعی سے
بنگلہ رست میں پالٹی نے کی سفارش اسکی جب
تیس ماہ جنوری کو یہ زمیں عطا ہوئی
اب اہل دین سے عید گاہ کے بانیوں کیواسطے
تڑوٹے انسا ط سال عیسوی کروں رقم
ہے سور صدر سبیں انجمن دیا قرار
کہ پانچزار نقد اسکے خرچ کا پورا شمار
ہے سور گورنمنٹ نے زمیں عطا کی یادگار
مدام فیض اس سے پائیں اہل دین خوشحال
دعا کے خیر کی طلب ہے کردہی یہ یادگار
کہ روح تازہ بخش کیا دوام اسکی ہے بہار

ہے دار طاعت خدا معنوم اسکا سال بھی
کہو۔ ہے نور باصرہ یہ دھڑ دھڑ کر دگار

قطعہ تاریخ خیر مقدم علی حضرت شاہ امان اللہ خان غازی الی افغانستان خلافت
ملکہ

شہ کابل کی تشریف آوری ہے باعث رحمت
جسے دیدار حاصل ہو وہ دل کا مدد پائے

ہوئی معنوم بہر سال جدم جستجو مجھ کو
کہا دل نہ امان اللہ غازی بند ہیں اے

قطعہ تاریخ ولادت

قطعہ تاریخ ولادت محمد حسن فرزند جناب عبدالستار بن ابراہیم سیٹھی ساکن راس

حسن احسن ہوا فرزند پیدا
حسن فرخندہ طفل حسن زیبا

ہمایوں نور چشم عبدالستار
کہا معنوم نے سال ولادت

قطعہ تاریخ ولادت غلام محمود فرزند جناب شیخ حیدر صاحب

ابواب غم درنج ہوئے سب مسرود
دیباچہ ہمایوں ہے غلام محمود

فرزند حجتہ جو کیا حق نے عطا
خرسند ہو معنوم سنا دو تاریخ

قطعہ تاریخ ولادت خلیل اللہ فرزند جناب محمد ابراہیم صماساکن دیپور

خدا کی نعمتیں بندوں پہ کیا کیا ہوتی ہیں تقسیم
خلیل اللہ ہمایوں فال ہے فرزند ابراہیم

زہے طالع ہوا فرزند فرخندہ شیم پیدا
پے سال ولادت یوں کہا معنوم نے قورا

قطعہ تاریخ ولادت عبدالرحمن فرزند جناب فی عبدالسلام صماساکن اینٹاری

پایا فرزند خوش اقبال عطاے سجاں
گوہر بحر ولایت ہے یہ عبد الرحمن

مرجبا یاد رنی طالع فی عبدالسلام
کھنک معنوم درافشاں پے تاریخ ہے یوں

قطعہ تاریخ ولادت عبداللہ فرزند جناب عبدالرحمن بن حاجی عبدالملک ساکن راس

پیدا ہوا نور چشم حسب دلخواہ

پایا ہے عروج بخت عبدالرحمن

معموم نے تاریخ تولد یہ کہی
فرخندہ قدم جمیل ہے عبداللہ

قطعہ تاریخ ولادت صفیہ بی دختر عبدالشکور بن احمد سیٹھ ساکن بنگلور

ہوئی ولادت دختر بفضل رب کریم
ہے زیب گلشن امید وہ گل خوبی
رقم خیائے معموم سے ہوئی تاریخ
کہ جان دولت عبدالشکور صفیہ بی

قطعہ تاریخ ولادت محمد قاسم فرزند جناب ٹی ٹھنے میاں حسنا ساکن انبہاری

شکر اللہ کہ فرزند کیا حق نے عطا
لب اخلاص سے معموم نے سال تولد
نیک اقبال، نگو نام، محمد قاسم
کہدیا۔ ہے یہ خوش انجام محمد قاسم

قطعہ تاریخ ولادت ظہور النساء دختر جناب عبداللطیف حسنا ساکن انبہاری

شکر خدا دختر عبداللطیف،
سال تولد ہے یہ معموم سے
بانج جہاں میں ہوئی رونق فزا
کو گہ جاوید ظہور النساء

قطعہ تاریخ ولادت محمد الیاس فرزند جناب علی محمد سیٹھ ساکن بنگلور

شکر اللہ علی کو ہو مبارک فرزند
البتا سے ہوئی معموم کے تاریخ عیاں
خوش لقائیک قدم اور مبارک نفاس
جاوداں ہو یہ خوش اقبال محمد الیاس

قطعہ تاریخ ولادت محمد اسماعیل فرزند جناب محمد الیاس حاجی ابراہیم سیٹھ ساکن بنگلور

کیا حق نے عطا فرزند فرخندہ شیم خوشخو
اگر بچے کوئی معموم کہد و شادماں ہو
خجستہ پئے نکو اقبال خورشید سعادت ہے
ہمایوں بخت اسماعیل تاریخ ولادت ہے

قطعه تاریخ ولادت عبدالوجید فرزند جناب عبدالرشید صاحب اسکن انباری

خدا نے فضل سے اپنے عطا کیا فرزند
لکھا یہ خامہ معصوم نے سن تولد
کہ جسکی دید سے عبدالرشید ہے خوشحال
نکو بہاد ہے عبدالوجید خوش اقبال
۱۳ ۲ ۴

قطعه تاریخ ولادت غلام دستگیر فرزند جناب شیخ حید صاحب

فرزندہ شہیم طفل ہوا آج تولد
خرسند ہو معصوم پئے سال ولادت
گردوں شرافت کا یہ ہے ہر منور
لکھ۔ یاد سعادت بت ہے جگر کو شہ حیدر
۶ ۲ ۳ ۴

قطعه تاریخ ولادت ابوبکر فرزند جناب قاسم صاحب اسکن براس

بحمد اللہ ہوا فرزندہ طفل خوش سیر پیدا
کہی معصوم نے تاریخ اسکی شادمان ہو کر
الہی تانا بید فضل و کرم تیرا ہے قائم
ہے روشن طبع صبح زندگی بوبکر بن قاسم
۶ ۲ ۳ ۴

قطعه تاریخ ولادت نور محمد فرزند جناب الیاس بن ابراہیم سیٹھیہ اسکن بنگلور

قسمت سے ہوا نور نظر آج تولد
مرقوم ہوئی خامہ معصوم سے فوراً
المننتہ شہ خجستہ ہے یہ فرزند
تاریخ کہ ہے نور محمد گل خرسند
۶ ۲ ۳ ۴

قطعه تاریخ ولادت محمد اسماعیل فرزند جناب محمد موسیٰ بن حاجی ابراہیم سیٹھیہ اسکن براس

بحمد اللہ ہوا فرزندہ افضال الہی سے
کہی معصوم نے تاریخ اسکی شادمان ہو کر
فروع چشم مادر راحت جان پیدا
طرب افزا شرف اندوز اسماعیل بن موسیٰ
۶ ۲ ۳ ۴

ضیائے دیدہ موسیٰ بفضل رب جلیل
حصار راحت موسیٰ محمد اسمعیل

ہے شکر سنت و ادور کہ اب ہوا پیدا
کردن میں بدیہ احباب دوسری تاریخ

قطعہ تاریخ ولادت عبدالقدیر فرزند جناب خطیب عبدالرشید صاحب اسکن مبارکی

کس اوج پر ہے یاد رثی بخت بالضرور
عبدالقدیر سعد قدم منج سرور

فرزند کی نوید ہو عبد الرشید کو
فرط طرب سے خاتمہ معنوم نے لکھا

ایضاً

تولد ہوا، آج ہے یوم عید
کہ دلکش ہو فرزند عبدالرشید

درخشندہ اقبال عبد القدیر
پڑے سال معنوم کر التجا،

قطعہ تاریخ ولادت صالحہ بی دختر جناب رحیم الدین صاحب اسکن راس

زبان کے شکر باری کا ہے اظہار
ہو بی بی صالحہ فرخندہ دیدار

رحیم الدین کو دختر ہو مبارک
کہا معنوم نے یون شاد ہو کر

قطعہ تاریخ ولادت سارہ بی دختر جناب کریا بن اسمعیل سیہ ساکن راس

شگفتہ ہوا گلشن مدعا،
خوش اقبال سارہ بجا ہے کہا

تولد ہوئی دختر نیک خو
پڑے سال توید معنوم نے

قطعہ تاریخ ولادت محمد الوہاب فرزند جناب عبدالحمید بن حاجی ایوب سیہ ساکن بنگلور

روشن طالع عزیز و محبوب

فرخندہ قدم جہاں میں آیا

کہدو کہ - فیروز دیکھ یوب

مغموم پئے سن ولادت

قطعہ تاریخ ولادت احمد شاہ و شاہ فرزند جناب عبدالحمید صناساکن انباری

خوش لقا، فرخندہ دم، میمون قدم شکر الہ
رواق مہر منور احمد اللہ بادشاہ

خوبی تقدیر سے پیدا ہوا نور نظر
یوں کہی مغموم نے تاریخ ہو کر شاد ماں

قطعہ تاریخ ولادت زینب بی دختر جناب عبدالحمید بن حاجی اسماعیل سٹساکن بنگلور

سجدہ مشکزی لاتے ہیں احباب بہم
لبہ الحمد یہ ہے زینب فرخندہ قدم

جدا فضل الہی کا ہوا آج ظہور
شاد ہو کر کہو مغموم جو پوچھے کوئی

قطعہ تاریخ ولادت حور بی دختر جناب عبدالواحد بن حاجی علی محمد سٹساکن مہسور

یہ شمع منور ہوئی دالان حرم سے
حور آئی ہے جو آج گلستانِ اہم سے

تاریخ ستائیں جمعرات صفر کو
مغموم نے خوش ہو کے کہا سال ولادت

قطعہ تاریخ ولادت رحیم النسا سیم دختر جناب خطیب عبدالرشید صناساکن انباری

دخت نکو طالع و فرحت فزا
قدرت داوڑ ہے رحیم النسا

شکر خدا آج تولد ہوئی
شاد ہو مغموم سناؤ نوید

قطعہ تاریخ ولادت حامد فرزند جناب یوسف بن حاجی محمد سٹساکن بنگلور

لطف داوڑ ہے شامل حال
موصوف ہے حامد خوش اقبال

یوسف کا جو بخت امج پر ہے
مغموم کہو یہ شاد ہو کر

قطعہ تاریخ ولادت حیدر علی فرزند جناب محمد بن ابراہیم کریم سیٹھ

فضل حق سے ہو گیا سرسبز نخل مدعا	وہ ملاحت جگر زیبا ہے جس کو امیری
ہو کے خوش معنوم نے سال ولادت فی البد	کہہ دیا۔ حیدر علی ہے شمس شان حیدری

قطعہ تاریخ ولادت احمد حسین فرزند جناب سچ عبد لغفار حسنا ساکن تری پور

فرزند نیک بندہ غفار کو ملا	یار بشفقت غنچہ باغ مراد ہو
مغموم تم خوشی سے کرو التجاہی	احمد حسین رب کی غنایت سے شاد ہو

قطعہ تاریخ ولادت احمد فرزند عبد لشکور بن احمد سیٹھ ساکن بنگلور۔

اللہ احمد کیا حق نے عطا لخت جگر	راحت جان پر چشمہ پر کی ہے ضیا
شاد ماں ہو کے یہ معنوم نے تاریخ کہی	گل نو مایہ ہے کیا احمد فرخندہ لقا

قطعہ تاریخ ولادت عزیز النساء دختر جناب تپ حسین حسنا ساکن پارم پٹھیہ۔

مبارک ہو حسین کو نور عین،	خجہ قدم اور فرخ لقا،
رقم یوں کیا ہو کے معنوم شاد	خوش اقبال دایم عزیز النساء

قطعہ تاریخ ولادت عبد اللہ بادشاہ حسنا فرزند جناب عبد الحمید حسنا ساکن انباری

ہو امقدر عبد الحمید تابندہ	فروغ دیدہ تولد ہوا بجد اللہ
سرور قلب سے معنوم نے کہی تاریخ	ہنال عیش نیشاں بادشہ عبید اللہ

قطعہ تاریخ ولادت علی محمد فرزند عبد الواحد سیٹھ ساکن جیسوا

دہم جمادی الاول بروز آدینہ	ہوئی ولادت فرخندہ نیک اسعد ہے
رقم ہو خانہ معصوم شادماں ہو کر	بلند بخت ہو ید اعلیٰ محمد ہے

قطعہ تاریخ ولادت محمد اسماعیل فرزند جناب محمد ابراہیم صاحب ساکن ویلور

گل رعنا کا اب ظہور ہوا	اس چمن میں بفضل رب جلیل
اکہو معصوم شادماں ہو کر	ہے سعادت شعار اسماعیل

قطعہ تاریخ ولادت محمد یاشم فرزند جناب عبداللہ بن احمد سیٹھ ساکن بنگلور

زہے طالع ہوا معمور دل جوش مسرت	تولد ہو گیا طفل ہمایوں دم بھم اللہ
کہی معصوم نے تاریخ اسکی شادماں ہو کر	شرف اندوز و با اقبال یاشم ابن عبداللہ

قطعہ تاریخ ولادت صفورہ بی دختر فرزند جناب موسیٰ سیٹھ ساکن نیلگری

دختر کی ولادت ہوئی المنستہ شد	جو پیکر خوبی ہے گل باغ شرافت
معصوم نے خوش ہو کے دعا کی تو لاسال	جہار مبارک ہو صفورہ کی ولادت

قطعہ تاریخ ولادت اسماعیل فرزند جناب یونس بن یوسف سیٹھ صاحب ساکن بیلور

تولد ہو گیا فرزند نیک اقبال فرخ فال	کہ جسکی دید کی متی دیدہ اجاب کو تعجیل
کہا معصوم نے سال ولادت شادماں ہو کر	کہ کامل ضیاء دیدہ یونس ہے اسماعیل

قطعہ تاریخ ولادت محمد اسحق فرزند جناب عبدالستار صاحب ساکن ویلور

فرزند نکو ہوا تولد	دور بیکت محمد اسحق
--------------------	--------------------

اہد و معنوم شاد ہو کر	فرختہ لقا محمد اسحق
قطعہ تاریخ ولادت حبیب النساء دختر جناب تنگہ حاجی عبدالشکور صاحب ساکن انہاری	
تولد ہوئی دختربیکو	خوش اقبال فرخندہ دم خوش لقا
رقم کلک معنوم کر شاد ہو	ہے فرخندہ جو ہر حبیب النساء ۳۳ ۳۳ ۱۳
قطعہ تاریخ ولادت کریم النساء دختر جناب خلیف محمد عبدالرشید صاحب ساکن انہاری	
زبان شکر حق میں ہے الحمد للہ	ہوئی دخت فرخ لقا کی ولادت
کہا سال معنوم نے شاد ہو کر	کریم النساء نو زجر ہدایت ۳۳ ۳۳ ۳
قطعہ تاریخ ولادت محمد الیاس فرزند جناب عبدالکریم بن موسیٰ سیٹھ تان مالدار بنگلور	
فرزند نیک اقبال اور نور بصر پیدا ہوا	خوشخو ہے نیک اطوار ہے اور صاحب طبع سلیم
سال ولادت کر رقم معنوم ہو کر شاد ماں	کان شرف زیبا لقا اباس بن عبدالکریم ۳۳ ۳۳ ۳
قطعہ تاریخ ولادت محمد آدم فرزند جناب حاجی ابو بکر آدم سیٹھ ساکن بدراس	
بچہ اللہ ہوا ابو بکر کا نور نظر پیدا	خطاے رب اکبر ہے طفیل شاہ عالم ہے
کہو معنوم اب سال ولادت شاد ماں ہو کر	صباے دیدہ ہو بکر حسن طبع آدم ہے ۳۳ ۳۳ ۳
قطعہ تاریخ ولادت محمد یونس فرزند جناب الیاس بن ابراہیم سیٹھ ساکن بنگلور	
لہ الحمد کہ ہے فضل خداے دو جہاں	کہ ملا صاحب اقبال محمد یونس
ہو کے خرسند بدل سال ولادت معنوم	یوں کہو عبد خوش اقبال محمد یونس ۳۳ ۳۳ ۳

قطعہ تاریخ ولادت محمد غوث فرزند جناب یحیٰ عبدالشکور صاحب ساکن انباری

بچہ اللہ لا فرزند نور العین و با اقبال اگر پوچھے کوئی معنوم کہ شاد ماں ہو کہ	خجستہ دم گل گلزار زیبا ہے محمد غوث کہ تاریخ ولادت روح افزا ہے محمد غوث
---	---

قطعہ تاریخ ولادت عائشہ بی دختر جناب محمد ابراہیم صاحب ساکن دیلور

نکوح طالع ہمایوں دم تولد ہو گئی دختر کہی معنوم نے تاریخ اسکی شاد ماں ہو کہ	یہ نور چشم ابراہیم ہے اور صن کی ہدم ہمایوں عائشہ بی عرف ہے مہر النساء سلیم
---	---

قطعہ تاریخ ولادت عبدالرؤف فرزند جناب عبدالستار بن حاجی اسماعیل صاحب ساکن بنگلور

ہے وافر ولادت فرزند خوشحال خرسند ہو کے سال یہ معنوم کر رقم	فرخندہ بخت نیک قدم اور دلپند عبدالرؤف نجم سعادت ہے ابرچند
---	--

قطعہ تاریخ ولادت مریم بی دختر جناب حسین بن علی محمد سید صاحب ساکن بنگلور

زباں ہے وقف سپاس اور دل ہے محو نشاط ہو شاد ماں دل معنوم نے کہی تاریخ	علی ہے فضل الہی سے دخت نیک قدم کہ ہے سرور دل افزا ولادت مریم
---	---

قطعہ تاریخ ولادت عبدالصیر فرزند جناب خطیب عبدالرشید صاحب ساکن انباری

تولد ہوا نور دیدہ پسند و عاہے کہ مادر پدر کے لئے	جو ہے دلپند اور جو ہے دلپذیر ضیائے دل و جاں ہو عبد البصیر
---	--

قطعہ تاریخ ولادت مقبول حسن فرزند جناب محمود الحسن صاحب ساکن انباری

المنته لہ کہ اقبال ہے یا اور
مقبول حسن گو ہر شہ ہوا ۱۳۱۲

فرزند مبارک ہو یہ محمود حسن کو
مغموم نے تاریخ کبی لطف و خوشی سے

قطعہ تاریخ ولادت محمد جعفر فرزند جناب علی محمد بن یوسف سیحہ ساکن بنگلور

نخل امید و تمنائیں لگا ان کے شمر
لطف حق ہے شرف اندوز محمد جعفر
۱۳۱۲

نام ہے جنکا علی اور محمد روشن
شاد ماں ہو کے یہ مغموم نے تاریخ کبی

قطعہ تاریخ ولادت زبیدی دختر جناب عبدالستار بن حاجی اسماعیل سیحہ ساکن بنگلور

بارک اللہ مست ہے دل مالا مال
اہل دل پاک زبیدہ ہے غبتہ اقبال
۱۳۱۲

اللہ الحمد علی نیک ولادت کی نوید
شاد ماں ہو کے یہ مغموم نے تاریخ کبی

قطعہ تاریخ ولادت محمد داؤد فرزند جناب محمد ہاشم بن محمد عثمان سیحہ ساکن بنگلور

کہ خوش اقبال سپر ہے یہ مبارک مولود
نیک بنیاد خستہ ہے محمد داؤد

ہو گیا جلوہ فرا نور نگاہ ہاشم
شاد مغموم ہوا ۱۳۱۲ در یہ تاریخ کبی

قطعہ تاریخ ولادت احمد فرزند جناب صالح محمد بن حاجی ابراہیم سیحہ ساکن راس

چراغ امید کار روشن ہوا ہے
خستہ احمد نیکو لقا ہے
۱۳۱۲

بمجد اللہ ہوا فرزند پیدا
ہوا مغموم خوش اور سال لگھا

قطعہ تاریخ ولادت عبدالرشید فرزند جناب لورم علی الجبار سیحہ ساکن انبیاڑی

حق نے جنسا ہے جو فرزند سید

عبد جبار گرامی تدر کو

از لب ارماں کہو مغموم سال	نیکو جاوید باد عبد الرشید
قطعہ تاریخ ولادت سراج النساء دختر جناب خطیب عبد الرشید صاحب ساکن انباری	
بلندی پہرے بخت عبد الرشید	کہ ایوان امید روشن ہوا
کہو ہو کے خرسند مغموم سال	ضیائے ہمایوں سراج النساء
قطعہ تاریخ ولادت زبیدہ بی دختر جناب المقبول محمود حسن صاحب ساکن انباری	
شہنہ کا تھان پچیسویں ذی الحجہ کے بعد	نولد ہو گئی ہے دخت محمود الحسن خج شال
کوئی پوچھے اگر مغموم کہہ و شادماں ہو کر	منزہ، باصفا، فرخ نقا، بی بی زبیدہ سیال
قطعہ تاریخ ولادت احمد فرزند جناب الشکور عرف جانی سیدین صالح محمد جانی شہر رکھا چھ ساکن بی	
ہوئی ولادت نوزنگاہ عبد شکور	یہ شادمانی و بخت کبھی نہو مستور
خلوص قلب سے خرسند ہو کے اے مغموم	کہو۔ ہے نور نشاط احمد ابن عبد شکور
قطعہ تاریخ ولادت مریم بی دختر جناب عبد الشکور بن حاجی صالح محمد سید صاحب ساکن بمبئی	
مبارک اور مبارک ہو بخشش باری	یہ دیر گاہ سلامت رہے خوش و خرم
سرالم کو اڑا شاد ہو کے اے مغموم	کہو یہ سال ولادت۔ ہے خوش لقیا مریم
قطعہ تاریخ ولادت شاکر حسین فرزند جناب جہا طاق سید صاحب ادا مالو اب سرائین جنگ پور	
شکر تہ فضل باری سے تولد ہو گیا	نور دیدہ راحت جان پورا و درو کا چین
سال اسکا کر تم مغموم ہو کر شادماں	واہ تابندہ ہے نجم طالع شاکر حسین

قطعہ تاریخ ولادت محمد یوسف صاحب فرزند جناب محمد موسیٰ سیٹھ ساکن راس

بچہ اللہ نخل مد عا سبز ہے یکسر	گل نوخیز شاخ آرزو پر اب ہویدا ہے
کہو معنوم اب سال ولادت شادماں ہو کر	کہ نیک آثار و نیک اقبال یوسف ابن موسیٰ ہے

قطعہ تاریخ ولادت محمد سلیمان فرزند جناب محمد بن ابراہیم سیٹھ ساکن راس

فروغ بخش دل و دیدہ اب ہو اپیدا	ہزار شکر کہ فضل خدا نمایاں ہے
نہ کیوں ہو اب دل معنوم خوش کہ سال اسکا	ضیائے قلب فرط طالع سلیمان ہے

قطعہ تاریخ ولادت محمد ظہیر الحق فرزند جناب عبدالکریم صفا مالک کریم پٹری کٹری راس

المستہ اللہ ہوا آج تولد	فرخندہ لقائے نیک سیر اور نکو فال
معنوم تو خوش ہو کے پئے سال ولادت	کچھ فکر ساسے کہ برومند خوش اقبال

قطعہ تاریخ ولادت فخر الدین فرزند جناب سید محمد عبدالقادر صفا فخری پور راس

ہوئی ولادت فرزند نیک و خوش اقبال	پتہ سعادت عظمیٰ کافے رہی ہے جبین
سناد و سال یہ معنوم ہو کے اب خرسند	ہو نور دیدہ و دان اکزاد فخر الدین

قطعہ تاریخ ولادت عبدالقادر فرزند جناب محمد شمس محمد قاسم سیٹھ ساکن راس

اللہ الحمد تولد ہوا فرزند سید	فضل باری کے جو آثار ہوئے ہیں ظاہر
ہو کے خرسند یہ معنوم نے تاریخ کبھی	زینت و ہر تہا یوں قدم عید القادر

قطعہ تاریخ ولادت احمد فرزند جناب علی محمد بن عبداللہ سیٹھ ساکن راس

ولادت ہوئی نیک الحمد للہ ہو خرسند معنوم سال ولادت	یہ فرزند خوشبو خوش سراپ و جد کہو ہے دل آرا خوش اقبال احمد ۱۳۵۴
ہوئی ولادت فرخندہ دخت طاہر کی کہو یہ سال ولادت ہوتا دلمے معنوم	قطعہ تاریخ ولادت زینب بی دختر جناب ہر محمد بن محمد قاسم عرف ادا بیچہ کن ساکن راس بلند بخت ہمایوں قدم ہے نیک شیم کہ پاکیزہ ہے یہ زینب خجستہ قدم ۱۳۵۴
ہوئی دخت محمود کی ہے ولادت سناد و یہی سال تولید معنوم	قطعہ تاریخ ولادت رضیہ بی دختر جناب ابو القبول محمد حسن صنا محمد و انہماڑی خجستہ شیم اور خوش اطوار و ذی شان ہمایوں نقابی بی رضیہ ادب دان ۱۳۵۴
بفضل حق تولد ہو گیا وہ کہا خوش ہو کے یوں معنوم نے سال	قطعہ تاریخ ولادت نذیر احمد فرزند جناب خطیب محمد عبدالرشید صنا ساکن انہماڑی عیان ہیں سے سعادت کے ہیں انداز نذیر احمد بلند اقبال دسار ۱۳۵۴
تولد ہو گئی دخت خجستہ خویلوں دم لب ارماں سے معنوم ہو کر شاد سال اسکا	قطعہ تاریخ ولادت سلمیٰ بی دختر جناب احمد بن عبدالرحمن بسطیہ ساکن بنگلور مسرت دید سے جسکی ہوئی احباب کو بید کہو سلمیٰ ہے فرخندہ قدم زیب دل احمد ۱۳۵۴
دخت ہاشم کی ولادت ہوئی اسپر داتم	قطعہ تاریخ ولادت زینب بی دختر جناب محمد شمس بن محمد قاسم بیچہ کن ساکن راس تیرے افصال ہوں آچارہ گرد در دروں

لب امید سے خوش ہو کے دعا کر معنوم

۱۰ لکھ عمر و اقبال زینجا ہو فزوں

قطعہ تاریخ ولادت محمد ابراہیم فرزند جناب محمد موسیٰ سیٹھ ساکن پراس

ہوئی ولادت فرخندہ ابن موسیٰ کی

سن ۱۳۰۵ سال یہ معنوم شاد ماں ہو کر

۶ حبیب مسند زینجا محمد ابراہیم

قطعہ تاریخ ولادت آصف حسین فرزند خطیب محبوب حسین صاحب اے بلین

خلف نواب سر امین جنگ بہادر حیدر آباد دکن

۱۳۰۵ سال یہ معنوم نے ہو کے شاد

۶ میں جنگ کو آج پوتا ملا

۶ منترہ و فرخندہ آصف حسین

قطعہ تاریخ ولادت ثریا بیگم دختر جناب خطیب عبدالرشید صاحب ساکن انباری

۱۳۰۵ سال یہ شاداں ہو کر

۶ حق کی ہے عطا یہ دخت فرخندہ شیم

۶ معنوم کہو سال یہ شاداں ہو کر

۶ اعجاز سرور ہے ثریا بیگم

قطعہ تاریخ ولادت عبدالصیر فرزند جناب لسن عبدالقدوس صاحب ساکن انباری

۱۳۰۵ سال اسکا کہو بے سرالم

۶ نور نظر خستہ لقا اور شکیل ہے

۶ عبدالصیر رحمت رب جلیل ہے

۶ پیدا ہوا بفضل خدا طفل نیک خو

۶ معنوم سال اسکا کہو بے سرالم

۶ قطعہ تاریخ ولادت خیرن بی دختر جناب اوتنگرے محمد غوث صاحب

۶ فرزند جناب اوتنگرے عبدالرحمن صاحب ساکن انباری

جو ہے ذی رتبہ واجب التکریم
بی بی خیرن جمال لطف کریم
۶ ۴ ۱۳

دخت فرزند عبد رحمن ہے
کہو معنوم بے سدا ندوہ

قطعہ تاریخ ولادت عائشہ بی دختر جناب الشکوہ حاجی صالح محمد سیٹھ ساکن بمبئی

فضل مولا ہے اور رعایت رب
عائشہ ہے ضیاء حسن ادب
۱۳

دخت فرزندہ دم ہوئی پیدا
کہو معنوم شاد ماں ہو کر

قطعہ تاریخ ولادت صفیہ بی دختر جناب محمد اسماعیل سیٹھ خلف جناب محمد موسیٰ سیٹھ

کیا آئی وہ نازل ہوئی اللہ کی رحمت
گلگوں سعادت ہے یہ صفیہ کی ولادت
۴ ۱۳

ہے حق کی عطا دختر فرزندہ شمائل
خوش ہو کے لکھا غامہ معنوم نے یہاں

قطعہ تاریخ ولادت حلیمہ بی دختر جناب محمد عبد الرقیب صاحب فرزند

جناب مولانا الحاج محمد عبد الہادی صناد اعظم حیدر آباد

آنکھوں میں درخشندہ ہوا نور بصارت
ہے نثرہ جاوید حلیمہ کی ولادت
۱۳

اک پیکر خوبی کی ولادت کی خوشی سے
معنوم ہو خوش بے سر اندیشہ کہو

قطعات تاریخ گیکوشی

قطعہ تاریخ گیکوشی محمد قاسم و عبد الستار فرزندان جناب السد رکھا غلام حسین کن

ہوا جوش مسرت سے عیاں انداز مدہوشی
مبارک بزم دلگش ہو مبارک ہو گیکوشی

ہوئی ہے رسم قتاں عبد ستار اور قاسم کی
دعا خوش ہو کے کہ معنوم جس بے عیاں تاریخ

ساکن بمبئی

گیکوشی

قطعہ تاریخ گلیوشی احمد سیٹھ فرزند صاحب محمد بن محمد بن محمد سیٹھ ساکن بنگلور۔

زینت محفل ہے احمد ابن صالح کی حقان	سنت خیر انور ای ہے شرع کی ہے رسم و راہ
سرالم کاکت کر معنوم کبد و شاد شاد	روز افزوں رسم گلیوشی مبارک اے الہ

قطعہ تاریخ گلیوشی اسمعیل بن محمد موسیٰ بن حاجی ابراہیم سیٹھ ساکن بدراہ

جشن گلیوشی مبارک اور فضل ایزدی	بخت موسیٰ ابن ابراہیم نے تعجیل کی
شاد ہو معنوم اور تاریخ کر زیب قلم	نور محفل رسم گلیوشی ہو اسمعیل کی

قطعہ تاریخ گلیوشی عبد اشکور سیٹھ ساکن بنگلور

ہو گئی احسن اداے سنت حضرت خلیل	اپنے بندوں پر ہے کیا کیا منت رب غفور
لکھ سر بدیں اڑا کر خامہ معنوم سال	ہو مبارک جاوداں گلیوشی عبد اشکور

قطعات تاریخ بسم اللہ خوانی

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی خطیب عبد الوحید و عبد القدیر فرزندان خطیب محمد عبد الرشید

ہوئی کتب نشینی بادشہ صاحب پوتوں کی	مبارک یہ خوش اقبال مبارک شادمانی ہو
دعا معنوم خوش ہو کر و تاریخ ہو جس میں	کریم بے نیاز احسن یہ بسم اللہ خوانی ہو

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی زینب بی و دختر صاحب موسیٰ بن حاجی ابراہیم سیٹھ ساکن بدراہ

کلام اللہ کی ہے ابتدا افضان ارسی	مبارک ہو یہ دن یارب فراوان شادمانی ہو
سر بدیں اڑا کر یوں کہی معنوم نے تاریخ	مبارک کنل فرزند زینب کی بسم اللہ خوانی ہو

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی اسمعیل فرزند جناب موسیٰ بن حاجی ابراہیم سیٹھ ساکن راس

دلا مکتب نشینی ہے فیما ہے چشم موسیٰ کی	سرور دل ہے حاصل اور لطف زندگانی آج
کہی معنوم نے تاریخ اسکی شادماں ہو کر	ہے اسمعیل دل آرا کی بسم اللہ خوانی آج

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی سارہ بی دختہ جناب صالح محمد بن حاجی ابراہیم سیٹھ ساکن راس

بجھد اللہ ہوئی مکتب نشینی دخت صالح کی	کہ جسکے رخ سے تاباں ہے خدا کی ہر بانی آج
کہی معنوم نے تاریخ اب فوط مسرت سے	گل اقبال سارہ کی ہے بسم اللہ خوانی آج

قطعات تاریخ شادی

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد موسیٰ سیٹھ ابن جناب حاجی ابراہیم سیٹھ ساکن راس

خدا کے فضل سے دو لہا بنائے موسیٰ سیٹھ	لکھوں نے جشن منایا لٹا دیا زرد و سیم
رقم یہ خامہ معنوم سے ہوئی تاریخ	بنائے نوشہ دلا نور چشم ابراہیم

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب طیب سیٹھ بن محمد سیٹھ ساکن جہسور

مزمین ہوئی سند کہ خدائی	کہ ہیں شادماں خلیش و اجاب غالب
سن کہ خدائی ہے معنوم اظہر	خجستہ ہو طیب ہو یہ عقد طیب

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب صالح محمد سیٹھ ابن جناب حاجی ابراہیم سیٹھ ساکن راس

کہ خدائی آج ہے فرزند ابراہیم کی	ہے غشی کا اسکی چرچا ہر طرف اور جا بجا
---------------------------------	---------------------------------------

۲۶ لطف رب سے بنگیا صالح محمد کہ خدا

فرق بسم اللہ سے معنوم سال اسکا کہو

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عظیم الدین صناور زند جناب محمد علی صنا شاہ

مصفا ہر در و دیوار ہے با حسن و زیب ترین
کہی معنوم نے ہو زیب وہ عقد عظیم الدین

محمد اور علی شاہ کے ہے فرزند کی شادی
و فور جوش سے تاریخ اسکی شاد ماں ہو کر

قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر دوم جناب حاجی ابراہیم ساکن مدراس۔

باغبان استادہ گلشن میں پئے تکریم ہے
لکھ نشاط اندوز عقد بنت ابراہیم ہے

یہ مسرت خیزائی ہے بہار جا نغرا
خاتمہ معنوم سے ماتف کا یہ ارشاد ہے

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب فی محمد بن عبد اللطیف سیٹھ ساکن جید آباد

شکوہ و شان و تجل سے بنگیا نوشاہ
لطیف نور محمد کا عقد ہو دلخواہ

یہ جشن وہ ہے کہ عبد اللطیف کا دل بند
دعا ہے یہ مری معنوم اور یہی تاریخ

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد ابراہیم صنا بن جناب محمد قاسم صنا

شاد و دلخوا و دلہن کو تو رکھ لے رب کریم
شکر سبحان ہے نوشاہ بنا ابراہیم

کہ خدائی ہے مبارک تو مبارک ایام
شاد ماں ہو کے یہ معنوم نے تاریخ کہی

قطعہ تاریخ عقد ثانی جناب عبد لکریم بن صالح محمد سیٹھ ساکن بنگور

یہ راہ شرع ہے یہ رہ مستقیم ہے
کہہ دو کہ خوب شادی عبد لکریم ہے

ہوتی ہے رسم سنت خیر الوری ادا
معنوم شاد ہو کے پئے سال بر ملا

قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر جناب الحاج مولوی محمد فخر الدین صفا نقوی پور مدد رس

ہوئی تزیین یہ پابندی شرع پیہر سے
کہا معنوم نے خوش ہو کے سال عقد ۱۱۳۶
جناب فخر دین کو دین کا منصب رک ہو
بجہ اللہ عقد بنت فخری اب مبارک ہو

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب احمد بن حاجی ابراہیم الیاس سیٹھی ساکن مدد رس

رچی ہے حاجی ابراہیم کے فرزند کی شادی
پئے تاریخ عقد نیک اے معنوم خوش ہو کر
چراغ مدعا روشن مراد دل برائی ہے
کہو احمد کی شادی ہے مبارک کہ خدائی ہے

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد ہاشم بن عثمان سیٹھی ساکن بنگلور

بارک اللہ نور افشاں آج ہے نرم نکاح
ہو کے خوش معنوم کہد و سان حسین دعا
کیا عجب گر قدسیوں کو اشتیاق دید ہو
عقد ہاشم بن عثمان جلوہ گاہ دید ہو

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبدالستار بن عبدلکریم حمال سیٹھی ساکن بنگلور

طرب اندوز ہے عقد پسر عبد کریم
شادمانی سے یہ معنوم سادو تاریخ
دلکش ہے چمن شان الہی کی بہار
حسن اعزاز ہے کیا شادی عبدالستار

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب ابویساہمیشہ زادہ جناب حسین ماسان محمد قاسم کاسان

ہر گوشہ میں ہے نور افشاں قدرت الہ
معنوم شاد ہو کے دعا کر ہو حسین سال
سر سبز اور شگفتہ ہے کیا گلشن جہاں
فرخندہ اے حلیم ہو عقد ابویساہمیشہ

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد عین یعقوب یارون سیٹھی ساکن مدد رس

ہو بزم عقد نور دیدہ یعقوبی رفتاں دعا معجم کر خوش ہو کے سال عقد ہو ہیں	گل مقصد کھلے اور شاد ماں ساری خدائی ہو مبارک اے احد و ایم عمر کی کہ خدائی ہو
--	---

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبد الرحیم بن محمد عیسیٰ سیٹھ ساکن بمبئی۔

کیا دلکش ہے گلشن امید کی بہار مغموم شاد ہو کے دعا کر جو ہیں سال	باغ طرب میں گلشن حق کی نسیم ہو شاد اب کہ خدائی عبد الرحیم ہو
--	---

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب حاجی سلیمان سیٹھ اجا جی ایڑم ایساں سیٹھ ساکن بنگلور

ہو یارب بار و درخس تمنا کہا مغموم نے یوں شاد ہو کر	عروس نوشہ ہو شاداں و فیراں کہ فرخندہ ہے یہ عقد سیماں
---	---

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب ایساں سیٹھ ابن جناب یعقوب بن یارون سیٹھ ساکن برس

عقد نوشہ کو مبارک ہو یہ ہے سب کی دعا شاد ماں ہو کے یہ معجم نے تاریخ کبی	بر ملا یا و بری بخت سے ہونیک اساس کہ یہ فرخندہ ہوا عقد محمد ایساں
--	--

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمود حسن صاحب دامباری

نوشاہ کی آمد کا ہے یہ جشن مسرت مغموم ہو خوب بند بدل از لب اخلاص	چو وصف میں ہمیش ہے جو خلق میں یکتا کہد کہ خوشا عقد ہے محمود حسن کا
--	---

قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر جناب زکریا بن ایوب سیٹھ ساکن بنگلور۔

ہے مسطر نکبت فردوس سے بزم نکاح	وقف بخت طایران قدس ہیں نغمہ سرا
--------------------------------	---------------------------------

کر دعا مغموں ہو کر شادیں سال ہو جانفزا ہو اور ہالوں عقد بنت زکریا

قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر جناب حاجی محمد بن حاجی زکریا سیٹھ ساکن کلکتہ

بجہ اللہ نشاط افزایہ جشن روح پرور ہے
مبارک اور ہالوں عقد ہے بنت محمد کا
کبھی مغموں نے تاریخ اسکی شادماں ہو کر

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبدالشکور بن صالح محمد سیٹھ ساکن بمبئی

یہ عقد جانفزا اب نوشہ کو مبارک ہو
قدرت کی جلوہ ریزی اور شان لرابائی
مغموں نے کبھی یون خرسند ہو کے تاریخ
عبدالشکور کی ہے یہ آج کہ خدائی

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب اموی شاہ حسین رضا خلف جناب علامہ شاہ
سیلمان صفاقادری چشتی پھلواری۔

بفضل خالق اکبر طفیل سرور دیں
خوشی سے خامہ مغموں نے پئے تاریخ
ہے عقد شاہ سیلمان کے راحت جان کا
حسین شاہ مبارک ہو کہ خدا - لکھا،

قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر جناب عثمان بن صدیق سیٹھ ساکن بنگلور

جلوس جانفزا ہے اور جشن روح پرور ہے
دعا مغموں کو خوش ہو کے جس سال نظر ہو
کہ ہے یہ محفل فرخندہ عقد دخت والا شاہ
نورید جانفزا ہو عقد نوریدہ عثمان

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب علامہ حسین بن جناب علی محمد بن حاجی زکریا سیٹھ ساکن بنگلور

حسین ابن علی کا یہ عقد دلکش ہے
بجانب سحر یہ پیام لانی ہے

کہا یہ غامہ معنوم شادماں ہو کر	حسین سیٹ کی پاکیزہ کہ خدائی ہے
قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر نانی جناب عبد الرحمن سیٹھ مرحوم ساکن راس	
کسی دلہن کے جشن عقد میں ساہیں متوالے	نگہ کو بھیجی تبس ہے کسی نوشہ کی آمد کی
کہی معنوم نے تاریخ اسکی شادماں ہو کر	کہ ہے یہ آج جس کہ خدائی بنت احمد کی
قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر جناب سمعیل بن حاجی علی محمد سیٹھ مرحوم ساکن بنگلہ	
یہ کیسا جشن ہے کیسی ہے یہ بزم سرور افزا	مبارک نیک دلہن کا مبارک عقد ہوتا ہے
کہی معنوم نے تاریخ اسکی شادماں ہو کر	نشاط افزایہ عقد بنت سمعیل فریاد ہے
قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب یوسف سیٹھ بن حاجی ابراہیم الیاس سیٹھ ساکن بنگلہ	
کیا دلفریبیوں کا عالم ہوا نمایاں	باغ جہان نے بد لاکیا رنگ دلربائی
معنوم التجا کر خوش ہو کے حسین عو سال	یار یہ ہو مبارک یوسف کی کہ خدائی
قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبد اللہ سیٹھ بن جناب صدیق بن عبد الحاق سیٹھ ساکن بنگلہ	
ہوا ہے دہر صدیق کا یہ عقد نکاح	ظہور قدرت خلاق ہے تعالیٰ اللہ
و عایہ ہے لب بخت سے سال بھی معنوم	کہ ہو خجستہ یہ زیبا نکاح عبد اللہ
قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبد الشکور صفا و زہد جناب فخر الدین لال پاشا	
خجستہ عقد جگر بند لال پاشا ہے	د فور لطف و طرب سے الم ہو استور
و ما خوشی سے ہو معنوم حسین ساکن بنگلہ	کہ شمع بزم ہو عقد محمد عبد الشکور

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبد الجلیل صناور زین جناب عبد الرحمن صناح طیب انبائی

اجاب شاد ماں ہیں مسرت فزا غریب	فضل خدا سے آج ملا دل کا مدعا
معموم سال اسکا کہو ہو کے شاد ماں	فرخندہ جاہ عقد ہے عبد الجلیل کا

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب گل محمد سیٹھیہ ساکن بنگلور

یہ جشن کہ خدائی گلے سامان باغ عالم	نتیجہ شرع کا ہے اور نمایاں شان احمد ہے
پئے تاریخ لے معموم میں شاد ماں ہو کر	کہی۔ اب جاوداں فرخندہ عقد گل محمد ہے

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد بن ابرہیم سیٹھیہ ساکن راس

وہ زیب بزم ہوا نوشی کے مسند پر	جودل سے شیعہ شان مصطفائی ہے
سناؤ عقد کی تاریخ ہو کے خوش معموم	کہ۔ جا نغز ا یہ محمد کی کتختائی ہے

قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر جناب محمد موسیٰ سیٹھیہ ساکن راس

بجھ اشد بہار جا نغز ہے بلخ عالم	مبارک ہو مبارک از دواج وخت ہوئی ہے
لب احلام سے معموم کہ دو سال خوش ہو کر	مبارک اور مبارک از دواج بنت ہوئی ہے

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب موسیٰ ضیا الدین محمد صنا اماتی ساکن بلیکینہ شمالی

ادا ہو شکر کیونکر داور عالم کی بخشش کا	ظہور قدت خلاق عالم شان ایزد ہے
خوش و خرمند ہو کر بے سرازد وہ لے معموم	کہو۔ کیا د نغز عقد ضیا الدین محمد ہے

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبد لشکر خالص صاحب خلف جناب علام رسول

مکتبہ اسلامیہ
لاہور

بیتاب ہے نگاہ تو دل ناصبور ہے
کیا اوج کہ خدائی عبد الشکور ہے

ہے جشن عقد ابن غلام رسول خاں
مغموم ہو کے خوش لب اخلاص کہو

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد سیٹھ ابن جناب حاجی ابیہم الیاس سیٹھ ساکن بنگلہ

مسند پہ نوشی کے ہو اکون جلوہ گر
کہدے کہ لطف رب ہوا کہ خدا عمر

حضر بزم کا ہے معطر شام جان
مغموم ہو کے خوش سر بدین قطع کر

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمود سیٹھ صاحب لکھنؤ امین جنگ ہا در صد الہام آباد

ساز و سامان ہوا جشن کا با جاہ و چشم
عقد فرزند محمود حسین اب ہورقم

ہے جو لخت دل نواب ابن جنگ عقد
شاد ہو کر لب اخلاص سے مغموم یہ سال

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبد اللہ باشا صاحبانہ خیار کا حاجی محمد الیاس صاحب ساکن بنگلہ

بارک اللہ آج جشن کہ خدائی ہے عجب
عقد عبد اللہ باشا نیکو زیبا ہو اب

دولہ انگیز ہے کیا شادمانی کا اثر
کرد عا مغموم ہو کر شاد جس میں سال ہو

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد الیاس سیٹھ بن محمد مارون سیٹھ ساکن بنگلہ

فتنہ و شر زمانہ کو بھی ہو جاتی ہے یاس
کہ یہ فرزند ہے اب عقد محمد الیاس

دیکھ کر ہر میں نوشتہ کا عروج اقبال
شاد ماں ہو کے یہ مغموم نے تاریخ کہی

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبد اللہ سیٹھ ابن مارون سیٹھ ساکن بنگلہ

عروج یاوری بخت ہے بھدا

ضیائے صدق ہے اور جشن کہ خدائی ہے

نشاط قلب سے معموم عقد کی تاریخ | کہو کہ . اوج بشارت ہو عقد عبد اللہ

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبدالواسطہ بن جناب عبدالکریم بن حاجی اسماعیل سیٹھ ساکن برائے

کہتے ہیں سب کہ خدائی ہے کسی نوشاہ کی | شاد ہو کر بے سراغ ادا کہو معموم سال

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد اسماعیل سیٹھ فرزند جناب عبدالکریم بن اسماعیل سیٹھ ساکن برائے

ہے دلیں نور طرب جشن کہ خدائی کا | سناؤ سال یہ معموم ہو کے شاد، کہ آج

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد حسن سیٹھ بن جناب حاجی برہم بن الیاس سیٹھ ساکن برائے

محفل میں شادمانی و بہجت کا در ہے | معموم ہو کے خوش لب اخلاص سے کہو

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب علی محمد سیٹھ فرزند جناب عبدالرحمن سیٹھ ساکن برائے

فضل الہ سے اب نوشہ بنا ہوا ہے | الفت کے لب کہدے معموم شاد ہو کر

قطعہ تاریخ عقد ثانی جناب محمد موسیٰ سیٹھ ساکن برائے

کسی نوشاہ کا ہے جشن مبارکبادی | شاد ہو بے سراغ وہ یہ معموم کہو

کہ شگفتہ گل امید ہے از فضل خدا | کہ ہے فرخندہ بجا عقد محمد موسیٰ

قطعہ تاریخ عقد ثانی جناب ابوالمقبول محمد بن محمد صاحب ی

یہ کسی نوشاہ کے ہے عقد کی بخت	جو علم میں ویشاک فضیلت میں ہے بخت
مغموم ہوا شاد کہی عقد کی تاریخ	کیا گنج ضیا عقد ہے محمود حسن کا

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد حسن عرداد آئیچہ فرزند جناب عبدالستار بن
ابراہیم سیٹھ ساکن بدین راس

عبد ہے ستار کا جسکے پسر کا ہے عقد	وصف میں رطب اللساں جسکے پسر مردوزن
خاتمہ مغموم بس شاد ہوا بدین ہر سال	لکھ کہ ہے فرخندہ اب عقد محمد حسن

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد سیٹھ خلیفہ اودین حسین جاجی قاسم سیٹھ ساکن بدین راس

یہ کس گنجینہ خلق و جیا کی کہ خدائی ہے	کہ جسکی خوبی اقبال کا ہر سمت ہے چرچا
الم کا سر اڑا مغموم کہ شاد ماہو کر	کہ - یہ پیر نور حسن عقد ہے طاہر محمد کا

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب صدیق حسن برادر خرد جناب ابوالمقبول محمد بن محمد صاحب

ہوئی آراستہ اب بزم حسن کہ خدائی ہے	کہ ہر فرد بشر ہے دلکشی کا جسکے متوالا
دعا خوش ہو کے کر مغموم سال عقد جو ہیں	کہ - صدیق الحسن کی کہ خدائی ہو طرب افزا

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد فخر الدین صاحب الفت ساکن بدین راس

بسم اللہ ہوئی ہے فخر دیں کی کہ خدائی اب	یہ ممکن ہے ہر اک شئی میں نمایاں رنگ بخت ہو
کہی مغموم نے تاریخ اسکی شاد ماں ہو کر	یہ کام دل مبارک ہو مبارک عقد الفت ہو

محمد و انہاری

قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر جناب تنگے عبد الرحمن صاحب کن و انباری

نیر اقبال تابندہ ہوا از فضل حق	غیب یوں آرہی ہے شادمانی کی نوید
شاد ہو اور کرد عام مغموم حسین سال ہو	ہو مبارک عقد بنت عبد الرحمن یا مجید

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب قادر خان صاحب فرزند جناب اکبر عظیم خان صاحب ساکن برہن

بجہد اللہ ہوا ہے عقد اس کان شرافت کا	کہ حسن خلق میں ہے ذات جسکی گنج بے پایاں
ہے بزم پر ضیا مغموم ہم بھی شاد ماں ہو کر	کہو تاریخ اسکی . حق ماہی عقد قادر خاں

قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر جناب جان محمد بن اسماعیل سیٹھیہ ساکن کوچین

سرور اور نشاط و طرب مبارک ہو	کہ منقذ ہے یہ فرخندہ جشن روح افزا
جو کوئی پوچھے تو مغموم شاد ہو کے کہو	ہے . دخت جان محمد کا عقد . سال اسکا

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب خلیب محبوب حسین صاحب ایم اے بل بل نی خلف عالیجناب اب سر امین جنگ بہادر صد المہار احمد آبادی

سرایں جنگ کے فرزند کی شادی آج	خلق پر شان خداوند ہوئی جلوہ فگن
یثا دماں ہو کے یہ مغموم نے تاریخ کہی	عقد محبوب حسین آج ہے شمع روشن

قطعہ تاریخ کہ خدائی بنیاب عیظت اللہ صاحب خلیفہ بن عبد العزیز صاحب ساکن

مبارک سید عبد العزیز ذی وجاہت کو	کہ جسکو عقد کا فرزند کے دن حق نے دکھلایا
کہا مغموم نے سال مسیحی شاد ماں ہو کر	نمایاں اب ہوا ہے عقد سید عیظت اللہ کا

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد سید خلیفہ جناب موسیٰ سید ساکن اس

منقہ بزم کہ خدائی ہے	لب پہ جاری ہے شکر ب جلیل
کہو مغموم شاد ماں ہو کہ	زہے فرخندہ عقد سید

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب یوسف سید خلیفہ جناب احمد بن حاجی ابراہیم سید ساکن اس

ہے منقہ کیا جو جشن نکاح آج	جوش طرب فروز بطرز جدید ہے
مغموم بزم میں لب آرمائیوں کہو	سال اسکا کچھ آئی یوسف بعد ہے

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب فقیر محمد سید ساکن بیسور

زیبا ہے کہ خدائی موزوں خستہ فال	کیا خوب آج بزم پراتو اسکی ہے شاں
مغموم نے کہا اب الفت اسکا سال	یہ عقد ہے فقیر محمد کا زرفشاں

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب محمد ابراہیم سید خلیفہ جناب احمد بن حاجی ابراہیم سید ساکن اس

سرور بخش دل جاں ضیائے محفل ہے	کہ ہے یہ پیروٹی سنت رسول کریم
یہ سال عقد لب انبساط سے مغموم	کہو شگفتہ ہے عقد محمد ابراہیم

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب کے یس محمد ضیاء الدین حنا ساکن ضلع شمالی آرکاٹ

ہوئی کے یس ضیاء الدین کی اب خدائی ہے	علمائے رب باری اور خدا کا لطف یہ ہے
کہو مغموم سال کہ خدائی شاد ماں ہو کہ	دل فر آج کیا عقد ضیاء الدین محمد ہے

قطعہ تاریخ کہ خدائی جناب عبد الستار سید خلیفہ جناب عثمان بن صدیق سید

خوشدلی یاد رئی بخت کے ہیں سب آثار
جلوہ اوج طرب شد دئی عبدالستار

ہو مبارک کہے لخت دل عثمانی عقد
خوش ہو معنوم کہو بے سرفکار یہ سال

قطعہ تاریخ کہ خدائی دختر جناب تنگرس عبد الرحمن صاحب کن انبائی

نیکی، فرخ لقا، اقبالند،
عقد بنت عبد الرحمن سر بلند

کس عروس با صفا کا عقد ہے
لکھ لب ارماں سے ہو معنوم خوش

قطعہ تاریخ کہ خدائی خنیا جید صاحبہ درخورد الوالمقبول محو الحسن صاحبہ و انبائی

ہے حسن عقد کا سامان طرب فرمائے خیال
کہ کہ خدائی جید حسن سپہر کمال

ضیائے بزم کا نظارہ فرحت دل ہے
سنام سال یہ معنوم شادماں ہو کر

قطعات تاریخ تعزیت

قطعہ تاریخ وفات جناب اسحق بن محمد سٹھیہ ساکن بنگلور

نزول ثابقیامت ہو رحمت داور
درد و وفات حق اسحق بکے ہو مدفن پر

رضائے خالق و خوشنودی سپہر ہو
ہے یہ گزارش معنوم اہل ایمان سے

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی احمد بن حاجی صالح محمدی ساکن بنگلور

جو تھا یک پیکر خوبی جو تھا یک بے بہا گوہر
ہو روح احمد کی پہ نازیل رحمت داور

چلا سیمات آغاز جوانی میں وہ دنیا سے
دعا معنوم کی یہ ادیرہی تاریخ رحلت سے

قطعہ تاریخ وفات جناب نواب سلطان محمد صاحب نسیم بیوری

منظور ہے کچھ روضہ جنت کی مگر سیر
تاریخ یہ لکھی کہ پڑ ہو۔ فاتحہ ۱۳۱

ہیحات چلے گلشن ہستی سے نیل لب
مغموم نے بس خاطر اجاب فی الفور

قطعہ تاریخ وفات والد ماجد مصنف جناب حاجی قاضی محمد بن حاجی محمد بیٹ

ہائے بے سایہ ہو گیا مغموم
حیف نا چیز اب ہوا مغموم

چل لیے قبلہ گاہ سوئے جہاں
دل مضطرب نے یوں کہی تاریخ

قطعہ تاریخ وفات جناب ابراہیم بن حاجی حسن بیٹہ ساکن بد ر

جہاں سے چلے یا افسوس وہ محب قدیم
نگاہ رحمت حق ہو بروح ابراہیم

دو شنبہ بست و چہارم رجب سوئے جہاں
خلوص دل سے یہ مغموم نے کہی تاریخ

قطعہ تاریخ وفات جناب اسحق بن احمد بیٹہ ساکن مسیوہ برادر خوشحال

نازل ہو شہیدوں پہ نہ کیوں رحمت خلاق
پڑ ہو فاتحہ بر مدفن اسحاق

طاعون کی بیماری سے پائی سے شہادت
مغموم ہے سائل لب اخلاص سے یارو

قطعہ تاریخ وفات جناب عبد الشکور بیٹہ خلف جناب سلیمان آدم بیٹہ ساکن بد ر

وہ سلیمان کے جو تھا آنکھوں کا نور
رہ گیا فردوس میں عبد الشکور

چل بسا ہے نوجواں دنیا سے آہ
ہو گیا شتر محرم کو وصال

قطعہ تاریخ وفات جناب عبد الدین احمد بیٹہ متخلص بہ خوشحال ساکن مسیوہ

خوش ادا، خوش خلق، خوش خوش، خوش لقا، خوش مزاج لکھ: یہاں چل بسا خوشحال عبداللہ کج ۱۳۲۰ھ	حیف مجھ سے چھٹ گیا میرا محبوب دلنواز ہو گئی منعم خوشنودی جو خالق کی حصول
---	---

قطعہ تاریخ وفات جناب سف بن حاجی اللہ رکھا سیٹھ ساکن راس

دوست اور احباب ہیں سائے طول رحمت باری ہو یوسف پر نزول ۱۳۲۰ھ	کسی رحلت ہائے غم افزا ہوئی ہے دعا منعم کی تاریخ بھی
---	--

قطعہ تاریخ وفات جناب مارون بن حاجی ایوب سیٹھ ساکن راس

خرد مندوں میں تھا جو شہرہ آفاق خوش سلوب کیں بے جنت الفردوس کا مارون بن ایوب ۱۳۲۰ھ	جہاں سے چل بسا افسوس مرد صاحب عظمت لب اخلاص سے منعم نے خوراک بھی تاریخ
---	---

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی عبدالصمد حسنا ساکن انمباری

ذی جاہ، ذی مراتب، ذی عز و ذی وقار عبدالصمد ہو رحمت یزدان کا مگار ۱۳۲۰ھ	افسوس چل بسا ہے جہاں وہ نیکذات منعم کی دعا سے سن فوت ہے عیاں
--	---

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم موسیٰ ضاحا ساکن راس

موسیٰ علی رضائے کیا خلد کا مضر اب ہو دوام رحمت حق سے یہ بہرود ۱۳۲۰ھ	ارباب علم و فضل سے خالی ہوا جہاں منعم پڑھ کے فاتح کرتا ہے التجا
---	--

قطعہ تاریخ وفات جناب امیر شاہ صاحب ساکن بمبئی

آل بنی کا تاجو در آبدار آہ	ہیچات چل بسا ہے جہاں سے وہ مرد نیک
----------------------------	------------------------------------

مغموم کی دعا بھی ہے اور سال فحش بھی اکبر لطف رب سے ہو پیدا پیر شاہ

قطعہ تاریخ و فتا جناب علامہ عبد القیوم حسنا ساکن حیدر آباد دکن

غواب غفلت سے کیا قوم کو جس نے بیدار ہو گیا قوم کا دل سوز جہاں سے معدوم
یعنی ہے سر بد میں کو اگر مغموم رحمت حق کا سزاوار ہو عبد القیوم

قطعہ تاریخ وفات زلیخانی دختر جناب سید محی الدین حسنا واصل ساکن بنگلور

جہاں سے رحلت خاتون با عصمت ہوئی حنفی رضائے حق میں اخلاق و مروت میں جو بھی کامل
ہوئی تاریخ رحلت خاتمہ مغموم سے ظاہر بہ حق واصل زلیخانی ہے نور دیدہ و اصل

قطعہ تاریخ و فتا جناب حاجی زکریا بن حاجی جان محمد سیٹھ ساکن کلکتہ

چل بسا باغ جہاں سے حیف وہ رو شمن ضمیر نیک سیرت نیک آئیں تھا جو از فضل خدا
ہے دعا مغموم کی تاریخ ہے جس کیجاں بہرہ ور ہو قرب ربانی سے حاجی زکریا

قطعہ تاریخ و فتا جناب نواب محسن الملک مع لوی ہید علی خان نصاب

جہاں سے چلے آہ ہمدی علی خاں جو تھے قوم کے اپنی ہمدردی سے
لب آرزو سے یہ مغموم کہدو بہشت بریں محسن الملک پہنچے

قطعہ تاریخ و فتا زوجہ جناب موسیٰ بن حاجی عمر سیٹھ ساکن بنگلور

چل بسی آہ زوجہ موسیٰ حکم باری ہوا یہی سرزد
بے سرا بساط لکھ مغموم کہ ہو اب عائشہ لفضل خدا

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی صالح محمد بن حاجی اللہ رکھا سیٹھ ساکن ساکن

وادی تیار کسی رحلت کا بیاں ہے جاگداز
خاتمہ معتموم کو ارشاد نا تفیوں ہوا
کسکے ماتم میں ہیں اب پیر و جوان یکسر طول
لکھ - خد کا قرب ہے صالح محمد کو حصول

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی عبداللہ بن ابوبکر سیٹھ ساکن بنگلورہ

چل بسا بیہات اب دنیا سے وہ مرد بزرگ
ہے زروے التجا معتموم سال انتقال
جسکے اخلاق کریمانہ پہ تھی سب کی نظر
رحمت و اور ہو نازل حاجی عبداللہ پر

قطعہ وفات جناب موسیٰ بن حاجی عمر سیٹھ ساکن بنگلورہ

چل بسا آفاق سے افسوس تھا جو نیک ذات
سال رحلت یوں کہا معتموم نے از روئے
جسکی تھی شام و سحر امر الہی پر نظر
رحمت مولائیں ہو موسیٰ ولد حاجی عمر

قطعہ تاریخ وفات جناب محمد یوسف صنا (زوجہ عبدالغفور صنا) ساکن ساکن

اے داہو ہے دختر یوسف کا انتقال
معتموم کی دعا سے سن فوت ہے عیاں
پیر و از روح اسکی ہوئی آج خلد کو
قرب خد النصیب حلیم النسا کو ہو

قطعہ تاریخ وفات جناب صالح محمد بن ابابکر سیٹھ ساکن ساکن

ہوا صغیر زیر خاک پنهان جو تھا دیجاہ
دعا معتموم کی ہے جس سال فوت انظر ہو
کوئی پیک قضا سے دوستی ہے کہاں بچکہ
کہ نازل رحمت قیوم ہو صالح محمد پر

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب محمد یوسف بن حاجی اسماعیل سیٹھ ساکن بنگلورہ

جو یوسف سیٹھ کی تھی نیک دختر
دعا ہے۔ فضل حق ہو آئمہ پر

نئی دہن جہاں سے چل بسی آہ
خلوص دل سے اے معشوم میری

قطعہ تاریخ وفات جناب طیب بن احمد سیٹھ ساکن میسور

مدت سے جو تھارنٹائی حق کا طالب
طیب پہ ہے رحمت خدا ہے طیب

افسوس کہ چل بسا جہاں سے آخر
معشوم کو غیب سے ہو ایوں الہام

قطعہ تاریخ وفات جناب صالح محمد بن احمد سیٹھ ساکن میسور

الہی تیری رحمت سے منور اس کا م قدم
محل خلد یارب کن صالح محمد ہو

چراغ زندگی جسکا ہوا گل آج دنیا سے
دعا معشوم کی ہے جس سے سال فوت ہوا

قطعہ تاریخ وفات جناب خان صاحب سابق ملازم جناب حاجی محمد عبدالقادر سیٹھ ساکن بنگلہ

جسکے غم میں طپاں ہیں پیرو خواں
قرب دیاں ہو اوپر محمد خاں

چل بسا دہرے مرا مونس
یہ دعا ہے مری یہی تاریخ

قطعہ تاریخ وفات جناب یوسف بن صدیق سیٹھ عرف اباسیٹھ ساکن نیلگری

کہ فرط غم سے ہوا خلق میں پناہ بخش
نگاہ رحمت ایزد ہو روح یوسف پر

جہاں سے کون ہوا راہی عدم بھیات
دعا ہے یہ مری معشوم اور یہی تاریخ

قطعہ تاریخ وفات وجہ جناب عبدالستار بن حاجی اسماعیل سیٹھ ساکن بنگلہ

چلی آفاق سے ایواہ خاتون تھی جو دین پرور

ہوئی اندھیر دنیا دیدہ اہل بصیرت میں

لب اخلاص سے مغموم کی ہے التجا دائم ہو نازل رحمت رب چہاں بی بی حلیمہ پر

قطعہ تاریخ وفات خاتون بزرگ پہلوان بی ساکن راس

چل بسی افسوس خاتون معظمہ ہر سے ہو گیا فردوس کا منظر جو اس کو پسند
ہے دعا مغموم کی او یہی سال وفات پہلواں بی پر نزول رحمت ربؐ دو چند

قطعہ تاریخ و فتاحات پیر حسن ہصنا بیادہ نشیں شہر کچھ بھوج

کس مرد مقدس کی ہوئی آج ہے رحلت کس پیر طریقت کو ہوئی موت گلو گیر
مغموم کو ماتف کی ندا آئی فلک سے برحق ہے جہاں پیر حسن شاہ کی جاگیر

ولہ

ہوا جو ہم سے جدا آج گو ہر عرفاں بزرگ سیرت و قدسی صفات و ذی عظمت
فلک سے آتی ہے مغموم دردناک صدا کہ آج پیر حسن شاہ کی ہوئی رحلت

قطعہ تاریخ و فتاحات عبد الحکیم بن محمد یاشم صاحب کن سلیم

رنج افزا ہے دلا بیہات مرگ نوجواں نازل ہوا سکی روح پر اب رحمت رب کریم
لے راہرو ہے بے سر آزار تجھ سے التجا شہرہ اب فاتحہ برد فن عبد الحکیم

قطعہ تاریخ و فتاحات زوجہ جناب عبد الحمید صاحب تاجر حرم بڑیٹ اس

جلی بیہات باغ دہر سے خاتون حق آگاہ تڑپتے ہیں عزیز و اقربا حب کی وقت میں
دل مغموم سے ماتف نے یوں ارشاد فرمایا ملی زہرہ دل آگہ فاطمہ زہرا ہے جنت میں

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب عبید اللہ بنی صنا ساکن راس

اہل بیت خاندان مصطفیٰ سید نژاد
زوجہ عبد اللہ بنی پر رحمت رب عباد
۳۰ ۱۳ ۱۳ ۱۳

چل بسی خاتون با عصمت سر او ہر سے
ہے دعا مغموم کی درگاہ باری ہیں کہ ہو

قطعہ تاریخ زوجہ جناب حاجی ایوب بن حاجی اسماعیل سیٹھ ساکن راس

یا الہی تری رحمت ہو طفیل محبوب
فضل علام ہو اور زوجہ حاجی ایوب
۱۳ ۱۳ ۱۳ ۱۳

رحم کر اسپہ چودی جان رضا پر تیری
ہے دعا بھی مری مغموم سن رحلت بھی

قطعہ تاریخ وفات زینب بی دختر سار حنٹ محمد قاسم صنا ساکن مینی منگ مدراس

غم رفت سے ہوا دل کا سنبھلنا مشکل
کہ زینبیا پہ بجا رحمت ایزد ایدل
۱۳ ۱۳ ۱۳ ۱۳

ہو گئی دختر قاسم کی جو رحلت افسوس
قلب مغموم سے تاریخ خرد نے یہ کہی

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی ابراہیم بن حاجی جان محمد سیٹھ ساکن راس

تھا جو فیاض ماں جو دو سخا میں نامور
رحمت مقبول اکوٹاں حاجی ابراہیم پر
۱۳ ۱۳ ۱۳ ۱۳

جیف اگلزار جہاں سے چل بسا وہ نیک مرد
یہ دعا مغموم کی ہے اور یہی سال وفات

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب عبد لرزاق صنا ساکن بنگلور

جو حق شام و بھر وقف رضائے خالق اکبر
کہ نازل رحمت جبار ہوئی بی حنیفہ پر
۱۳ ۱۳ ۱۳ ۱۳

ہوئی بیحیات رحمت نیک تو نالغ عالم
دعا مغموم کی یہ اور یہی تاریخ رحلت ہے

قطعہ تاریخ وفات وجہ جناب حاجی ابراہیم بن ایوب ٹیٹھ ساکن مدراس

گئی جہاں سے خاتون محترمہ بیچات
خلع دل سے یہ معنوم نے کہی تاریخ
ہے دلیس رنج و غم و درد و یاس کی آمد
کہ ۔ پاکیزہ خدیجہ پر رحمت ایزد

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی ابراہیم بن ایوب ٹیٹھ ساکن بنگلور

چل بسا بیچات دنیا سے وہ مردی شعور
یہ دعا معنوم کی ہے اور یہی سال وفات
حسن خوبی میں جو کیت خلق میں تھا نامور
رحمت آقا ہونا زل حاجی ابراہیم پر

قطعہ تاریخ وفات جناب ابراہیم بن اسحق ٹیٹھ ساکن پھلپوری

چل بسا افسوس مردی شعور
کہ دعا معنوم جس میں سال ہو
ہو گیا درپیش عقبی کا سفر
رحمت باری ہو ابراہیم پر

قطعہ تاریخ وفات جناب الحاج خطیب قاد بادشاہ صاحب بادشاہ ساکن راس

دل ہے نالاں دیدہ گریاں بکثرت فریاد و فغا
یہ دعا معنوم کی ہے اور یہی سال وفات
میرامونس میرا مہم چل بسا دنیا سے آہ
قرب سچاں بزم گم ہو بہر قاد بادشاہ

ولہ

بادشاہ اب داغ وقت دے گیا
یوں کہا ناقت نے سال انتقال
ہو گئی گزار جنت کی جو چاہا
لطف خالق میں ہے یہ بادشاہ

قطعہ تاریخ فاطمہ بی دختر جناب بی ٹھنے میان صاحب ساکن انبازی

داغِ فرقت دیکے باغِ خلد کو چلدی شتاب
فاطمہ پر ہونزِ ول رحمت رب لا جواب

وائے ویلا گلشنِ بہتی سے بانوئے صغیر
یہ دعا مغموم کی ہے اور یہی سالِ وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب شہاب الدین صاحب سلیم ساکن بیلور

چل بسا باغِ جہاں سے آہ وہ مروہ فہیم
شاد ہو رہا تھا جہاں روح شہاب الدین سلیم

ماجرائے غمِ فراق اور بیانِ دلگداز
یہ دعا مغموم کی ہے اور یہی سالِ وفات

قطعہ تاریخ وفات وجہ جناب محمد بن حاجی ایوب ٹیپہ ساکن بنگلور

ہو گئی ملکِ عدم کو آہ دنیا سے بے دواں
بجینا اب رحمتِ حق سے ہو سچا شاوہان

فرقتِ خاتونِ باعصمت ہے دردِ لادوا
یہ دعا مغموم کی ہے اور یہی سالِ وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب محمد قاسم صاحب ساکن ویلور

جو ہر یکِ امر میں تھا کشورِ دل کا ناظم
قربِ حق سے ہو سہرا فرارِ محمد قاسم

جیغِ صد حیف چلا گلشنِ آفاق سے
لبِ اخلاص سے مغموم کہو سالِ وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب صدیق بن عبدالحق صاحب ساکن بنگلور

ساکنِ ان چمنِ دہر ہیں فرقت سے ملول
روحِ صدیق پہ ہو رحمتِ قیوم نزول

آہِ گزرِ ار جہاں سے گلِ خوش رنگ چلا
لبِ اخلاص سے مغموم کہو سالِ وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب صالح محمد بن محمد سیٹھ ساکن بنگلور

تیرے بفضل سے معمور یارب اسکا مرقد ہو

جدا افسوس ہم سے ہو گیا نوجوانی میں

یہی ہے التجا مغموم کی اور سال رحلت بھی
 پیانے رحمت ربی ہو اور صالح محمد ہو

قطعہ تاریخ وقفا جناب شیخ احمد صنا ویلوری ساکن راس

چل بسا باغ جہاں سے مثل لو
 پھول توڑا ہے اجل نے چن کے آہ
 ہے دعا مغموم کی تاریخ بھی
 شیخ احمد پر جواب لطف الہ

قطعہ تاریخ وقفا جناب امین الدین صاحب لجنہ میاں صنا ساکن انباری

ہوا زبیر زیں افسوس فرزندہ سخیو
 دعا مغموم کی ہے اوپر ہی تاریخ علت
 جو آئگادہ جائیگا ہے دنیا کا یہی آئیں
 کہ واجب رحمت رب جہاں ہو اور امین الدین

قطعہ تاریخ وقفا جناب اکرم سید محی الدین صاحب ساکن مدراس

ٹائے وہ دیندار صالح اب کہاں گم ہو گیا
 یہ دعا مغموم کی ہے اوپر ہی سال وفات
 مضطرب شوق بقا ہے جستجو میں ہے نگاہ
 اہل حق سید محی الدین پر ہو فضل الہ

قطعہ تاریخ وقفا جناب شمس العلماء الحاج مولوی غلام رسول صاحب ساکن راس

چل بسا بلخ دہر سے افسوس
 سال رحلت میں ہو دعا مغموم
 رحمت ایزدی ہو اسپہ نزل
 لطف ربی ہو اور غلام رسول

قطعہ تاریخ وقفا جناب مولوی محمد مرتضیٰ صاحب ساکن راس

وقف غم ہر ایک دل ہے آنکھ ہر یک اشکبار
 یوں کہو مغموم گر پوچھے کوئی سال وفات
 حشر تاوا حشر تا پہونچا کہاں دست قضا
 واصل حق ہے عو پایہ محبت مرتضیٰ

قطعہ تاریخ و قاجان خان بہادر ملنگ حیات بادشاہ صاحب کن انباری

حکم قضائے ثل سکا آہ جہاں سے چل بسا	رحمت حق ہو چارہ ساز اور حیات بادشاہ
میری ہے التجا یہی سال وفات بھی یہی	وقف ہو لطف لے نیاز اور تجا بادشاہ

قطعہ تاریخ و قاجان احمد بن عبد الرحمن سیٹھ ساکن بدراکس

چلا باغ جہاں سے جو رضائے حق کا خوگر تھا	تری رحمت کا یارب نور پھیلے اسکی مرقد میں
دغا مغنوم کی بیہ اور یہی تاریخ رحلت بھی	ہو روح احمد پچارہ داخل بزم احمد میں

قطعہ تاریخ و قاجان اسحق بن اسماعیل سیٹھ چودہری ساکن منگلور

ہمچات چلی والدہ حضرت اسحق	تمہی سیر جو دنیا سے ہوئی غلہ کی عازم
مغنوم دعا کر سر اندوہ اڑا کر	ہو رحمت رب مادر اسحق پر داہم

قطعہ تاریخ و قاجان بکا کی حاجی غلام محی الدین صاحب کن انباری

جیف اب گلزار ہستی سے کوئی راہی ہوا	چل بسے جس جاسلاطین چھوڑ کر سب تخت تاج
لمتی مغنوم ہے لے داوڑ روز جزا	یہ غلام محی دین پائے جزائے نیک آج

قطعہ تاریخ و قاجان سلطان محمود صامیلا پور مدرا

آہ آفاق سے کیا قوم کا دل سوز چلا	وقف بہودئی اخواں ہوا جس کا وجود
یہ دعا ہے مری مغنوم یہی سال وفات	اب ہے رحمت معبود میں سلطان محمود

قطعہ تاریخ وفات جناب اللہ رکھا بن غلام حسین ساکن منگلور

چلا افسوس مثل لوبے گل اب دار دنیا سے
دعا میں سال ہے منعموم از قطع سر زندہ

جو تھا باغ جہاں میں قدردانِ دینِ پیغمبر
مدام اللہ کی رحمت ہو اب اللہ رکھا پر

قطعہ تاریخ و فتا جناب اسماعیل بن اللہ رکھا سیٹھ ساکن راس

اہل دانش صاحب تدبیر مرد نیک خو
خاتمہ منعموم سر خم کر پئے سال وفات

باغ دنیا سے کیا بھیجیات عقبی کا سفر
لکھہ کہ افزوں رحمت سجاں ہو اسماعیل پر

قطعہ تاریخ وفات جناب اب محمد عبدالقادر صفا ساکن مدینہ

وہ حق آگاہ گلزار جہاں چل بسا ہیبت
دعا میں سال رحلت ہو لب خلاص منعموم

جو تھا خوبی کا معدن اور جو تھا اپنے معاصر کا
کہو۔ ہو روح پاک عبد قادر قرب قادریں

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب عبدالشکور بن یوسف سیٹھ ساکن بنگلور

دنیا میں رہی نہ نیک خاتون
منعموم دعا ہے اور تاریخ

پیمانہ عمر تھا لبالب
مریم ہو وقف رحمت رب

قطعہ تاریخ وفات جناب دم سیٹھ فرزند جناب یونس صالح محمد سیٹھ ساکن بنگلور

وادرینا کہ چلا گلشن آفاق سے وہ
یہ دعا از لب خلاص ہے منعموم مری

ہمت و صبر سے پہا پہنوا جسکاف دم
فضل سجاں سے مجھ ہو محمد آدم

قطعہ تاریخ و فتا جناب ان محمد سیٹھ فرزند جناب یونس صالح محمد سیٹھ ساکن بنگلور

ہو ہے گلشن عالم سے آہ کوئی روداد
تعمیر و ترمیم و ترمیم وہ گل تر ہو

دوام جان محمد پہ فضل و ادوار ہو
۱۳

ہے التجالب اخلاص سے مری معنوم

قطعہ تاریخ و فتا جناب محمود خان صاحب ساکن راس

جدا ہم سے ہوا لطف الہی اسپہ بید ہو
رقم کرد و ہم محمود خان اور قرب ایند ہو
۱۳

دو شنبہ بارہویں ماہ ربیع الاول کی تھی
دعا مقصود تھی معنوم فکر سال حلت

قطعہ تاریخ و فتا جناب حاجی عیسیٰ اباسیٹھ ساکن راس

فضل و ادوار کا ہوا اسکے سر پہ تاج
رحمت حق روح عیسیٰ پر ہو آج
۱۳

چل بسا فیاض اور غربا نواز
یہ دعا معنوم کی ہے بہر سال

قطعہ تاریخ و فتا جناب عبدالرحمن سیٹھ صاحب ساکن شگلور

یا الہی کھول دے اسکے لئے رحمت کا باب
عبدالرحمن قرب رحمن سے ہو ہم بہر باب
۱۳

چل بسا دنیا سے بیکس و درپہ آیا ہے ترے
یہ دعا معنوم کی ہے سال رحلت بھی یہی

قطعہ تاریخ و فتا جناب موسیٰ بن ایوب سیٹھ ساکن شگلور

کہ آنکھوں میں ہوا تاریکی اب فاق کا منظر
نور رحمت ایند و دو دائم روح موسیٰ پر
۱۳

جہاں سے چل بسا افسوس اب لخت دل ایوب
کبھی معنوم نے تاریخ رحلت بے سرائد وہ

قطعہ تاریخ و فتا زو جناب پیر شاہ نواز صاحب ساکن کچھ بھوج

رہ گیا دل پہ پی داغ تڑماں
بی بی سارہ پہ فضل سبھی
۱۳

چل بسی چھوڑ کے دہر فانی
ہے دعا اور یہ سال کے معنوم

قطعہ تاریخ وفات جناب اللہ رکھابن غلام حسین سیٹھ ساکن بنگلور

تمہے فضل و کرم کا یا الہی اسپہ سایہ ہو
لب اخلاص سے معموم کی ہے التجا اور سال
غریب و بیکین ناچار آیا ہے ترسے در پر
ہو رحمت اب مدام اللہ کی اللہ رکھا پر

قطعہ تاریخ وفات جناب سچاے عبدالشکور صاحب تاجر حرم ساکن بلور

ہمدرد قوم اہل کرم صفا و قار
تاریخ عیسوی ہو رقم بے سر الم
افسوس چل بسا ہے جہاں سے فقور ہو
اب رحمت شکور میں عبدالشکور ہو

قطعہ تاریخ وفات جناب عبدالکریم صاحب عیسوی ساکن بنگلور

مہ صوم سترہ کو شنبہ کا دن
دعا میں ہے معموم کے سال فوت
کیا کوچ دنیا سے مرد فہیم
کہ ہو رحمت رب میں عبدالکریم

قطعہ تاریخ وفات جناب ابوالصوامحمد حنفی علی صاحب قریشی رجب ساکن کلکتہ

چل بسا کیا سخنور ذی شان
ہے دعا بے سر الم معموم
نہیں بزم سخن کی اب رونق
رجب ہو اور نزول رحمت حق

قطعہ تاریخ وفات جناب ابوظفر صاحبی اے واقف ساکن کلکتہ

۱۶ جو کھا تھا پیشانی کا وہ پیش آگیا
قطع کر پائے فنا معموم نے سال وفات
واقف رنگ جہاں تھا جو جہاں چل بسا
رحمت اپنے ہو داغ روح واقف پر کیا

قطعہ تاریخ و فتاویٰ جناب مولانا عبد سبحان صاحب ساکن بد راس۔

آہ انگڑا رہاں سے اٹھیک ہمدرد قوم
یہ دعا معنوم کی ہے سال رحلت بھی یہی
سوز و فرت سے طپاں اہل وطن ہوں ملول
رحمت سبحان پروردہ چند عبد سبحان پر نزول
۱۳

قطعہ تاریخ وفات جناب ابو بکر بن ایوب سیٹھ ساکن بنگلور۔

چلا سکیں صفت غمخوار دین افسوس دنیا سے
دعا معنوم کی ہے بے سراندوہ از تاریخ
نہ تھی مرغوب و ملکوستی فانی کی کچھ بوباس
ہو بس بھت نشاں پو بکر بن ایوب بن لیاں
۱۳

قطعہ تاریخ وفات زوجہ احمد بن عمر سیٹھ ساکن بمبئی۔

وفات ہو گئی خاتون نیک طبیعت کی
دعا یہ ہے مری معنوم اور سال وفات
ہوئی جو مد نظر سیر گلشن رضوان
بجا ہو مایوس حنیفہ پر رحمت رحمان
۱۳

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب شیخ حسین صاحب ساکن بد راس۔

دو شنبہ غمزاں جب کو چل بسی افسوس
لب اخلاص سال وفات اور التجا معنوم
حسین اور شیخ جسکا نام اسکی زوجہ و دلبر
بہم کرد و رقم ہو فضل سبحان بی بی زینت
۱۳

قطعہ تاریخ و فتاویٰ جناب غلام محمد صاحب مہاجر مدد الہام خصوصاً پرنس آف رکاٹ

رحمت سے اپنی کرسرافراز
قلعہ سدا بنیاد سے لکھ،
یار بترے فضل سے ہو خوشنود
دنیا سے چلا غلام محمود
۱ ۳ ۳۷

قطعہ تاریخ وفات جناب امجدین حبیب صاحب خلف باب ابن جنک صدمہ المہم پیشی م

افسوس نوجواں وہ دنیا سے چل بسا ہے
امجد حسین پر پو فضل احمد پیا ہے

ذی علم و ذی شرف تھا ذی جاہ و نیک طینت
مغموم کی دعا سے ظاہر ہے سال رحلت

قطعہ تاریخ وفات جناب لانا الحاج موسیٰ حکیم سید محمد خزانہ ابن حبیب نقوی فخری پورہ

واقف نکتہ عالم سے سرخفی
کہ ہو قرب الہ میں فخری

چل بسا باغ دہر سے افسوس
سال مغموم کچھ دعا کے ساتھ

قطعہ تاریخ وفات جناب احمد سید محمد فرزند جناب برہیم اسحق سیٹھ ساکن بھلری

میز چو حضائل میں شرافت میں چو اسعد ہو
کہ المع مجلس احمد میں داخل روح احمد ہو

نہ ہو کیون داغ غم اس نوجواں کی آہ رحلت کا
دعا مغموم کی یہ اور بھی سال رحلت بھی

قطعہ تاریخ وفات جناب حیدر لدین احمد صاہم شیرزاوہ جناب ایس محمد عبدالقادر صا

عجب کچھ عالم ہستی کا عبرتناک ہے منظر
ہو نازل رحمت باری و حیدر لدین احمد پر

ہو اصد اجل افسوس طفل شیر خوار ایدل
ز روئے التجا مغموم اب یہ سال رحلت

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب محمد موسیٰ سیٹھ صا ساکن ر

جو رضائے رب اکبر کا نہ کرتی تھی عدول
بی بی صفیہ پر یہود ایم رحمت بھان بھول

آہ عالم غریب سے وہ نیک خاتون چل بسی
یہ دعا مغموم کی ہے اور بھی سال وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب صوبیدار عبدالرحیم صاحب ساکن ر

مرد خدا پس کر خلق عظیم
رحمت حق اور ہو عبد الرحیم

حیف کہ آفاق سے اب چل ب
سال ہے مغموم یہی اور دعا

قطعہ تاریخ وفات وجہ جناب ڈاکٹر محمد یوسف صاحب ساکن مدراس

پیائے اپنی بھینسوں میں جسکا فیض تھا جاری
کہ بی بی ام سلمہ پر سدا ہو رحمت باری

چلی افسوس باغ دہر سے وہ پیکر عصمت
کہی مغموم نے تاریخ اسکی ملتجی ہو کر

قطعہ تاریخ وفات جناب محمد صدیق سیٹھ ابن جناب ابو کرم سیٹھ ساکن مدراس

کہ نکبت سے جسکی معطر ہے مرشد
سنا دو کہ صدیق پر فضل ایزد

چلا آہ آفاق سے وہ گل تر
لب التجا سے سن فوت مغموم

قطعہ تاریخ وفات وجہ جناب اسماعیل سیٹھ ابن جناب حاجی اللہ رکھا سیٹھ ساکن مدراس

جو تھی ہمدرد انسانوں کی موت اور دین دور
ہو پیہم رحمت رب میں بانی حلیمہ پر

چلی ممتاز خاتون حشر تاب باغ عالم سے
دعا مغموم کی یہ ادیر ہی تاریخ رحلت ہے

قطعہ تاریخ وفات سان العصر جناب سید اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی

ولا شمع سخن اب گل ہوئی بنم سخنو میں
ہے پنجاہ اکبر رحمت اللہ اکبر میں

چلا ہے افصح الفصحاء دوران آہ دنیا سے
سروش غیب نے مغموم سال اسکا کہا تجھ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی الحاج سید محمد عبد الغفار صاحب سرقاضی بنگلور

آج روپوش ہوئی گلشن عالم سے بہار

جل با فضل میں جہاں سے ہیما ت

لطف آقا ہودام اور ہود عبد الغفار
۶۶ ۱۹

بے سراہ ہوسال اور دعا کے معنوم

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب ابوالمقبول محمود الحسن صاحب محمود و انباری

آہ دنیا سے وہ ردپوش ہوئی زیر کفن
شاد جاں خلد میں ہو زوجہ محمود حسن
۱۳

چل بسی آج وہ خاتون کہ جو تھی نیک صفات
کہہ دیا بے سراہ وہ یہ معنوم نے سال

قطعہ تاریخ وفات جناب سید عبد لقادر صاحب ساکن دیوار

عجب ہے گرنہ دنیا عبرت اندوز بصائر ہو
منبرہ لطف قادر اور روح عبد قادر ہو
۱۳

چلا افسوس مرد عاقبت اندیش دنیا سے
دعا معنوم کی ہے اب لب اخلاص اور سال

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب صوبیدار عبد الرحیم صاحب رحوم کن ہر

اسکو حاصل جادواں ہو قرب اللہ الصمد
لکھ کہ روح عائشہ اور قرب باری ہوا بہ
۱۳

چل بسی افسوس اب خاتون فرخندہ صفات
سال رحلت اب دعا کے ساتھ معنوم خیز

قطعہ تاریخ وفات سید فی شیر خوار دختر جناب ابوالمقبول محمود الحسن صاحب محمود و انباری

آگے بٹھے ہیں جو روز غلبان خواہش پا بوس میں
روح زبیدہ رہ گئی اب گلشن فردوس میں

افسوس وہ معصوم صورت ہو گئی ہم سے جدا
معنوم بہر سال رحلت آئی یوں لے ندا

قطعہ تاریخ وفات جناب ابو العرفان شاہ محمد عبد الرحمن صاحب رومی تسلیم ساکن بنگلور

جدا ہم سے ہوا اور ملک عقی کا ہوا عازم
کہ اب روح ابو العرفان ہو در بختی

چلا تنہا جو دریاے حقیقت کاشا ورتھا
دعا معنوم کی ہے اوپر ہی تاریخ رحلت کا

قطعہ تاریخ وفات جناب خان بہادر شمس العلماء پروفیسر محمد یوسف صاحب نجر ساکن پٹنہ

افسوس چل بسا ہے وہ گزاردہر سے مغموم کی دعا ہے یہی اور یہی ہے سال	جو آفتاب علم تھا علامہ زمان رنجور لطف حق سے رہے شاد جاودان ۱۳۴۱ھ
---	--

قطعہ تاریخ وفات جناب لونس بن صالح محمد سیٹھ ساکن بنگلور

بزرگ قوم حیف اب چل بسا دنیا کی منزل سے اڑا پائے فاکر التجا مغموم بہر سال	نہ کیونکر ہو عزیز خلق جو فخر اب وجد ہو ضیائے یاد حق یونس لد صالح محمد ہو ۱۳۴۱ھ
---	--

قطعہ تاریخ وفات وجہ جناب برہیم بن ابوبکر سیٹھ ساکن کلکتہ

محترم خاتون چلی افسوس باغ دہر سے بے سراسرودگی مغموم سال انتقال	کیا کرے انسان نازل حق کاجب زمان یوں کہو۔ مریم یہ نازل رحمت رحمن ہو ۱۳۴۱ھ
---	--

قطعہ تاریخ وفات عبدالرحیم صٹاؤرنہ جناب شیخ احمد صٹاؤرنہ حرم یوری ساکن پٹنہ

چل بسا آہ جہاں سے گل رعنائے چین صدق و اخلاص مغموم پڑے سال وفات	لونجواں اور خوش اخلاق ذہین اور ہنیم کردعا۔ رحمت منان ہو اور عبد رحیم ۱۳۴۱ھ
---	--

قطعہ تاریخ وفات جناب عیسیٰ سیٹھ مدح خوان ساکن میسور

چل بسا بزم جہاں سے بزم آراء رسول بے سراندہ وہ ہے مغموم سال اور التجا	ذی کمال و نیک طبیعت و اصف شاہ خیل لطف یزدان بزم گہ ہو اور عیسیٰ مدح خوان
---	---

قطعہ تاریخ وفات جناب احمد بن ایوب سیٹھ ساکن بنگلور

چلا ہے آہ جہاں سے وہ صاحب تدبیر
دعا یہ ہے مری معصوم اور یہی تاریخ

کہ جسکے فیض سے ہوتے تھے بہرہ یاب بشر
نزدول رحمت سبحن نور و احمد پر

قطعہ تاریخ وفات جناب یعقوب بن آدم سیٹھ ساکن شگلور

سوئے دار البقاب چل بسا افسوس عترت
دعا معصوم کی ہے اور تہی سال رحلت بھی

بزرگ قوم ہے ہے چھوڑ کر اب گلشن عالم
جو ار رحمت مولیٰ میں ہو یعقوب بن آدم

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی زاہد حسین صاحب کن مدراس

غم سے ہیں جسکے مضطرب الحال ہل دیں
معصوم کی دعا ہے یہ سال وفات بھی

افسوس چل بسا ہے وہ علامہ زمان
زاہد حسین رحمت حق سے ہو شاد جان

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی جان محمد بن موسیٰ سیٹھ عدنان الاساکن بمبئی

چھوڑ لیا دنیا کا پہنچا ہے الہی تیرے حضور
ہے یہ دعا معصوم خیرین کی اور یہی سال وفات

شاد ہو جان رحمت تری اور نور تاباں قدم
فضل احمد ہو جا ابد اور حاجی جان محمد ہو

قطعہ تاریخ وفات زوجہ پیر شیر محمد صنا عاجز ساکن دہرہ دوں

دل سے دیلا محترم خاتون جہاں گل بسی
تھی دعا معصوم لب پر بہر سال انتقال

جسکے غم میں زار و دنا لان بن عزیز و اقربا
فضل رب ہو زوجہ عاجز یہ یوزوں کہدیا

قطعہ تاریخ وفات والدہ جناب پیر شیر محمد صنا عاجز ساکن دہرہ دوں

دل سے دیلا محترم خاتون جہاں گل بسی

رہم ہوا سکھ صائمہ کا جناب لکھنؤ

دعا مغموم کی یہ اور یہی تلیج رحلت ہے
بپا ہو رحمت رحمن و ایم ام عاجز پر

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب شہزادہ نوری ادریش قوی لوطی

افسوس چلا رہا ہے خلق جہاں سے
یار بچن غلہ میں اب اس کا گزر ہو
مغموم سی میری دعا اور یہی سال
اب ہدم قرب احدی روح شہر ہو

قطعہ تاریخ وفات جناب محمد ولی اللہ صناعی پیر حضرت شطاری دریش قوی لوطی

لقب تھا پیر حضرت چل بسا وہ آہ دنیا سے
فیض الہی سجادہ نشین تھا اور حق آگاہ
یہ ہے میری دعا مغموم اور تاریخ رحلت بھی
کہ نازل رحمت رب اور ہو سید ولی اللہ

قطعہ تاریخ وفات جناب ہری محمد اسحق صناعی ساکن سیکور۔

سیکی آہ برستی ہے مری تربت پر
آنکھ لے تو کبھی بھول کے کہ مجھ پہ نگاہ
التجا ہے مری تجھ سے بزبان مغموم
فاتحہ مرقد اسحاق پہ چڑھا لیا

قطعہ تاریخ وفات زوجہ حسن بن عبد الستار سیٹھ ساکن مدراس

دنیا سے نوجواں دہن چلی بسی ہے آہ
دیکر علی ہے داغ غم و حسرت و محن
مغموم التجا ہے پئے سال انتقال
لکھ۔ فضل لا زوال ہوا اور زوجہ حسن

قطعہ تاریخ وفات جناب سلیمان بن آدم سیٹھ ساکن مدراس

وہ مرد نیک طینت چل بسا افسوس دنیا سے
تھا جسکی طبع میں ہمدردی و ایثار کا جو ہر
جو کر سال رحلت تھی دعا کے ساتھ اے مغموم
کہا میں نے کہ نازل رحمت رب ہو سیلماں پر

قطعہ تاریخ وفات جناب اکبر خلیل اللہ صاحب فرزند جناب اکبر دین اللہ صاحب ساکن دیوبند

جہاں سے چل بسا افسوس فی اور اس کی آگاہ ہو جو لطف ایزد مندہ ذاکر خلیل اللہ	مکاہیں دہر نہ ہتی ہیں ہے نشان مفقود عالم یہی معصوم کی ہے التجا اور سال طلت بھی
---	--

قطعہ تاریخ وفات جناب سیٹھ عارف داؤد فرزند جناب یعقوب بن مارون صاحب ساکن دیوبند

چل بسا افسوس گلزار جہاں سے نیک نام روح پر ایسا کی ہو رحمت ایزد دہام	حسرت دارماں کی ناکامی تاسف خیر ہے بے سر انفس ام معصوم لکھ سال وفات
---	--

قطعہ وفات جناب محمد عمر بن حسین سیٹھ ساکن شگلورا

جادہ پیما ہے عدم کا کارواں رحمت حق ہو عسر پر جادواں	چل بسا بیہات دنیا سے کوئی بے سرا نڈیشہ ہے معصوم سال
---	---

قطعہ تاریخ وفات جناب عبداللہ بن اسحق سیٹھ ساکن بدرا

کہ جسکی دید کی بھی رہ گئی معصوم کو حسرت ہو کیجا روح عبداللہ پر اللہ کی رحمت	سفر عقبی کا میرے بھائی صاحب کو ہو پریش دعا بھی ہے مری اور سال بھی یہ بے رنر نگاہ
---	--

قطعہ تاریخ وفات جناب ابراہیم بن اسحق سیٹھ ساکن بدرا

آہ جو ہر وصف میں ممتاز تھا عالی گہر رحمت رب احد واجب ہو ابراہیم پر	کوہ اس دنیا سے میر بھائی مٹانے کیا بے سرفکار لکھ معصوم سال انتقال
--	---

قطعہ تاریخ وفات جناب عبدالستار بن حسین سیٹھ ساکن بدرا

کون دنیا سے چلا ہے افسوس،	دل ہوا بچ والہم سے ہے دو نیم
لب افکار سے معنوم کہو	عبدستار ہوا اور لطف کریم

قطعہ تاریخ وفات خیر جناب محمد بن یونس سیٹھی ساکن بنگلور

آہ دنیا سے چلی وہ نیک ذات	عمر جس نے کی رہ حق میں تمام
یہ دعا معنوم کی ہے، ہو نزول	عائشہ پر رحمت ایزد ہدایم

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب عثمان بن صدیق سیٹھی ساکن بنگلور

چلی بزم جہاں سے آہ خاتون خجستہ ہے	محاسن جسکے سجد و بیاں میں خلق میں اظہر
زروے التجا معنوم اسکا سال رحلت ہے	کہ نازل رحمت باری ہو اب باری جلیفہ پر

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی ابرہیم بن ایوب سیٹھی ساکن بدر اس

مرد صالح دیندار و متقی تھا چل بسا	آہ اب اسکا بدل کوئی نہیں آتا نظر
یہ دعا معنوم کی ہے اور یہی سال وفات	ہو نزول رحمت حق حاجی ابرہیم پر

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجہ مرضی حسین صاحبہ ساکن بدر اس

چلا ہے آہ جہاں سے مرد حق آگاہ	جو علم و فضل و ہنر کا تھا گنجے پایاں
دعا یہ ہے مری معنوم اور یہی تاریخ	ہو ام اب ہو تقسیم یہ رحمت سبحان

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب ساکن واپٹاری

نیک خاتون آہ باغ و ہر سے اب چل بسی	ذات سے جسکی دلا و ابستہ تھی کیا کیا امید
یہ دعا معنوم کی ہے اور یہی سال وفات	قرب و اور سے ہو محکم زوجہ عبدالرشید

قطرہ تاریخ وفات جناب عبدالقادر بن حاجی جان محمد سیٹھ ساکن کٹک۔

چل بسی خاتون با عصمت جو بختی ذی افتخار ہے دعا مغموم کی اپنے فنا کو قطع کر،	وہ ہوا اور قرب الہی وہ ہوا درایان ہو بی بی زینب پر نازل رحمت رحمن ہو
---	---

قطرہ تاریخ وفات زوجہ جناب احمد بن عبدالرحمن سیٹھ ساکن بنگلور۔

چل بسی آہ محترم خاتون، بے سہ انبساط لکھ مغموم	جب اجل آئے دیر ہی کب ہو رابعہ اور رحمت رب ہو
--	---

قطرہ تاریخ وفات زوجہ جناب ی محمد عبدالقدوس صاحب ساکن مدراس۔

چلی وہ محترم خاتون جہاں سے داغ غیبی کو زردیئے التجا مغموم نے اسکی کہی تاریخ	رضائے حق میں تھا ہر دم تسلیم جبکہ خم ہو نازل رحمت باری بر روح آمنہ بیگم
--	--

قطرہ تاریخ وفات جناب حاجی عبدالعزیز صاحب سوگراہن مدراس۔

افسوس چل رہا ہے کوئی مرد ذی شعور مغموم نے کہا یہ لب التجا سے سال	خفگو تھا حق شناس بھی تھا اور حق پسند عبدالعزیز رحمت حق سے پوہرہ مند
---	--

قطرہ تاریخ وفات جناب حاجی ایوب بن حاجی اسماعیل سیٹھ ساکن مدراس۔

افسوس کہ چل سا کوئی مرد خدا مغموم کی التجا ہے اور سالانہ فایا	کسی رہی زندگی جہاں میں قائم ایوب پر رحمت خدا ہو دم احم
--	---

قطرہ تاریخ وفات جناب صاحب وزیر جناب قاضی محمد کریم صاحب ساکن
آگرہ

رحمت قادر ہونا زل اب حبیب اللہ پر

یہ دعا معنوم کی ہے اور یہی سال وفات

قطعہ تاریخ و فتا جناب علامہ مفتی محمد رضا ساکن مدراس

اب تری آغوش رحمت میں وہ لئے مجھ پر
لکھ۔ ہدایم اب قرب حق اور مفتی محمود

آہ دنیا سے چلا وہ سپر علم و عمل
ہے لب اخلاص سے معنوم سال اور التجا

قطعہ تاریخ و فتا جناب حکیم موسیٰ شاہ الدین صاحب قادری ساکن مدراس

وہ جو تھامد و مقام اور عارف لاکھ
شاہ بدر الدین ہو اور قرب سجا ہو

دست و پا چل لباب گمشدہ تاق سے
ہے زروئے التجا معنوم سال انتقال

قطعہ تاریخ و فتا جناب سید مرشد پیران صاحب ساکن انبہاری

وقف غم ہو گئے ہیں پیر و جوان
لطف رب اور ہو مرشد پیران

پہل بسا آہ مرد حق آگاہ
بے سہرا بساط لکھ معنوم

قطعہ تاریخ و فتا جناب آیم عبد الباسط صاحب برق ملک دیر گتہ سپر خیال

خلق جس سے کر ہی تھی علم کی دولت حصول
جاودان ہو برق پر اب رحمت ایزد نزول

چل لبافسون نیاسے وہ حق آگاہ
یہ دعا معنوم کی ہے اور یہی سال وفات

قطعہ تاریخ و فتا جناب سجاد ارنی امین الدین صاحب ساکن انبہاری

آخر اس دنیا سے رطت کر گیا وہ پاکباز
فی امین الدین ہو اور قرب سجا ہو

ناصح مشفق جو تھا اور راست باز و نیک خلق
سے زروئے التجا معنوم سال انتقال

قطعہ تاریخ و فتا امین الدین صاحب ساکن انبہاری

جو تھی معصوم صبیہ چل بسی وہ دار فانی سے	پریشاں ہیں اعزہ اقرار با جواب نالاں آج
جو فکر سال تھی مجھ کو تو از روئے بقا معصوم	کہا میں نے یہی۔ ہو آمینہ بفضل سجاں آج

قطعہ تاریخ و فاجئنا الحاج مولوی شہیدہ حسینہ فادرا الشطاری میلانور اس

افسوس چل بسا ہے وہ یکتائے روزگار	گنج علوم و قدوہ دین، مقبل الہ
پائے فنا اڑا کے ہے معصوم کی دعا	رجل کا قرب اور ہو سید حسین شاہ

قطعہ تاریخ وفات جناب سیح الملک حکیم اجل خان صاحب رشتہ دہلی۔

چلا وہ نائے دنیا سے جو بہر ردی کا پتلا تھا	جہاں ہیں چرخ علم و فضل کا تھا اک مہتاباں
دعا معصوم کی ہے بے سرا عدا ہو جس سال	کہ۔ ہر لطف الہی اور سیح الملک اجل خان

قطعہ تاریخ و فاجئنا محبت حسینہ صاحبہ۔ این یں بی عا لبحانو اسرین ہوا صدیم پی

ہمیت جہاں سے چل بسا نیک صفات	افسوس شباب میں عدم کی لاری راہ
معصوم کہو بے سرا اندیشہ یہ سال	محبوب حسین پر ہو اب فضل الہ

قطعہ تاریخ و فاجئنا اسمعیل بن یعقوب جان محمد سیٹھ ساکن بنگلور

چل بسا وہ نوجوان کفایت سے	مرد صالح تھا جو ادراہل خرد
اب دعا کے ساتھ اسے معصوم سال	لکھ۔ ہو اسمعیل پر فضل اح

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب خلیل عبد الجلیل صاحب ساکن انبھاری

چل بسی و احتراب زوجہ عبد الجلیل	وہ جو تھی وقفہ رفا سے خالق کون مکان
بے سرکار ہے معصوم میری التجا	فاطمہ پر اب ہونا نکل جنت بجاں

مضامین نشر

اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی جامع تعریف ان دو جہوں میں ادا کی یعنی ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔ بظاہر اسکی کچھ اہمیت معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو بجائے خود یہ ایک وسیع مضمون ہے جسکے لئے ایک دفتر چاہئے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اکثر ایسے مختصر جملوں میں ہوا کرتا تھا جو متعدد نکات اور وسیع مطالب سے معمور ہوا کرتے تھے اسی لئے آپ جامع الکلم کہلاتے تھے۔ اب اسپر غور فرمائیں کہ یہ ایمان کی تعریف کس قدر صحیح اور صادق ہے۔ درحقیقت ایک مسلم کی نجات اسی میں ہے کہ وہ خوف اور امید کو اپنا رہبر بنائے۔ اسی میں اسکی بہتری اور اسی میں اسکے ایمان کی سلامتی ہے۔ قرآن مجید کے مطالب کی خلاصہ یہی ہے کہ خوف اور امید کو اپنے دلمیں جگہ دیجائے مثلاً جسقدر ادا امر و نواہی ذکر ہے وہ تمام میں الخوف کے تحت ہیں آجاتے ہیں۔ اور جسقدر خدا کی رحمت اور نعمت کی بشارت ہے وہ سب ذالرجاء کے تحت میں آجاتی ہے ایک صحیح الدماغ آدمی کا کام ہے کہ وہ اسکو سوچے اور سمجھے۔ بظاہر اسپر ایک اعتراض وارد ہو گا کہ اگر صرف خوف اور امید سے ہماری نجات ہو سکتی ہے تو ہم کو نیک اعمال کی کیا ضرورت ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جسکے دلمیں خوف خدا جاگیر ہو گا وہ کبھی خدا کے فرمان کو ترک نہیں کر سکتا۔ وہ شب و روز خدا اور رسول کی خوشنودی میں اپنی اوقات بسر کرے گا۔ ورنہ خوف کے کیا معنی ہیں۔ کیا یہی کہ گناہ پر گناہ کرتا جائے اور خوف بھی رکھے۔ یہہ متضاد صورتیں باہم کیونکر جمع ہو سکتی ہیں۔ آؤ۔ میں آپکو ایک دنیوی مثال سمجھاؤں۔ ایک باپ اپنے بیٹے کو یا ایک استاد اپنے شاگرد کو اپنی فرمانبرداری کی ہدایت کرتا ہے اور در صورت عدم تعمیل اسکو سزا کا خوف دلاتا ہے اور در صورت تعمیل انعام و اکرام کی امید دلاتا ہے تو کیا وہ سزا کا کسی صورت سے نا فرمانی کر سکتا ہے۔ ایسا کرنے سے اسکو سزا پانچا خوف ہے

اور سزا بھی ایسی سخت جسکا اسکو تجربہ ہو چکا ہے اور اپنے بھائیوں کو سزا پاتے دیکھ چکا ہے جبکہ وہ
ہرگز تحمل نہیں ہو سکتا۔ کیا آپ امید رکھ سکتے ہیں کہ ایسے شخص سے نافرمانی سرزد ہوگی۔ یقیناً اسکا
جواب نفی میں ہوگا۔ پھر جب وہ باپ کی یا استاد کی خوشنودی حاصل کر لیا تو ضرور اسکو امید رکھنی
چاہئے کہ وہ انعام و اکرام سے بھی سرفراز ہو گا بخلاف اسکے وہ کیا احمق لڑکا ہوگا جو نافرمانی بھی کرتا
ہے اور سزا سے بھی بے خوف ہے اور امید رکھتا ہے کہ وہ انعام و اکرام بھی پائے گا یا نہ؟ شخص
انعام تو کیا پائے گا بلکہ اندیشہ ہے کہ استاد بھی اسکو مدرسے سے خارج کر دیگا اور ماں باپ بھی اسکو
حاق کر دیں گے۔ اب فرمائیے کہ اسکا ٹھکانہ کہاں ہے۔ اب آپ کو صاف معلوم ہو گیا کہ ایمان کے دو جز ہیں
ایک خوف اور دوسری امید۔ ایک جزو کے ترک کر دینے سے ایمان کامل نہیں ہو سکتا پس یہ کس قدر
افسوس کی بات ہے کہ خوف کا تو ہمارے دلیں گز نہیں مگر امید ہی امید کا سبق ہے۔ آخر یہ کیسی بات
کی امید۔ کونسی خدمت کا صلہ۔ نافرمانیاں کرتے جاتے ہیں۔ منہیات سے احتراز نہیں۔ مگر امید
کہ ایک دم کیلئے جدا نہیں ہوتی۔ اگر کوئی ناصح مشق کہتا ہے کہ خدا کے عذاب سے ڈرو۔ تو کہا جاتا
ہے کہ خدا کریم ہے، غفور الرحیم ہے، ہلکے ڈر، بچا، بھلا یہ بھی کبھی سوچا گیا کہ خدا قہار بھی ہے
ذوالجلال بھی ہے، مالک یوم الدین بھی ہے اس کے غضب سے انسان کیونکر بچ سکتا ہے۔ وہ غفور الرحیم
تو بیشک ہے مگر ہم نے اسکی خوشنودی کا کونسا کام کیا جبکہ اس کے رحم کی امید کیجائے۔ ابھی میں نے
دنیوی مثال سے آپکو سمجھایا کہ نافرمان لڑکا کبھی باپ کی یا استاد کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا
مگر باپ اور استاد کی سزا یہی ہے کہ چند فوجیاں مارے گا یا گھر اور مدرسے سے خارج ہونا پڑے گا۔ یا بھوکا
رہنا ہوگا مگر خدا کی نافرمانی کی سزا آتش جہنم ہے اور اس میں اقسام کے اسباب ایسے ہیں جسکے تصور سے
روح کا پتی ہے تو کیا چند روزہ عیش و عشرت کے پھر دوسرے عقلت میں مبتلا ہو کر ایک غیر محدود مدت
تک ہم ایسا سخت عذاب سہارا کر سکتے ہیں۔ میرے عزیزو! اگر عقل سلیم ہے تو سوچنے کی بات ہے
خدا تو یہ کہنے پر ہلکا ہی نہیں بلکہ اسکی عبادت سے منع نہیں کیا۔ یہ بناوی عبادت و شریعت، عیش و عشرت
اور دنیاوی کاموں کے ساتھ ساتھ اس کے احکام کی بجا آوری اور اس کی تعظیم کی ضرورت ہے۔

اور حقوق العباد بھی بجالانا ہمارا فرض ہے آخر اسکی دی ہوئی کاشمیر کا شکر بجالانا چاہئے فرمان خداوندی ہے
لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَشَعْمًا یعنی خدا نے انسان کو کوئی ایسی تکلیف نہیں دی مگر اس کے
وسعت کے مطابق مطلب یہ ہے کہ ایسا کوئی فرمان جو ہماری طاقت سے باہر ہو دسا نہیں فرمایا
پھر کیسے قدر غفلت کی بات ہے کہ باوجود طاقت کے ہم اسکے احکام سے سترابی کرتے ہیں حالانکہ
دنوی منفعت کیلئے سخت سے سخت مشقت کو ادا کرنے کے لئے ہم مستعد ہو جاتے ہیں جو چند روزہ
زیادہ نہیں اور آخرت کی منفعت سے جو دائمی اور ابدی ہے غافل ہیں اس سے یہی پایا جاتا ہے کہ
ہم کو عذاب آخری کا یقین نہیں ورنہ ایسا کریں کی کوئی وجہ نہیں بہت سے حضرات جو علانیہ معافی
میں گرفتار ہیں جب انکو باز آئی کے لئے کہا جاتا ہے تو فوراً کہ لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ کا
سبق پڑھنے لگتے ہیں مگر انہوں نے اس پر بھی غور نہ کیا کہ جب خدا کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں
ہو سکتا تو پھر یہ امر دینی سزا و جزا کس لئے ہے۔ آؤ اسکے معنی بھی تم کو سمجھائے دیتے ہیں۔
شائد مندرجہ ذیل شعر آپ کے سمجھانے کے لئے کافی ہو گا۔

گر کافر و گنہگار پرستی باز آ

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

صد بار اگر تو بہ شکستی باز آ

این درگہ مادر گم نو میدی نیست

مطلب یہ ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے ہم نے اگر کیسے ہی سنگین جرم کئے ہوں اور کیسے ہی غفلت
میں مبتلا ہوں مگر ناامید ہونی کی کوئی وجہ نہیں سچے دل سے توبہ کیجئے اور آئندہ کے لئے عہد
کیا جائے کہ کبھی فرمان الہی سے سترابی نہ کیجئے گی اور ایمان بین الخوف والرجاء سے مستفید
ہو کر لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ کے اپنے کو مستحق بنائیں یہی معنی ہیں جسکو غلط فہمی سے کچھ کچھ
سمجھ لیا گیا ہے اور قاعدے کی بات بھی یہی ہے کہ ایک مزدور یا ایک صناع یا ایک ملازم
اپنی غیر معمولی ذمات سے کوئی کام انجام دیتا ہے تو انعام کا امیدوار بھی ہوتا ہے اور وہ
انعام بھی پاتا ہے۔ مگر وہ کیسا احمق ملازم ہو گا کہ کام تو کچھ کرتا نہیں اور صلہ کی امید رکھتا ہے
شاید بعض کو یہ شبہ گزرے کہ جب اعمال صالحہ پوری طور سے بھلائے جائیں فرمان خداوندی

سرتابی نہ کیجائے پھر خوف خدا کی کیا ضرورت ہمارے اعمال کی جزا لازمی ہے۔ اس شبہ کو دفع کرنے کے لئے اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ اعمال صالحہ کا بجالانا ہی خوف کا نتیجہ ہے، مگر پھر بھی خوف کا ترک کرنا ضعف ایمان کی دلیل ہے اس لئے کہ انسان سہو و خطا سے بچ نہیں سکتا۔ سوائے انبیاء کے کوئی معصوم نہیں۔ اگر ہم ایک دن اور ایک رات کا حساب لگائیں کہ ہم سے کتنی رنگیاں سرزد ہوئیں اور کس قدر جرم کے مرتکب ہوئے تو غالباً ہمارے معاصی کا پلہ بھاری ہوگا۔ ماسوا اسکے حسن عمل کے لئے صدق اور خلوص کی ضرورت ہے۔ خدا جانے ہمارا کونسا عمل مقبول ہو اور کونسا مردود۔ اس لئے ہر حال میں خوف خدا کی ضرورت ہے اسکے ساتھ امید بھی وابستہ ہونی چاہئے ورنہ خالی امید ہی امید سے ایمان کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نیتوں پر موقوف ہیں یعنی حسن عمل کے لئے حسن نیت بھی ضرور ہے۔ ناموری، شہرت اور ریا کا اس میں دخل نہ ہو۔ کسی خوشامد یا چاچا پوسی کی غرض سے یا بدنامی سے بچنے کی نیت سے نہ ہو۔ بلکہ جو کام ہو خالصاً اللہ ہو۔ ورنہ اسکا نیک عمل ضائع ہو جائیگا۔ یہ حدیث اس قدر مشہور ہے کہ جاہل سے جاہل بھی اسکو ٹوٹے کی طرح رٹ لیتا ہے۔ گو نفس مطلب سے نا آشنا ہو اس سے جس قدر غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں ناقابل بیان ہیں۔ ایک رند، ایک ڈاکو، ایک سفار ایک شاہد پرست، اپنے افعال شنیعہ کی پردہ پوشی کے لئے اس حدیث کو اپنا انتھائے خیال قرار دیکر اسی کو بطور رند پیش کرتا ہے۔ ایک ضعیف الاعتقاد اسی کو اپنے اعمال کی کسر بناتا ہے اور بالاتفاق سب کا یہی قول ہے کہ ہمارے اعمال سے قطع نظر کر کے ہماری نیتوں کو دیکھو۔ یہ ایسا بیہودہ خیال ہے کہ کوئی ذی شعور اسکو تسلیم نہ کرے گا کیونکہ نیک کاموں میں نیت کا فتور ہو سکتا ہے مگر اعمال بد میں حسن نیت کا سارا بعید از عقل ہے، حسن نیت کا خیر

کے لئے ہے نہ کہ افعالِ شنیعہ کے لئے۔ قرآن و حدیث سے جب ایک فعل ناجائز اور حرام قرار پایا تو اس کا مرتکب کوئی نیک نیت مسلمان ہو سکتا ہے۔ ولو بالفرض وہ نیک نیت بھی ہو تو کیا وہ حرام فعل انکی نیت کی وجہ سے جائز ہو جائیگا؟ ہرگز نہیں۔ مثلاً زینہ نے ایک کھیل کا مال چرایا۔ اس نیت سے کہ اسکے مال سے دوسروں کو فائدہ پہونچایا جائے۔ یا عمر نے ایک شخص کا قتل جائز رکھا تاکہ لوگ اسکے شر سے محفوظ رہیں۔ بکرنے ایک فاحشہ کی مقصد براری کے لئے اس سے زنا کا مرتکب ہوا۔ یا خالد نے اسلئے شراب پی کہ چند ساعت اپنے دماغ کو بھل خیالات سے باز رکھے۔ راشد نے اپنی ضعیف الاعتقاد کی وجہ سے حصولِ ثواب کے لئے تعزیریں اور شدوں کے آگے سر جھکایا اور منت مانی تو کیا یہ تمام ناجائز کام انکی نیت کی وجہ سے جائز ہو جائیگے؟ غور کرو ایسے کیسے ہو گناہوں کے لئے اس حدیث کو پیش کرنا کس قدر بھائی اور ناشائستہ دلیری ہے گویا انکی دانست میں حسن نیت سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ العباد اباللہ شرع شریف سے منحرف ہو کر حسن نیت کو قائم رکھنا ایسا ہے جیسا مکان کے ستونوں کو گرہ کر چھت کو قائم رکھنا حالانکہ بغیر ستون کے چھت قائم نہیں رہ سکتی۔

پسند ار سجدی کہ راہ صفا | تو ان رفت جز در پے مصطفیٰ

جنابِ رسولِ قبلِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حسنِ عمل کے لئے ہے نہ کہ افعالِ شنیعہ کیلئے چونکہ نیت کا جاننے والا وہی عالم الغیب ہے لہذا آپ نے متنبہ کیا کہ دیکھو لوگوں میں تو بہت راجبِ نفسِ عملِ نیک کے نہ میں پوشیدہ ہو جائیگا مگر خداے پاک سے مخفی نہ رہیگا کیونکہ وہ نیتوں کو دیکھتا ہے۔ غرض کسی کی نیت کو جاننے کی کوشش کرنا انسان کی فطرت سے باہر ہے۔ اگر بظاہر سیکانیکِ عمل ہو تو حسنِ ظن سے کام لینا چاہئے اور اسکی قدرِ اخلاقی بھی کرنی چاہئے۔

ہر کر انیک و پار سا بینی | یار ساداں و مروتیک انگار

باقی بھلی یا بری نیت میں اسکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہم کوئی حکم نہیں لگا سکتے۔

اسی طرح اعمال بد جو شرعاً اور عقلاً ناجائز ہیں خواہ کسی نیت سے ہوں پسندیدہ نگاہ سے دیکھنے کے قابل نہیں نہ اسکی کوئی تاویل کیجا سکتی ہے خواہ لوگوں میں وہ کیسا ہی برگزیدہ مانا جاتا ہو مگر درحقیقت وہ نفسانی خواہشات کا بندہ ہے اسکا باطن ظاہر سے الگ نہیں ہو سکتا اسکی نیت اعمال کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو نیک توفیق عطا فرماوے آمین۔

عَزَّ مَنْ قَتَعَ وَذَلَّ مَنْ طَمَعَ

طمع اور قناعت دو متضاد حالتیں ہیں جس سے مختلف نتائج پیدا ہوتی ہیں طمع تمام برائیوں کی جڑ اور قناعت تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے اسلئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عَزَّ مَنْ قَتَعَ وَذَلَّ مَنْ طَمَعَ یعنی عزت قناعت سے اور ذلت طمع سے حاصل ہوتی ہے سبحان اللہ صرف دو لفظی فقرے میں آپ نے فقر کو نین کا شیرازہ باندھ دیا یا یوں کہو کہ دریا کو کوڑے میں بند کر دیا۔ سوچنے والا دماغ اور سمجھنے والا دل چاہئے چشم بصیرت کیلئے اس میں بہت سے اسرار اور راز پوشیدہ ہیں۔ میدان عمل میں اگر ہم اس حدیث شریف کو اپنا اصول قرار دیں تو ہر ایک آفت پر ایک شر سے محفوظ رہ کر برکات خداوندی سے مالا مال ہو کر دارین کی خوبی حاصل کر سکتے ہیں مگر افسوس کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس تعلیم سے ہم اس قدر دور پڑے ہیں کہ منزل مقصود کا نشان تک نہیں ملتا۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ماتھے پر توڑ کر بیٹھ جانا قناعت اور دولت دنیا حاصل کرنا طمع ہے نہیں نہیں بلکہ دولت دنیا ہی دین کی تقویت کا موجب طمع کا مفہوم یہ کہ انسان اپنی منفعت کی دھن میں حلال و حرام کی تمیز نہ کرے اور ہر جائز اور ناجائز طریق سے اپنے ٹکے نہہے کرنے کی فکر میں ہے خواہ آپس کسی کا نقصان ہی کیوں نہ ہو غیر کے کیسے پر اسکی نظر لگی ہو جس سے سرشت صبر ماتمہ جاتا رہے گریاد رکھنا چاہئے کہ وہ ہمیشہ غیروں کا دست نگر اور محتاج رہے گا کیونکہ طمع راحہ حرف اندہ ہر بندہ ہی میں مفلوج ہے۔ قناعت وہ ہے کہ باوجود جدوجہد و کوشش رزق اسکو میر ہو اسیر ناخوش ہو بلکہ راضی و رضا ہے

الہی ہو کر شکر الہی بجالائے۔ اپنی حاجت روائی کیلئے کسی بندہ خدا سے طبعی نہ ہو یہی اہلی قناعت
 اب میں دونوں کے نتائج الگ الگ بیان کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ طبع سے کس قدر برائی
 پیدا ہوتی ہیں اور قناعت سے کتنے خوبیاں حاصل ہوتی ہیں۔ طبع سے حلال حرام کی تمیز نہیں
 ہوتی اپنے اور بیگانوں میں امتیاز باقی نہیں رہتا۔ غیرت نام کو نہیں رہتی۔ خوشامد کی لت
 پڑ جاتی ہے۔ ہمدردی مفقود ہو کر خود غرضی کا مرض بڑھ جاتا ہے۔ ہو او ہوس کے دام میں گرفتار
 ہو جاتا ہے۔ نور ایمان سے محروم و سادوس کذب شیطانی کا ہجوم دلوں کو احاطہ کر لیتا ہے چوری
 ڈکیتی دغا فریب فتنہ فساد ریا حسد چغلخوری اسکا ادنیٰ کرشمہ ہے کیسا ہی عقلمند آدمی ہو
 مگر طبع میں پڑ کر احمق بن جاتا ہے۔ بد و زطیع دیدہ ہوشمند۔ حریص آدمی ایک موبہم امید پر
 اپنی عمر ایکال کرتا ہے مگر جب اسکو اپنے مقصد میں ناکامی ہوتی ہے تو کمال حسرت دیا س
 کے ساتھ کہتا ہے۔ ۵

نہ خدا ہی طمانہ وصال صنم نہ ادھر ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
 گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

برخلاف اسکے قناعت سے اولوالعزمی استقلال ثابت قدمی بے نیازی، دلیری، خودداری
 وقار و تمکنت حاصل ہوتی ہے نہ اسکو کسی امیر کی پروا نہ کسی حاکم کی احتیاج۔ بلکہ وہ خود اپنے
 اقلیم دل کا بادشاہ ہے چنانچہ کسی شاعر کا قول ہے۔ آرز بگزار و بادشاہی کن۔ اسکا بھروسہ
 صرف ذات خدا پر ہے۔ اسی سے غرض رکھتا ہے۔ اسی سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے۔ وہ
 مفلس رہ کر بھی تو نگری کرتا ہے۔ شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں۔ ۵

قناعت تو نگر گند مرد را خبر وہ حریص جہاں گرد را

وہ غیروں کے پاس ذلیل نہیں ہوتا بخلاف اسکے طامع آدمی باوجود قدرت کے ہرگز ناکس
 میں ذلیل ہوتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ حاجتمند رہتا ہے۔ چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۵

آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج احتیاج است احتیاج است احتیاج

خَيْرَ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا.

صدیاں گزر گئیں۔ انقلاب زمانہ کے دستبرد نے عادات، اطوار، رسم و رواج کو اپنی اصلی حالت پر پہنچنے نہ دیا حکماء قدیم کی حکمت تقویم پارینہ ہو گئی۔ فلسفہ یونان کی وقعت باقی نہ رہی۔ آئے دن ایک نہ ایک نقص نکلتا رہتا ہے۔ حوادث زمانہ کے طوفان خیر و خیر محض کو تک نہ ایک اور اق بھی منتشر ہو گئے جمعیت کاشیرازہ کو مرنے لگا۔ اور تو اور کتب آسمانی میں بھی حسب ضرورت زمانہ بخیرین جوتی چلی گئی اقوام عالم نے بقضاء وقت بعض نہ بھی احکام کو برائے خود غور و تدبیر سے چھوڑ کر کئی خوشش کی اور کر رہے ہیں۔ فلسفہ کی نذر جیوں نے ہر شے

انجن کی زریست کو معرض خطر میں ڈال دیا ہے مگر شمع ہدایت اسلام کا نور کبھی ماند نہیں ہوتا نہ ہوا اور نہ ہوگا
 بلکہ ان کے پھیروں سے طوفان خیر حادثوں سے فلسفہ کی آندھیوں سے کبھی یہ چراغ گل ہو نہ پائیں
 بلکہ اپنے دامن فروغ کو وسیع کرنا جاتا ہے اور بجے ہوئے دلوں میں اپنا نور پھیلاتا ہے۔ قرآن
 مجید جیسا تیرہ سو سال سے پہلے قابل عمل تھا آج بھی ویسا ہی ہے اور قیامت تک رہیگا۔ اس کے
 احکام ہر زمانے کے مطابق، ہر ایک طبع کے موافق، ہر پیر و جواں کے لئے قابل عمل، اسکے اصول
 سادہ، اسکے مطالب دلپسند، اسکے الفاظ جامع جسکے آگے فصحاء عرب نے باوجود مخالف اسلام
 ہونیکے تسلیم کر لیا اسکا کوئی لفظ کوئی حرف کوئی نقطہ کوئی زیر و زبر کم و بیش ہنوا اور نہ ہوگا
 مقدس کتاب ہر قوم کے لئے نوبہ ہر زمانے کے لئے مفید عقل کے مطابق آفتاب منور و درین کی
 رہبر اسی طرح حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال قابل تسلیم ہر زمانے میں موثر ثابت
 ہوئے اور ہو گئے۔ آپ کے الفاظ مختصر اور جامع ہوتے تھے چنانچہ جوامع الکلم آپ کی مخصوص صفت ہے۔
 آپ کے اقوال نہ صرف دینی بہبودی کیلئے ہیں بلکہ ہر ایک کام میں سبق آموز ہیں۔ آپ سید الکونین
 بین دارین کی خوبی آپ کی پیروی پر منحصر ہے۔ آپ کا ایک مختصر جملہ بھی صد مامفید پہلو رکھتا ہے۔
 سیدالابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال سے صرف ایک دو لفظی فقرہ نقل کرتا ہوں کہ
 خیر الامور اوسطہا یعنی میانہ روی سب سے بہتر ہے۔ سبحان اللہ ایک فقرے میں کس
 وسیع مضمون سمایا ہوا ہے جسکی تشریح کیلئے ایک دفتر چاہئے اور کتنے سادہ الفاظ ہیں جو ہر ایک
 کے ذہن نشیں ہو سکیں اعتدال پر قائم رہنے کے لئے افراد و تفریڈ سے بچنے کے لئے کیا عمدہ طریقہ
 ہے اور کیسا موثر پیرایہ ہے۔ اعتدال کے لئے چند امور کی تخصیص نہیں بلکہ ہر ایک امر میں اعتدال
 رکھنے کی ہدایت ہے نہ صرف دنیوی امور بلکہ دینی امور بھی ایسے تحت میں آگئے۔ آداب ہم
 دنیوی امور میں اسکا موازنہ کریں اور دیکھیں کہ دنیا کا کوئی ایک کام ایسا ہے جسپر الفاظ
 صادق نہ آئیں کاش مسلمان صرف اس حدیث کی پیروی کرتے تو دارین کی نعمت کیسی مالک ہو
 مٹنے، پھٹنے، چلنے، پھرنے، کھانے، پینے، سونے میں بھی اگر اعتدال قائم نہ ہو تو اس کے

مضرت رسالتی واقع ہونے میں کچھ بھی تامل نہیں ہو سکتا۔ بیاہر نور آدمی کا دماغ تیز ہو جاتا ہے، عقل میں فتور واقع ہوتا ہے۔ اس طرح بالکل کم کھانیوں لانا تو ان ہو جاتا ہے۔ فرائض ادا کرنا بھی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ زیادہ سونے سے طبیعت میں کاپی پیدا ہوتی ہے۔ بالکل کم سونے سے نیند کا غلبہ مضحک کر دیتا ہے۔ صبح خیزی فرحت بخش زندگی ہے بخلاف اسکے دیر سے اٹھنا مضرت زندگی ہے۔ بسیار گو کو فضول گو کا خطاب ملتا ہے اور ایسی کم گوئی کہ ضرورت کی بوقت بھی اس کا ظہور نہ ہوتی ہے عقل کا موجب ہے۔ شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں۔

دو چیز تیرے عقل پر دم فرو بست	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی
-------------------------------	------------------------------

اعتدال اچھی چیز ہے لکن اگر محنت کرنے سے آدمی بیمار ہو جاتا ہے ایسا ہی راحت طلب آدمی جو محنت سے جی چراتا ہے وایم المریض رہتا ہے ہر حال میں اعتدال ضروری ہے۔ زیادہ مطالعہ کرنے سے ضعف دماغ اور کمی بصارت کی شکایت پیدا ہوتی ہے اور اس اسکی کم التفاتی دارین کی خوبی سے محروم رکھتی ہے۔ کثرت مباشرت سے آدمی کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور بالکل ترک مباشرت سے امراض لاحق ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ چند باتیں تمثیل پیش کی گئی ہیں ورنہ کوئی کام ایسا نہیں جو اس حدیث شریف کے مضمون سے وابستہ نہ ہو۔ آؤ اب ہم دینی امور میں اس کا موازنہ کریں۔ انسان کے لئے بہت عمدہ عمل عبادت اور ذکر الہی ہے مگر اس میں ایسا متحمل نہ ہو جائے کہ دوسرے تمام امور بالائے طاق رہ جائیں

مثلاً حقوق اہل عیال، حقوق والدین، حقوق استاد، حقوق ہمہ سایہ حقوق مساکین وغیرہ اور اس قدر بھی غافل نہ ہو جائے کہ فرض نمازیں بھی قضا ہو جائیں لہذا یہاں بھی خیر امور پیش رکھنا چاہئے۔ اسکے بعد محاذات کی بہت فضیلت ہے مگر اس میں بھی افراط و تفریط سے بچنا چاہئے اگر اپنی حیثیت سے زیادہ فیاضی کرے جس سے مقروض ہو نیکا اندیشہ ہو تو وہ صرف کھانا لینگا اور اگر باوجود قدرت اپنی حیثیت کم خیرات کرے تو بچل کھائینگا اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو دہشت نہیں رکھتا بلکہ ایسی شجاعت چاہئے کہ موقع پر ہوا ہو تو وہ تحقیق چاہئے

مثلاً کسی ظالم کے پنجہ سے مظلوم کو بچانا یا اگر آفت آپڑے تو اس کا مردانہ وار مقابلہ کرنا ایسے موقع پر کسی کرنا بزدلی کی علامت ہے اور اگر جوش شجاعت میں ہر ایک سے دست و گریبان ہوتا ہے تو اس کو مردم آزار کہینگے۔ نام آوری اور شہرت کیلئے فیاضی کرنا یا بدنامی سے بچنے کے لئے۔ دونوں مساوی ہیں۔ اول لہذا کر دیا اور مؤخر الذکر خود غرضی ٹھہری گی۔ خالصاً جو کام ہو گا اسی کا ثواب ملیگا۔ ہمارت کے لئے پانی کا مقدار بھی اوسط ہونا چاہئے یعنی مقدار شرعیہ سے زیادہ استعمال کرنا اسراف ہے اور کمی کرنے سے ہمارت نہیں ہو سکتی۔ خانہ خدا جیسی متبرک جگہ کوئی نہیں گرا سیں بھی نقش و نگار اور گلکاری میں روپیہ برباد کرنا اسراف ہے مستحکم اور شاندار عمارت ضرور ہو مگر سادگی کے ساتھ بخلاف اسکے باوجود استطاعت مسجد کی تعمیر مکمل بخل سے کام لینا بھی اسکی عظمت کو گھٹانا ہے لہذا ہر امر میں خیر کا مورد اور وسطیٰ کو مدنظر رکھنے سے دین و دنیا میں سرخروئی حاصل ہو سکتی ہے علیٰ ہذا القیاس دین کا کوئی شعبہ اسکے فوائد سے خالی نہیں خدا ہر مسلمان کو اسکے عمل کی توفیق عطا کرے۔

کُلِّمَ مَرَهُونٍ بِأَوْقَاتِهَا۔

مذکورۃ الصدۃ حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ جمیع امور اپنی اوقات کے رہن کئے ہوئے ہیں یعنی ہر ایک کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ اس وقت مقررہ پر اس کا ظہور ہوتا ہے۔ وقت کے آگے حصول مدعا غیر ممکن۔ اسودگی و خوشحالی دولت اور فارغ البالی، بخت کی یادری، صحت بدن کی استواری، تاثیر دعائے سحری، یہ سب سب امن اوقات سے وابستہ ہیں۔ لیکن انسان کو اس قدر علم نہیں دیا گیا جو آئندہ وقت کا پتہ لگا سکے تاکہ ایام انتظار اطمینان سے بسر ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا کردار دلایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ گو کہ یہ حدیث شریف زمانہ خاص عام ہے مگر کتنے لوگ ہیں جو اس کو سوچنے اور سمجھنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔ پھر کتنے لوگ ہیں جو اس صحیح طور سے عمل کرتے ہیں۔ حوادث کی چٹان سے، مصائب کے طوفان سے ہتھکڑ

بدحواس ہو جاتے ہیں کہ استقلال نام کو باقی نہیں رہتا۔ خیر یہ تو ایک سخت آزمائش ہے جس میں ہر ایک پورا نہیں اتر سکتا مگر معمولی واقعات میں اکثر لوگ ایک خوشنما امید کے سہارے جب اپنی جدوجہد میں ناکام ہوتے ہیں تو اپنی کوشش کو سعی لاحاصل سمجھ کر اور اس دست بردار ہو کر مایوسی کے عمیق غار میں گر پڑتے ہیں حالانکہ انکو معلوم نہیں کہ حصول مقصد کیلئے کونسا وقت مقرر ہے پھر یہی نہیں بلکہ تقدیر کے بھی شاکی پائے جاتے ہیں جو ایک فاش غلطی ہے لیس لذلک انسان الامنا تسعی یعنی انسان سوئے سعی و کوشش کے کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ انسان کا کام جدوجہد ہے اور تقدیر کا کام مایوری۔ بغیر مقصد پانوں ار نے کے تقدیر کو بدنام کرنا شیوہ عقلندی نہیں کسی شاعر کا قول ہے: نادیدہ رنج گنج میسر نمی شود۔ مثلاً تجارت کے لئے فہم و فراست سے کام لینا۔ کار آمد مال ننگانا۔ حساب کتاب کی جانچ پڑتال کرنا۔ قرض دینے میں احتیاط کرنا۔ راستی اور دیانتداری اختیار کرنا۔ یہ ہمارا کام ہے یا تقدیر کا۔ اگر ہم گھبر بیٹھ رہیں تو کیا تقدیر ہماری تجارت چلائے گی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ تجارت سے معقول منافع حاصل کرنا، مال کا کثرت سے فروخت ہونا۔ یہ سوئے مایوری تقدیر کے نہیں ہو سکتا مگر اس کا بھی وقت مقرر ہے جسکو ہم نہیں جانتے۔ وقت کی انتظاری میں اپنی جدوجہد کا سلسلہ جاری رکھنا چاہئے۔ پھر کوئی مشکل نہیں جو آسان نہ ہو چنانچہ کسی شاعر کا قول ہے۔

مرد باید کہ ہر اسان نہ شود

فصلی نیست کہ آسان نہ شود

بعض حضرات نے اس کا نام قناعت رکھ چھوڑا ہے کہ ماتھے پر توڑ کر تقدیر پر راضی ہو جائیں مگر قناعت کا مفہوم یہ نہیں بلکہ قناعت اسکو کہتے ہیں کہ اپنی سعی و تدبیر میں معروف و بکرہ راضی ہر ضا الہی رہیں یعنی وہ جو کچھ عطا کرے اس پر قناعت کیجائے۔ یہی حقیقی قناعت ہے۔ حضرت سرمد فرماتے ہیں۔

س

ایک کار ازیں دو کاری باید کرد
یا قطع نظر زیارہ می باید کرد

سرمد کہ اختیاری باید کرد
یا تن برضا و دست می باید داد

درگاہ باری میں ہماری یہ دعا ہوتی چاہئے۔

کارِیکم بر توکل تو کردم ابتداء | یارب بفضل خویش سائنس پانہنا

عاقبت اللہ باری ہی ہے کہ ہم اپنے عارضی مصائب سے نہ ٹھہریں اور آئندہ کی خوشگوار
ایویں زندگی بسر کریں ورنہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کے دائرے سے خارج
ہو جائیں گے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در پس ہر گریہ آخر خذہ ایست | مرد آخری مبارک بندہ ایست

جو اپنے حصول مقصد کی شکایت کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہماری امیدوں کا
سلسلہ کتنا ہی کمی ختم ہو جانے پاتا ہے یا شیطان کی آفت کی طرح وسیع ہو جاتا ہے
ایک آرزو پوری ہوئی تو دوسرا موجود پھر تائب گوراس سے منسلک ہوتی ہے اچھا بچہ
داغ و حرم کا شہر ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی ہر خوش پہ دم بکلی
بہت ارمان میرے دل کے کھلے پھر بھی کم بکلی

پھر ہمارے ایک تقدیر مادی کرے اور کتنی امیدیں پوری ہوں پھر دل بھرا امیدوں کا
ہجوم ہوا میں ہے استعداد ناپاک خواہشیں بھی مدفون ہو گئے۔ اسی لئے ترکیب نفس لازمی اور ضروری
شمار۔ حضرت عبداللہ انصاری کا قول ہے کہ رنج مردماں از دو چیز است۔ از وقت پیش
میں و از قسمت پیش۔ یعنی لوگوں کا رنج دو چیزوں سے ہے۔ وقت سے آگے چاہنا۔
اور قسمت سے زیادہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد طالبان ہدایت ایک نجات دہندہ
کی جستجو میں سرگرداں تھے۔ پانسو سال تک دنیا پر کفر و الجاد کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اس
عرصہ میں کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوا وجہ یہ کہ اسکا ایک وقت مقرر ہو چکا تھا۔ قبل از وقت
جسکا ظہور غیر ممکن تھا۔ آخر وقت آیا اور خدا کا برگزیدہ نبی پیام ہدایت آیا۔ اور دنیا
کو کفر و ضلالت سے پاک کر دیا۔ یا رب صل و بارک علیہ والہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسبیح کمرہ سے باز اگر کفار کمرہ سے حسب قرار وادائے سخت نمرانہ
 پر یا بھی صلح کے لئے معاہدہ کر لیا جو صحابہ کو ناگوار گزرا۔ کیونکہ حضور جانتے تھے کہ کفار کمرہ کے
 مغلوب ہونیکا وقت ابھی آیا نہیں جس سے صحابہ بخیر تھے چونکہ صحابہ پر بیداری چھائی ہوئی تھی
 خداوند کریم نے اس آیت سے انکی تشفی کی کہ فتح کا وقت قریب ہے۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ
 وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ
 إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا یعنی اے پیغمبر سنا دو انکو کہ جب آئے مدد خدا کی اور فتح اور دیکھے تو
 لوگوں کو کہ دین الہی میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں پس پاکی بیان کر ساتھ تعریف پروردگار
 اپنے کے اور بخشش طلب کر اس سے تحقیق وہ تو یہ قبول کرے یا لا۔ آخر مقررہ وقت پر آپ نے
 فوج کشی کی اور شہر کمرہ فتح ہوا نئی روشنی کے دلدادہ بعض حضرات جو اس حدیث سے روشناس
 نہیں تاشیر دعا سے بھی انکار کر بیٹھے اور دعا کو فعل عبث قرار دئے کیونکہ انکی کوئی دعا قبول
 نہیں ہوتی اور ہو تو کیوں کہ ہو۔ کیونکہ دعا کیلئے ترک کئے نفس ضرور ہے۔ پھر اطلاق خود تنی
 خشوع خضوع اگر یہ وزاری چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ

تانا گریدہ اہل کے خدا وچمن	تانا گریدہ طفل کے خوشدھن
----------------------------	--------------------------

پھر ان شرائط کے بعد اجابت دعا کا بھی وقت مقرر ہے جس سے بندہ بخیر ہے۔ پھر یہ
 جنابین جن کا مغرور ہر درگاہ باری میں بھی نہ جھکتا ہو ایک چھکاری کی مانند خشوع خضوع
 اور گریہ وزاری کر کے اپنی کسر شان کو سمجھیں جو انکے پاس نکاح تہذیب فعل ہے اور حلقہ
 اجابت میں شیم شیم کا طعنے جنین پھر وہ سر سے سے تاثیر دعا کے منکر نہ ہوں تو کیا کریں حالانکہ
 خداوند کریم قرآن شریف میں جا بجا دعا کی ہدایت اور دعا کا طریقہ بتاتا ہے۔ یہ حضرات
 اتنا بھی نہیں سوچتے کہ چنگانہ نمازیں ہر رکعت میں قرات سورہ فاتحہ فرض ہے جسکے بغیر
 نماز ہی نہیں ہوتی۔ اسی سورہ میں خدا نے پاک دعا کا طریقہ بتاتا ہے اِذَا كَانَ مِنَ الْمُشْتَقِيمِ صِرَاطًا
 الَّذِي أَنْشَأْتَ عَلَيْهِمُ الْغُضُوبَ عَلَيْهِمُ وَلَا الصَّالِينَ -

ترجمہ۔ اے پروردگار دکھا ہوسید ہی راہ ان لوگوں کی راہ جن کو تو نے اپنی نعمت سے سرفراز کیا
 سوائے انکے جو تیرے غضب کے سختی ہوئے اور نہ گمراہوں کی راہ۔ اس میں صاف طور سے دعا طلب
 کرنیکی ہدایت کی گئی ہے جسکو ایک معمولی علم والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبر تمام
 عمر دعا و مناجات میں بسر کئے ہیں۔ پھر ایسے تجباب لدعوات مقربان خدا کی تاثیر دعائیں بھی تاخیر
 ہوتی ہے۔ پھر ہم اور ہماری دعا کس گنتی میں۔ ابو البشر حضرت آدم نے عفو گناہ کے لئے جو گریہ و
 زاری کی اور مدت دراز تک انکی دعا قبول نہ ہوئی کون نہیں جانتا آخر مقررہ وقت پر در
 اجابت و اہوا اور توبہ قبول ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر اپنے نحت جگر جناب
 یوسف علیہ السلام کی جدائی میں ساہا سال گم گئے زاری کرتے دعا مانگتے اپنی آنکھوں کو کھول بیٹھے
 مگر اجابت دعا کا ایک وقت مقرر تھا جو مدت کے بعد ظہور پذیر ہوا۔ بات یہ ہے کہ مصلحت
 خداوند کریم کو ہم نہیں جانتے۔ چونکہ دنیا دار الامتحان ہے پس سخت امتحان اسی سے لیا جاتا ہے
 جو اسکی قابلیت رکھتا ہو اور وہ خاصان خدا ہیں جو ایسے سخت امتحان میں پورے اترتے ہیں
 اس میں خداوند کریم کی مصلحت تھی کہ دیکھیں ایسی سخت مصیبت میں صبر کے ساتھ میرا پیارا
 بندہ مجھ سے راضی رہتا ہے یا مجھ سے غافل ہو جاتا ہے۔ دوسری مصلحت یہ تھی کہ حضرت
 یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے کردار بد کی سزا پائیں اور اپنے مذموم فعل سے ناوم پیونہ قحط
 میں مبتلا ہو گئے اور خدا نے انکو حضرت یوسف کا دست نگر نیا یا تیسری مصلحت یہ تھی کہ
 حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے نور دیدہ کو شانانہ کرد فر کے ساتھ دیکھ کر اپنے آنکھوں کو منظور
 کریں۔ اور فرط خوشی سے ایام گزشتہ یکدم بھول جائیں علی ہذا القیاس اور بیشمار مصلحتیں
 ہونگے جن کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ آخر میں میری یہ دعا ہے کہ خدا ان گمراہوں کو راہ راست
 دکھائے جو تاثیر دعا کے منکر ہیں۔

دین اور دنیا

یہ بات تو ظاہر ہے کہ دین سے مراد مذہبی احکام اور دنیا سے مراد مال و دولت اور جاہ و حشمت ہے لیکن علم انسان نے حصول دولت کو ہی دنیا قرار دیا جو کیونکہ جاہ و حشمت دولت سے سطح و البتہ ہے جیسے چولی دامن کا ساتھ پس جاہ و حشمت کیلئے حصول دولت ہی کافی ہے۔ رہی اولاد اسکے نہ ہونے سے کیسی دنیا داری پر حرف نہیں آتا اور اس کے ہونے کوئی دنیا دار نہیں کہلاتا جب تک اسکو دولت حاصل نہ ہو۔ لیکن مولانا روم قدس سرہ دنیا کے معنی میں کرتے ہیں۔

چیت و نیا از خدا غافل شدن نے لباس و فقر و فرزند و زن

یعنی وہ دولت ہو انسان کو خدا سے غافل کرے دنیا ہے اور ظاہر اسباب غفلت میں مبتلا ہو رہی ہیں یعنی مال دولت اور جاہ و حشمت۔ وہ شخص جو اسکی طمع اور محبت میں خدا کی یاد سے غافل ہو گیا وہ دنیا دار ہے ورنہ فرزند و زن مال دولت، و حقیقت دنیا نہیں بلکہ وہ مبارک ہے اسکے لئے جو یاد الہی سے غافل نہ ہو بیشک مولانا کا ارشاد بہت بجا اور درست ہے لیکن چونکہ اصطلاح عام میں دولت کو ہی دنیا کہتے ہیں لہذا ہم بھی اسی نام سے اسکو بیان کر نیکی لئے اسکے دو قسم مقرر کرتے ہیں۔ ایک وہ قسم جس سے آخرت کی بہتری ہو سکے اور دوسری وہ جو انسان کی غفلت کا باعث ہو اب سوال یہ ہے کہ ہم کو ان ہر دو چیزوں کی حصول کرنیکی کوشش کرنی چاہئے یا صرف ایک ہی چیز پر قناعت کیجائے یعنی دین یا دنیا؟ اگر ہم دونوں حاصل کرنا چاہیں تو یہ ممکن ہے یا غیر ممکن؟ اس میں لوگوں کے مختلف قول ہیں۔ ایک فریق کا قول ہے کہ دونوں کا حصول ہونا اجتماع ضدین ہے اور یہ غیر ممکن ہے۔ دونوں سے ایک بات اختیار کرنی چاہئے۔ دنیا طلب کھلے الفاظ میں تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم کو صرف دنیا مطلوب ہے لیکن انکے بیان سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ موجودہ حالت میں مذہبی پابندی سے مجبور ہیں اور وہ اسکو غیر ممکن بھی کہتے ہیں۔ دوسرا فریق وہ ہے جو صرف دین کی پابندی پر اچانقوت بیان صرف کرتا ہے اور دنیا کو مذہب اور مشن قرار دیتا ہے اور اسکا خیال بھی پہلے فریق کی مانند

کہ دونوں کا حاصل کرنا غیر ممکن اور اجتماع ضدین۔ مثلاً فریق وہ ہے جو ان دونوں کے خلاف ہے نہ اسکے نزدیک ان دونوں کا حصول کرنا اجتماع ضدین لازم آتا ہے نہ اسکے نزدیک ان دونوں کا حصول غیر ممکن۔ اگر وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ دونوں کو مل کر کرنا لازم ہے تو حضرت جو بنیاد پرستے انسان پر اعتراض کشاڑ سے مجھوت ہے۔ بغیر دنیا کے دین کی حفاظت پوری ہو سکتی ہے۔ جو سکتی اور بغیر دین کے دنیا بائیس اور یہودہ ہے۔ واقعی اس فرقہ کا خیال بہت ہٹیک اور درست ہے اور یہی سبیل ہے جسکے باعث انسان دین و دنیا میں متزلزل ہو سکتا ہے۔ دین کی ضد دنیا نہیں ہو سکتی نہ دنیا کی ضد دین بلکہ دین کی ضد بیدینی اور دنیا کی ضد غفلت ہے۔ دین اور دنیا کا چرملی دامن کا ساتھ ہے۔ جو دین کو دنیا کے لئے حاصل کیا جاتا ہے بیکار ہے بلکہ جو دنیا دین کو تقویت پہنچانیکے لئے حاصل کیا جاتی ہے وہ بہتر اور مبارک ہے۔ ۵

مبادا دل آں فرومایہ شاذ	کہ از بہر دنیا و بد دین بباد
-------------------------	------------------------------

مولانا روم کا مقصد یہی یہی ہے میں کہتا ہوں کہ دین اور دنیا بمنزلہ روح اور جسم ہے۔ بلیز ایک کے دوسرا بیچارہ ہے جیسا جسم روح کا مرکب ہے ویسا ہی دنیا بھی دین کا مرکب ہے۔ روح اگر چہ لطیف ہے مگر بغیر مرکب کے وہ چلنے پھرنے سے مستور کار و بار دینی و دنیوی سے مجبور ہے۔ یہی طرح دین بغیر مرکب کے اپنی رفتار سے سست اور در ماندہ ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کو قرب الی اللہ ہر دم اور برآں حال ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں وہ بغیر جسم کے اعلیٰ علین کی سیر کرتے ہیں وہ اس خاکی جسم چھوڑ دینے کے بعد بھی لوگوں کو فیض اور تائید پہنچانے میں مجبور نہیں ہو سکتے۔ ۵

خاصان خدا خدا نباشند	لیکن ز خدا جدا نباشند
----------------------	-----------------------

پیرا دے سخن عوام الناس کی جانب ہے۔ انکے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ دنیا بھی حاصل کریں اور دین بھی میرے بیان کی تردید میں بعض حضرات یہ شعر پیش کریں گے۔ ۵

ہم خدا خواہی و ہم دنیا سے و دل	این خیال است و محال است و جنوں
--------------------------------	--------------------------------

مگر میں انکی غلطی ثابت کر دوں گا۔ مولانا نے صرف دنیا پر کتنا نہیں کیا بلکہ دنیا کے دون کہا۔ پس دنیا
دوں وہی ہے جو باوجود خدا سے غافل کرتی ہے۔ جو خواہشات نفسانی اور طمع سے مملو ہے جسکو ہم نے
قسم دوم قرار دیا ہے۔ البتہ ایسی نازک دنیا کے ساتھ دین کا طلب کرنا ایک امر محال بلکہ جنوں ہے
اور ایک بزرگ کا قول ہے۔ ۵

دنیا بیسج است و کار دنیا ہمہ بیسج | بسج زہر بیسج در بیسج پمیسج

یہ بھی ٹھیک اور درست ہے یعنی دنیا کو بقا نہیں۔ دنیا اور اسکے علاقے فنا ہونے والے ہیں
اسپر ایسے گرویدہ ہو جاؤ جس میں دین باقی نہ رہے بلکہ دین کی تقویت کیلئے اسکو حاصل کر دو
مرنے کے بعد روح کا جسم سے قطع تعلق ہو جاتا ہے مگر وہ شخص جو دنیا کو دین کا مرکب بنا کر رفاہ
عام میں اپنے دین کو آراستہ کیا وہ رحمت الہی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جن
کو ہم اپنی اصطلاح میں دنیا دار کہتے ہیں اگر ان لوگوں کا وجود نہ ہوتا تو آج قوم کس سپری
کی حالت میں کیسی ذلت و خواری میں اپنی زندگی بسر کرتی۔ دین اور مذہب کی اشاعت
کیونکر ہوتی۔ مدرسے اور یتیم خانے کیونکر قائم ہوتے، خانقاہیں اور مساجد کس طرح تعمیر ہوتیں
گورنمنٹ میں کیونکر رسوخ حاصل ہوتا۔ ظالم سے مظلوم کون بچا سکتا۔ مقام متبرکہ جیسے
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کیونکر نصیب ہوتی۔ معذور اور ضعیفوں کی دستگیری
کون کرتا۔ جن کو اپنے اہل و عیال کی پرورش و بھروسہ وہ غیروں کی کیا تائید کر سکتا ہے
اور اخوت اسلامی کو وہ کیونکر ثابت کر سکتا ہے۔ اگر دنیا کو دین کا مرکب نہ بتایا جاتا تو اسلام
کا آفتاب درخشان آج چار دانگ عالم میں اپنا نور بھیلانے میں کیونکر کامیاب ہوتا۔ خلفائے
راشدین کے کارناموں کو دیکھو جسکے سطوت و جبروت کے آگے روئے زمین کے بادشاہوں
کی گردنیں جھک گئیں۔ جنہوں نے اپنی فتوحات کا سکھر عرب مجرم میں بٹھا دیا کیا ان کے پاس
دنیا داری کا ساز و سامان کبھی تھا، کیا انھوں نے تنگ دستی میں انکو یہ فتوحات حاصل رہے
حضرت ابو بکر صدیق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی دنیا داری سے کون شخص ناواقف ہے

خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب مفلس تھے بنی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی لاداری میں کس کو کام ہے مگر بات یہ ہے کہ ان مقدس بزرگوں نے دنیا کو خواہشات نفسانی کا ذریعہ نہ بنایا بلکہ ترقی اسلام اور رفاه عام میں اس کو صرف کیا۔ آپ بھوکے رہتے تھے اور بھوکوں کو کھلاتے تھے۔ لباس میں متعدد پیوند لگے ہوئے تھے مگر تنگوں کو نفیس کپڑا پہناتے تھے اپنے نفس کے لئے دنیا رو دہم کی انکے نزدیک سنگریزوں سے زیادہ وقعت نہ تھی۔ انکی دولت بیت المال تھی جس کا دروازہ ہر دم غریبوں اور مسکینوں پر کھلا ہوا رہتا تھا۔ اگر وہ اپنے نفس کی آسائش ڈھونڈتے تو انکے پاس دولت کی کمی نہ تھی۔ دولت انکے قدموں پر نثار ہوتی تھی۔ تائید غیبی انکے ہمراہ تھی جو شخص ان پر مفلسی کا داغ لگاتا ہے وہ سخت غلطی پر ہے۔ دنیا بیشک انکے پاس تھی مگر انہوں نے اس کو اپنے نفس کیلئے حرام کر رکھی تھی۔ انہیں کا صدقہ ہے کہ آج اس گئے گزے ہوئے زمانہ میں ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ دنیا جسکی مذمت مولانا روم نے کی ہے اور جسکے لئے متواتر احادیث آئی ہیں درحقیقت نفس پرستی کا نام ہے جس کو ہم نے قسم و دم قرار دیا ہے۔ ایسی دنیا زبون اور طالب اسکا ملعون ہے۔ مگر وہ دنیا جو رضائے الہی اور خوشنودی خالق کے لئے حاصل کیجائے۔ مبارک ہے وہ دولت جس سے اہل عیال کی پرورش ہو۔ عزیز و اقربا کی تائید ہو۔ بہایوں کے حقوق ادا ہوں۔ محتاج اور دور ماندوں کی دستگیری ہو اس کو خدا نے پاک کی نعمت عظمیٰ سے شمار کرنا چاہئے تنگ دستی میں انسان کیا کر سکتا ہے جس کو شب و روز فکر معاش دامگیر ہو جس کو اہل عیال کی پرورش دشوار ہو جس کو کھانے کے لئے غذا اور پہننے کے لئے لباس تک میسر نہ ہو اسکی پریشانی میں کیا کسر ہوگی۔ وہ کس طرح خاطر جمعی سے احکام مذہبی ادا کر سیکے گا۔ پر اگندہ روزی پر اگندہ دل۔ اس مصیبت میں وہ کیا خاک صفائی قلب حاصل کر سیکے گا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے مندرجہ ذیل دو شعر میں مفلسی کا فوٹو کھینچا ہے جس سے ہم عمدہ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

تعلق انسانی

یہ ایک ایسا غیر محدود سلسلہ ہے کہ جب تک انسان اپنی زندگی کا دو ختم نہیں کرتا یہ سلسلہ کبھی ختم ہونے نہیں پاتا۔ مسلمان ہو یا ہندو، نصرانی ہو یا مجوسی، شرقی ہو یا غربی، شمالی ہو یا جنوبی، اسکے وسیع احاطہ سے کوئی خارج نہیں ہو سکتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ کیسے تعلقات کام ہوں اور کیسے زیادہ اور یہ بھی بدیہی بات ہے کہ ایک ہی شخص کے واقعات زندگی میں تعلقات کبھی یک دیکھی زیادہ۔ بس آدمی جو آزادانہ زندگی کے شتاق میں تعلقات قطع کر لے کر مسلسل قطع کرے۔ گروہ اپنے مقصد میں ناکام رہتے ہیں۔ کیونکہ جب قدر قدیم تعلقات قطع ہوتے ہیں۔ جدید تعلقات میں اضافہ ہوتا ہے اگر ہم اسکو فطرت ثانی کہیں تو بجا نہیں فطرت سے علیحدہ ہونا ممکن نہیں انسان ہر اہل روتے ہی ایک وسیع تعلقات کا سلسلہ اپنے ساتھ لاتا ہے جیسے ماں باپ، بھائی، بہن، بھائی، چچا، نانا، نانی، دادا، دادی وغیرہ اور جوں جوں مر جاتا ہے۔

و دنیوی تعلق کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو بدوں قطع کئے کبھی قطع نہیں ہونے پاتا انسانی تعلق بھی دینی تعلق کا ایک جزو ہے جیسر ہم آگے چل کر بحث کریں گے۔ الغرض وہی شخص جس کو لوگ ابتدا میں فرزند، پوتا، نواسا، بھانجا، بھتیجا کہا کرتے تھے اسی کو اب لوگ باپ، دادا، ماما، چچا، نانا وغیرہ کے معزز القاب سے یاد کرنے لگے اور حین جیات تک یہ سلسلہ وسیع ہوتا چلا جاتا ہے جو لوگ انقلاب زمانہ کے شاکہ میں وہ اپنے ہی سلسلہ زندگی پر ایک غائر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ انسانی زندگی کس قدر انقلاب پذیر ہے اگر ایسا نہ ہو تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے اس طرح انقلاب زمانہ بھی ایک لازمی امر ہے اگر یہ نہ ہو تو خدا اور بندہ کا تعلق قائم ہونا دشوار ہو جائے۔ غرض انسان کیساتھ اس قدر تعلقات وابستہ ہیں کہ ایک کے بعد ایک کا سلسلہ برابر قائم ہوتا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنی ناجائز کوشش سے دو چار یا اس سے تعلق قطع کر دے۔ مگر ان تمام تعلقات کو جو اسکے ساتھ وابستہ ہیں قطع کر دینا غیر ممکن ہے۔ بعض محال اگر ایسا ہو بھی تو پھر اسکی زندگی دشوار ہو جائے۔ انہیں تعلقات سے انسان بہت سے مشقت میں پڑتا ہے اور انہیں کے باعث لطف زندگی بھی حاصل کرتا ہے۔ ایسے شک نہیں کہ کثرتِ علاقے سے آدمی اقسام کی پریشانیوں اور افکارات میں گھرا ہوا رہتا ہے جس قدر علاقے کم ہونگے اس قدر افکارات سے بیکدوشی حاصل ہوگی۔ بہت بہت اور زود رنج آدمی ان مصیبتوں سے گھبرا کر اکثر قطعِ تعلق کر لیتے ہیں مگر جو مستقل اور عالی بہت ہیں وہ ہمیشہ سینہ سپر ہو کر تادمِ زیست اسکو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے متعلقین کے کثرتِ تعداد پر فخر کرتے ہیں چونکہ آدمی مختلف الطبع اور مختلف الخیال ہوا کرتے ہیں لہذا یہ غیر ممکن ہے کہ سب کو اپنا بھینال بنا لیں۔ ادھر بی بی کی درشتی، ادھر مہربانپ کی طعنے زنی، ادھر بھائیوں کی بغادت، ادھر بہنوں کی یورش۔ ایک رضامندی میں دوسرا ناخوش اسکی کشمکش میں جیسا کہ یہ شہر زباں ہوتا ہے۔

ایک دل ہے یا الہی کس کو دوں کس کو نہ دوں
یہ اہلِ اودہ ہے کہ اب اس کے سونو کرے کردوں

جب تک انسان اپنی خواہشات کو پامال کرے اپنے تعلقات ہرگز قائم نہیں رکھ سکتا پس جو مائل ہے وہ بجائے اسکے کہ دوسروں کو اپنا ہم خیال بنائے آپ انکا ہنجیال بن جاتا ہے اور اسکی پروا نہیں کرتا کہ اپنے خواہشات برباد ہو جائیں ہر ایک کو اپنی دلجوئی رضامندی معذرت سے خوش کرتا ہے گو وہ بالکل کامیاب نہ ہووے مگر بہت سی کامیابی حاصل کر لیتا ہے اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے ع۔ زمانہ باتو نہ سازد تو زمانہ بساز۔ ایسے ہی مقدس نفوس سے لوگ اکثر مشورہ لیا کرتے ہیں کیونکہ آدمی کے جس قدر گہرے تعلقات ہوں یا دوسرے لفظوں میں جسکا قبیلہ بڑا ہو اسکو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تجربہ ہوا کرتا ہے زمانے کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف رہتا ہے بخلاف اسکے ایک تنگدل آدمی ان افکارات سے گھبرا کر قطع تعلق کر لیتا ہے ایسا کرنا درحقیقت قدرتی بیڑیوں کو کاٹنا اور احکام خداوندی سے روگردانی کرنا ہے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو سب قطع تعلق کر کے محض خداوند عالم سے تعلق رکھنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ بہت سے راہب اور زاہد آبادی کو چھوڑ کر دیرانہ اختیار کر لئے ہیں جسکا نام گوشہ عزلت رکھے ہیں۔ اکثر دشت و بیابان میں سکونت اختیار کئے ہیں اگرچہ اس عمل سے ایک حد تک وہ اپنی خواہشات نفسانی کو بھی پامال کر دیتے ہیں سب منہ موڑتے ہیں اور خداوند کریم سے رشتہ جوڑتے ہیں۔ حقوق خداوندی تو پوری طور سے ادا کرتے ہیں مگر حقوق العباد کو وہ پس پشت ڈال دیتے ہیں اور سلسلہ تناسل کو بھی منقطع کرتے ہیں۔ اسلام نے اس رہبانیت کی بیخ کو اکھاڑ کر پھینک دیا کیونکہ۔

۷

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو | در نہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کہ وہ بیاں
اسلام نے یہ تعلیم دی کہ دل بیلند دست بکار یعنی از و واج شرعی سے سلسلہ تناسل کو بھی قائم رکھو جن دوزخ زد، والدین، ہمسایگان، شاگرد، استاد، دوست، احباب، ہر درہم سب کے حقوق ادا کرو، تو حق باز دے معاش حاصل کرو دیکس اور محتاجوں کی

دشمنی کرو۔ رفاہ عام کے کام اختیار کرو۔ اپنے معلومات سے لوگوں کو فیض پہنچاؤ۔ دوسرے کے معلومات سے آپ فیض حاصل کرو۔ واسے۔ درے۔ قدے۔ قلعے۔ اپنے فیض کو۔ وسیع کرو۔ خدمت خلق اختیار کر کے مخدوم بنو۔ چنانچہ کسی بزرگ نے کہا ہے۔ ۵

اگر نفیت بجز خدمت نہ ہو۔ بخل نفیت۔ بہ تسبیح و سجادہ و دلی نیست۔

با ایں ہمہ رشتہ خداوندی قائم رکھو۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو انکی پیروی اختیار کرتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ لوگ جو آبادی کو چھوڑ کر ویرانہ اختیار کئے کیا وہ علاقے کی زینچ سے سبکدوش ہو گئے ہرگز نہیں۔ کیونکہ گو تمام علاقے قائم نہ رہے مگر تعلق خداوندی تو قائم ہو گیا۔ اگر کسی نے تعلق خداوندی کو بھی خیر باد کہہ دیا پھر بھی اس کا تعلق منقطع نہیں ہو سکتا کیونکہ ویرانے میں ضرور حیوانوں سے اسکا تعلق قائم ہو جائیگا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ بغیر تعلق کے وہ اپنی زندگی بسر کرے۔ لوگ تنگدلی سے گھبرا کر کہا کرتے ہیں۔ ۵

منکر معاش ذکر خدا یا درفشکاز۔ و دودن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے۔

لیکن درحقیقت یہ انکی غلطی ہے۔ خلفائے راشدین کی سوانح میری پر ایک گہری نظر ڈالیں کہ دودن کی زندگی میں انہوں نے کیا کچھ کر دکھایا۔ شرق سے غرب تک کا یا پلٹ دی۔ ہم کو ان بزرگوں کی تقلید کرنی چاہئے۔ ۵

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق۔ باشد بقدر ہمت تو امتلا سے تو۔

تعلق انسانی عام ہونے کی وجہ سے کسی سے خصوصیت نہیں رکھتا افراد انسان سے کوئی بھی اس سے سبکدوش نہیں ہو سکتا ہر ایک پر خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو اس کا حق مساوی ہے اور اسکا تعلق بغیر کم و بیش کے سب یکساں ہے۔ اس تعلق کو نہ تو فطرت روک سکتی ہے نہ مذہب کا زبردست ماتھے اس پر حملہ کر سکتا ہے۔ ابتدائے آفرینش بنی آدم سے انکی بنیاد پڑ چکی ہے اور پھر نے متفرق رنگ میں اسکی جلوہ آرائی کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کی آغوش میں پرورش پانا اسی تعلق کا نتیجہ تھا اور ایسے صد ہا نظیر ہیں کہ کئے لوگوں نے اپنی جان کو خطرے

میں ڈاکر دوسروں کی جان بچانے میں کامیابی حاصل کی اور محض اس وجہ سے کہ انسانی تعلق کا حق ادا ہو جائے۔ تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ معمولی واقعات ہر وقت پیش آیا کرتے ہیں مثلاً کسی نے کسی کو ڈوبتا ہوا پایا اور فوراً اپنی جان کو خطرے میں ڈاکر اسکو بچایا! انسانی تعلق نے اسکو یہ دیکھنے کی اجازت نہ دی کہ ڈوبنے والا شخص بت پرست ہے یا اندرانی، بیگانہ ہے یا بیگانہ، اسی طرح کوئی شیر کے بچے میں گرفتار رہا اور دوسرا معاً اسکی جان بچانے کے لئے شیر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ کوئی مصیبت زدہ کسی ظالم کے بس میں آگیا اور ایک باہمت شخص نے اپنی جان کو خطرے میں ڈاکر اسکو نجات دلائی۔ غرض ایسے صد ہا واقعات روزمرہ مشاہدے میں آیا کرتے ہیں جن کو ہم محض انسانی تعلق کے نتائج سے نامزد کر سکتے ہیں لیکن اس تعلق کو قائم رکھنا یا منقطع کرنا یہ حضرت انسان کے اختیار کی بات ہے۔ اس تعلق کی اہمیت کو وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جن کو خدا درویشا دل عطا کیا ہے اور انسانی ہمدردی انکے رگ دپے میں سرایت کر گئی ہے۔ قدرتی طور پر اسکو ہر ایک فرد بشر کے لئے ایک ہی پہلے پر تقسیم کیا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس تعلق کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک خود غرض اور متعصب آدمی سے ہرگز اسکی امید نہیں ہو سکتی نہ ہی نصیبے کو اس عمارت کو متزلزل کر دیا مگر اسکی مستحکم بنیاد اب تک قائم ہے اور اپنی حالت پر لوگوں کو متوجہ کر لیتی ہے اور درویشا دلوں کو جنش میں لا کر تباہ بنا دیتی ہے۔ بنی آدم کا سلسلہ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا ہے اور ایک ہی وجود سے کل افراد انسانی عالم ظہور میں جلوہ پذیر ہوئے پس یہی اولاد آدم ہو چکی وجہ سے ایک کا تعلق دوسرے سے وابستہ ہے۔ مذہب بھی یہی ہدایت کرتا ہے اور حضرت انسانی بھی ایک متقنی ہے کیونکہ ایک ہی جوہر سے انسان نے نشوونما حاصل کی۔ گو یا ایک معدن کے جوہر ہیں یا ایک آسمان کے ستارے یا ایک ہی طرح کے پتوں۔ یا ایک چشمے کا پانی جسکے مختلف نہریں جاری ہیں یا ایک دریا کے گوہر ہیں جو آبِ ناب اور حیات دہک میں بہتے ہیں۔

شک ہے رنگ الگ الگ بسک ہی یو الگ الگ

میاں ہر سے طرز فکر کی تو تیار

غرض ہم اسکو ایک ہی بیاض کے اور ارق یا ایک ہی جسم کے اعضا کہیں تو سچا نہیں چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ۔ ۵

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند	کہ در آفرینش ز یک جو ہر اند
---------------------------	-----------------------------

لیکن قاعدے کی بات ہے کہ جب ایک عضو میں درد پیدا ہوتا ہے تو دوسرے اعضا بیقرار ہو جاتے ہیں مگر بنی آدم میں یہ بات پائی نہیں جاتی لہذا نعمت خان عالی نے شیخ صاحب پر یہ اعتراض کیا ۵

سخنہائے عالی کسے گر شفت ،	بداند کہ سعدی غلط کر دو گفت
بنی آدم اعضائے یکدیگر اند	کہ در آفرینش ز یک جو ہر اند
ندیدم دریں عمر ہفتاد سال	کہ باشد دریں قطعہ صد مقال
حقیقت بعکس است اے ہمیش	پس اس قطعہ باید کہ باشد چنیں
بنی آدم اعدائے یکدیگر اند	چو بعضے ز بعضے اگر کمتر اند

اگرچہ نعمت خان عالی نے اسکو اعتراض کی صورت میں پیش کیا ہے مگر درحقیقت ابنائے زمانہ کا شکوہ ہے کہ افسوس باوجود حضرت انسان ایک دوسرے کے اعضا ہونے کے اپنے دردناک عضو سے بالکل بے خبر ہیں میں نے اپنی ہفتاد سالہ عمر میں اب تک نہیں دیکھا کہ کوئی کسی کے درد میں شریک ہو پس شیخ سعدی نے شاید ایسا کہا ہو یا زمانہ موجودہ کی یہ حالت ہے کہ بنی آدم اعدائے یکدیگر اند۔ اسکا جواب ظہیر نے یوں دیا ہے ۔

چوں اس نقص بر سعدی ہیں شفت	ظہیر اس چنیں قول فیصل گفت
کہ ہرگز نہ این نقص بر سعدی است	ثبوتے مسلم نہ از عالی است
دراں عہد بیشک چوں اعضا بدند	بہنگام عالی چو اعدا شدند
دریں عہد ز اں ہم تہر کن قیاس	وزیں پس بہر کل یوم شناس

ظہیر نے یہ ثبوت دیا کہ شیخ صاحب کے وقت تک بنی آدم ایک دوسرے کے اعضا نہ تھے

رہے اور عالی کے وقت میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے پس شیخ صاحب نے اپنی وقت کا سہل
 بتایا۔ اور عالی نے اپنے وقت کا۔ اور اپنے لئے دن تعلق انسانی زوال پیر ہوتا جائیگا۔ یہ مختصر
 جواب شاید نعمت خان عالی کی شکایت کو رفع کر سکے اور ظہیر نے بھی علت غائی پر نظر رکے جواب دیا
 مگر جو شکایت اعتراض کی صورت میں پیش ہوئی ہے اس کا جواب نہیں ہو سکتا لہذا اس کا جواب یوں
 ہو سکتا ہے کہ جب تک عضو انسانی ایک دوسرے سے وابستہ ہیں تب تک ایک کا درد دوسرے
 محسوس کر سکتا ہے مگر جب کسی نے ایک عضو کو کاٹ کر پھینک دیا پھر اس جدا کئے ہوئے عضو کا درد
 وہ محسوس نہیں کر سکتا گو اسکو کوئی پامال کر دے یا پارہ پارہ کر دے اسی طرح حضرت انسان نے
 اپنے اعضا کو ایک ایک کر کے جدا کر دیا۔ اب اعضا پر اگر کوئی تیر بھی برسائے تو بھی حضرت انسان
 اس درد کو محسوس نہیں کر سکتا۔ اور جیسا یہ قاعدہ ہے کہ اگر جسم انسان کا کوئی عضو معطل اور
 بیکار ہو جائے جسکے درد سے تمام اعضا بیقرار ہوں تو دوسرے اعضا کی بیقراری رفع
 کرنے کے لئے ڈاکٹر اسکو داروئے بیہوشی سنگھا کر اس عضو کو کاٹ دیتے ہیں تاکہ اسکے درد سے
 تمام اعضا نجات پائیں۔ گو اسکو کاٹنے میں کمال درد ہوتا ہے مگر وجہ داروئے بیہوشی
 وہ اس درد کو بھی محسوس نہیں کرتا اسی طرح حضرت انسان نے بھی داروئے بیہوشی پی کر جسکو
 عرف عام میں غفلت کہتے ہیں اپنے چند اعضا کو جس کا نام انسانی تعلق ہے کاٹ کر پھینک دیا۔
 اور ہمیشہ کے لئے درد سے نجات پائی۔ مگر افسوس یہ اسی شخص کا کام ہے جو سنگدل، متعصب
 ظالم، خود غرض، اور کمینہ ہو۔ ورنہ جو شریف ہو اور عالی حوصلہ ہے جسکے دل درد آشنا
 ہے جو انسانی تعلق کی قدر کرتا ہے وہ ہرگز ہرگز اس تعلق کو قطع نہیں کر سکتا گو ہزار مصلحتیں
 کا سامنا ہو گا مگر اس کا بیقرار دل یہ کبھی گوارا نہ کرے گا کہ ایک مصیبت زدہ انسان کی
 تائید سے پہلوتی کرے۔

عشق کیا چیز ہے اور کیونکر ہوتا ہے۔

طلب صادق کا نام عشق ہے اور اسکی تعریف یہ ہے العشق ناز اذا وقع فی قلوب
 العارفین یعنی عشق ایک آتش ہے جو عارفوں کے قلب میں واقع ہوتی ہے لفظ عارف کا
 اطلاق حقیقی اور مجازی دونوں پر ہو سکتا ہے بعض حکماء اسکو ایک قسم کا مرض بتلاتے ہیں
 لیکن یہ سقندر مبالغہ ہے۔ رہی یہ بات کہ کیونکر ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ دلی خواہش سے
 پیدا ہوتا ہے دلی خواہش کیونکر ہوتی ہے دیکھنے اور سننے سے یا معلومات حاصل کرنے سے خواہش
 حقیقی ہو یا مجازی چنانچہ جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ۵

انہ تہنا عشق از دیدار چیزد | بسا کین دولت از گفتار خیزد

غرض عشق کا پہلا مرحلہ خواہش ہے جسکو ہم رغبت سے نامزد کریں گے دوسرا مرحلہ کشش دل ہے
 جسکو ہم محبت سے تعبیر کریں گے اور تیسرا مرحلہ طلب صادق ہے جو عشق کا دوسرا نام ہے۔ اب
 ہم تینوں حالتوں کا جدا گانہ فرق درجہ بدرجہ بیان کریں گے۔ رغبت پہلا مرحلہ ہے اور یہ اس
 خواہش کا نام ہے جس سے چند ان تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ خواہ وہ خواہش نفسانی ہو یا روحانی
 مثلاً کسی شخص کو شراب سے رغبت ہے تو وہ بہ نسبت دوسرے اشیاء کے اسکو شوق سے پیا کرتا ہے
 اور اسکی طلب بھی راکرتی ہے اگر میسر نہ ہوئی تو طبیعت مضطرب نہیں ہوتی اسی طرح اگر کسی نے
 کسی حسین کو دیکھ لیا یا تعریف سن لیا تو اسکو اسکے دوبارہ دیکھنے کی خواہش پیدا ہوگی اور چلتے
 پھرتے اسکے دیکھنے کی کوشش کرے گا۔ اگر محروم رہا تو ضرور کچھ رنج کا اثر ہو چکا مگر اسکی حالت
 اضطرابی نہ ہوگی۔ اسبطرح اگر کسیکو نماز کی رغبت ہوتی ہے وہ اپنے وقت پر نماز میں
 مصروف ہو جاتا ہے اگر وقت گزر گیا اور نماز قضا ہو گئی تو چند لمحے اسکو افسوس رہے گا۔ پھر
 کچھ بھی نہیں اسکی حالت بھی اضطرابی نہ ہوگی کیونکہ ابھی اسکو ذوق قلبی حاصل نہیں ہوا اور اسکے
 لئے خشوع و خضوع کی ضرورت ہے اور خشوع و خضوع کے لئے طلب صادق کی ضرورت ہے
 جو ابھی اسکو حاصل نہیں۔ دوسرا مرحلہ محبت ہے جب مرحلہ اول میں ترقی کر جاتا ہے اور
 خواہش دل میں افزائش ہوئی ہے تو کشش دل اسکو بیتاب کرتی ہے جسکو محبت کہتے ہیں

جب محبت جائیگر ہو جاتی ہے تو وہ چٹکیاں لیکر اپنا فرض ادا کرنے پر مجبور کرتی ہے اگر کامیابی نہ ہوئی تو طبیعت ضرور بے چین ہو جاتی ہے مگر اسکی حالت اختیار سے باہر نہیں ننگ ناموس کو نظر انداز نہیں کرتا مثلاً وہ شخص جسکو شراب کی رغبت تھی اور اب محبت جائیگر ہو گئی اب بغیر شراب کے اس سے غذا نہیں کھائی جاتی اگر یہ نہ ہو تو کوئی چیز اسکو پسند نہیں آتی مگر اختیار سے باہر نہیں ہوتا بخوف رسوائی حد اعتدال سے تجاوز نہیں کرتا اگر شراب نہ ملی تو ضرور افسردہ خاطر ہوگا مگر اضطرابی حالت نہ ہوگی یا وہ شخص جو کسی حسین پر مائل ہوا تھا اب چونکہ اسکے دل میں محبت جائیگر ہو گئی پس جب تک اس کا وصل حاصل نہ ہو طبیعت بیقرار رہیگی مگر خوف رسوائی دامنیگر ہے اس کی حالت اضطرابی نہ ہوگی۔ اور قوائے عقلی پر اسکی محبت غالب ہوگی۔ اسی طرح وہ نمازی جسکو نماز سے رغبت تھی اور اب محبت ہے ہمیشہ وقت کا منتظر رہتا ہے تاکہ نماز یا جماعت میں ہو مگر ابھی اسکے دل پر وہ کیفیت طاری نہ ہوئی جس سے ذوق قلبی حاصل ہو کیونکہ اسکے لئے خشوع و خضوع کی ضرورت ہے جو بغیر طلب صادق کے دشوار ہے اسکی حالت بھی اضطرابی نہ ہوگی۔ تیسرا مرحلہ طلب صادق ہے اور اسکیا نام عشق ہے اس منزل پر پہنچنے کے بعد تمام قویٰ اور طاقتیں مغلوب ہو جاتے ہیں عشق ان سب پر غالب آجاتا ہے اسکی لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اختیار سے باہر ہو جائے نہ پاس ننگ نہ خوف رسوائی، نہ پروا ہے جان، طلب صادق کی مثال بھوک اور پیاس سے بہت مناسب ہے۔ بھوک سے گویا پیٹ میں آتش لگ جاتی ہے اور پیاس سے زبان خشک ہو جاتی ہے۔ جب کسی انسان پر پانچ سات فاقے گزر جائے ہیں تو آنکھوں میں دم آجاتا ہے اور عشقی طاری ہو جاتی ہے جسکو بخودی کہتے ہیں اسکی طاقت سلب ہو جاتی ہے اسکے قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں۔ جب تک اسکے حلق میں پانی کا قطرہ نہ ٹپکا یا جائے جب تک اسکو غذا ایسر نہ ہو وہ اپنی خودی میں نہیں آسکتا اور اس کا انجام موت ہے یہی حالت طالب صادق کی ہوتی ہے مگر فرق یہ ہے کہ بھوک کے قاعدہ کی حالت میں کوئی ذوق حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسکے طالب صادق کو تشق و فراق میں بھی وہ فرا

ماتا ہے جو بیان سے باہر ہے۔ حالت اضطرابی میں اسپر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے جسکو اسپکا
دل جانتا ہے۔ جیسا سپروانے کو جلنے میں مزہ آتا ہے طالب صادق کو وہی ذوق حاصل ہوتا
ہے جسکو ہم ذوق اضطرابی سے نامزد کرتے ہیں اور بعد وصل کے جو کیفیت طاری ہوتی ہے
اسکو ذوق وجدانی کہینگے۔ مثلاً وہ شخص جسکو شراب سے محبت ہو گئی اور اب طلب صادق نے
اسکو اسپر کیا ہے۔ بیٹھے اٹھتے چلتے پھرتے اسکو شراب کا وظیفہ ہے نہ پاس ننگ خوف رسوائی نہ
دولت برباد ہونے کا غم نہ جان کے تلف ہونے کا ملال کیونکہ طلب صادق نے اسکے تمام قوی
زائل کر دیے اسکی حالت اضطرابی ہے وہ خودی سے باہر ہو جاتا ہے۔ ذوق اضطرابی اسکو
بھی حاصل ہوتا ہے۔ جب شراب میسر ہوتی ہے اور وہ مسرور و سرشار ہو جاتا ہے تو وہ کیفیت
حاصل ہوتی ہے جسکو ذوق وجدانی کہتے ہیں۔ اب اس شخص کو لیجئے جسکے دل میں کسی حسین کی
محبت جائیگر ہوئی تھی اور اب طلب صادق نے اسکی جگہ لیلی تمام قوی اسکے مغلوب ہو جاتے
ہیں آتش عشق اسکے دل میں لگی ہوئی رہتی ہے وہ اپنی خودی سے باہر ہو جاتا ہے۔ وہ ہے
اور تلاش یار۔ وہ ہے اور خیال وصل نہ پاس ننگ نہ خوف رسوائی نہ پرلے جان۔ ناصر
مہر بندی نے کیا خوب کہا ہے۔

عشق تا خام ہمت باشد لبستہ نامہوں ننگ | پختہ مغز ان جنوں را کئے حیا ز بخر پاست

جوں جوں وعدہ وصل قریب ہوتا ہے اور آتش عشق زیادہ بھڑکتی ہے جیسا شیخ سعدی
طیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وعدہ وصل چوں شود نزدیک | آتش شوق تیز تر گردد

اس حالت میں بھی وہ ذوق اضطرابی سے محروم نہ رہیگا اور چندے وصل سے ناکام
رہا تو اسکا انجام بھی موت ہے۔ اگر وصل حاصل ہو گیا تو پھر ذوق وجدانی کی کیفیت حاصل ہوگی
پھر فراق نصیب ہوا تو وہی کیفیت ہوگی جو اد پر مذکور ہوئی۔ غرض عاشق کو نہ وصل میں قرار ہے
نہ ہجر میں مگر دونوں میں اسکو ذوق قلبی حاصل ہوتا ہے کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔

دو گونہ رنج و غم آست جان مجنوں | بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلی

اب اس زاہد شب زندہ دار کو لیجئے جسکو نماز اور ذکر اللہ سے محبت ہو گئی تھی اور اب طلب صادق نے اسکو آگھیرا پہلے تو اسکو فرائض ادا کرنے سے کام تھا اگر اب وہ تہجد گزار ہو گیا کیونکہ طلب صادق نے اسکو خشوع و خضوع کا خوگر بنا دیا۔ ذوق سلیم نے اسکو سرشار بنا دیا اسرار الہی منکشف ہونے لگے جذبات نفسانی مغلوب ہو گئے طلب صادق نے سہمت آسمان کی سیر کرا دی۔ فردوس کی کئیالہ حوالہ کر دیں۔ حدیث شریف الصلوٰۃ معراج المومنین کا مضمون پورا ہوا کیفیت و جزائی حاصل ہوئی اپنی ہستی کو فنا کر دیا اور یہ عالم ہوا۔ ۵

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
ناکس نگوید بعد ازیں من دیگر م تو دیگری

تمام شب عبادت الہی میں صرف کرنا اسکی عین خواہش ہے کیا مجال کہ اسکی آنکھ جھپکے کیونکہ آتش عشق اسکو چین نہیں دیتا کہ وہ استراحت کرنے پائے وصل الہی اور قرب الی اللہ کا شاق ہے اور اسکے حاصل ہونیکا ذریعہ یہی نماز اور ذکر اللہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ طلب صادق کیونکر ہوئی اسکا جواب یہ ہے کہ جب عبادت اور اذکار کی محبت اسکے دل میں قائم ہو گئی۔ دل میں صلاحیت پیدا ہو گئی۔ جذبات روحانی کا اثر بڑھا۔ جذبات نفسانی مغلوب ہو گئے اور طلب صادق دانگیر ہوئی۔ یہ تین مرحلے جو بیان کئے گئے عوام کے لئے ہیں ورنہ فطرت سے جسکو خصوصیت عطا کی ہے اول آخر انکا ایک ہی مرحلہ ہے جسکو طلب صادق کہتے ہیں۔ انکا شوق کے مراتب جداگانہ اور سالک کے مقامات درجہ بدرجہ ہیں۔ ان سب کی اس مختصر میں گفت نہیں وہ جو ہوتے ہی سقراط پر عمل اپنے ساتھ لیتے ہیں اور آہ و گریہ محبت کے غم میں غرق ہوجاتے ہیں جسکو یہ کہتے ہیں کہ یہ تین مرحلے تین شوق ہیں۔ پہلا شوق ہے کہ میں اللہ سے ملوں۔ دوسرا شوق ہے کہ میں اللہ سے ملوں۔ تیسرا شوق ہے کہ میں اللہ سے ملوں اور اللہ سے ملوں۔ اور یہ تین شوق ہیں۔

قلم میں طاقت نہ رہی دماغ بیکار ہوا جاتا ہے ناچار حسن کے اس شعر پر اس معنوں کو ختم کرتا ہوں

قلم شکن، سیاہی ریز، کاغذ سوز دم درکش
حسن این قصہ عشق است درد قرنی گنج

ستایش نظم

پروردگار جل شانہ کی بیشمار نعمتوں میں شاعری بھی نعمت مائے عظمائے الہی سے ایک نعمت ہے جو اپنے خاص بندوں کو ودیعت کرتا ہے اور اسکے ذریعہ سے مردہ دلوں کو روحانی طاقت عطا کرتا ہے مگر ہر مردہ نور نظر اور ہر سنگمرغ نہ گہر نہیں ہو سکتا بمصدق

ہرگز گل کاغذ گل تر ہو نہیں سکتا
مس پر جو طبع ہو تو زر ہو نہیں سکتا،
ہر ناتھ کو عاقل مدبضیا نہیں کہتے
اعصا تو ہے پر اعصی موسیٰ نہیں کہتے

بلکہ صحیح معنوں میں شاعر وہی ہے جسکو سہی ساطرف اور معدن سا جگر قدرت نے بخشا ہو وہ موتی برساتا ہے اور جل گلتا ہے اسکے اشعار زر و جوہر سے بیش قیمت ہوتے ہیں بقول علامہ

سخن کیا کہ نہیں کہتے کہ جوایں ہوں جوہر کے
جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھوینے کے معدن کو

ہر شخص اسکا اہل نہیں ہو سکتا۔ شاعر کامل اپنے نفیس خیالات اور دلی جذبات کو الفاظ کے سلیجے میں ڈالتا ہے جیسے انگشتری میں نگینہ نصب کیا جاتا ہے حسن الفاظ، حسن معانی، سادگی بلند پروازی، حسن بندش وغیرہ اسکے ضروری لوازمات ہیں جسکے بغیر قالب شعر میں جان نہیں پڑ سکتی۔ اسکے سوا کسی اور کی ضرورت ہے اور وہ درد و دل ہے۔ اگر یہ نہیں تو

شعر میں اثر بھی نہیں ہو سکتا۔ ہر نئے دل سے جو شعر نکلے گا وہ دلوں میں گھر کر گیا

تہیکہ نہ نکل کر خشک نشانہ پر ہر شے کا۔ یہاں ہر شے کی داستان و حکم حاصل نہیں ہوتا

بہر حال اس کے اندر کے شاعر کو ہر شے کی داستان و حکم حاصل نہیں ہوتا

انہی کے اندر اس کے اندر کے شاعر کو ہر شے کی داستان و حکم حاصل نہیں ہوتا

اس کا یہ مطلب نہیں کہ شاعری اسکے لئے ایک سہل مشغلہ بن جاتی ہے بلکہ سخت جانگاہی اور
دماغ سواری سے ایسے گوہر آبدار طبیعت سے نکلتے ہیں اگرچہ وہ قادر الکلام بھی ہو۔ حضرت نظامی
گنجوی سے زیادہ قادر الکلام کون ہوگا مگر ان کا قول ہے ۵

سخن گفتن و بکر جاں سفقت است	نہ ہر کس منزے سخن گفتن است
-----------------------------	----------------------------

جنہوں نے شاعری کو ایک کھین بنا رکھا ہے اور یہ سمجھ رکھا ہے کہ صرف الفاظ کو پس پوش کر کے
موزوں کر دینا ہی شاعری ہے یہ سخت غلطی پر ہیں۔ بقول شاعر ۵

چند لفظ بہم آوردن و موزوں کردن	اگر ہمیں است سخن دلتے سخن دلتے سخن
--------------------------------	------------------------------------

تصنیف و تالیف کے صرف دو ذریعے ہیں۔ ایک نشر و دوسرا نظم۔ مگر ہر قوم میں ہر زبان میں
نظم کا پہلہ بھاری ہے۔ اگرچہ تصنیف مصنف کے دل و دماغ کا آئینہ ہوتی ہے اور یہی ایک
بہترین یادگار ہے جو انسان کو بعد مرگ بھی زندہ رکھ سکتی ہے اور اس کا نام ہمیشہ اور اق عالم پر
باقی رکھنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ مگر نظم کی شان نزالی ہے۔ یہ دنیا میں ایک تہلکہ عظیم برپا کر دیتی
ہے۔ جذبات دل کو ابھارتی ہے۔ جانبازوں کو لوٹنے اور مرنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ سلطنتوں کی
کایا پٹ دیتی ہے۔ واعظین کا وعظ، مقررین کی تقریر موثر اور کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک
کہ اس میں نظم کی چاشنی نہ ہو۔ صوفیوں میں وجد نہیں پیدا ہو سکتا جب تک کہ وہ اشعار
رجز سے زبان کو آتش نہ کریں غرض رزم میں بزم میں خشکی میں تری میں اس کا اسکے ایسی
حکومت ہے اور یہی بہترین یادگار ہے۔

شاعر اور اسکے تخلیقات

شاعر کا دماغ قدرتی دلچسپیوں کا مخزن ہے اسکے ہر فکر سے غلاموں و بندگان کے اندر
کئی نئے نئے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں اور اس سے نئے نئے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔
اس کے ہر خیال سے نئے نئے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس کے خیالات کے

دائرے سے باہر نکل جاتے ہیں۔ دلی جذبات اور مناظر قدرت کی تصویر کھینچتے ہیں اس کا دماغ ایک بے نظیر مضمون ہے۔ بیل بوٹے لگانے میں بڑی احتیاط سے کام لیتا ہے کہ مبادا اس کی خوبصورتی میں فرق آجائے۔ یا نقش و نگار میں کوئی نقص باقی رہ جائے۔ پھر اسپر بھی قناعت نہیں کرتا بلکہ ایک باغبان کی مانند پھر اسکی تراش و تراش بھی کرتا ہے جس سے روشیں صاف اور سیدھی ہو جائیں۔ اور نازک بیل بوٹے ہموار ہو کر ایک ہی صف میں اپنی متنازع حیثیت کا جلوہ دکھائیں۔ پھر وہ خیاط کی مانند انھیں نازک پھولوں اور پتوں سے جامہ دوزی کرتا ہے تا شاہد معنی کا لباس ٹھیک اٹھے قطع و برید میں کوئی نقص نہ رہ جائے اور لباس موزوں اور حسرت ہو شانہ کو الگ ناپتا ہے تو کمر کا ناپ جدا لیتا ہے یہاں تک کوشش کرتا ہے کہ ملبوس میں ایک شکن بھی باقی نہ رہے۔ پھر اسکو بخیر گری سے بجاتا ہے وہ اپنی قوت متحید کو صرف کرنے میں نخل سے کام نہیں لیتا بلکہ فکر سخن میں وہ یہاں تک محو ہو جاتا ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر تک نہیں رہتی۔ گھر کا شور و غوغا۔ ہمایوں کا ہنگامہ اسکی عنایت و توجہ کو پھیر نہیں سکتا اور وہ مطلق نہیں جان سکتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ دنیا کے کل افکارات جن سے ہزاروں کا فائدہ تصور ہے فکر سخن کے آگے میچ ہے یعنی شاعر کا دماغ جن افکارات کا متحمل ہو سکتا ہے لاکھوں پیدا کرنے والا دماغ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ فکر سخن کے وقت وہ اپنے کسی فائدے یا نقصان کو خیال میں نہیں لاتا۔ شاعر کا مزاج وقت پسند واقع ہوتا ہے۔ ہل الوقوع غیر مفید خیالات سے وہ گریز کرتا ہے اور وہ صرف اسلئے کہ دماغ سے نکل کر دلوں میں اتر جائے اور بجلی کی مانند اسکا اثر ہر گ و پے میں سرایت کر جائے۔ کہا جاتا ہے کہ شاعر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک گہ دل میں مضامین کی ادھ ہوتی ہے اور دوسرے میں آورد ہوتی ہے۔ اول الذکر کو قادر الکلام کہتے ہیں اسکے سامنے میں کسیکو تامل نہیں ہو سکتا۔ مگر بعض لوگوں نے اس سے جو نتیجے اخذ کئے ہیں اس سے مجھے اتفاق نہیں۔ وہ یہ کہ قادر الکلام شاعر کو شعر گوئی میں کوئی وقت پیش نہیں آتی۔ یہ بات قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی اور واقعات سے اسکا بطلان ثابت ہوتا ہے۔ پہلے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو شاعر کہ اوصاف مذکورہ بالا سے متصف ہو وہی اصلی معنی میں شاعر کہلانے کا

سستی ہے اور اسیکو شعر گوئی کی دقت محسوس ہوتی ہے در نہ یوں تو چند الفاظ کو پس و پیش کر کے
 سوزوں کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ ہمیں شک نہیں کہ قادر الکلام شاعر کی طبع میں مضامین کی
 آمد ہوتی ہے مگر شعر کا اپنے حسن و دلادینہ کے ساتھ الفاظ کے سانچے میں ڈھلنا صرف آمد پر موقوف
 نہیں بلکہ مضامین کی آمد شاعر کو اور الجھن میں ڈالتی ہے کہ ان مضامین کے انبار سے کون سے
 مضمون کو لیا جائے اور پھر اسکے لئے کون سے الفاظ شایان ہو سکتے ہیں اور کس پیرے میں اسکو
 بیان کیا جائے جس سے دیکھنے والوں کا دل اثر پذیر ہو اور پھر جس قطع میں شعر لکھنا ہو اس میں
 وہ الفاظ دلچسپی کے ساتھ پیوست ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ یہاں تک کہ کوئی لفظ حشو نہ ہو کوئی
 بات خلاف محاورہ اور غیر مانوس نہ ہو یا غیر فصیح۔ منتر وک اور سبک نہ ہو جس حسن کلام
 میں فرق آجائے ہاں اچھوتا خیال ہو جس بیان درست ہو۔ بندش چست ہو ثبوت الفاظ کی
 بلند پروازی ہو روزمرہ ہو جدت طرازی ہو۔ فصاحت کی چاشنی کے ساتھ ساتھ سادگی کی
 صلاوت ہو۔ استعارہ لطیف ہو۔ انداز نرالا ہو۔ الفاظ کی نشست ٹھیک اور بر موقع ہو۔

گویا انگشتی میں نگیں نہ ضرب ہو جائے پس ظاہر ہے کہ ان تمام پابندیوں کے ساتھ جو شعر کہ دماغ سے
 نکلا خواہ قلم ہوتا ہے شاعر کو کس قدر دقت پیش آتی ہوگی اسکا وہی لوگ اندازہ کر سکتے ہیں جو
 اس سنگلاخ کوادی میں قدم رکھ چکے ہیں۔ شاعر کا دماغ مختلف اوقات میں مختلف حیثیت
 رکھتا ہے بعضے وقت گنتیوں کا کام منٹوں میں ہو جاتا ہے اور بعضے وقت منٹوں کا کام
 گنتیوں میں ملے پاتا ہے فکر سخن کے وقت دنیوی افکار اس سے بھی شاعر کا دماغ پاک صاف
 ہونا ضروری ہے اور تہائی بھی شرط ہے بعض وقت شاعر کسی خاص کیفیت سے متاثر ہو کر جو
 شعر لکھتا ہے تو یہ بھی جلد کہے جاتے ہیں دلچسپ بھی ہوتے ہیں اور بعضے وقت خلاف طبع کی
 باتیں سے کہنا پڑتا ہے تو یہ بھی دقت ہے لکھنے والے کو اسکی طبیعت کی کس قدر قوت
 ہونا چاہیے کہ اسے اپنے دماغ کے اندر اسکی طبیعت کی کس قدر قوت ہونا چاہیے کہ اسے اپنے

مقصد کے مطابق پایا فوراً قاش فروش سے کئے درہم کے عوض میں وہ مصرع خرید گیا۔
(۳) جرأت کی قادر الکلامی میں کسکو کلام ہو سکتا ہے۔ ایک وقت سید النشاء اللہ خاں
النشاء ملاقات کو آنے پر معلوم ہوا کہ آپ گہرے سوچ میں بیٹھے ہیں وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا
کہ ایک مصرع موزوں کیا ہے دوسرے مصرع کی فکر میں بہت دقت سے سرگرمیاں بٹھیا
ہوں کوئی مصرع ٹھیک چہان نہیں ہوتا مصرع یہ ہے ع اس زلف پچھتی شب دیو کی
سوچھی۔ چونکہ جرأت نابینا تھے اور النشاء طریف مزاج فوراً مصرع ثانی ظرافت آمیز سنا دیا
کہ ع اند ہے کو اندھیری میں بہت دور کی سوچھی۔ غرض یہ ہے کہ بعض اوقات شاعر کو فکر
سخن کے وقت کثرت افکار سے طبیعت میں الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔

(۴) ایک وقت غالباً مرزا جرأت ہی تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی طفولیت کا وہ قسم
منظوم کرنا چاہتے تھے جو عید کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونٹ کی سواری
کے لئے بکد ہو رہے تھے اور آنحضرت نے ان کی خوشنودی کے لئے خود اونٹ بکرا اپنے
جگر گوشوں کو سوار کر لیا ایک مصرع موزوں ہوا کہ ع۔ اچھا سوار ہو جے ہم اونٹ بنتے ہیں
مصرع ثانی کی فکر میں بہت وقت گزر گیا۔ اتنے میں النشاء اللہ خاں حاضر ہوئے اور وجہ
دریافت کر کے مصرع ثانی کہہ دیا۔

جب آپ روٹتے ہیں تو مشکل سے بنتے ہیں | اچھا سوار ہو جے ہم اونٹ بنتے ہیں

یہ بات قابل غور ہے کہ یہاں آد اور آد کا کچھ تعلق نہ تھا کوئی نیا مضمون سوچنے
کی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ ایک گزرا ہوا واقعہ تھا جس کا مضمون پیش نظر تھا صرف اس کو الفاظ
کے سانچے میں ڈالنا تھا جو شکل ثابت ہوا۔

آج کل کے شعرا کی وجہ سے اپنے حسن طبع میں فکر میں مشغول تھے
کہ ایک ملاقاتی آیا اور بہت عجب بیٹھ گیا، بغا میں کی گئی، خنہ اندازی شروع
ہوئی، بہت تلخ ہو گیا، نہ گستاخ ہو گیا، نہ گستاخ ہو گیا، نہ گستاخ ہو گیا، ملاقاتی

گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا شیخ نے اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ کجبت اب کہاں جاتا ہے میرے مضامین کا خون کرو یا
اب تو ادویں دونوں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائیگے۔ آخر کہہ سنکر بڑی مشکل سے بچھا چھڑایا۔ ان تمام
مثالوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ چیز جو اپنی اصلی معنوں میں شاعری کہلاتی ہے کوئی آساں چیز
نہیں کیسا ہی مسلم الثبوت استاد ہوا اور کیسا ہی قادر الکلام کیوں نہ ہو بغیر محنت شاقہ کے وہ
شعر گوئی پر قادر نہیں ہو سکتا نہ وہ اپنے کلام میں دھچی پیدا کر سکتا ہے نہ لوگوں کے دل پر اثر ڈال سکتا ہے

گلِ جدیدِ لذیذ

یعنی تمام نئی چیزیں لذیذ ہوا کرتی ہیں بظاہر یہ ایک مختصر سا فقرہ ہے مگر وسعت معنی کے لحاظ
سے عالمگیر ہے دنیا کے طول و عرض میں یہی جذبہ عمل جاری و ساری ہے کائنات کا ہر گوشہ اسی جذبہ
سے متاثر ہو رہا ہے۔ ہمارے اوضاع، اطوار، گفتار، رفتار اعمال اسی کے ماتحت ہیں۔ ماکو لا
و مشروبات بھی اسی کے ماتحت ہیں۔ سب سے پہلے غذا ہی کو لیجئے ہمیشہ ایک ہی غذا اسے طبیعت اکتا جاتی
ہے گو وہ کیسی ہی پر تکلف اور خوش ذائقہ کیوں نہ ہو جب تک اسپر کل جدیدِ لذیذ
کا رنگ نہ چرے ہے وہ مرغوب خاطر نہیں ہوتی۔ بہت عرصہ کا واقعہ ہے کہ نواب فیروز حسین خان صاحب
مع اپنے دو رفقا کے بنگور میں جناب اسماعیل بن قاسم بیٹھ کے مہمان ہوئے۔ انہوں نے ان کی
پر تکلف ہمانداری کی بریانی، کباب، کوفتے، مرغ کا گوشت وغیرہ سے خاطر تواضع کی گئی مگر انکی
تشقی نہ ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ بھائی! یہ چیزیں تو گھر پر ہمیشہ کھایا کرتی ہیں کوئی نئی چیز کچاؤ تاکہ
رعنت سے کھائی جائے۔ عندالاستفسار انہوں نے کہا کچھری پاؤ جسکی تعمیل کی گئی۔ اس کچھری میں
انکو وہ مزہ ملا کہ وہ مرغ پاؤ اور بریانی کو بھول گئے۔ غرض یہ گلِ جدیدِ لذیذ
کا کرشمہ ہے۔ لباس کو ہی لیجئے عرب کے باشندے ہندوستان میں وارد ہوئے تو لوگ انکے دلکش
لباس سے متاثر ہونے لگے۔ وہ عباء، وہ شیعرائی، وہ عمامہ مقناطیس کی کشش رکھتے تھے۔ اکثر
لوگوں نے وہ لباس اختیار کیا۔ اب چونکہ اسکو ایک مدت گزر گئی اور طبیعت اکتا گئی تو یہ

ساز باز کرنی پڑیگی . بقول صبا سے

جب مطربوں نے واعظوں سے ساز کر لیا | ہو جائیگی سماعت چنگ و چخانہ فرض

غرض یہ سب کچھ کل جدید لڈنڈن کا کرشمہ ہے۔ اب اقوال، اعتقاد و اعمال کو لیجئے یہاں بھی وہی جذبہ عمل کام کر رہا ہے۔ ہر نیا فعل مرغوب خاطر ہے۔ ہر نئی آواز کانوں کو خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ ایک ہی قسم کی باتیں سنتے سنتے طبیعت اکتا جاتی ہے واعظوں اور مولویوں کا بیان کچھ اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ پیرائے بیان ہر چند کہ دلکش اور روح افزا ہو مگر وہی صوم و صلوة، جنت اور دوزخ کا قدیم راگ گایا جاتا ہے جو تیرہ سو سال سے سنتے سنتے کان بہرے ہو گئے ہیں۔ مولویوں اور واعظوں پر پھتیاں اڑائی جاتی ہیں اور ان کو پرانی لکیر کے فقیر کا لقب عطا ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ کیسے ناقص العقل ہیں کہ تیرہ سو سال سے ایک ہی راگ گائے چلے جاتے ہیں۔ ضرورت زمانہ کچھ اور باتوں کی تقاضی ہے اور یہ ملانے اسی قدیم رنگ میں جلوہ افروز ہوا کرتے ہیں۔ اسپر اگر کسی نے نئی صدا اٹھائی تو عوام اسکا خیر مقدم کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ کل جدید لڈنڈن ایک کارآمد شے ہے یہی وجہ ہے کہ جس نے کوئی نیا دعویٰ کیا اسکے پیرو بہت ہو جاتے

ہیں چنانچہ یہاں جو متعدد فرقے نظر آتے ہیں۔ جیسے دہریہ،

نیچر یہ، مہدویہ، مرزائیہ، یہ سب کل جدید لڈنڈن

کی کارستانی ہے ابھی کیا کچھ ہونو والا ہے خدا ہی معلوم

خداوند کریم آخر زمانہ کے فتنہ سے ہر مسلمان

کو محفوظ و مصون رکھے۔

آمین

م

یاد لسان العصر حضرت اکبر مرحوم الہ ابادی

حیرت کہہ دل ہے سخن رانی اکبر
کس کو ہو میسر یہ ادا دانی اکبر
مشکل ہے کہ پیدا ہو کوئی ثانی اکبر
کیونکہ ہو ادا مجھ سے ثنا خانی اکبر

شان سخن اجاب میں اکبر کی عیاں ہے
مفتاح معارف ہے جو اکبر کی زباں ہے

عرفاں کی محافظ ہے ثنا سانی اکبر
افسردہ کو گرمائی ہے گویائی اکبر
اور بزم کی رونق سخن آرائی اکبر
سامع کی توجہ ہے دل افزائی اکبر

ہوتا تھا نمایاں وہ خودی اپنی مٹا کر
مسرور تھا وہ گوہر معنی کو لٹا کر

کیا کیا سبق آموز ہے اکبر کا ترانہ
تھی غم کی کہانی تو وہ فطرت کا فسانہ
سنکر جسے حیراں ہوئے عقلائے زمانہ
افسوس ہوا گلشن گیتی سے روانہ

دہم اس کا عینیت تھا مبارک تھی وہ ہستی
ہیمات کہ جسکے لئے دنیا ہے ترستی

ہے بحر کے مانند طبیعت کی روانی
جوابات نکلتی ہے، وہ تفسیر معانی
ہر شعر ہے، ہر لفظ ہے قدرت کی نشانی
کرتا تھا مسخر اثر سوز ہنائی

جب بزم میں ہوتی تھی زباں اسکی درافشاں
بہر لیتے تھے دامن کو جو تھے صاحب عرفاں

اکبر کا جو سینہ تھا وہ عرفاں کا سمندر
عالم میں نمایاں تھا طبیعت کا چرچر
اور بزم حقائق کا تھا وہ شمع منور
حق یہ ہے کہ تھا شان الہی کا وہ مظہر

بھی پیش نگاہ اسکے عرفاں کی ہے منزل

تھا اس کا سخن وجہ ضیا با رئی محفل	
تھا فلسفہ میں طاق تو حکمت میں تھا کینا	وہ کان جو اہر تھا حقیقت کا تھا شیدا
پڑتا ہے اثر خلق پہ کیا حسن بیاں کا	سامان ہے کیا لطف خزا سوز نہاں کا
ہیں اوج پہ افکار تو افکار میں جدت لذت جو سخن میں ہے تو معنی میں حلاوت	
تائیر یہ ہوتی نہ کبھی آہ و فغاں میں	خدمت جو ادا خلق کی کی لطف بیان میں
کس جوش کی تھی موج پیم طبع رواں میں	گویا امنڈ آیا کوئی طوفان جہاں میں
طالب تھا غم و رنج کا اور درد کا شیدا قدرت کا اسی میں نظر آتا تھا تماشا	
تسخیر وہ دل کرتا تھا ہوتا تھا جو گویا	دریائے معانی کا وہ تھا گوہر کیتا،
سینہ میں غم قوم مدام اسکے نہاں تھا	وہ قوم کا دلسوز تھا اور والد و شیدا
کس دل میں بیاں وہ اثر انداز نہیں ہے مجبوری ہے گردیدہ دل باز نہیں ہے	
نقاش تھا فطرت کا، معانی کا مصور	ہر فن میں تھا شاق، وہ ہر علم کا ماہر
بید تھے وہ جو راز نہاں ہوتے تھے ظاہر	محزن تھا وہ حکمت کا تو ہمیش تھا شاعر
اٹھتا تھا قدم اس کا رہ حق کی طلب میں ثانی کوئی اس کا نہ ہوا علم ادب میں	
تھی بزم کی رونق اس حق آگاہ کے دم سے	تسخیر کیا ملک معانی کو قلم سے
رونق پہ جو ہے شان ادب تم سے نہ ہم سے	آباد یہ محفل ہوئی اکبر کے قدم سے
گردیدہ و وارفتہ ہے اور والد و شیدا افت دل مغموم میں اکبر کی ہے پیدا	

خیر مقدم علامہ ڈاکٹر محمد اقبال بمقام

آتی ہے صدا ویر و حرم، دشت و جبل سے
یہ شئی کبھی حاصل ہو نہ ار بابِ دول سے
انساں کو فضیلت جو ملی علم و عمل سے
ملتی نہیں یہ قیصر و کسری کے محل سے

آباد یہ دنیا ہے اادیوں کے قدم سے
پھیلی یہ ضیاء علم کی ہے انکے ہی دم سے

جو فضل و کمالات کے معدن تھے جہاں میں
وسعت تھی خیالات میں تاثرِ زباں میں
تسخیر کیا ملک معانی کو بیاں میں
کرتے تھے عیان قوم کا غم آہ و فغاں میں

کیا کیا نہ لٹاتے تھے گہر علم ادب سے
یہ صبح نمودار ہوئی ظلمتِ شب سے

وہ ہر کی صورت ہوئے عالم میں نمودار
علامہ نذیر احمد و حالی تھے گہر یار
جو سپر خوبی تھے جو تھے گوہر شہوار
اور اکبر و آزاد و شہر آشوب و سرشار

تا بندہ وہ گرد و بنِ فضیلت کے تھے خورشید
دم ان کا غنیمت تھا وہ ہیں زندہ جاوید

روپوش ہوئے بزمِ جہاں سے وہ خوش احوال
راہی وہ ہوئے چھوڑ گئے خوبی اعمال
صورت کوئی انکی نظر آئی نہیں فی الحال
رخسارہ مگر صنمِ ہستی یہ ہے اقبال

محروم کبھی فیض سے اسکے کوئی کب ہے
عالم کی ضیا کان ہنر، شانِ ادب ہے

سینہ جو ہے اقبال کا یک گنجِ نہاں ہے
افروز ہے ہر قند سے وہ لطفِ بیاں ہے
اور کاشفِ اسرارِ معارف یہ زبان ہے
شاہد و خبیہ یہ ہم طبع رواں ہے

وہاں سے ہر خوش و سامن سے قربت

ازبرہ اسے فلسفہ و حکمت و ہیئت،	
اور بحر حقیقت کا شناسا ہے تو اقبال اور جادۂ عرفاں کا رہبر ہے تو اقبال	دربائے معانی کا جو گوہر ہے تو اقبال اسرارِ خالق کا جو دفتر ہے تو اقبال
شائق ہے یہ گنجینہٴ عرفاں کی طلب کا یہ قافلہٴ سالار ہے اربابِ ادب کا	
چہر چاہو عالم میں اٹھی لہرِ طرب کی امید نہ مایوس ہوئی اہلِ طلب کی	خدمتِ جواد اس سے ہوئی علمِ ادب کی منقحِ زباں، کلک میں طاقت ہے غضب کی
حاصل ہو اگر ذوق تو کیونکر کوئی تر سے بھر لیتے ہیں دامن کو زرد لعل و گہر سے	
مصرفِ رہا خدمتِ قومی میں شب و روز یہ راہِ ناطق کا ہے اور خردِ افروز	ہر نکتہ ہے ہر لفظ ہے اس کا سبق آموز غمنخواہ یہ ملت کا ہے دل میں طیش و سوز
تحریر سے اسکی ہے عیاں خوبی نقدِ میر جو بات یہ کہتا ہے خالق کی ہے تفسیر	
لاشانی ہے حکمت میں تو ہمیشہ سخنور مفتوح ہوئے جس سے کمالات کے کشور	یہ انجنِ علم کی ہے شمعِ منور دمِ فلسفیوں کا ہے سخن دانوں کا افسر
اس رتبہ کا شاید ہی کوئی اور ہو پیدا اب قدر کرے قوم یہ ہے قوم کا شیدا	
افروزِ ہویات اور ہوادریں میں عزت آرام ملے درد میں اور سوز میں راحت	یارب! یہ حوادث سے چہاں کے ہوسلامت غمِ قوم کا کھانا ہے تو ہو غم میں بھی لذت
کیونکہ نہ محبت سے اقبال کی داغ ادنیٰ سایہٴ معرہم بھی اک قوم کا خادم	

وصف تارہ پنج طبع کلیات

از مصنف

رکھی ہے سجدہ شکر خدا میں نے ہیں
کہ میں نے رکھ دئے ہیں پارہائے قلب میں
مرے دماغ میں ایسا کوئی خیال نہیں
کہ حمد حق بھی ہے اور مدحت رسول ہیں
امید عفو ہے حق سے نہ خواہش تحسین
کہ قرب حق سے ہے شادماں دل غمگین

کلام جمع مرا ہو گیا بحمد اللہ
اٹھائے طبع بیاں میرے سوزش دل سے
کر دیں جو فقر سے دعویٰ میں خوش بیانی کا
مخلص: صدق کا اس میں مگر ذخیرہ ہے
نہایت مریاں ہوں روز محشر میں
دعا ہے میرے حق میں کیجئے اللہ

جو سال طبع کی تھی فکر آئی دل سے ندا
بہار گلشن معنی ہے اور مہر مہیں
۴ ۳ ۲ ۱

ایضاً در علیوی

کہ جس میں حمد الہی ہے لغت شاہ زمن
کہ میرے بحر سے پیدا ہے معنی روشن
کہ شمع لغت میں اخلاص کا پڑا روغن
کہ نزع میں مرا ایمان لوٹ تلے و نزن

ہوئی ہے طبع مری کلیات شکر خدا
فروغ اسکو ہے حاصل طفیل لغت بنی
مثال مہر نہ کیوں ہو جہاں میں یہ تاباں
دعا ہے خیر سے فرستدیکھے دل کو

جو سال طبع کوئی تم سے پوچھے ہے محرم
کہو حدید ہے اوج فیاض نشان سن

تقاریف

عالم جناب مولوی احمد حسین صاحب ایم اے بی ایل المحاط بہ ڈاکٹر نواب
سر امین جنگ بہادر کے بی۔ ای ای سی ایس ایس ایس ایس ایس ایس
حضور نظام حیدر آباد دکن

اخوی مرحوم حضرت حاجی خطیب قادر بادشاہ صاحب المخلص بہ بادشاہ کے ہم مشرب
یار وفادار اور میرے قدیم کرمفر جناب محمد اسماعیل سیٹھ المخلص بہ مخوم نے اپنے کلام
بلاغت نظام کا مجموعہ اپنے اجاب کے فراموش پر شائع فرمایا ہے اور اخی زادہ برخوردار
خطیب محمد عبدالرشید نے باصرار خواہش کی کہ کلیات مخوم کی نسبت میں بھی کچھ بطور
تقریظ لکھوں مگر مجھے افسوس ہے کہ میں شاعر نہیں ہوں جو ایسی کتاب کی داد خاطر خواہ دے
سکوں۔ ایام شباب میں جب کبھی میں اخوی مرحوم کے کسی شعر پر کوئی اعتراض یا تنقید چینی
کی جسارت کر جاتا تھا تو وہ ہنسر فرماتے تھے ”تم نے اب تک ایک بیت بھی موزوں نہیں کی پھر شعر
و سخن پر اعتراض کرنے کی مثال کیسے ہو گئے؟ اب تو میں بوڑھا ہو گیا ہوں اب بھی حضرت موصوف کا
ربا رک مجھ پر صادق آتا ہے میں نے اب تک کوئی نظم نہ لکھی۔ میری تمام عمر قانونی کتب کے مطالعہ
میں صرف ہوئی اور ان سے فرصت جو ملی وہ تاریخ و فلسفہ کی نذر ہو گئی۔ شعر و شاعری کی
طرف میری توجہ بہت کم آئی رہی۔ لہذا میں اپنے آپ میں شعر و سخن کی بابت کچھ بھی لکھنے کی طاقت
نہیں پاتا۔ لیکن اپنے عزیز کی خواہش پوری کرنے کی غرض سے فقط واقعہ لکھتا ہوں
کہ جناب مخوم صاحب کا کلام جس قدر کہ میری نظر سے گزرا اس سے میں ہمیشہ متاثر و محظوظ رہتا
رہا۔ اگر شعر و سخن کی عمدگی محض اس بات پر منحصر ہے کہ اس کا پڑھنے یا سننے والا اس کے مفہوم
سے متاثر اور اس کی فصاحت سے محظوظ ہو تو جناب مخوم کا کلام اس معیار میں کامل

ثابت ہو گا۔ شاعری فنون لطیفہ میں ممتاز ہے انکی کسوٹی پر د فیض بن نے یہ قائم کی ہے کہ شعر پڑھنے یا سننے والوں کو اس سے استفادہ اور ویسا ہی خط لطیف حاصل ہو جتدر اور جیسا کہ خود شاعر کو اس شعر کے کہتے وقت حاصل ہو بشرطیکہ اس خط لطیف میں کوئی مادی (دنیوی) فائدہ کسی قلم لمحو یا مستتر نہ ہو۔ میرے کرم و محترم دوست کے اکثر اشعار اور علی الخصوص انکے مدحیہ و نعتیہ اشعار اس کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔

اخوی صاحب کا تخلص ”ابتداء“ مخزن تھا بعد میں انہوں نے اسکو ”بادشاہ“ سے بدل دیا مگر ”مغموم“ صاحب نے اپنا تخلص نہیں بدلا۔ دونوں کے تخلصیں غمناک غالباً اسلئے ہوئے کہ استاد ازل نے ابتداء سے ہی انکی طبیعت میں درد و دلالت کیا تھا جو انسانی ہمدردی کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔ اخوی کے مانند مغوم صاحب نے بھی بہت جلد حسن و عشق کی شعلہ کی ترک کردی اور اپنی عمر کے بڑے حصہ کی فرصت کو قومی کاموں کے علاوہ مدحیہ و نعتیہ نظمیں لکھنے میں صرف کیا اس سے انکی اعتقاد کی نیکی خود بخود ظاہر ہوتی ہے شعر گوئی سے کوئی مادی یا دنیوی مفاد ان کا مرکز خاطر نہ رہا بجز اسکے کہ اپنے ممدوح پاک کے طفیل سے اپنی آخرت بخیر ہو۔ اسی لئے انکے مدحیہ یا نعتیہ کلام میں ایسا اثر پیدا ہو گیا ہے جو اسکے پڑھنے والوں کے دلوں پر چوٹ لگائے بغیر نہیں رہتا۔ خدا تعالیٰ انکو صیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے جزائے خیر عطا فرمائے اور انکی کلیات کو فیض رساں بنائے آمین۔

عالمینا موبی لونی محل حسین بن ہیا درایمان گو پاموی سا کن براس ؛

سزاوار احمد و شائستہ لائق و لا تخطی وہ خالق یکتا ملک ارض سما ہے جس نے انسان ضعیف البنیان کو بصدقہ آئینہ کریمہ خالق انوار کائنات علیہ البیان سے معزز و ممتاز کیا اور وہ علامہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انکے اصحاب کرام علیہم السلام میں سے ایک ہیں اللہ تعالیٰ انکی دعا قبول فرمائے آمین

لے سکا ہے اہل سخن کی عزت بڑھا کر سرفراز کیا۔

ابالعد حمد و صلوة مخفی و محجب نہ رہے کہ شاعر شیوا سیان سخنور شیریں زبان مشہور جہاں
یکتاے زبان لائق و فائق، ماہر فنون و علوم جناب محمد اسماعیل سیٹھ صاحب معنوم کا مجموعہ
کلام منظوم سنی ”تہ کلیات معنوم“ زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر زمیت افزا ہے
بزم سخنوری ہے جس کا ہر مصرع مصرع باب فصاحت بیت بیت الشرف بلاغت ہر نظم رنگ
نظم گہر ہر اسر خرمیوں سے بھری ہے۔ کلام کا زیادہ حصہ حمد و نعت میں ہے اور درحقیقت
یہی شاعری کی جان اور سخنوری کا ایمان ہے۔ جیہر ہر مومن کا دل قربان سے مضایں
اگلے ہیں خیالات بلند۔ سارا کلام اول سے آخر تک ہر دل پسند۔ بندش چیت نشست
الفاظ درست۔ الغرض حتمی تعریف کیجا سچا و زیبا ہے۔

عالمینا علیہ مولانا الحاج قاری شاہ محمد سلیمان صفاقا درحی چشتی پھلوری

معنوم سیٹھ صاحب میرے بہت قدیم مخلص ہیں۔ میں نے انکی بہتر نظمیں اور بہتری غزلیں
خود انکی زبان سے سنی ہیں۔ صوبہ مدراس میں انکی ذات سے اردو شاعری اور اردو زبان دان
کی اچھی پرورش ہو رہی ہے۔ اسی لئے میں انکا دم مدراس کے لئے بہت غنیمت سمجھتا ہوں
سیٹھ صاحب ایک خوش بیان شاعر ہیں۔ انکی زبان صاف اور شستہ ہے۔ بعض
موقعوں پر لوگوں کو تعجب ہو گا کہ جنوبی ہند میں اردو زبان کی پستہنگی کہاں سے آئی۔
ان کے کلام میں محاورات کی بھی کمی نہیں ہے۔ سیٹھ صاحب لغت یا قومی نظمیں وغزلیں
زیادہ لکھتے ہیں مگر جب گل و بلبل پر اترتے ہیں تو اس رنگ میں بھی پیچھے نہیں رہتے۔ ایک
نہی رہی راسخ العقیدہ شاعر جیسا کہ سیٹھ صاحب ہیں اپنے کلام کے ذریعہ بہت سے مذہبی و
قومی کام انجام دے سکتا ہے۔ یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ ان کا دیوان زیر طبع ہے
امید ہے کہ قوم انکی قدر کرے گی اور اہل مدراس کے لئے اس میں بہت سے سبق ہونگے۔

عالی جناب س العلم السان حکمت مولوی انجمن بہادر طبراس

دیوان کئے چھپے جن اتفاق سمجھو یا اور کچھ میں نے آج تک نہ تاریخ لکھی نہ تقریظ اسلئے کہ یہ چیزیں میرے مذاق کی نہیں۔ کیوں نہیں؟ یہ شرح طلب ہے۔ سنے کون اور مانے کون؟
 اللہ اللہ ایک عجیب طاقت اس وقت مجھ سے میرے خلاف کام لے رہی ہے
 مشفق جناب مولوی اسماعیل سیٹھ صاحب معنوم ذی علم ہیں۔ سخنور ہیں۔ کہن مشق ہیں،
 متواضع ہیں، ہند ہیں، پاک باطن ہیں، یہ باتیں میں جانتا ہوں اور آپ کے اجاب میں
 سے کون نہیں جانتا۔

سب بڑا کمال یہ ہے کہ وہ مضغہ جو جسد خاکی میں ہے اور جسکی صلاح و فساد سے تمام لطف
 متاثر ہوئے ہیں اس پر نبی امی خداہ روحی کا عشق حکومت کر رہا ہے۔ یہ سعاد بزرگوارو
 یہی وہ چیز ہے جو آپ کے کلام کی رگ میں ساری ہے اور یہی وہ چیز ہے جسکی تاثیر کلام کو
 اکسیر بنا دیتی ہے۔ خراج تحسین یہ نلے تو کون لے؟ اللہم صل علی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
 دیوان دلپسند معنوم تاریخ مصرع ہے۔ اچھا نہیں تو برا بھی نہیں۔
 اللہ بس باقی ہو بس

عالی جناب مولوی رضا علی صدق و حشت صاحب دیوان کلکتہ

میرے محترم کرم فرما مولانا سیٹھ محمد اسماعیل صاحب معنوم کے کلام بلاغت نظام
 کا مجموعہ موسوم بہ "کلیات معنوم" کئے جیشیتوں سے قابل تحسین و ستائش ہے۔
 اول یہ کہ فیض اردو کا نمونہ اس سے پیش ہوا ہے۔ جہاں اردو کی اشاعت
 کی بڑی ضرورت ہے۔ دوم یہ کہ کلام کا پیشہ حصہ عقولیت میں ہے جس سے
 بہتر مصنف شاعر کی جولانی طبع کے لئے نہیں ہو سکتا۔ سوم یہ کہ یہ ایک اہل دل

اہل محبت، اہل مروت کا کلام ہے جو دلوں میں بے اثر کئے نہیں رہ سکتا۔ چارم یہ کہ یہ ایک ایسے بزرگ کا کلام ہے جن کی عمر شریف شش سال سے تجاوز کر گئی ہے۔ یہ کلیات مختلف اصناف سخن پر محتوی ہے۔ غزلیات۔ رباعیات۔ مقطعات۔ قصائد۔ مثلث۔ مربع۔ منمخس۔ مسدس۔ سب کے نمونے پلنگے۔ ارباب ذوق کو مرثوہ اور اہل دل کو نوید کہ انکی ضیافت طبع کا سامان مہیا ہو گیا۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ گرانہیا کلام مطبوع خاطر خاص و عام ہو گا۔

عالی جناب مولانا یعقوب حسن سیٹھ صاحب ساکن بریل

جناب محمد اسماعیل سیٹھ صاحب مغموم میرے قدیم دوست اور کرمفرما ہیں اور ان کے ساتھ ہم جماعتی کا بھی قریبی تعلق ہے۔ محبت و یگانگت کے پہلو بہ پہلو ان کے علم و فضل کی وجہ سے ان کی عظمت بھی میرے دل میں ہمیشہ نشین رہی ہے۔ شعر و شاعری کے فن سے بہت ہی کم آشنا ہوں اس لئے یہ میرا منہ نہیں کہ مغموم صاحب کلام کی داد دوں۔ ہاں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ جب کبھی میں نے کسی قومی جلسے میں، اور مدراس میں میرے اٹھائیس برس کے زمانہ قیام میں شاید ہی کوئی ایسا موقع ہوا ہوگا جس میں اسماعیل سیٹھ صاحب نے کم از کم بحیثیت شاعر حصہ نہ لیا ہو۔ جب کبھی مدوح کی نظم سنی میرے دل میں غیر معمولی حرکت پیدا ہو گئی واقعی شعر کا واحد مقصد نہیں ہوتا تاہم اس کا اعلیٰ ترین مقصد جذبہ دل کی تحریک ہے تو اس میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں کہ مغموم کا کلام فی الحقیقت کامیاب و موثر شاعری ہے محض متقی تقریر نہیں!

قطعات تاریخ ترتیب

جناب جان محمد اہل سنیہ صابا جانی ساکن کوچین تلمیذ مصنف

مرتب کیا ہے خوشابے نظر
درخندہ ہے مثل بدر منیر
کہ ہوں جہ پیمفتوں صغیر و کبیر
ہے ہر اک غزل سعیدیل و نظیر
ہیں مداح حضرت کے برنا و پیر
فضاحت بلاغت میں ہم رنگ میر
طلاقت میں حسن بیاں میں ہشیر
اگر ہوتے اس وقت مرزا دبیر
ستایش کرے کیا یہ عاجز فقیر
اگر کہہ دیں حضرت کو شعر اکے پیر
زبے فیض سے خوشہ چین فقیر
دماں تک ہے ان دیواں منیر
بنایا وہیں میں نے دل کو مشیر
پنے سال شمسی تو فخر کثیر

سخن سنج منعم نے کلیات
ہوئے رشاد ماں قلب اجباب
مضامین ہیں دلکش، معانی بلند
کروں کیا بیاں انکے اشعار کا
کلام ان کا مشہور ہے جا بجا
ہیں قادر کلامی میں ہمسر بہ ذوق
سخن آفرینی میں یکتا ہیں آپ
بصد شوق دل کہتے وہ مرجبا
غرض ان کی رنگینی طبع کی
نہ ہو کچھ تکلف نہ ہو کچھ غلو،
ملاحق تلمذ کافہ دی کو بھی
جہاں تک درخندہ ہیں مہرواہ
تخیل نے گھیرا مجھے ہر سال
کہا جس نے فوراً کہ جانی نہ کر

سنا ہے بس اب سال منقوٹ میں
عجب دلکش نسخہ ہے نظیر

۱۹۶۲ء

جناب مولوی رضا علی صدق و حشمت صدیق دیوان گلکشتہ

چو مغوم دیوان مرتب نمود بیس شہرت شعر لذت نشان ہمہ مائل شعر رنگین او گہ حمد خالق سراپد ز شوق برنگ تصوف دلش آشنا	دل بستہ نکتہ سخن کشتو د ز مدراس رفتہ بہند و ستاں ہمہ قائل طرز و آئین او گہ لغت احمد گوید بذوق ز شعرش رسد بوئے ہر دوفا
--	---

پئے سال تاریخ شد فکرم
شیدم زمانتف - در افشاں سخن
۱۳۶۶ م

قطعات تاریخ طبع

جناب سید عبد الجلیل صدیق اشہر ساکن دیوبند مصنف

فصل حق سے چھپ گیا ہے دفتر لغت رسول پائے اسکا اجر نزد بارگاہ کبریا اشہر احقر نے سال طبع کی جب فکرم کی	بے شبہ اسکے مصنف نے نئی پائی حیات حضرت مغوم عالیجاہ اور والا صفات کہدیا - آبرام جاں مغوم کی یہ کلیات
--	--

جناب فخر الدین صدیق الفت ساکن مدراس تلمیذ مصنف

کلیات آج ہوئی جلوہ گر بزم سخن بادہ حسن فصاحت سے سراپد معمور فیض روحانی شان سخن ہے یہ کلام	نذر ارباب معانی ہے کلام مغوم کیف اندوز بلاغت ہے یہ جام مغوم منظر مصحفی و میر ہے نام مغوم
---	--

آہ کہتا ہے کوئی واہ کلام مغموم
یہ ہے آئینہ جذبات تمام مغموم
کہ یہ ہے نسخہ اصناف کلام مغموم
بہر ہر جرحہ کش بادہ جام مغموم
زردہ تا حشر ہے شہر نام مغموم

حسن اور عشق کے مداح ہیں قابل اسکے
سوز عشق نبوی کی ہیں کچھیں تصویریں
شاعر نو کو یہ اسباق سمنگونی ہیں
یہ ہے دیوان گر ساقی جدت افزا
چمکے عالم میں الہی یہ کلام استاد

خوب نکلا ہے سن طبع سنا دوا لقت،
مہر گرہ دون معانی ہے کلام مغموم

عالم جناب مولوی محمد حسین خان صاحب بہادر ایمان گو پاموی کن راس

اس سے ظاہر ہے کہ اعلیٰ ہے مقام مغموم
کہہ دو ایمان کہ چھپا عمدہ کلام مغموم

کس فصاحت سے کئے نظم مضامین بلند
دل کو تاریخ کی تھی فکر کہ اتنے نے کہا،

جناب شاہ محمد بدراہین صاحب قادری شطاری صبیحۃ الہی تہر سکرین راس

ہو گیا ہے اب طلوع مہر تابان سخن
مانتا ہے اک زمانہ جسکو سلطان سخن
اس چین کی سیر دیکھیں قدرو انان سخن
طالبان ذوق معنی کے لئے خوان سخن
ہر غزل کا شعر کہتا ہے کہ ہوں شان سخن
دیکھیں مضمون کی لطافت کو ادا ان سخن
اسکا شہد اکیوں نہ ہو ہر ایک خوان سخن
روشنی طبع کو فاس ہے سامان سخن

جلوہ آرائگیاں، حضرت مغموم ہے
یہ ہے اس استاد کا بیشل اور اعلیٰ کلام
پھول میں ہر رنگ کے پھول کی ہے بوجہ
ہے غذائے روح کے سامان کا گسترہ آج
میں بہار جانفزا ہوں ہے یہ دعویٰ غزل
حسن بندش، شوکت الفاظ ترکیب بیاں
مرغزل ہے شوح بھی دلکش بھی رودا گتیر بھی
سیکڑوں در مانے معنی ہیں نہاں ہر نظم میں

بے سرفکار ہے اے بدر اس کا سال طبع
مرحبا حسن معانی ہے خیابان سخن،

جناب غوثی محمد انصاری صاحب بیجو و مدرسی الخطابیہ افسر الشعراء

چھپ گیا کلیات مغنوم اب
سال ہجری لکھا یہ بیجو و مدرسی
جسکی ہر اک طرف مچی ہے دہرم
کہ - کلام مکمل مغنوم

ولہ

کیا خوب کلیات ہے مغنوم سیٹھ کا
بیجو و مدرسی کو سال سیجی کا ہے خیال
کرتے ہیں جان و دل سے پسند اسکو خاص عام
برجستہ آٹھ بار کہو - حسن الکلام
۲۴۱۳۸
۶۱۹۲۸

جناب جان محمد بن اسماعیل سیٹھ جانی ساکن کوچین بلیمہ صنف

ہدیہ محمد اسماعیل سیٹھ مغنوم

طل اسماعیل استاد بافضال خدا ،
تا بود شمس و قمر جلوہ کناں از آسماں
بلبل گزار لغت بادشاہ دیں پناہ
روز محشر این صلہ از بہر او کافی بود
باصمیم قلب یا رب می کنم اکنون دعا
از عقیدت جستجو کردم ہر اے سال طبع
بر سرفا دیوں پر تو گلن ہر گاہ باد
کلیاتش ضو گلن مانند ہر دماہ باد
نغمہ زن در روضہ پاک حبیب اللہ باد
مدح گو مغنوم را شافع رسول اللہ باد
ہر زماں با حال و قالش فضل تو ہمراہ باد
این نذر آمد بگو شمع فکر تو بر راہ باد

کلیک جانی بے سرفکار چینی مرقوم کرد
کاں جاویں پختہ مغنوم علی بابہ باد

جنت اطیع شد بفضل خدا ہست مملو زلفت ختم رسل ہر غزل دلکش است معنی خیز بلبل خوشنوائے باغ ثنا افصح و خوش بیان ادیب من نام او در کمال شعر و سخن آں حلیم و کریم و نیک حصال دایما باد در جہاں شاداں از پیئے سال طبع شد سر دوش	ولہ بے بہا کلیات بدر منسیر بعد حمد خدا کے ربقت دیر آنکہ دیدت گفت رشک و سیر عاشق صادق بشیر و تدبیر شد بفضل و ہنر بخلق شہیر ہست مشہور مثل داغ و امیر حسن خلق و شفیق و پاک ضمیر آن سخن سخن او نسا و فقیر فوراً الہام در ضمیر جعفر
--	---

جای تبا کن بشوق دل مرقوم
نسخہ بے عدیل بہ منسیر
۱۳ھ

ولہ در صنعت توشیح

حضرت معنوم استاد م فصیح کیست جانی نیت کورا اعتراف	کرد و تصنیف این غرائب کلیات پاک و صاف است از مواب کلیات
--	--

حرف آخر را ز ہر مصرع بچیں
بہر سال این عجائب کلیات
۱۴ھ ۱۳ھ

ولہ

مرحبا کیا نعتیہ اشعار میں معنوم کے انکی نظم و نثر کی پہلے بھی شہرت ملی تھی جب اس قطعہات تاریخی کا ہوتا ہے وہی	عشق بجا آپ کو ہے شاہ مخزومی سے ہو گیا اب دلم روشن ٹوہاں تدویں سے چند قطعے پیش میں نے بھی کئے کو چین
---	---

سال فصلی بے شبہ ہو گا عیاں جانی ہوتیں،
گر (سراج آفاق) کو تم ضرب دے گئے تین سے
۸ ۳ ۱

و ل م

نظم پاکیزہ گہر ہے شعروں الماس ہے
طبع میں جن کی سخن کا ذوق ہے احساس ہے
ماں تجھے حق تلمذ کا اگر کچھ پاس ہے
ماتھے میں میں نے لیا پھر خامہ و قرطاس ہے

مر جا کیا خوب لکھی آپ نے یہ کلیات
و ادو دینگے خوب اسکی ماہرین فن شعر
دل نے سمجھا یا کہ کچھ فکری سال طبع بھی
جستجو ہو۔ نہ لگی تب سال سبجری کی مجھے

ملہم غیبی نے یوں دل میں مرے اتقا کیا
لکھ دے جانی (خوشنویس بلبل مرہاس) ہے

عالمین علامہ مولانا الحاج قاری شاہ محمد سلیمان خاں جشتی القاری بھلوری
المخلص حاذق

جوشیر سخن میں بطرز یلج
ادیب ولیب و اریب و یحج
مرصع مزین بہ نسق صحیح
مضامین و تکیو تو نصیح
نہ مضمون سقیم اور نہ بندش قبیح
فہان قلبی اذن یستخرج

مرے یار خوش طبع منموم سیٹھ
سمجھتا ہے ان کو ہر اک خاص و عام
چھپا ان کا دیوان بصد آفتاب
جو الفاظ و تکیو تو حصن حصین
نہ سرتاپا حسن و صحت ہے یہ
مجھے رنج قحط سخن کا جو تھا

جہے فکر تاریخ حاذق تو لکھ
چھپا یہ کلام بلبل مرہاس

جناب مولوی قاضی محمد کریم الدین صنازعیم نندیاں ضلع کرنول

مجموعہ کلیات عجب لا جواب ہے
یہ کلیات حضرت مغموم ^{بسر}
مثل گہر چمکتے ہیں اسکے تمام شعر
مفتوح قصر علم معانی کا باب ہے
مقبول اہل ملک ہے اچھی کتاب ہے
یہ کلیات خوب ہی پُر آب تاب ہے

ہم کہہ رہے ہیں بہر سن طبع لے زعیم
مغموم کا کلام یہ لو لا جواب ہے

جناب لانا شاہ حسین صناشہید خلف الصدق علامہ مولانا الحاج قاری شاہ محمد سلیمان صاحب قادری بھلواری

میرے بزرگ حضرت مغموم بادقار،
اک یکہ تازعہ علم ادب جو ہیں
ہے فن شاعری میں جنہیں دستگاہ نام
دیوان ان کا دیکھ کے کہتے ہیں اہل علم
اشعار دلپذیر مضامین دلپسند
بہر شعر ہے وہ شعر کہ جس شعر میں درد
ایسا کلام، اور پھر اتنا کلام، وہ
دیوان ان کا چھپتا ہے پہنچی جو یہ خبر
نئے انبساط میں اک بار ناگہاں

خورشید امج لطف درقلم وفا
مکن نہیں کسی سے ہوان کا مقابلہ
حیرت میں ایک خلق ہے سن کے غفلت
اک باغ لاہائے مضامین کا ہے کھلا
لا یکن الشاء کما کان حقہا
اور دردی وہ درد کہ جس درد میں مزا
یہ رنگ اور اس پہ یہ انداز مر جا
دل جو کہ تھا کالی کی طرح بند کھل گیا
آیا خیال مصرع تاریخ طبع کا

بولا شہزید آکے یہ مجھ سے ہر دشمنیاب
نیا کلام بہر وہ ہے مثل چھپ گیا

جناب سید صاحب کفیل کھمبھی و منصف کو رٹ یاں ضلع کرنل

یہ کلیات کیوں نہ مقبول جا بجا
شاعر ہیں اسکے حضرت مغموم ذی صفت
شباباش مل گیا تمہیں محنت کا اب صلہ
اسکے تمام شعر ہیں لاریب بے بہا
مشہور ہند میں ہے بہت نام آپ کا
محمود! تم نے اسکو مرتب جو کر دیا

یہ سال اسکے طبع کا بچے جی کفیل
مغموم کا کلام ہے بے عیب کہہ دیا،

جناب کیران عبد الرحیم سیٹھیہ صاحب متین سا کرن بنگلور تلمیذ مصنف

بزم شعرا میں مچی دھوم چھپی کلیات
نظیں ہیں غزلیں میں قطعے ہیں قصاید بھی
ہر غزل حسن فصاحت کی سر اسر تصور
اسکو دیا چہ تفسیر معانی سمجھو،
نور پھیلے گاشت تار سخن گوئی میں
ہے فصاحت و بلاغت بھی جلو میں ہر جا
کہ گلستان سخن ہے یہ کلام استاد
یعنے اک کاں سخن ہے یہ کلام استاد
جان جانان سخن ہے یہ کلام استاد
حسن عنوان سخن ہے یہ کلام استاد
مہر رخشان سخن ہے یہ کلام استاد
یعنے سلطان سخن ہے یہ کلام استاد

کہہ دسن حضرت مغموم کی دیواں کا متیں
حسن بستان سخن ہے یہ کلام استاد

جناب محمد رضا علی بادشاہ صاحب محبت بن محمد متعالی بادشاہ صاحب انست مغفور
کلام و متولی آثار شریف نبویہ و غوثیہ شاگرد حضرت شریف الشعراء، مدظلہ
جلوے یہ دیوان مغموم جو اسدم ہے
برجیہ مضامین میں لغت شدہ اکرم ہے

تاریخ محبت اٹف نے رضا کو دی،
مغموم کا دیوان بھی منظورِ رد و عالم ہے

خاکسارِ ابوالمقبول محمود و انمباری تلمیذِ مصنف مرتب کیا ہوا

مے کرم سے مغنم جنابِ مغنوم خوش بیاں کا
جب کیا نکلیاتِ مغنوم اگر مورب کے پسند خاطر
کہیں بلغی کہیں قصائد کہیں غزل اور کہیں س
نصیحت آمیز نثر اسکی اثرِ بلا کا ہے نظم میں بھی
ہوا جو شائع کلام دلکش بفضلِ خلاق کبریا ہے
کہ اس میں حمد خدائے تدوین بھی ہے اور نعتِ مصطفیٰ ہے
بطرزِ احسن کلام ہر ایک طرح کا اس میں چھپ گیا ہے
ہے کیا تعجب جو اسکو دیکھ گیا بول اٹھیا گاؤں و حباب

ہوا مرتب جو زیورِ طبع سے یہ دیوان پُر فصاحت
کلامِ مغنوم سلکِ زیبا۔ یہ سالِ محمود نے کہا ہے

سابقہ حفوظِ حقایق محمد عبید و ایضا و انمباری غلط سرِ نظام حیدر و دیگر شخص

نئے افضال سے اے ربِ قیوم
تمنا تھی زمانہ کو لبسِ شوق
فصاحت سے بھر ہر شعر جس کا
زمانہ نے نہ دیکھا مثل اس کا
قصائد میں کہیں غزلیں کہیں ہیں
کہیں تاریخِ بھانے پر مسترت
کرشمہ ہے جب اس کا عزیز و
غافل وہی ہر دم سے مقبول
تو اے دلِ دل کو آئے
کس سے کہی ہے ہاں کے جاوید
چھپا ہے اندازوں و دیوانِ مغنوم
عیان ہو خلق پر وہ سرِ کرم
بلاغت سے ہر اک مصرعِ مرقوم
فضیوں کو نکات اسکے ہوں معلوم
زباہیات کی بھی ہے کہیں دہوم
کہیں ہے غم کہ ہو ہر شخصِ مغنوم
نہو سرور و مغنوم اس سے محروم
کے سرور و انمباری سے مستغنی
تالیف ان سے ہیں کلامِ کرم
ہر خطِ ہر حرف کی ہر سطرِ کرم

کہا مسکین نے بیچ ہو سرور
ہوا مطبوع یہ دیوان منہوم

جناب یسین محمد عبدالستار صاحب مشیر ساکن دیو تلیمید مصنف

میرے استاد مکرم کا دیوان
لب التجا سے مشیر آج خوش ہو
بھلا اللہ اب چھپکے نکلے ہے دیکھو
یہ عمدہ ہے دیوان منہوم لکھنؤ

جناب حکیم شہیدہ محمد صنفۃ اللہ صاحب بنی القادری نوری ساکن راس

خوش بیاں منہوم اسمعیل سیٹھ
کلیات ان کا چھپا اب بے بہا
شاعری میں جن کی اعلیٰ شان ہے
گو ہر مضمون کی گویا کان ہے
ہر غزل حسن لطافت سے بھری
نظم ہر اک شاعری کی جان ہے
ہے یہ انکی کہنہ مشقی کی دلیل
انکو ہر شکل زمیں آسان ہے
آئینہ سے بھی مصفا ہے کلام
عقل جب کو دیکھ کر حیران ہے
کیا پھٹلا پھولا ہے بستان سخن
ہر کلی کی اک نرالی آن ہے

گلستان ہے نور ہر سال طبع
ایک چمن منہوم کا دیوان ہے

ولہ (رباعی)

دیوان وہ ہے یہ کہ نہیں جس کا جواب
لکھنؤ تاریخ طبع اسکی اسے نور
ہر خط ہے اسکا ایک درخشاں آب
منہوم کا پاکیزہ ہر کلام بنایا اب
جناب سید محی الدین صاحب واصل ساکن بنگلور

اے خالق دو جہاں پسندی
گدے شہ نعت اور حبندی

کلیات تجلیات مفہوم
سائنس نبوت ملک وصل

ولہ

یہ کلام و لفظ طبع رسا کی شان ہے
مرحبا کیا درج گوہر نعت کا دیوان ہے

کیا سخن مفہوم کا ہے ملک مروارید ہے
کر دے وصل سن تاج کا اظہار بھی

خاتم الطبع

الحمد للہ کہ طبع کیا کام بخیر و خوبی سر انجام کو پہنچا۔ اگر میرے معاونین میری امداد پر آمادہ نہ ہوتے تو مجھ سے کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ میرے برادر عزیز محمد اسحق سیٹھی صاحب عمر نے میرا سارا کام اپنے لیے لیکر مجھے بکھڑا کر دیا صحت کثرت اور فراہمی اجزائے کلیات اور باتر تیب کی نگہداشت اور حفاظت کے کام میں ان کی سعی و کوشش قابلِ قیام ہے جزا ہم اللہ خیر الجزا۔ میرے محب و ملو از جناب خطیب قاضی بادشاہ ممتاز حرم کے فرزند سعید جناب خطیب عبد الرشید صاحب عمر نے حسن انتظام نے طبع کے کام میں بیش بہا تائید بخشی مکتب اور طبع اور جلد بندی کا کام انہوں نے اپنے ذمے لے لیا۔ کاپی لانا اور لیجانا پر وف اور طبع شدہ فارم لانا یہ سارا کام انہی کا تھا۔ میرے تلمیذ جناب ابوالمقبول محمد الحسن صاحب عمر نے ترتیب کیا اور کتب مسودہ کا کام خوش اہلی کے ساتھ سر انجام کو پہنچایا اور انتظام طبع میں سعی بھی فرمائی۔ میں ان دونوں کو دعا ہے خیر سے یاد کرنا ہوں۔ خداوند کریم ان کو عمر و اقبال کے ساتھ دیر گاہ دہہ رکھے۔ ناظرین سے التجا ہے کہ وہ میری سہو و خود گذشتگی کو درگزر کر کے دعا ہے خیر سے

حاکم کسا۔ محمد اسماعیل مفہوم

بر ۲۲ مئی ۱۳۸۱ء